"لے لوں پھر تمہاری جان"۔۔۔۔؟؟وہ اس کی بھیگی آنکھوں میں ڈوبتا پوچھ رہا تھا۔۔۔۔وہ اچانک سے ہی بچوں کی طرح لڑنے والا لڑکا۔۔۔بڑا ہو گیا تھا۔۔۔۔جو الفاظ سے مبہوت کر دیتا تھا۔۔۔۔اسکے سوال نے کیرت کو نظریں جھکانے پہ مجبور کر دیا تھا۔۔۔۔۔ نظریں چھکیں۔۔۔۔آنکھ کا آنسو پلک پہ ٹھہر گیا۔۔۔۔بے مول ہو جاتا۔۔۔اگر وہ جھک کر اسکو اپنے ہونٹوں پہ نہ سنبھال لیتا۔۔۔۔۔ اسکے نرم ہونٹوں کا لمس کیرت کے دل میں کچوکے لگا گیا۔۔۔۔ سانس خود ہی گہرے ہو گئے۔۔۔۔۔وہ آنسوں انمول کر کے اس کے چہرے سے دور ہو گیا۔۔۔پر بازو ویسے ہی پکڑ رکھا تھا۔۔۔۔

روٹھا ہوا عشق

از قلم

(امیر حمزہ)

روٹھا ہوا عشق

از قلم :- امیر حمزہ

ایک پھول یادوں والا

تمہیں یاد ہے۔۔۔؟؟

وہ بہار کی پہلی رت۔۔۔۔۔

جب تم اور میں باغ میں تھے۔۔۔۔

اور ہر طرف اوس پھیلی تھی۔۔۔۔۔

اس اوس کو گواہ بنا کر ہم نے۔۔۔۔

ساتھ رہنے۔۔۔ساتھ نبھانے کا وعدہ کیا تھا۔۔۔۔۔

اس وقت تمہیں وہاں۔۔۔۔

اس باغ میں ایک پھول بھا گیا تھا۔۔۔۔۔۔

exponovels

تمہیں وہ پھول چاہیے تھا۔۔۔۔۔

پر اس پھول کے گرد۔۔۔۔۔

بہت سے کانٹے تھے۔۔۔۔۔

لیکن وہ پھول تمہیں چاہیے تھا۔۔۔۔

تو۔۔۔

میں انکار کیسے کر سکتا تھا۔۔۔۔۔؟

میں نے وہ پھول توڑا۔۔۔۔۔

تم پیچھے بینچ پہ بیٹھی تھیں۔۔۔۔۔

تمہاری طرف میری پشت تھی۔۔۔۔۔

تم دیکھ ہی نہ پائی کہ مجھے پھول توڑتے

کتنی اذیت ہوئی۔۔۔۔۔۔ پر میں نے وہ پھول توڑ لیا۔۔۔۔۔

تمہیں دیا۔۔۔۔۔ اپنا زخمی ہاتھ چھپا لیا۔۔۔۔۔۔

تم پھول دیکھ کر خوش ہو گئیں۔۔۔۔۔۔ اور وہ پھول۔۔۔

تم نے میرے کوٹ کی جیب میں لگا دیا۔۔۔۔۔ اور کہا۔۔۔۔

یہ نشانی ہے میری تمہارے پاس۔۔۔۔۔ابھی جارہی ہوں۔۔۔۔۔

اسکے مرجھانے سے پہلے آجاؤں گی۔۔۔۔۔

تم یہ کہہ کر چلی گئیں۔۔۔۔۔اور میں وہ پھول۔۔۔۔

اپنے سینے سے لگائے تمہاری واپسی کا انتظار کرتا رہا۔۔۔۔۔۔

وہ پھول مرجھاتا گیا۔۔۔۔۔۔پر تم واپس نہ لوٹیں۔۔۔۔۔

پر میں نے اس پھول کو خود سے جدا نہ کیا۔۔۔۔۔

سینے سے ہی لگائے رکھا۔۔۔۔۔اور اسے ایک نام دے دیا۔۔۔۔۔۔

وہ پھول تمہارا تھا۔۔۔۔۔تمہاری نشانی۔۔۔۔۔

اس پھول سے مجھے۔۔۔۔مہک کم تمہاری یاد زیادہ آتی تھی۔۔۔۔۔

اس لیے اسے میں نے نام دیا۔۔۔۔۔۔

ایک پھول یادوں والا"۔۔۔۔۔۔جس سے مہک نہیں۔۔۔۔۔۔"

بس تمہاری یاد۔۔۔فقط تمہاری یاد آتی ہے۔۔۔۔۔۔۔

_____&&&&&&&&&&&&&&&&&&&&&&&&&&&&&&_____

___

سرد شام امریکہ کے دل نیویارک کی سڑکوں پہ اتر گئی تھی۔۔۔۔۔امریہ کا سب سے زیادہ آبادی کا حامل یہ شہر ہمیشہ سے ہی توجہ کا مرکز رہا ہے۔۔۔۔اسکی ہر بات خاص تھی۔۔۔۔اسکی ہر بات نرالی تھی۔۔۔۔۔اطراف میں اتری شام میں وہ بے حد خاموش نیچے نظریں کیئے سر مئی صاف ستھری سڑک پہ چل رہا تھا اس نے وائٹ شرٹ کے اوپر لیدر کی بلیک جیکٹ اور سکائے بلیو جینز کی پینٹ پہنی ہوئی تھی جس کی جیبوں میں اس نے ہاتھ ڈالے ہوئے تھے آج نیویارک کا موسم عام دنوں سے زیادہ سرد تھا ڈھلی ہوئی شام اور سڑک پہ گرتی ہلکی ہلکی اوس ایک عجیب اور اداس سا منظر پیش کر رہی تھی اسے اس وقت مارکٹ میں کوئی کام نہیں تھا پر اس شام کے بوجھل اور اداس منظر میں وہ بھی اپنا حصہ ڈالنے آگیا تھا سڑک پہ کافی رش تھا مرد و زن کی ایک بڑی تعداد تھی جو اسکے ساتھ آگے پیچھے دائیں بائیں ہنستی مسکراتی چل رہی تھی پر وہ کسی کو نہیں دیکھ رہا تھا وہ چلتے چلتے ایک کیفے کے پاس رکا ویٹر فوراً اسکے قریب آکر مؤدب انداز میں کھڑا ہو گیا۔۔

میں آپکی کیا مدد کر سکتا ہوں سر"۔۔۔۔؟؟ ویٹر نے انگلش میں کہا تھا۔۔۔" '

مجھے کولڈ کافی چاہیے"۔۔۔اس نے بھی انگریزی میں جواب دیا یہ کہتے اسکے چہرے پہ کوئی" تاثر نہیں تھا وہ وہاں کھڑا بھی ایسے تھا جیسے بہت جلدی میں ہو اور نہ چاہتے ہوئے بھی اُسے

یہاں رُکنا پڑگیا۔۔۔۔اسکی بات پہ ویٹر کی آنکھیں حیرت سے پھیل گئیں۔۔۔۔۔وہ اسکا برف سا سفید چہرہ بغور دیکھنے لگا جس پہ ہلکی ہلکی شیو تھی اتنی شیو اسکی ہمیشہ سے رہی تھی ہے یا نہیں"۔۔۔؟؟ ویٹر کے اسطرح دیکھنے پہ اسکے چہرے پہ ایک نادیدہ سی غصے کی" شکن آئی تھی اور لہجے کی سختی بڑھ گئی تھی۔۔۔

سوری سر ہمارے پاس اس وقت تو نہیں ہے"۔۔۔۔ویٹر نے مسکرا کر کہا یہ کہتے ویٹر" نے اِدھر اُدھر نظریں گھمائیں اور اِرد گرد کے خنکی کے حصار میں مقید ماحول کو دیکھا وہ شاید اپنے سامنے کھڑے اس شخص کو جو انگریز نہ ہو کر بھی انگریزوں سے زیادہ انگریز لگتا تھا جس کا لہجہ اور بالوں کا اسٹائل بریٹش تھا اسکو احساس کروانا چاہ رہا ہو کہ اس قدر ٹھنڈے ماحول میں اسے کولڈ کافی کہاں ملے گی۔۔؟؟

ہمممم"۔۔اس نے اپنے گلابی ہونٹوں کو بھینچ کر کہا تھا اس وقت وہ ایسا لگ رہا تھا جیسے" برصغیر کا نیا لارڈ آیا ہو۔۔۔۔

اس کے علاوہ آپ کچھ اور بتا دیں"۔۔؟؟"

ایک ٹھنڈی کولڈ ڈرنک"۔۔۔اس نے ویٹر کے سوال پہ سرد لہجے میں کہا ویٹر نے کچھ" کہنے کے لیے لب کھولے پر جب اسنے اپنے سامنے والے کو خود کو اگنور کرتے دیکھا تو سر کو جنبش دے کر چلا گیا اور وہ وہیں کھڑا رہا اردگرد کی بہت سی کرسیاں خالی تھیں وہ ان کو

دیکھ رہا تھا پر کسی ایک پہ بھی بیٹھا نہیں یہ ایک اوپن ایریا کیفے تھا جسکے ٹیبلز اور کرسیاں باہر آسمان تلے لگی ہوئی تھیں ہر ٹیبل پر ایک چھوٹے گلدان میں پھول رکھے تھے اور گلدان کے ساتھ ہی ایک کینڈل جل رہا تھا موسم سرد ہونے کی وجہ سے اکثر کرسیاں اور ٹیبلز خالی کسی کے آنے کا انتظار کر رہی تھیں۔۔۔اس نے اپنا دایاں ہاتھ اپنی جینز کی پینٹ سے نکالا اور کلائی پہ بندھی ریسٹ واچ میں وقت دیکھا دس بجنے میں ابھی کچھ دیر تھی ویسے اسے کوئی ضروری کام یا اس نے کہیں جلدی پہنچنا نہیں تھا وہ اپنی مرضی کا مالک تھا کہاں جانا ہے اور کب جانا ہے یہ سب وہ خود طے کرتا تھا پر اس وقت اُسے یہاں کھڑے ہوئے پانچ منٹ سے زیادہ ہونے والے تھے اور وہ دل میں فیصلہ بھی کر چکا تھا کہ اگر ایک منٹ میں ویٹر نہ آیا تو وہ یہاں سے چلا جائے گا پر چھٹا منٹ ہونے سے پہلے ویٹر کولڈ ڈرنک لے کر آ گیا تھا کولڈ ڈرنک دیکھنے سے ہی کافی ٹھنڈی لگ رہی تھی اس نے ویٹر "keep" کے ہاتھ سے کولڈ ڈرنک لی اور والٹ سے پیسے نکال کر ویٹر کے ہاتھ پہ رکھے اور یہ کہہ کر کیفے سے باہر نکال گیا ویٹر نے اپنے ہاتھ میں موجود نوٹ کو "thechange" دیکھا جو اسکی ایک دن کی کمائی سے زیادہ تھا اور پھر اس لڑکے کو دیکھا جو اب پھر سڑک پر تیز تیز چل رہا تھا ویٹر کے چہرے پہ اب مسکراہٹ تھی اسنے اس نوٹ کو جلدی سے اپنی جیب میں ڈال لیا اور دوبارہ کام میں لگ گیا۔۔۔

اس نے کیفے سے کچھ دور جا کر کولڈ ڈرنک کا ڈھکن کھولا اور گہری گھونٹ لی جس سے تقریباً آدھی بوتل خالی ہوگئ وہ کولڈ ڈرنک پیتے ہوئے سڑک سے کچھ فاصلے پہ بنے ایک چھوٹے سے گارڈن میں چلا گیا گارڈن کی گھاس پہ گرے اوس کے قطرے اسکے جوگرز رکھنے سے لڑکھڑاتے گھاس سے نیچے گر رہے تھے وہ ایک بینچ کے پاس آکر رک گیا اب کی بار اس کا ارادہ بیٹھنے کا تھا پر بینچ گیلا تھا تو اسنے اپنا ایک پاؤں بینچ پہ جما لیا۔۔۔۔ پھر ایک گھونٹ کولڈ ڈرنک کی لے کر کولڈ ڈرنک والے ہاتھ کو بینچ پہ رکھی ٹانگ کے گھٹنے پہ رکھ لیا اس نے ایک نظر پورے گارڈن میں دوڑائی اور ایک جگہ اسکی نظریں رک گئیں گارڈن میں لگی سفید روشنی میں اسے دو جھکے ہوئے وجود نظر آئے وہ وجود واضع نہیں تھے پر اسکی توجہ اپنی طرف مبذول کر چکے تھے کچھ پل گزرے تو وہ دونوں وجود سفید روشنی کے نیچے آ گئے وہ ایک عام نقوش والے انگریز بوڑھا بوڑھی تھے جو ایک دوسرے کا ہاتھ پکڑے گارڈن میں ہلکا ہلکا چل رہے تھے بوڑھا بلیک تھری پیس

میں ملبوس تھا اور بوڑھی عورت جو شاید بہت بیمار تھی اسنے ایک ہاتھ میں لاٹھی پکڑی ہوئی تھی اور دوسرا ہاتھ اپنے ہمراہی کے سپرد کیا ہوا تھا جو اسکے ہمراہی نے بے حد مضبوطی سے پکڑا ہوا تھا بوڑھی عورت نے وائٹ ٹکھنوں تک آتا سکرٹ پہنا ہوا تھا جس پہ گلابی اور سفید پھول پرینٹ تھے بوڑھے نے اس بوڑھی عورت کو کچھ کہا جس پہ وہ ہنسنے لگی تھی اور

بوڑھا اسکی ہنسی کو دیکھ کر مسکرانے لگا وہ بھی ان دونوں کو دیکھ رہا تھا پھر انکی مسکراہٹ دیکھ کر اسکے چہرے پہ بھی ہلکی سی مدھم سی مسکان آکر رک گئی گہری سبز مائل آنکھوں میں دلچسپی بڑھ گئی تھی وہ ان دونوں کو ساتھ چلتے باتیں کرتے دیکھتا رہا کچھ دیر بعد وہ جوڑا گارڈن سے چلا گیا تو وہ بھی گارڈن سے باہر آگیا اب اسنے گھر جانا تھا وہ اپنے گھر کو جاتے رستے پہ چلنے لگا تو اسے ایک آواز نے روکا وہ پلٹا۔ ایک فقیر ہاتھ جوڑے کھڑا تھا۔۔۔

"مجھے بھوک لگ رہی ہے صبح سے کچھ نہیں کھایا"۔۔۔؟؟ فقیر نے یہ کہتے اپنی آنکھوں پہ ہاتھ لگایا تھا اسکی انگلیوں پہ کچھ نمی لگ گی جو اسکے آنسوں تھے گہری سبز مائل آنکھیں اس فقیر کو کچھ دیر دیکھتی رہیں پھر اس نے والٹ نکالا اور والٹ میں جتنے سیکے تھے سارے نکال کر اس فقیر کے ہاتھ پہ رکھ دیئے اور جانے لگا تب فقیر نے اسکے عقب سے کہا۔۔۔

"کوئی دعا بتا جاؤ کوئی خاص دعا جو میں تمہارے لیے رب سے مانگوں"۔۔۔۔

فقیر کی اس بات نے جیسے اس کے قدم پتھر کے کر دیئے

ہوں۔۔۔ وہ پلٹا۔۔۔۔ فقیر کو دیکھا۔۔۔

"میں نے سولہ سال کی عمر میں محبت کی تھی پھر اسے کھو دیا اب دعا کرنا وہ محبت مجھے جلدی مل جائے"۔۔۔۔

وہ یہ کہہ کر رکا نہیں اور فقیر سے دور ہوتا چلا گیا فقیر اسکی پشت جب تک دیکھتا رہا جب تک وہ اندھیرے میں غائب نہ ہوگیا۔۔۔

_____&&&&&&&&&&&&&&&&&&&&&&&&&&&&&&&&&&&&&&_____

اگر زندگی کی کتاب سے کچھ تبدیل کرنے کا موقع قدرت انسان کو دیتی تو وہ قدرت کی کتاب کی واٹ لگا دیتا۔۔۔ کبھی اسے کچھ تبدیل کرنا ہوتا تو کبھی کچھ۔۔۔۔۔ پر اس نے تو صرف اپنا چہرہ تبدیل کرنا تھا۔ کس نے۔۔؟ وہی جو جولائی کے مہینے کی تپتی دوپہر میں حبس سے بھرے کچن میں جلدی جلدی ہاتھ چلا رہی تھی۔۔ پیشانی پہ آئے ہوئے بال پسینے سے پیشانی پہ ہی لٹوں کی صورت میں چپک گئے تھے وہ بار بار اپنے لون کے عام سے سوٹ کی آستین سے پسینے کو صاف کرتی پتیلے میں چمچہ چلاتی پھر دوپٹے سے پورا چہرہ صاف کرتی "آپی جلدی کرلو کب سے انتظار کر رہے ہیں" باہر سے آتی آواز نے اس کے ہاتھ مزید تیز کر دیئے تھے اس نے اپنے ہاتھوں کو مشین کی طرح چلنے پہ مجبور کر دیا تھا یا پھر دھوپ کی کرن نے جو شلف پہ رکھے چولہے کے سامنے بنی چھوٹی کھڑکی سے آ رہی تھی وہ کھڑکی بس نام کی کھڑکی تھی کھڑکی کے دروازے ٹوٹ کر کب کے اتر گئے تھے اور اس پہ لگی جالی بھی ٹوٹ ٹوٹ کر بڑے بڑے سوراخوں میں

تبدیل ہوگئی تھی دھوپ عین اس کے چہرے پہ آرہی تھی کچھ دھوپ کی گرمی اور کچھ آگ کی تپش دونوں ہی اپنے جوبن پہ تھیں۔۔۔۔اس کا خوب امتحان لے رہی تھیں وہ کبھی کچھ قدم پیچھے ہوتی تو پھر بریانی کے جلنے کے ڈر سے دوبارہ چولہے کے سر پہ آجاتی۔۔"بس لا رہی ہوں پانچ منٹ "اس نے بریانی کے پتیلے کو دم کے لیے رکھ کر باہر بیٹھے لوگوں کو "حوصلہ دیا تھا "امی فرحت یا علیزہ میں سے کسی کو بھیج دیں وہ آکر دہی میں چٹنی ملالیں گی سامنے رکھی دہی کو دیکھ کر اس نے ماں کو کہا اور خود برتن دھونے لگی۔۔

نہیں بھئی میں نہیں جاؤں گی گرمی دیکھی ہے کتنی ہے"۔۔؟"

اور نہ ہی میں جاؤں گی"۔۔اس کی آواز پہ فرحت اور علیزہ دونوں ہی گرمی کا رونا رونے" لگیں "آپی آپ خود ہی کرلیں نا آپ کو تو پتہ ہے گرمی سے ویسے ہی جلد خراب ہوگئی ہے میری اور اب کچن میں جاکر اور بھی خراب ہوجائے گی "علیزہ نے بیچارگی سے اپنے ہاتھوں کو دیکھ کر کہا تھا اور ساتھ ہی ماں اور دادی کی طرف تائید کے لیے دیکھا۔۔

ہاں صحیح کہہ رہی ہے میری بچی نہ جائیو ساری جلد جھلس گئی ہے پہلے ہی تیری"۔۔۔" دادی نے فوراً حمایت لی۔۔۔۔۔

ہاں کیرت تم خود ہی کرلو گرمی سچ میں بہت ہے اور کچن میں اتنی گرمی میں ایک ہی فرد کھڑا" ہوجائے کافی ہے دوسرے سے تو مزید گرمی میں اضافہ ہوتا ہے"۔۔۔ماں نے بھی علیزہ

کی بات کی تائید کردی اوران تینوں کی بات سن کرایک پل کیلیئے کیرت کے ہاتھ رک گئے تھے کیا سچ میں اتنی گرمی ہے.جس سے علیزہ کی جلد خراب ہوجائے گی "کیا میری جلد نہیں ہے میں بھی تو گرمی میں جل رہی ہوں میرا خیال کیوں کسی کو نہیں آتا"۔۔۔؟ کیرت ایک پل میں سب سے بیزار

ہوگئی تھی اور ہوتی بھی کیوں نہ بچپن سے یہ سب برداشت کرتی آرہی تھی ہر مرتبہ چھوٹی بہنوں کواس پہ ترجیح دی جاتی جب وہ پیدا ہوئی تھی تواس کے ابو بڑے خوش تھے بھاگتے دوڑتے وہ اسپتال کے باغ میں آئے جہاں ان کی اماں، کیرت کی دادی بیٹھی تھیں "اماں میں باپ بن گیا لڑکی ہوئی ہے" وہ خوشی سے پاگل ہوتے جارہے تھے۔۔
اچھا لڑکی ہوئی ہے"۔۔۔؟ بیٹے کے منہ سے لڑکی کا سن کران کا منہ سا اترگیا۔۔"کیسی" ہے گوری تو ہے نین نقش کیسے ہیں"۔۔"کس پہ گئی ہے"۔۔۔؟ انہوں نے ایک ہی سانس میں سارے سوال پوچھ لیے تھے انورا پنی ماں کی بات پہ ہنسے "اماں جی آپ خود دیکھ لیں نا آئیں اندر چلیں"۔۔۔انورنے ماں کا ہاتھ پکڑااوراسپتال کے اندر لے کر چلے گئے۔۔"اماں یہ دیکھیں"۔۔انورنے ننھی سی کیرت کو بڑی احتیاط سے اپنے ہاتھوں میں اٹھا کرماں کے سامنے کیا۔۔۔جب کیرت کی دادی نے کیرت کو دیکھا توان کی ہوائیاں اڑ

گئیں۔۔کالی رنگت عام واجبی نقوش پر بھوری آنکھیں بڑی بڑی تھیں کیرت اپنے ماں باپ جیسی تو بالکل نہیں تھی نہ ہی وہ اپنی دادی جیسی تھی وہ تو اپنی نانی جیسی تھی بد نصیب نانی جیسی جن سے اسکی دادی کی کبھی نہیں بنی تھی وہ رشتے میں کیرت کی دادی کی بھابھی لگتی تھیں۔۔۔پر مجال ہے جو دادی نے کبھی انہیں بھابھی مانا ہو۔۔۔۔کیرت کو دیکھ کر اسکی دادی پھوں پھاں کرتیں اسپتال سے گھر چلی گئیں انور اپنی ماں کو روکتا رہا پر وہ نہ رکیں انور نے کال کر کے اپنی بیوی نجمہ کی ماں کو بلا لیا تھا تاکہ وہ اپنی بیٹی اور نواسی کے پاس رک جائیں اور وہ گھر جا کر اپنی اماں سے بات کر سکے

نواسی کا سن کر کیرت کی نانی سر کے بل اسپتال آئی تھیں اور انور اپنی ماں کے پاس گھر چلا گیا۔۔۔۔۔۔

_____&&&&&&&&&&&&&&&&

_____&&&&&

اماں کیا ہوا آپ اسپتال سے کیوں آ گئیں"۔۔۔؟ گھر میں داخل ہوتے ہی انور اپنی ماں کے پاس گیا جو منہ بنائے تخت پر بیٹھی تھیں

کیوں نہ آتی تو بہت خوش ہو رہا ہے بیٹی کی پیدائش پر رنگ دیکھا ہے اسکے نقوش دیکھے ہیں کس جیسے ہیں اس تیری بیٹی کے"۔۔۔

اماں رنگ سے کیا ہوتا ہے خون تو میرا ہی ہے نا"۔۔۔ انور ماں کے پاس ہی بیٹھ گیا"
تھا۔۔۔ بھولا تھا ماں کی مانتا تھا۔۔۔ اور ماں کے روٹھنے پہ مناتا بھی تھا۔۔۔۔
ہاں خون تیرا ہے پر تیرے جیسا نہ ہے میرے جیسا نہ ہے اس کی شکل اپنی نانی جیسی"
ہے کالی"۔۔۔ وہ انتہائی غصے سے بول رہی تھیں
اماں تو کیا ہوا کالے گورے سے کیا ہوتا ہے"۔۔؟"
کیوں نہیں ہوتا۔؟ ہوتا ہے جن کے چہرے کالے ہوے ہیں ان کے نصیب بھی کالے"
ہوے ہیں گھر کے گھر برباد کر دیوں ہیں کالے رنگ کی عورتیں اور تو نے اسکی آنکھیں
دیکھی ہیں کیسی ہیں بڑی بڑی بھوری بالکل اسکی نانی جیسی جو میرا پورا مائیکہ کھا گئی"۔۔۔۔
اماں ایسا کچھ نہیں ہوتا یہ اکیسویں صدی ہے"۔۔۔ انور ماں کی باتوں سے اب عاجز ہو رہا"
تھا
صدی کوئی بھی ہو کم بختی کم بختی ہی رہوے ہیں اور تو بھول گیا تیرے ماموں نانا نانی کے
ساتھ کیا ہوا تھا جب زینت بیاہ کر آئی تھی"۔۔۔۔؟
اماں بس کر دیں وہ سب پرانی باتیں ہیں اور جو آپ کہنا چاہ رہی ہیں ایسا کچھ نہیں ہوتا وہ"
سب کچھ قسمت میں لکھا تھا اور مرنا تو ایک نہ ایک دن سب کو ہی ہے" انہوں نے گہرا

سانس لیا "وہ میری بیٹی ہے میں اس کو پھینک تو نہیں سکتا اب وہ چاہے جس کسی جیسی بھی ہو ہے تو میرا خون ہی"۔۔۔۔۔ وہ ماں کو سمجھانے کی ہر ممکن کوشش کر رہے تھے بس بس مجھے سمجھانے کی کوشش نہ کریں میں نہ جاؤں گی اب اسپتال اور اپنی اولاد کو مجھ" سے دور ہی رکھیو"۔۔۔ انہوں نے دو ٹوک کہا تو انور سرد آہ بھر کے ماں کے پاس سے کھڑے ہو گئے اور ان کی اماں خود وضو کرنے چلی گئیں وضو کر کے وہ جائے نماز پہ بیٹھ گئی تھیں بلا پیدا ہو گئی تھی ان کے گھر، اور اب انہوں نے کیسے بھی کر کے اس بلا سے خود کو اور اس گھر کو بچانا ہے۔۔۔

&&&&&&&&&&&&&&_____

_____&&&&&&&&&&&&&&

کیرت کی نانی اسپتال آ گئیں۔۔۔۔ اپنی نواسی اور اسکے نقوش رنگ اور آنکھیں دیکھ کر وہ بے حد اداس ہو گئیں ماضی کی ساری تکلیفیں انکے سامنے ایک بار پھر آ گئی تھیں انہیں لگتا تھا کہ ان کی کہانی ان کے ساتھ بہت جلد ختم ہو جائے گی کوئی دوسرا اس بد نصیبی کی آگ میں نہیں جلے گا پر قدرت نے کیسا کھیل کھیلا تھا ان کی نواسی کو ان جیسا بنا دیا تھا

کتنا ظلم کیا قدرت نے اس چند گھنٹوں کی بچی کے ساتھ۔۔۔۔۔ اپنی نواسی پہ انہیں بہت ترس آیا۔۔۔۔۔ کیرت ان کی گود میں رونے لگی تھی اور نجانے کیوں اس چھوٹی سی کیرت

کو دیکھ کر انکی آنکھیں بھی نم ہوگئی تھیں شاید وہ جان گئی تھیں کہ کیرت کی قسمت میں اب سے رونا ہی لکھ دیا گیا ہے وہ دل ہی دل میں خدا سے شکوہ کرتی رہیں کہ کیوں خدا نے اس بچی کو ان جیسا بنا دیا۔۔؟؟ کیوں ایک زینت کی کہانی ایک پہ ہی ختم نہیں ہوئی وہ جانتی تھیں کہ کیرت کو کبھی اسکی دادی قبول نہیں کریں گی اور ان کی باتیں دوسروں کو بھی کیرت سے دور کر دیں گی

انہوں نے اسپتال میں ہی انور کے سامنے ہاتھ جوڑ لیے تھے کہ کبھی اس بچی کو اُن کے جیسا ہونے کی سزا نہ دی جائے اور کبھی بھی اُس کو ماضی کے بارے میں علم نہ ہو انور نے انہیں زبان دی کہ وہ ایسا کچھ نہیں ہونے دیں گے پر کیرت کی نانی کو تسلی نہ ہوئی وہ جانتی تھیں کیرت کی دادی اور ان کی عادت کو اور ہوا بھی ایسا ہی دادی کیرت کو ہاتھ تک نہ لگاتیں وہ روتی رہتی پر کبھی انہوں نے کیرت کو ہاتھ نہیں لگایا اور نہ جانے کیا کیا کہتی رہتیں کیرت کی ماں جل جل جاتی پر پھر وقت کے ساتھ انہیں بھی یہ سب سننے کی عادت ہوگئی

کیرت کے دس سال بعد انور کی ایک اور بیٹی فرحت ہوئی جو اپنے ابو جیسی تھی اور اس کے ایک سال بعد انور کو اللہ نے ایک اور بیٹی دی علیزہ جو اپنی دادی کے نقوش کی حامل تھی کیرت کے بعد کی دونوں پوتیاں دادی کی جان تھیں اور کیرت ایک ناپسندیدہ اور زبردستی کا رشتہ انور نے اپنی ماں کو سختی سے کہہ دیا تھا کہ وہ تینوں

بچیوں کو کبھی ماضی میں ہونی والی کہانی کے بارے میں نہ بتائیں جو ہوگیا سو ہوگیا۔۔۔۔۔پر کیرت کی دادی پھر بھی جب جب کیرت کو دیکھتی تو پتہ نہیں کیوں انہیں ایک عجیب سا غصہ آنے لگ جاتا۔۔۔۔کیرت کا اصل نام تو کبھی انہوں نے لیا ہی نہیں تھا منحوس، کالو، کم بخت اور نجانے کیا کیا کہتی رہتیں وہ کیرت کو۔۔۔کیرت کو تو انہوں نے اسکول میں بھی داخل نہیں ہونے دیا تھا پر جب فرحت بڑی ہوئی تو نجانے کیسے ان کے دل میں رحم آگیا اور انور کو کیرت کا بھی داخلہ فرحت کے ساتھ کروانے دے دیا کیرت کی عمر بڑی تھی اور وہ سمجھدار بھی تھی اس لیے ٹیچر نے اس کو دوسری جماعت میں کر دیا تھا پر وہ پھر بھی اپنی ہم جماعتوں میں سب سے بڑی لگتی تھی۔۔۔

گھر میں اسکی موجودگی نہ ہونے کے برابر تھی دادی کے ہر وقت اسے حقارت بھرے جملے کہنے سے علیزہ اور فرحت نے بھی اسے حقارت کا نشانہ بنانا شروع کر دیا وہ بات بات پہ کیرت سے لڑتیں اور شکایت بھی خود ہی کر دیتیں اور دادی بڑھ چڑھ کر کیرت کو سناتیں کیرت کی ماں اگر اس کی طرفداری کر دیتی تو دادی کی لڑائی ان سے بھی شروع ہوجاتی کیرت کو کبھی سمجھ نہیں آئی کہ دادی اس سے اتنی نفرت کیوں کرتی ہیں "کالا رنگ کیا سچ میں اتنا بڑا داغ ہے۔۔۔؟ کہ گھر والے آپکو ہاتھ لگانا بات کرنا بھی پسند نہیں کرتے "۔۔۔۔ان سب سے کیرت کو بہت دکھ ہوتا وہ روتی تو بس ایک شخص تھا جو اس کے آنسوں پونچھنے

کے لیے ہر وقت اسکے ساتھ کھڑا رہتا وہ تھی اسکی نانی وہ جب بھی اپنی ناکامی سامنے روتی تو نانی اسکا رونے میں پورا ساتھ دیتیں

وہ دونوں ایسے مل کر روتی تھیں جیسے ایک سب گنواں کر رو رہی ہو اور دوسری سب گنوانے والی ہو اس لیے رو رہی ہو۔۔۔۔ وہ دونوں دو جسم ایک روح جیسی تھیں کیرت نے سب سے زیادہ محبت اپنی نانی سے ہی کی تھی اور نانی نے اس سے، نانی کی بات اس کے لیے پتھر پہ لکیر جیسی تھی جب سب نے اسکو گرایا تو نانی نے اسے سنبھال لیا نانی نے کیرت کی دوستی کتابوں سے کروادی کیرت گھر میں چپ رہنے لگی گھر کے کام کرتی اسکول کے کام کرتی کتاب لے کر بیٹھ جاتی دادی کو یہ بھی برداشت نہ ہوتا وہ جب بھی کیرت کے ہاتھ میں کتاب دیکھتیں تو کہتیں "کتاب کے ساتھ تو یوں چپکی رہ وے ہے جیسے افسر بنے گی خدا نے شکل انسانوں والی نہیں دی خواب انسانوں سے بڑھ کر دیکھتی ہے منحوس"۔۔۔۔ دادی کی بات اسکے دل پہ ایک گہرا زخم کر جاتی پر وہ چپ رہتی اپنی کتاب پڑھتی رہتی روتی رہتی وہ ہر کام میں آگے آگے رہنے کی کوشش کرتی سب کے کام آگے سے آگے کرتی کہ شاید ان پتھر دلوں کے دل میں رشتوں کی محبت چوٹ مار جائے ایک نظر اس پہ بھی کر دیں چھوٹی بہنیں اسے بھی بڑی بہن سمجھنے لگیں پر ایسا کچھ نہ ہوا لیکن اس نے کام کرنا نہ چھوڑا بس ان سے بھلائی کی امید چھوڑ دی پر ایک شخص اور تھا اس کے

بخت میں جو ایک اچھا دوست تھا اسکا جو اسکو جب بھی دیکھتا تھا تو مسکرا کر دیکھتا تھا کبھی کبھی اسکی سائیڈ بھی لے لیتا تھا جو اس کے قریب ہونے کی شاید کوشش کرتا تھا وہ تھا اسکا کزن شکیل۔۔۔

ایک شخص جو محبت کرنے کا ہنر رکھتا تھا

وہ بھی بدلہ اس وقت جب ایمان آیا محبت پر

بریانی بن چکی تھی۔۔۔ سب کو دے کر وہ دوبارہ کچن سمیٹنے چلی گئی تھی "آپی چائے بھی بنا دو"۔۔۔ وہ ابھی کچن سمیٹ کر باہر آئی ہی تھی کہ علیزہ کی نئی فرمائش اسکے لبوں سے بے ساختہ پھوٹ پڑی کیرت جو ابھی بیٹھنے کا سوچ ہی رہی تھی دوبارہ کچن میں چلی گئی ایک پل کے لیے تو اسکا دل کیا کہ کہہ دے وہ "میں نہیں بنا رہی چائے مجھے بھی گرمی لگتی ہے" پر پھر وہ سر جھٹک کر چلی گئی بولنے سے کیا ہوگا۔۔؟ کچھ بھی تو نہیں۔۔۔۔ جب بولنے سے کچھ نہ ہو تو چپ رہ جانا چاہیے۔۔۔ تسلی رہتی ہے کہ ہم خود سے چپ ہیں۔۔۔ کروائے

نہیں گئے۔۔۔۔۔وہ سب کے لیے چائے بنا لائی سب کو چائے دے کر وہ چارپائی پہ بیٹھ گئی۔۔۔۔

بریانی کیسی تھی"۔۔۔؟؟ بریانی صاف کرنے کے بعد بھی جب کسی نے تعریف نہیں کی تو" اس نے خود ہی پوچھ لیا وہ اس بات کے انتظار میں تھی کہ شاید گھر والے خود تعریف کریں گے

کیا مطلب کیسی تھی جیسی بریانی ہووے ہے ویسی ہی تھی تو نے اس میں کون سے ایسے ذائقے ملا دیئے تھے جو پوچھنے بیٹھ گئی"۔۔۔ دادی جو تین پلیٹ بریانی کی ہضم کر کے بیٹھی تھیں کیرت کی بات پہ تلخی سے بولیں باقی سب چائے پیتے رہے بس کیرت کی امی تھیں جو کچھ کہنا چاہ رہی تھیں پر پھر چپ کر گئیں۔۔

دادی میں تو ویسے ہی پوچھ رہی تھی بریانی ختم ہو گئی نا اس لیے پوچھ رہی تھی"۔۔۔کیرت" کے لیے دادی کا لہجہ نیا نہیں تھا اس لیے اس نے تحمل سے جواب دیا تھا۔۔

لو جی اب یہ کالو ہمائے) ہمارے (کھانے پینے پہ بھی نظریں رکھتی ہے"۔۔۔۔داد" نے ہاتھ اٹھایا "سن لے بی بی تیرا دیا نہیں کھاتے اپنے بیٹے کا کھاتے ہیں"۔۔۔۔دادی چھوٹی سی بات پتہ نہیں کہاں لے کر جا رہی تھیں کیرت تو پچھتا رہی تھی بول کر، علیزہ اور فرحت چائے کے ساتھ ساتھ دادی کی چٹپٹی باتوں کا مزہ بھی لینے لگیں

دادی میں نے کب کہا میرا دیا کھاتے ہو آپ لوگ"۔۔دادی کی بات پہ اسکے چہرے پہ ہلکی سی ناگواری آئی تھی جو اسنے مسکراہٹ میں بدل لی تھی وہ پتہ نہیں کیا سوچ کر لاڈ میں دادی کی طرف ہاتھ بڑھا کر بڑھنے لگی

اے دور رہ مجھ سے کتنی بار کہا ہے ہاتھ لگانے کی کوشش نہ کیا کر بختاں ماری"۔۔۔" دادی نے ایک دم تڑاخ سے کہا کہ کیرت کے بڑھتے قدم اٹھے ہوئے ہاتھ ہوا میں ہی رہ گئے ایک سایہ اسکے چہرے پہ لہرایا تھا۔۔۔۔دادی کی بات پہ علیزہ اور فرحت نے یہ زوردار قہقہہ لگایا کیرت کی گردن شرمندگی سے جھک گئی اسے سمجھ نہ آیا کہ وہ اب کیا کرے بیٹھ جائے یا یہاں سے چلی جائے کچھ پل وہ یوں ہی کھڑی رہی پھر ہمت کر کے یہ ظاہر کرتی کمرے سے چلی گئی کہ جیسے اسے کچھ محسوس ہی نہیں ہوا پر ایک وار ہوا تھا سیدھا اسکے دل پہ آنکھوں کے جھرنے سے آنسوؤں کا چشمہ نکلنے والا تھا پر وہ ضبط کر گئی تھی۔۔۔ اماں ایسے تو نہ بولتیں آپ"۔۔۔کیرت کی امی کو برا لگا تھا اپنی ساس کا یوں بولنا" چلو جی اب ان بی بی کو برا لگ گیا"۔۔۔۔ناک سکوڑ کر نجمہ کو دیکھا پھر علیزہ کی طرف متوجہ ہو گئیں "علیزہ ادھر آ میری لاڈو میرے تیل لگا دے"۔۔۔دادی مسکرا کر بولی تھیں پر علیزہ ایسی ہو گئی جیسے اس نے کچھ سنا ہی نہ ہو۔۔۔وہ جلدی سے اٹھی دیوار پہ لگی گھڑی کو دیکھا۔۔۔چپل اڑسے۔۔۔

ہائے میں نے تو کالج کا کام کرنا ہے ہائے اللہ میں بھول کیسے گئی "۔۔۔ اور ہائے ہوئی " کرتی کمرے سے فرار ہو گئی دادی اسے آوازیں دیتی رہ گئیں پر وہ بھاگ گئی دادی نے فرحت کی طرف دیکھا "میں موں نہیں لگاؤں گی مجھے بھی کالج کا کام کرنا ہے "۔۔۔ فرحت نے بھی صاف ستھرا انکار کیا اور چلی گئی بیچاری دادی دونوں سے انکار سننے کے بعد خود ہی تیل لگانے لگ گئیں۔۔۔

&&&&&&&&&&&&_____

_____&&&&&&&&&&&&

کچن سے پلیٹ میں بریانی نکل کر وہ بڑے کمرے میں دوبارہ آئی جہاں اب صرف دادی اور اسکی امی بیٹھی تھیں دادا ابھی بھی تیل لگا رہی تھیں اور امی ٹی وی دیکھ رہی تھیں "امی میں نانی اماں کے گھر جا رہی ہوں ان کو بریانی دینے "۔۔۔۔

کیرت نے استری اسٹینڈ پہ سے تہہ شدہ چادر اٹھا کر لپیٹی اور ماں کو بتا کر چلی گئی دادی نے کیرت کی پشت کو دیکھ کر گندا سا منہ بنایا تھا۔۔۔

دوپہر کا وقت تھا۔۔۔۔ گلی سنسان تھی۔۔۔۔ کیرت گلی کے ایک طرف چل رہی تھی پانچ چھے گھر چھوڑ کر اس کی نانی کا گھر تھا گھر کا دروازہ ہمیشہ کی طرح کھلا ہوا تھا وہ گھر میں داخل ہو گئی تھی اسکی نانی کا گھر دو منزلہ تھا اوپر والی منزل انہوں نے کرائے پہ دی ہوئی تھی نانا کی

موت کے بعد اسکی نانی کے پاس خرچے پورے کرنے کو کوئی وسائل تو تھے نہیں اس لیے انہوں نے اوپر کی منزل کرائے پہ دے دی جن سے ان کا گھر خرچ اور دوسرے خرچے آرام سے پورے ہوجاتے تھے کیرت جب نانی کے کمرے میں گئی تو نانی سامنے ہی بیڈ پہ بیٹھی تھیں ان کے سرہانے قرآن رکھا تھا اور ہاتھ میں ایک خستہ حال کاغذ تھا جسے دیکھ کر وہ رو رہی تھیں کیرت جب نانی کے گھر آتی تھی تو وہ یہ کاغذ اکثر نانی کے ہاتھ میں دیکھتی تھی اور انہیں ایسے ہی روتے۔۔۔۔۔۔ کئی بار اسنے جاننا چاہا کہ اس کاغذ میں ایسا کیا لکھا ہے جسے پڑھ کر اسکی نانی اکثر روتی ہیں پوچھنے پہ نانی اسے ایک ہی بات کہتیں۔۔

"یہ ایک راز ہے کیرت اور میری کوشش ہے کہ میں یہ رازا پنے ساتھ ہی لے جاؤں اگر یہ راز کھل گیا تو کسی کو بہت دکھ ہوگا شاید اسکو پوری زندگی پچھتاوا بھی رہے یا پھر اس کے لیے جینا مشکل ہوجائے"۔۔۔۔

کیرت نانی کی اس بات پہ خاموش ہوجاتی پھر اس نے نانی سے اس کاغذ کے بارے میں پوچھنا ہی چھوڑ دیا پر یہ تجسس

اسے ہمیشہ ہی رہا کہ وہ جانے اس کاغذ پہ لکھا کیا ہوا ہے۔۔۔؟

کیرت نے جب نانی کو روتے دیکھا تو وہ خاموشی سے کچن میں چلی گئی وہاں بریانی پلیٹ میں نکالی۔۔۔۔ گھر کی پلیٹیں دھوئیں۔۔۔۔۔ پانی کا گلاس بھرا اور دوبارہ نانی کے کمرے میں چلی گئی نانی اب چُپ ہو گئی تھیں۔۔۔

اسلام علیکم نانو"۔۔ کیرت نے کمرے میں داخل ہو کر تھوڑی بلند آواز میں کہا تھا"

وعلیکم اسلام ارے تم کب آئیں"۔۔؟؟ نانی نے چونک کر کیرت کو دیکھا کیرت بیڈ" کے پاس آ گئی تھی

جب آپ اُس کاغذ کو دیکھ کر رو رہی تھیں"۔۔۔ وہ کہہ کر بیڈ پہ بیٹھ گئی بریانی کی پلیٹ" درمیان میں رکھ کر وہ بیڈ سائیڈ ٹیبل کی طرف ہوئی اور پانی کا گلاس وہاں رکھ دیا پھر خود بیڈ پہ بیٹھ گئی

بریانی بنائی تھی آج"۔۔۔؟؟ نانی اسکی بات کو نظر انداز کر گئی تھیں کیرت نے نانی کی" طرف دیکھا وہ دونوں اب آمنے سامنے تھیں

ہاں جی بریانی بنائی تھی سوچا آپ کے لیے بھی لے جاؤں"۔۔۔ کیرت نے ایک گہرا" سانس لے کر کہا تھا جیسے وہ بہت تھک گئی ہو آج۔۔۔

تم نے کھائی کیرت"۔۔۔؟؟؟ نانی آلتی پالتی مار کر بیڈ پہ بیٹھی تھیں۔۔۔"

کیا چیز نانو"۔۔؟ اسنے سادگی سے پوچھا"

کیرت میں بریانی کی بات کر رہی ہوں تم نے کھائی"۔۔۔؟؟"

ہاں جی میں کھا کر آئی ہوں"۔۔۔کیرت نے یہ کہتے نظریں چرائی تھیں اس کو دیکھ کر نانی" مسکرائیں

کیرت تم کیوں اپنا حصہ بچا کر مجھے دینے آجاتی ہو"۔۔۔؟"اور میرے سامنے جھوٹ مت بولا کرو تمہیں پتہ ہے جب بھی تم جھوٹ بولتی ہو تو تمہاری یہ آنکھیں جو میرے جیسی ہیں فوراً تمہارا جھوٹ بتا دیتی ہیں تمہیں پتہ ہونا چاہیے کیرت تمہاری آنکھیں وہ سب بولتی ہیں جو کچھ تم چھپانا چاہتی ہو میری چڑیا"۔۔۔۔

کیرت گڑبڑا گئی "نہی۔۔نہیں میں تو سچ کہہ رہی ہوں میں تو جھوٹ نہیں بول رہی"۔۔۔

نانی نے اپنی بھنو کو اچکایا جسے دیکھ کر کیرت نے مدھم سا کہا "ہاں جی میں جھوٹ بول رہی ہوں"۔۔۔اس نے نظریں جھکا لیں نانی اسکی معصومیت پہ ہنس دیں "مجھے پتہ تھا آؤ مل کر کھاتے ہیں اور میں نے آج قیمہ بنایا ہے وہ بھی کھا کر جانا"۔۔کیرت نے ہلکا سا مسکرا کر سر اثبات میں ہلایا اور وہ دونوں باتیں کرتیں بریانی کھانے لگیں۔۔

بہت مزے کی بنی ہوئی ہے کیرت تم ماشاَاللہ سے بہت اچھا کھانا بناتی ہو"۔۔۔نانی کی" بات پہ کیرت کا بریانی کھاتا ہاتھ رک گیا وہ نانی کو دیکھنے لگی

کیا ہوا کیرت"۔۔۔؟؟"

کچھ نہیں نانو آپ کو پتہ ہے بریانی کی صرف آپ نے ہی تعریف کی ہے میں نے اتنی" گرمی میں کھڑے ہو کر بنائی پر پھر بھی کسی نے یہ نہیں کہا کہ بریانی اچھی بنی ہوئی ہے "کیرت کی آنکھوں کے گوشے نم ہونے لگے تھے پر اس نے ضبط کیا۔۔۔چہرے پہ اداس مسکان۔۔۔۔۔

کوئی بات نہیں بیٹا تم ان لوگوں سے اچھے کی امید نہ رکھا کرو بس ان کے ساتھ اچھا کیا کرو" اس کا بدلہ تمہیں اللہ دے گا"۔۔۔۔انہوں نے درمیان سے بریانی کی پلیٹ سائیڈ پہ کی اور کیرت کو اپنے قریب کر لیا نانو پتہ نہیں میرے گھر والے مجھ سے اتنی نفرت کیوں کرتے ہیں میری سگی بہنیں مجھ" سے ایسے دور بھاگتی اور نفرت کرتی ہیں جیسے مجھے کوڑھ کر بیماری ہو"۔۔۔کیرت کی آنکھوں سے اب مسلسل آنسوں جاری ہونے لگے تھے۔۔۔اسکی باتیں نانی کو بھی دکھی کر رہی تھیں

ایسے نہیں کہتے بیٹا"۔۔۔انہوں نے سمجھانے والے لہجے سے کہہ کر اسکا سر اپنے" کاندھے پہ رکھ لیا "اب مجھے وہ دوسری بات بھی بتاؤ جس سے تم ایسے رو رہی ہو"۔۔۔ نانی کی بات پہ اسنے انکے کاندھے سے سر اٹھایا اور کچھ حیرانی سے انہیں دیکھنے لگی

آپ کو کیسے پتہ چلا میں کسی اور بات پہ رو رہی ہوں"۔۔؟؟ وہ ایک پل کے لیے رونا بھول گئی۔۔۔ نم آنکھوں سے نانی کو دیکھا

"کیرت جو باتیں دل پہ لگتی ہیں نا ان کا دکھ بہت زیادہ ہوتا ہے اور رویا ہمیشہ بڑے دکھوں پہ جاتا ہے چھوٹے موٹے دکھ بہادر لوگ ہنس کر جھیل جاتے ہیں اور میری کیرت بہت بہادر ہے اب بتاؤ جلدی کیا ہوا"۔۔۔؟ وہ اسکا سر دوبارہ اپنے کاندھے سے لگا کر اسکا گال تھپکنے لگیں کیرت نے آنکھیں موند لیں۔۔۔۔ اسنے دادی والی ساری بات انہیں بتا دی نانی نے ایک سرد آہ بھری۔۔

"کیرت ایک دن ان اللہ سے دعا کرو کہ ان لوگوں کو ہدایت آجائے اور تم دیکھنا سب کو اپنی غلطیوں اپنے رویوں کا احساس ہو جائے گا تم اس دن ان سب کو معاف کر دینا کسی

کے رویے کا دکھ اپنے دل میں رکھ کر اسے زہر مت بنانا تم نے شہد ہی رہنا دل دکھانا آسان ہوتا دکھے ہوئے دلوں سے معافی ملنا مشکل پر تم کوشش کرتی رہنا سب کو معاف کرنے"۔۔۔۔

نانی اسکا گال محبت سے تھپکتیں اسے سمجھا رہی تھیں

نانو کالی رنگت ہونا اتنا بڑا جرم ہوتا ہے کہ آپ کے اپنے ہی آپکو حقارت سے دیکھنے" لگیں دادی بہنیں نفرت کرنے لگیں ماں باپ آپ سے فرق کرنے لگیں"۔۔۔؟

نانی اسکی بات پہ خاموش سی ہوگئی تھیں نانی کو سمجھ نہ آیا کہ وہ اب کیرت کو کیا کہیں اسکو کیا بتائیں کہ اس نفرت کی وجہ صرف اس کا کالا رنگ ہی نہیں بلکہ اسکے یہ نقوش اور بھوری آنکھیں بھی ہیں جو اس کی نانی جیسی ہیں۔۔۔۔۔

نانی کو ہمیشہ ڈر لگا رہتا تھا کہ کبھی کیرت کو ان کا ماضی پتہ نہ چل جائے۔۔۔۔۔وہ کل پتہ نہ چل جائے جس سے کیرت کا آج اتنا دردناک ہے نانی کی آنکھیں بھی اب آنسوں بہانے لگی تھیں۔۔۔۔۔

&&&&&&&&&_____

&&&&&&&&&&&&_____

جہاں سورج کی تپش بڑھی اور وہ عین کیرت کے گھر کے صحن میں آکر کھڑا ہوگیا۔۔۔۔۔

وہیں وہ بھی دکھ سکھ رو کر نانی کے گھر سے آگئی۔۔۔اس نے اوپر جا کر ترپال صحن پہ پھیلا دیا۔۔۔صحن میں چھایا ہوگئی تھی۔۔۔پر گرمی کی شدت ویسی ہی تھی۔۔۔کیرت کے ٹیوشن کے بچے آگئے تھے۔۔۔۔وہ بڑے سے برآمدے میں بیٹھے تھے۔۔۔کیرت وغیرہ کا گھر لاہور

کی ایک پرانی عمارت تھی۔۔۔۔ پرانے طرز سے تیار وہ ایک بڑے صحن اور بڑے برآمدے والا گھر تھا۔۔۔ سامنے کمرے ایک قطار سے بنے تھے۔۔۔ جن کے دروازے سیدھے برآمدے میں کھلتے تھے۔۔۔ ہر کمرے کے اندر ایک دروازہ تھا۔۔۔ جو دوسرے کمرے میں کھلاتا تھا کمروں میں بڑے بڑے طاق تھے۔۔۔ گھر میں ویسے تو پانچ کمرے تھے۔۔۔۔ پر استعمال میں تین ہی تھے۔۔۔ باقی کے دو ہمیشہ سے کاڑھ کباڑ سے بھرے اور بند تھے۔۔۔۔ تین کمروں میں سے۔۔۔ ایک کمرہ ان تین بہنو کا تھا۔۔۔ ایک ابو اور امی۔۔۔ جبکہ جوان تینوں کمروں سے بڑا تھا۔۔۔ وہاں ٹی وی سیٹ کیا ہوا تھا۔۔۔۔ تخت بچھا تھا۔۔۔۔ اور اس تخت پہ دادی اماں بیٹھیں۔۔۔ کیرت کی ہر چال پہ نظر رکھتی تھیں۔۔۔ جبکہ بیچاری کیرت کو چالیں چلنی آتی نہیں تھیں۔۔۔ وہ تو قدم اٹھاتی تھی۔۔۔۔ سنبھل سنبھل کر۔۔۔۔ سب سے۔۔۔۔ دادی کی گالیوں اور کوسنوں سے بچنے۔۔۔ ان جملوں سے بچنے کے لیے جو فرحت اور علیزہ اسے کہتی رہی تھیں۔۔۔۔۔ وہ دونوں دادی کی ٹوکا پی تھیں۔۔۔ جیسے وہ بولتیں ویسا انہوں نے بولنا سیکھا۔۔۔ دونوں کالج جاتی تھیں۔۔۔ ایک ہی کلاس میں تھیں۔۔۔۔ دونوں کا خواب ایف ایس سی کے بعد نرسینگ کا تھا۔۔۔۔ یہ بھی بس ایک بھرم ہی تھا۔۔۔ کالج جاتے رہنے کا۔۔۔۔ ورنہ پڑھنے لکھنے کا کوئی خاص شوق نہیں تھا۔۔۔ ڈونگ کی ڈونگ ہو گئی تھیں۔۔۔۔ اور ڈگ بھرتی بھاگتی

کالج جاتیں۔۔۔۔ باپ سے کالج کے نام پہ بہت کچھ اینٹھ لیتیں۔۔۔۔ ابو اچھے تھے۔۔۔۔ بھولے ماں کی سننے والے۔۔۔۔ اتنے بھولے کہ ماں نے کہا۔۔۔ سورج کو کھو چاند۔۔۔۔ تو انور نے فوراً کہا چاند۔۔۔۔ دادی خوش رہتی تھیں۔۔۔ سب پہ چالا کر۔۔۔ اپنی منوا کر۔۔۔۔ دونوں پوتیوں نے کچھ لینا ہوتا دادی کے کان میں پھونک مار دیتیں۔۔۔ اور دادی "میری بچیاں"۔۔۔ کہہ کر ہر چیز دلوانے کا حکم صادر کر دیتیں۔۔۔۔ اور انور دلوا بھی دیتے۔۔۔۔ وہ کبھی فرحت اور علیزہ کو بازار لے جا رہے ہوتے تو کہتے۔۔۔

کیرت تم بھی چلو گی"۔۔۔؟؟ وہ بولنے ہی لگتی۔۔۔ کہ دادی بول پڑتیں۔"

ایک موٹر پہ تینوں کو کیسے بٹھائے گا۔۔۔۔؟ اور یہ اونٹنی کہاں لد کے جائے گی۔۔۔ اتنی" بڑی اچھی لگے ہے بازاروں میں موٹر پہ جھولتی"۔۔۔؟؟ دادا کا منہ کہتے بگڑ بگڑ جاتا۔۔۔۔ فرحت اور علیزہ۔۔۔۔ ضبط کرتیں۔۔۔۔ خوب ہنسنے کے بعد۔۔۔ جب تک کیرت عین زمین میں گھٹنوں تک دھنس جاتی۔۔۔۔ اتنی عمر نہ تھی اسکی۔۔۔ پر دادی کا بس چلتا تو وہ اسے انیس سو اندھیرے کا قرار دے کر کسی میوزیم میں رکھوا دیتیں کہ۔۔۔۔ "بھیا یہ لو یہ زمین کھدوائی تھی ہمائے صحن کی وہاں سے یہ بنی اسرائیلوں کی عورت برآمد ہوئی ہے اسے رکھ لیجو) لیو (۔۔۔۔ ہمائے) ہمارے (کسی کام کی بھلا"۔۔۔؟؟ انہیں تھماتیں اور

انجان بن کر گھر لوٹ آتیں۔۔۔۔ پر یہ ان کے بس میں نہیں تھا۔۔۔۔ بیچاری اس معاملے میں بہت بے بس تھیں۔۔۔۔ کیرت نے زندگی سے ایک سبق سیکھا۔۔۔ "ایک چپ سو سکھ" وہ چپ رہتی تھی۔۔۔ سب کی سنتی اور رات کو سسکتی۔۔۔ یا نانی کے سامنے ندیاں بہا آتی۔۔۔۔۔ جیسے آج بہا آئی۔۔۔۔ بچوں کو کام بتا کر وہ خود تپتے صحن کی جھاڑوں دینے لگی۔۔۔۔ دیتے دیتے پسینے سے بھیگ گئی۔۔۔ نہ دیتی۔۔۔۔ اگر یہ مرجانا پیڑ نہ لگا ہوتا صحن میں۔۔۔ نیم کا درخت نیم دراز جھکا ہوا سا۔۔۔۔ ہوا چلتی تو پتے برساتا۔۔۔ آندھی آتی تو نمولیاں۔۔۔۔۔ یہ گھوم گھوم کے سر میں لگتیں کے ٹیسیں ہی اٹھنے لگتیں۔۔۔ زرا

سی ہوا سے ابھی بھی صحن پتوں سے بھر گیا تھا۔۔۔ اور جھاڑو لگانا اسکی مجبوری بن گئی تھی۔۔۔ شام کو اسنے بھی تو آنا تھا۔۔۔۔ کس نے۔۔۔؟ ارے بھئی۔۔۔ اسی نے۔۔۔۔ اہمم اہمم سمجھے۔۔؟؟ نہیں۔۔۔؟ چلو میں بتا دیتا ہوں۔۔۔۔ شکیل نے کیرت کا کزن۔۔۔۔ پھوپو کا بیٹا۔۔۔ اکلوتا پیس۔۔۔۔ کیرت کا ہم عمر۔۔۔۔ اسکول میں کلرک تھا۔۔۔ واجبی شکل اور پیلے لال اور کالے دانتوں والا۔۔۔۔ پان نے خوب پینٹنگ کر دی تھی اسکے دانتوں پہ۔۔۔۔ موٹا پیٹ۔۔۔۔ باہر کو نکلا ہوا۔۔۔ تنگ قمیص میں الگ ہی دکھائی دیتا۔۔۔۔ پر وہ اچھا تھا۔۔۔ کیرت کے لیے۔۔۔ اور کیرت اسکے

لیے۔۔۔۔ کیرت اپنی ٹیوشنوں کی فیسیں اسے ادھر دیتی۔۔۔ اور بھول جاتی۔۔۔۔ اسلیے کیرت اچھی تھی۔۔۔۔ اور شکیل آتا کیرت کو مسکرا کے دیکھتا۔۔۔ کبھی کبھی سائیڈ بھی لے لیتا۔۔۔ اور باہر بھی گھما لاتا۔۔۔ کیرت کے خرچے پہ کھا بھی آتا۔۔۔۔ کیرت کے لیے شکیل اسلیے اچھا تھا، ۔۔۔۔ بتیس کی ہونے کو تھی۔۔۔ پر بات کرتی تو۔۔۔ بچی لگتی۔۔۔ ہر بات میں معصومی ہی معصومی۔۔۔۔ یا شاید احساسِ کمتری۔۔۔۔

شادی کے لیے رشتے آتے۔۔۔۔ دادی ہنستیں۔۔۔

پسند کر ہی نہ جاویں"۔۔۔۔ دادی استہزائیہ کہتیں۔۔۔ اور علیزہ یا فرحت کو" سامنے۔۔۔۔ کیرت کے بالکل برابر بٹھا دیتیں۔۔۔ یعنی کرواب پسند۔۔۔ کر کے تو دکھاؤ۔۔۔۔ اور رشتے والے اٹھتے۔۔۔۔ چلے جاتے۔۔۔ کہتے انہیں چھوٹی پسند آگئی۔۔۔۔ یہ بات کیرت کو دکھی نہ کرتی۔۔۔ اسے عادت ہوگئی تھی۔۔۔۔ پر پہلے ہوتا تھا، ۔۔۔۔ پھر عادت ہوگئی شکیل کی۔۔۔ اب کوئی پسند کرے نہ کرے۔۔۔ کس کو پروا۔؟؟؟

سورج پل پل ڈوبتا جا رہا تھا۔۔۔ دوپہر کو سب سوجاتے تھے۔۔۔

بس کیرت اٹھی رہتی تھی۔۔۔ پڑھاتی رہتی۔۔۔۔ خود نے پڑھائی چھوڑ دی تھی۔۔۔ بہت پہلے۔۔۔ ایک دو اسکولز میں بھی پڑھایا۔۔۔ آفیس میں بھی کام کیا۔۔۔ پھر دادی کی وجہ سے چھوڑ دیا۔۔۔۔ دادی نہ اسے گھر میں برداشت کرتیں۔۔۔ نہ گھر کے باہر جانے دیتیں۔۔۔۔ حد کر دیتیں۔۔۔۔

عصر کا وقت ہوا چلا تھا۔۔۔ وہ کام چیک کرتی اٹھی۔۔۔ اور وضو کر کے نماز پڑھنے لگی۔۔۔ سلام پھیرا ہی تھا۔۔۔ کہ وہ سلام کرتا اندر آ گیا۔۔۔ اور وہ الجھ گئی۔۔۔ دعا مانگے یا۔۔۔۔ اسے دیکھے۔۔۔۔ ہائے یہ دل۔۔۔ وہ اسے دیکھنے لگی۔۔۔ اور وہ برآمدے میں ہی رک گیا۔۔۔۔

میرے لیے دعا کرتی ہو"۔۔۔؟ وہ بے شک اچھا لگتا نہ ہو پر باتیں اچھی کر لیتا تھا۔۔۔۔" تبھی کیرت گردن تک اسکے نام کی دلدل میں پھنس گئی تھی۔۔۔۔

تمہارے لیے ہی ہاتھ اٹھاتی ہوں"۔۔۔۔ دل نے یہ کہنا چاہا تھا پر مجبوری تھی۔۔۔ وہ" پاکستانی تھی۔۔۔ شرما گئی۔۔۔۔ اور سر کو بس اثبات میں ہلا پائی۔۔۔۔ اور دعا مانگنے لگی۔۔۔۔ وہ وہیں کرسی پہ بیٹھ گیا۔۔۔ اندر نہ گیا۔۔۔ جبکہ اندر کی آوازیں اب بتا رہی تھیں کہ عوام اٹھ چکی ہے۔۔۔۔ کیرت نے چہرے پہ ہاتھ پھیرے اور جائے نماز لپیٹ کر استری اسٹینڈ پہ رکھ دی۔۔۔

چائے بناؤں"۔۔۔؟؟ اسنے مدہم آواز میں پوچھا۔۔۔"

بالکل بناؤ شام کو تمہاری چائے ہی پینے آتا ہوں ورنہ دہلی گیٹ میرا کیا کام"۔۔۔؟؟ وہ" شوخی سے بولا۔۔۔ کیرت دبا دبا مسکراتی پہلے اندر گئی۔۔۔

شکیل آئے ہیں"۔۔۔۔ اعلانیہ کہا اور کچن میں چلی گئی۔۔۔ کیرت کی امی اندر سے چیخیں"

ارے باہر کیوں بیٹھے ہو اندر آجاؤ حبس ہو رہا ہے باہر تو"۔۔۔۔ سچ میں حبس تو ہو رہا" تھا۔۔۔ اور وہ بھی بس اٹھنے کا ہی سوچ رہا تھا۔۔۔ اس لیے پکار پہ اندر چلا گیا۔۔۔ فرحت اور علیزہ نے سلام کیا۔۔۔۔ یہ کام وہ کم ہی کرتی تھیں۔۔۔ پر بھئی شکیل شکیل تھا۔۔۔۔ پھوپو کا بیٹا۔۔۔ انکا اکلوتا کزن۔۔۔۔ دیکھنے کو ایک ہی نصیب تھا۔۔۔ تو وہ دونوں بھی جی بھر کر دیکھتیں۔۔۔ دیکھ کر شکر ادا کرتیں۔۔۔۔ اور وہ مغرور ہو جاتا۔۔۔۔ کم بولتا۔۔۔ نخرے کرتا۔۔۔۔

کیرت چائے بنا لائی تھی۔۔۔ کپ لیتے وہ مسکرایا تھا۔۔۔۔ پھر کیرت کی امی کی طرف متوجہ ہو گیا۔۔۔۔ وہ گھر بار۔۔۔۔ دنوں پھر شکیل کی امی کا پوچھنے لگیں۔۔۔ شکیل بتاتا جا رہا تھا۔۔۔

کام کا تو پوچھیں ہی نہ ماشاَاللہ سے اچھا ہے سرکاری نوکری ہے سکون ہی"
سکون"۔۔۔۔ نوکری کو لگے دوسرا سال تھا۔۔۔ تب سے ہی اسکی امی نے بھائی کے گھر آنا کم کر دیا۔۔۔ بیٹا مغروریت میں سیر تھا تو ماں سوا سیر۔۔۔۔ اکبری منڈی نو لکھا رہتی تھیں۔۔۔ پہلے ہر روز آیا کرتی تھیں۔۔۔ پر جب سے بیٹے کی نوکری لگی۔۔۔ انکے پیر میں مغرور کڑی لگ گئی۔۔۔۔

کیرت باہر برآمدے میں گئی۔۔۔۔ کان اندر ہی چھوڑ آئی۔۔۔۔ فرحت اور علیزہ جم کے وہاں بیٹھی تھیں۔۔۔۔ ہر بات پہ "واہ واہ"۔۔۔ ایویں ہی۔۔۔ نہ ہنسنے والی باتوں پہ بھی لوٹ پوٹ ہو رہی تھیں۔۔۔ اور باہر بیٹھی کیرت کے پیٹ میں گولے بن رہے تھے۔۔۔ شکیل جب بھی آتا وہ اسے لے کر باہر ضرور جاتا تھا۔۔۔ کبھی کس بہانے تو کبھی کس سے۔۔۔ دادی پوری کوشش کرتیں فرحت علیزہ یا ان دنوں میں سے ایک کو لازمی بھیجنے کی۔۔۔ پر شکیل صاف انکار کرتا اور کہتا۔۔۔۔

مجھے وہ آدمی ہی زہر لگتے ہیں جو ایک موٹر سائیکل پہ تین تین سواریاں بٹھا کر پھیرتے ہیں"
مجھے پیچھے بیٹھی ایک ہی سواری برداشت ہوتی ہے دوسری تیسری کے لیے
معذرت"۔۔۔۔ وہ کہتا اور کیک لگاتا۔۔۔ کیرت اور وہ۔۔۔۔ گم۔۔۔۔۔ پیچھے رہ جاتا

For more visit: https://exponovels.com/ mailto:exponovels@gmail.com

سائیلنسر کا دھواں۔۔۔ اور دھول۔۔۔۔ بہت دیر باتیں کرنے کے بعد اس نے کیرت کو آوازدی۔۔۔ کیرت کا دل زور سے اچھالا۔۔۔ اسنے دل پہ ہاتھ رکھا۔۔۔۔ یعنی دل سنبھل جا زرا پھر محبت کرنے چلا۔۔۔۔۔ ہائے۔۔۔ اوئے۔۔۔۔

وہ دھڑکتے دل کے ساتھ اندر گئی وہ کھڑا تھا۔۔۔۔ وہ اندر آئی تو سب کو دیکھتے ہوئے بولا میں زرا اردو بازار جارہا ہوں کچھ کتابیں لینی ہیں"۔۔۔ پھر سب سے نظریں کیرت پہ لے گیا۔۔۔

اس لیے تم چل پڑو میرے ساتھ تمہیں تو اچھی خاصی پہچان ہے کتابوں کی پورا دن پڑھتی ہو"۔۔۔۔ ایک نظر سب پہ ڈالی پھر دوبارہ کیرت کو دیکھنے لگا۔۔۔۔ اعلان ہوگیا۔۔۔۔ اب بین ہوگا۔۔۔۔

ہاں میں بھی سوچ رہی تھی جانے کا میں چل پڑتی ہوں آپی تو گھر کا کام کریں گے"۔۔۔۔ فرحت جلدی جلدی کھڑی ہوگئی۔۔۔۔ چپل اڑسے لیے۔۔۔۔ علیزہ نے گھورا۔۔۔ یعنی میں نے جانا تھا۔۔۔۔ شکیل نے سر ناں میں ہلادیا۔۔۔

نہیں کیرت کی چوائس اور کلکشن اچھی ہے میں نے اکثر اسے جو کتابیں پڑھتے دیکھا ہے معیاری ہوتی ہیں"۔۔۔۔ کیرت خاموشی سے کھڑی تھی۔۔۔ دادی کا دل کیا وہ اس

کیرت کو آگ ہی لگا دیں۔۔۔ کالو کہیں کی۔۔۔۔ فرحت کا منہ بن گیا۔۔۔ لعنت بھیج کر وہ دوسرے کمرے میں چلی گئی۔۔۔ علیزہ نے بھی

خاموشی سے کپڑے جھاڑے اور کمرے سے نکل گئی۔۔۔ اور کیرت چادر لینے چلی گئی۔۔۔۔

جلدی آجائیو"۔۔۔ دادی نے تپتی زبان سے کہا۔۔۔۔"

ہاں جی ضرور"۔۔۔۔ وہ مدھم آواز میں بولتی بچوں کو چھٹی دیتی۔۔۔۔ گھر سے نکل" گئی۔۔۔۔ باہر وہ بائیک پہ بیٹھا تھا۔۔۔ کیرت کے بیٹھتے ہی اسنے بائیک چلالی۔۔۔۔ وہ اردو بازار کی بجائے مال روڈ جانے لگے۔۔۔۔ لاہور پہ شام گہری ہوتی جاتی تھی۔۔۔۔ سورج ڈوب گیا تھا۔۔۔۔۔

_____&&&&&&&&&&&&&&

&&&&&&&&&&&&&&&&&&_____

_____

وہ اپنے کمرے کے بیڈ پہ بے خبر اوندھے منہ سو رہا تھا بیڈ سے کچھ فاصلے پر بنی کھڑکیاں سفید پردوں سے کور تھیں جس سے صبح ہونے کا بالکل پتہ نہیں چل رہا تھا کمرے میں مکمل خاموشی تھی بس ایک گھڑی کی سوئیوں کی ٹک ٹک تھی جو پورے کمرے میں ایک مدھم سا

شور پیدا کر رہی تھیں وہ پر سکون سو رہا تھا کہ اچانک اسکے چہرے کے تاثر بدلنے لگے وہ ایک دم سے ہی بے چین ہو گیا کبھی کروٹ لے کر سیدھا ہوتا تو کبھی دوبارہ اوندھا ہو جاتا کچھ دیر وہ اسی طرح اضطراب میں رہا پھر اچانک سے ہڑبڑا کر اٹھ گیا اور ادھر ادھر خالی نظروں سے دیکھنے لگا پھر جیسے اسے یقین ہو گیا ہو کہ وہ اپنے کمرے میں ہی ہے تو وہ جلدی سے بیڈ سے کھڑا ہوا اور سامنے بنی لکڑی کی الماری کھول کر اس میں کچھ ڈھونڈنے لگا کچھ دیر میں اسے وہ مل گیا تھا جو وہ ڈھونڈ رہا تھا جس کو کھو دینے کے ڈر سے وہ اکثر ایسے ہی

اٹھتا تھا اس نے الماری سے ایک چھوٹا سا بیگ نکالا اور اسے لے کر دوبارہ بیڈ کے پاس چلا گیا بیڈ پہ بیٹھ کر اسنے بیگ کی زپ کھولی اور بیگ کا سامان باہر نکالنے لگا بیگ سے ایک درمیان سائز کی ڈائری ایک پین اور کچھ پرانے پیپر زنکلے جن پہ ریاضی کے سوال کیے ہوئے تھے اور جن کو چیک کرنے کے بعد ہر پیپر پر آنکھوں والا اور مسکراتا ہوا سا گڈ دیا ہوا تھا اس نے اس گڈ پر اپنی انگلیاں پھیریں جیسے کچھ محسوس کرنا چاہ رہا ہو پھر اسنے وہ پین اٹھایا جو ڈائری کے ساتھ پڑا تھا پین اٹھا کر اسنے پین کو بغور دیکھا اور پھر ایک مسکراہٹ اسکے چہرے پہ پھیل گئی پین کی کیپ پر آج بھی اس نازنین کے دانتوں کے نشان تھے جس پہ وہ دل ہار بیٹھا تھا کیسے وہ اسے بار بار سوال سمجھاتی اور پھر اسکے سوال کرتے وقت خود پین کی

کیپ دانتوں میں دبا کر پریشانی سے اسے دیکھتی رہتی جو سوال ٹھیک کرتے کرتے غلط کر دیتا تھا وہ پین کو دیکھتا رہا پھر اسنے پین کو ایک طرف رکھ کر ڈائری اٹھالی ڈائری کو اس نے بڑے احتیاط سے کھولا ڈائری کے درمیان میں ایک پھول رکھا تھا سفید ٹشو کا پھول جس کے اوپر مارکر کلرز سے چھوٹے چھوٹے نقطے لگائے ہوئے تھا جس کی ڈنڈی ہرے رنگ کے کاغذ سے بنی تھی اور دو پتے بھی کاغذ کے ہی لگائے ہوئے تھے پھول میں سے دس سال بعد بھی ایک مدھم سی خوشبو آرہی تھی پھول مرجھا گیا تھا ڈائر میں رکھنے سے وہ پچک گیا تھا پر اس پھول سے جُڑے اس کے جذبات آج بھی تازہ تھے اور وقت کے گزرنے کے ساتھ ساتھ بڑھ گئے تھے اس کے اندر لگا دس سال پہلے محبت کا ننھا پودا اب ایک تناور درخت بن گیا تھا جس کی جڑیں اسکے جسم میں موجود رگوں سے زیادہ تھیں ان دس سالوں میں

اسنے سب یاد رکھا بس بھولا گیا تو بس اس نازنین کا چہرہ بھول گیا جس سے اس کی ملاقات دس سال پہلے صرف پندرہ بیس دنوں کے لیے ہوئی تھی اس نے بہت کوشش کی اس نازنیں کے چہرے کو یاد رکھنے کی پر وہ بھولتا گیا اور یہ ہی اسکی زندگی کی اصل اذیت تھی اسے اپنے آپ پر بہت غصہ آتا تھا اور اس غصے نے ہی اسے بے حد سنجیدہ اور بے تاثر

کر دیا تھا وہ بہت کم لوگوں سے ملتا اور بہت کم بولتا اور کچھ چند لوگ ہی تھے جنھوں نے اسے مسکراتے دیکھا تھا وہ مسکراتا تھا پر تنہائی میں جب اس کے سامنے یہ چیزیں ہوتی تھیں تب وہ اپنی مسکراہٹ کو روک نہیں پاتا تھا وہ پھول کو دیکھ رہا تھا ماضی کی یادیں ایک بار پھر اسکے ذہن میں شکل بنانے لگی تھیں وہ اپنے اسکول گراؤنڈ میں گھٹنوں کے بل اس نازنین کے سامنے بیٹھا تھا ہاتھ میں ٹشو کا پھول تھا گراؤنڈ میں لڑکے لڑکیاں یہ سب دیکھنے کے لیے جمع ہو گئے تھے ایسا اسکول میں پہلی بار ہو رہا تھا کہ ایک لڑکا یوں سر عام اسکول گراؤنڈ میں بے خوف کسی کو پرپوز کر رہا تھا پر سامنے کھڑی نازنین نے جب اسکے گال پہ ایک زور کا تھپڑ رسید کیا تو وہ کچھ لڑکھڑا گیا جب وہ سنبھال تو وہ جا چکی تھی اور اب سامنے سے اسکول کی میڈم آ رہی تھیں یہ سوچتے اسنے اپنے گال پہ ہاتھ لگایا جہاں دس سال پہلے اسے تھپڑ پڑا تھا اور اسکی مسکراہٹ مزید گہری ہو گئی وہ دوبارہ بیڈ پر لیٹ گیا اور سینے پہ پھول رکھ کر اپنی آنکھیں زور سے موند لیں کہ شاید آج اس ماہ رخ کا چہرہ اسکے ذہن میں آ جائے شاید آج کوئی معجزہ ہو جائے وہ کچھ دیر یوں ہی لیٹا رہا پر جب ایسا کچھ نہ ہوا تو وہ جھنجھلا گیا اتنے میں

کمرے کے دروازے پہ دستک ہوئی تو اسنے پھول کو اسی احتیاط سے اٹھایا اور ڈائری کے اوپر رکھ دیا اور اٹھ کر دروازہ کھولا سامنے اسکی بھابھی کی بہن ٹینا کھڑی تھی جو سلیولیس ٹاپ

اور جینز میں ملبوس تھی لھٹنوں کے سامنے سے جینز دائروں میں کٹی ہوئی تھی جس سے اسکے سفید گھٹنے صاف نظر آرہے تھے ٹینا کو دیکھ کر اسکے چہرے پہ ناگواری آگئی تھی ٹینا بڑھ کر اسکے گلے لگنے لگی کہ اسنے ٹینا کو بازو سے پکڑ کر دور کر دیا۔۔

مجھے سے دور رہا کرو"۔۔۔ ہمیشہ کی طرح بے تاثر لہجہ میں کہا اور کمرے سے باہر آکر" کمرے کا دروازہ بند کر دیا اور ٹینا کے سامنے ہاتھ باندھ کر کھڑا ہو گیا۔۔

کیوں آئی ہو"۔۔۔ بریٹش لہجے میں انگلش بولتا ہوا وہ بہت اچھا لگ رہا تھا وہ جب سے" نیویارک آیا تھا وہ ایسے ہی انگلش میں بات کرتا تھا گھر اور باہر ہر جگہ لوگ انگلش بولتے تو وہ اسنے کب اردو کا ہاتھ چھوڑ دیا اسے خود پتہ نہ چلا اسے اردو آتی تھی پر بولتا بہت کم تھا

میری گاڑی خراب ہو گئی ہے اور یونیورسٹی جانا تھا شاید تم میری یونیورسٹی میں ہی پڑھتے" ہو اس لیے سوچا تمہارے ساتھ چلی جاؤں"۔۔۔ ٹینا نے اسکے لہجے کی سختی سے مخطوط ہوتے کہا یہ لہجہ اسکے لیے نیا نہیں تھا وہ اُس سے ایسے ہی رکھائی بدتمیزی سے ہی بات کرتا تھا اور ٹینا کو یہی سب پسند تھا وہ پہلا لڑکا تھا جسے ٹینا خود لفٹ دیتی تھی اور وہ اُسے گھاس تک نہ ڈالتا تھا وہ صرف ٹینا کو ہی نہیں بلکہ کسی لڑکی کو گھاس نہیں ڈالتا تھا اور لڑکیاں مری جاتی تھیں اسکا گھاس کھانے کے لیے اور ٹینا بھی ان لڑکیوں میں

سے ایک تھی۔۔۔

میں نہیں لے کر جاؤں گا بھائی کو کہہ دینا وہ تمہیں چھوڑ دیں گے اور ایک بات میرے"
گلے مت پڑا کرو"۔۔۔ اسنے سرد مہری سے کہا تھا اسکی بات پہ ٹینا کے چہرے کے رنگ
کچھ کچے سے ہو گئے پھر وہ دوبارہ مسکرا بولی۔۔

تمہارے بھائی گھر نہیں ہیں اور میری بہن بھی آفس کے لیے نکل چکی ہے"۔۔۔۔"
تو تم بھی نکل جاؤ"۔۔۔ وہ یہ کہہ کر کمرے میں داخل ہو گیا"

ٹینا باہر سے اسکا نام پکار پکار کر دروازہ بجا رہی تھی۔۔

میں نہیں لے کر جاؤں گا گیٹ لاسٹ"۔۔ اسنے تھوڑی بلند آواز میں کہا تھا یہ سن کر ٹینا کا"
چہرہ غصے سے لال ہو گیا اور وہ پاؤں پٹختی چلی گئی۔۔۔

وہ دوبارہ اپنے بیڈ پہ آ کر بیٹھ گیا تھا اسنے پھول کو اٹھایا اور مسکرا کر بولا

میں ایک دن تمہیں ڈھونڈ لوں گا بس میری دعا ہے کہ جب تم مجھے ملو تو کسی اور کی ہو کر نہ ملو"
اگر تم کسی اور کی ہو گئیں تو میں اس دنیا کو آگ لگا دوں گا تم صرف میری ہو صرف
میری"۔۔۔

اسنے بیڈ سے سارا سامان اٹھایا اور بیگ میں دوبارہ ڈال کر الماری میں رکھ دیا اور خود فریش
ہونے چلا گیا۔۔۔۔

-: دوسرا باب

**ملن سے پہلے ہجر **

بات بہت عام تھی۔۔۔۔۔

تمہیں صرف دیکھا ہی تو تھا۔۔۔۔۔۔

پھر۔۔۔۔۔پھر۔۔۔۔کب اپنا مان لیا۔۔۔۔۔

مجھے علم ہی نہ ہوا۔۔۔۔۔

میں نے تمہیں اپنا مانا ہی نہیں۔۔۔۔

بلکہ۔۔۔۔۔تمہیں اپنے اندر بسا بھی لیا۔۔۔۔۔

تم کو ایک پودے کی طرح دل میں رکھا۔۔۔۔۔

اور اپنی محبت سے اس پودے کو سینچا۔۔۔۔۔

اب وہ پودا مجھ میں ایک تنوار درخت بن گیا ہے۔۔۔۔۔۔

مجھ میں اب "میں" سے زیادہ "تم" پائی جاتی ہو۔۔۔۔۔

پر وقت کا کھیل الگ تھا۔۔۔۔۔۔ہمارے راستوں کی طرح۔۔۔۔۔۔

میں نے تم تک آنے کی جیسے کوشش کی۔۔۔۔۔۔

For more visit: https://exponovels.com/ mailto:exponovels@gmail.com

میں تم سے اور دور ہو گیا۔۔۔۔۔۔

اور پھر۔۔۔۔۔ دور ہوتا چلا گیا۔۔۔۔۔۔

ملن سے پہلے ہجر۔۔۔۔۔۔ میرے مقدر میں لکھ دیا گیا۔۔۔۔۔۔

میں تم سے دور ہو گیا۔۔۔۔ یوں جیسے۔۔۔۔۔

جیسے۔۔۔۔۔ شجر پہ لگے پتے۔۔۔۔۔۔ ایک ہی شاخ پہ ہو کر بھی۔۔۔۔۔

ساتھ نہیں رہ پاتے۔۔۔۔۔ ایک پروائی کا جھونکا۔۔۔۔۔

انہیں بکھیر دیتا ہے۔۔۔۔۔ دور۔۔۔۔ بہت دور کر دیتا ہے۔۔۔۔۔

جیسے ہمیں کر دیا۔۔۔۔۔ دور۔۔۔۔۔ حالات نے۔۔۔۔۔ وقت نے۔۔۔۔ قسمت نے۔۔۔۔۔

_____&&&&&&&&&&&&&
&&&&&&&&&&_____

_____

یہ رات لاہور پہ نئے خواب لے کر اتر تھی۔۔۔۔۔ وہ کمرے میں لیٹ چھت تک رہی تھی۔۔۔۔۔ پنکھے کی آواز نے کمرے میں شور مچا رکھا تھا۔۔۔۔۔۔ علیزہ اور فرحت ابھی ڈرامہ دیکھ کر لیٹی تھیں۔۔۔۔ اور شاید سو گئی تھیں۔۔۔۔۔ کیرت جب شکیل کے ساتھ

واپس آئی اس سے امی کے علاوہ کسی نے بات نہ کی۔۔۔۔۔ابو کو تو ویسے ہی گھر میں ہونے والی کاروائیوں کا علم ہی نہیں ہوتا۔۔۔۔۔۔تبھی وہ، وہ مان جاتے جو دادی کہتیں۔۔۔۔۔۔کیرت جلدی واپس آگئی تھی۔۔۔۔۔پر پھر دادی نے جو ٹکے ٹکے کی باتیں سنائیں کہ اسکی بھوک تک مر گئی۔۔۔۔۔۔جبکہ اسے بھوک لگی تھی۔۔۔۔۔پر اسے کچن میں جاتا دیکھ دادی فوراً بولیں۔۔۔۔

"کہاں چل دی جلے پیر کی بلی۔۔۔۔؟؟ کھا ٹھونس کر نہیں آئی کیا جواب پھر کچن میں چل دی"۔۔۔۔۔۔؟ کیرت کے بڑھتے قدم رک گئے۔۔۔۔۔۔شرمندگی سے سر جھک گیا۔۔۔۔۔۔مڑی تو علیزہ اور فرحت کی محظوظ نظروں کو خود پہ جما پایا۔۔۔۔۔البتہ امی ناگواری سے دادی کو دیکھ رہی تھیں۔۔۔۔۔پر کچھ بولیں نہ۔۔۔کیرت کو بھی کوئی جواب نہ یاد آیا۔۔۔۔۔وہ نہ بتا سکی کہ شکیل اور اس نے آج بس ڈھیر ساری باتیں کی۔۔۔۔۔اور اگر وہ یہ کہہ بھی دیتی تو دادی نے کہنا تھا۔۔۔

"تو کالو باتوں سے تیرا یہ کنواں) کنویں سے مراد پیٹ (نہ بھارا"۔۔۔۔؟؟ اس بے عزتی سے بچنے کے لیے وہ سیدھی کچن کے دروازے سے اپنے کمرے میں جا کر لیٹی گئی۔۔۔۔۔۔اور چھت کو دیکھنے لگی۔۔۔۔۔۔وہ بالکل سیدھی لیٹی تھی۔۔۔۔۔۔ذہن

میں شکیل کی باتیں گردشت کر رہی تھیں۔۔۔۔جو وہ پارک کے بینچ پہ بیٹھی کیرت کے سامنے کھڑا ہوا کر رہا تھا۔۔۔۔۔

میں سوچ رہا ہوں امی کو تمہارے گھر بھیجوں "۔۔۔۔۔وہ معنی خیز مسکرا کر بولا" تھا۔۔۔۔اسکی بات پہ نظریں جھکائے بیٹھی کیرت کی شرم سے گردن بھی جھک گئی۔۔۔۔۔۔وہ جانتی تھی گھر وہ "کس" لیے بھیج رہا تھا اپنی امی کو۔۔۔۔۔۔۔ اور میں امی کو کہوں گا کہ جتنی جلدی ہو سکے شادی کی بات طے کر دیں "۔۔۔۔۔۔اس" نے چپ سادھے بیٹھی کیرت کو دیکھتے اپنی بات میں اضافہ کیا۔۔۔۔۔کیرت کی گردمزید جھک گئی۔۔۔۔چہرہ گلابی پڑ گیا۔۔۔۔۔۔وہ چپ رہی۔۔۔۔۔اور اسی چپ کے ساتھ واپس گھر آ گئی۔۔۔۔۔۔شکیل کی باتیں ایک بار پھر کیرت کے چہرے پہ مسکراہٹ بکھیر گئی تھیں۔۔۔۔۔۔تو اب اسکی آزمائشیں ختم ہونے والی تھیں۔۔۔۔۔شکیل پھوپو کو بھیج دے گا۔۔۔۔۔۔"اسکے لیے"۔۔۔۔۔۔اور پھر کیرت ان ساری باتوں طعنوں اور پل پل پڑنے والی جھڑکوں سے دور ہو جائے گی۔۔۔۔۔ملاقات جب مختصر ہو گی تو قدر خود ہی بڑھ جائے گی۔۔۔۔۔۔کیرت نے چھت سے نظریں ہٹا کر کروٹ لی۔۔۔۔پھر جب کروٹ لے کر بھی چین نہ آیا تو وہ اپنے سینگل بیڈ پہ بیٹھ گئی۔۔۔۔۔۔اسکی نظریں

سامنے دیوار پہ پڑیں جہاں اسے اپنا کالا سایہ دکھائی دیا۔۔۔۔۔جو بالکل کیرت جیسا تھا۔۔۔۔۔جو اکثر کیرت سے بات کرنے آجایا کرتا تھا۔۔۔۔۔سائے کو دیکھ کر کیرت کے چہرے پہ ناگواری پھیل گئی۔۔۔۔۔۔پر سایہ مسکرایا۔۔۔۔

تم مجھے دیکھ کر ناخوش کیوں ہوجاتی ہو"۔۔۔۔؟؟ سایہ معصومیت سے پوچھ رہا تھا۔۔۔۔۔

کیونکہ تم مجھے ڈراتے ہو"۔۔۔۔۔۔کیرت نے بے بسی سے جواب دیا۔۔۔۔۔خاموش" پڑے کمرے میں سائے کا قہقہہ گونجا۔۔۔۔۔جو صرف کیرت کو ہی سنائی دیا۔۔۔۔

تم مجھ سے خود ڈرتی ہو۔۔۔۔جبکہ میں صرف تمہارا ہمدرد ہوں اچھائی اور برائی میں فرق" بتاتا ہوں"۔۔۔۔۔۔۔وہ بے نیازی سے بول رہا تھا۔۔۔۔۔کمرے کی دیواریں۔۔۔۔۔اور گھڑ گھڑاتا پنکھا۔۔۔۔۔کیرت اور اس کے سائے کو دیکھ رہے تھے۔۔۔۔۔کیرت نے دکھ سے اپنے سائے کو دیکھا۔۔۔۔۔

تم صرف مجھے دکھی کرتے ہو۔۔۔۔تم۔۔۔تم مجھے خوش نہیں رہنے" دیتے"۔۔۔۔۔۔۔کیرت کا سایہ ایک دم سے افسوس میں مبتلا ہوا تھا۔۔۔۔۔۔اس نے گہری نظروں سے کیرت کو دیکھا۔۔۔۔

تم دکھ خود کو دیتی ہو کیرت۔۔۔۔۔ تم آج پھر ایک غلط انسان پہ یقین کر کے خواب سجا" رہی ہو۔۔۔ تمہیں کیا لگتا تمہاری پھوپو شکیل سے تمہاری شادی ہونے دیں گی۔۔۔؟؟ اور کیا شکیل تم سے شادی کرلے گا"۔۔۔۔؟ کیرت کے دل کو کسی نے مٹھی میں لیا تھا۔۔۔۔

ہاں وہ کرلے گا۔۔۔۔۔۔ کیونکہ میں اس پہ یقین کرنا چاہتی ہوں"۔۔۔۔۔۔ کیرت نے" خود پہ قابو کرتے ہوئے ہلکا سا چیخ کر کہا تھا۔۔۔۔۔۔ ابھی سایہ کچھ بولتا کہ وہ فوراً بولی۔۔۔۔۔۔ "اور مجھے تمہارے مشورے نہیں چاہیے تم جا سکتے ہو مہربانی کرو مجھ پہ چلے جاؤ"۔۔۔۔۔۔ کیرت نے کہہ کر نظریں سائے سے پھیر لیں۔۔۔۔ کچھ پل کے لیے کمرے میں سناٹا چھا گیا۔۔۔۔۔ کیرت نے جب دوبارہ سامنے دیوار کو دیکھا تو سایہ سچ میں جا چکا تھا۔۔۔۔ کیرت نے تھکا ہوا سانس لیا۔۔۔۔۔۔ نہ جانے کیوں ہر بار جب کیرت خوش ہوتی تھی تو اسکے اندر کے خدشات شکل اختیار کر کے اسکے سامنے آ کھڑے ہوتے تھے۔۔۔۔۔۔ پر اب کی بار ایسا کچھ نہیں ہوگا۔۔۔۔ شکیل اسے دھوکا نہیں دے گا۔۔۔۔۔۔ کیرت نے خود کو تسلی دی اور دوبارہ بیڈ پہ لیٹ گئی۔۔۔۔۔۔۔ باہر بڑے سے

صحن میں ایک رات خوابوں کے نام پہ پگھلنے لگی۔۔۔۔۔۔۔

&&&&&&&&&&&&&&&&______________________________

&&&&&&&&&&&&&&&&______________________________

____

امریکہ کے شہر نیویارک)جسے بگ ایپل بھی کہا جاتا ہے(پہ یہ دوپہر سنہری اتری تھی۔۔۔۔۔۔ہلکی ہلکی دھوپ کی چنری۔۔۔۔۔پورے نیویارک پہ پھیلی تھی۔۔۔۔ایسے میں نیویارک کے اس گنجان آباد جزیرے مین ہیٹن میں کھڑے یہ چھوٹے بنگلے مغرور نظر آتے تھے۔۔۔۔جن کی کھڑکیوں کے باہر بنی چھوٹی بالکونیوں میں گلابی پھولوں کی بیلیں لٹکی تھیں۔۔۔۔۔ایسے میں ایک سفید بنگلے کے داخلی دروازے سے جھانکوں تو لاؤنج سے اوپر جاتی سیڑھیوں کے قریب رکھے پیانو پہ ایک پچاس سالہ امریکن بوڑھی۔۔۔۔گھٹنوں تک آتے سفید اسکرٹ میں ملبوس۔۔۔۔۔ہاتھوں پہ جالی دار دستانے اور سر پہ سفید ہیٹ)جس کے سامنے مصنوعی پھول اور موتی جڑے تھے(پہنے وہ بڑی مہارت سے پیانو کی کیز پہ انگلیاں چلا رہی تھی۔۔۔۔۔لاؤنج میں بیٹھے بہت سے بچے جو یہاں پیانوں سیکھنے آتے تھے۔۔۔۔پیانو کی دھن میں مبہوت تھے۔۔۔۔۔۔قریب ہی ایک کرسی پہ ٹانگ پہ ٹانگ جمائی وہ بھی بیٹھا تھا۔۔۔۔جو پاکستان آنے کے بعد پہلی بار اپنے گھر سے اس انجان شہر میں نکلا تھا تو اس گھر کے باہر

رکا تھا۔۔۔۔۔۔اندر بجتے ساز نے اسے تحیر میں مبتلہ کیا تھا۔۔۔۔۔اس دن سے وہ یہاں آنے لگا۔۔۔۔۔۔بیٹھ کر پیانو سنتا رہتا۔۔۔۔۔۔وہ بوڑھی پیانسٹ اب کیز پہ جلدی جلدی انگلیاں چلا رہی تھی۔۔۔۔۔۔اسکی آنکھیں بند تھیں۔۔۔۔۔۔پھر اس نے ہاتھ روک دیے تو ماحول میں چھیا فسوں ٹوٹ گیا۔۔۔۔۔اور بچے بے ساختہ کھڑے ہو کر تالیاں بجانے لگے۔۔۔۔۔۔سبز مائل

آنکھوں والے کی آنکھوں میں بھی ستائش تھی۔۔۔۔۔چہرے پہ ہلکی مسکان جس سے گال پہ مدہم ڈمپل پڑا تھا۔۔۔۔بوڑھی سے اب وہ بچے کچھ سمجھ رہے تھے۔۔۔۔۔۔پر وہ اپنی جگہ پہ بیٹھا رہا۔۔۔۔حتیٰ کہ بچے ایک ایک کر کے چلے گئے۔۔۔۔۔سبز آنکھوں والے نے نظریں بوڑھی پہ سے ہٹا لیں تھیں۔۔۔۔۔ذہن کے پردوں پر کوئی اور اترنے لگا۔۔۔۔۔ایک پل میں وہ واپس پاکستان میں آگیا تھا۔۔۔۔جہاں وہ اپنی کلاس میں بیٹھا۔۔۔۔۔اسے چیئر پہ بیٹھے ٹشو پیپر کے پھول بناتے دیکھ رہا تھا۔۔۔۔۔یہ اس کے لیے ایک نئی چیز تھی۔۔۔۔اسنے لوگوں کو ٹشو استعمال کے لیے خریدتے۔۔۔۔۔پھر استعمال کے بعد پھینکتے دیکھا تھا۔۔۔۔۔۔پر وہ یہ پہلی بار دیکھ رہا تھا کہ کوئی بے ضرر ٹشو کو اتنا خوبصورت بنا سکتا ہے کہ اسے سنبھال کر رکھ لیا جائے۔۔۔۔۔۔۔۔چیئر پہ بیٹھی لڑکی

نے لاشعوری طور پہ نظریں اٹھیں تو اپنے سامنے ڈیسک پہ بیٹھے دوسروں سے مختلف اور سبز آنکھوں والے مغرور سے لڑکے کو دیکھ کر ہلکا سا مسکرائی۔۔۔۔۔

"کیا دیکھ رہے ہو ضامن"۔۔۔۔؟؟؟ اسکی آواز پہ ضامن کا سحر ٹوٹا تھا۔۔۔۔۔۔ "نظریں اسکے پھول بناتے ہاتھوں سے ہٹیں۔۔۔۔۔ ضامن نے تکان سے مسکراتی اپنی اس دو دن پہلے بنی ٹیچر کو دیکھا۔۔۔۔۔

"آپ یہ کیسے بنا لیتیں ہیں"۔۔۔۔؟؟؟ اس نے انگلی سے پھول کی طرف اشارہ کیا۔۔۔۔۔ نئی ٹیچر نے سادگی سے شانے اچکا دیے۔۔۔۔

"اسکول میں سیکھے تھے بنانے"۔۔۔۔۔ وہ کہہ کر دوبارہ پھول بنانے لگی پھر رکی۔۔۔۔۔۔ "تم نے سیکھنا ہے"۔۔۔۔؟؟ ضامن نے ناک سکوڑ کر نہ میں سر ہلا دیا۔۔۔ ٹیچر نے ضامن کی اس تمکینت پہ گہرا سانس لیا اور دوبارہ پھول بنانے لگی۔۔۔۔۔ پھر اسکی

سماعت سے ضامن کی آواز ٹکرائی۔۔۔۔۔

آپکا نام کیا ہے"۔۔۔۔۔؟؟ اسنے حیرت سے ضامن کو دیکھا۔۔۔۔ اسے ضامن کو"
پڑھاتے آج تیسرا دن تھا اور ضامن کو اسکا نام بھی نہیں پتہ تھا۔۔۔۔؟؟ وہ ابھی کچھ کہتی
کہ اسکی دوست اندر داخل ہوئی۔۔۔۔۔
پریشے کتنے بن گئے"۔۔۔۔؟؟؟ نوشین نے کلاس میں داخل ہوتے ہی پھولوں کا"
پوچھا۔۔۔۔۔ پریشے نے پہلے ضامن پھر نوشین کو دیکھا۔۔۔۔
بس تھوڑے سے رہتے ہیں"۔۔۔۔۔۔ پریشے نے سادگی سے جواب دیا۔۔۔۔ نوشین"
اب اسکے قریب آگئی تھی۔۔۔۔ ضامن ان دونوں کی باتوں کو خاموشی سے سننے لگا
تھا۔۔۔۔۔
اچھا انہیں چھوڑو تمہیں پرنسپل میم بلا رہی ہیں۔۔۔۔۔ تمہاری سی وی چاہیے انہیں تم"
لائی ہونا"۔۔۔۔؟؟؟ پریشے نے فوراً سر اثبات میں ہلایا۔۔۔۔۔ اور پھولوں کو سامنے میز
پہ دھرتی وہ اپنا پرس اٹھا کر نوشین کے ساتھ کلاس سے نکل گئی۔۔۔۔۔ وہ ضامن کے
سوال کا جواب دینا بھول گئی تھی۔۔۔۔۔ پر ضامن کو اسکا جواب مل گیا تھا۔۔۔۔ مغرور
چہرے اور سبز آنکھوں والے کے چہرے پہ مسکان در آئی تھی۔۔۔۔۔ آنکھیں ہنوز
پھولوں پہ تھیں۔۔۔۔۔۔ پریشے کلاس سے چلی گئی تھی۔۔۔۔۔۔۔ ماضی کی دھند بھی حال
کی دھوپ میں تحلیل ہوگئی۔۔۔۔۔

کرسی پہ بیٹھے ضامن نے اطراف میں دیکھا۔۔۔۔۔وہ نیویارک میں ہی تھا۔۔۔۔۔لیڈی کیتھرین کے گھر۔۔۔۔۔ضامن نے گہرا سانس لیا۔۔۔۔جینز کی رف پینٹ پہ تیز بھوری شرٹ اور اس پہ کالی جیٹ پہنے وہ ایک شان سے بیٹھا تھا۔۔۔۔۔ہلکی ہلکی شیو تیکھے نقوش والے پہ جچ رہی تھی۔۔۔۔۔کالے بالوں کو آج اس نے

جیل نہیں لگایا تھا۔۔۔۔تبھی وہ ماتھے پہ بکھرے تھے۔۔۔۔۔لیڈی کیتھرین اب اسکی طرف آرہی تھیں۔۔۔۔۔

تم چائے پیوگے یا کافی"۔۔۔۔؟؟؟ نیویارک میں رہنے والے امریکیوں کے لیے مشہور" تھا کہ وہ باقی امریکیوں سے سات گناہ زیادہ کافی پیتے ہیں۔۔۔۔۔۔جیسے پاکستانیوں کے لیے چائے ایک نشہ ہے ویسے ہی نیویارک میں رہنے والے امریکیوں کے لیے کافی ایک نشہ ہے۔۔۔۔۔۔۔۔ضامن کچھ دیر انہیں سوچتی نظروں سے دیکھتا رہا پھر بولا۔۔۔۔۔

چائے"۔۔۔۔۔۔۔لیڈی کیتھرین نے سر کو خم دیا اور کچن میں چلی گئی۔۔۔۔۔یہ ایک" اوپن کچن تھا۔۔۔۔جو لاؤنج کا ہی ایک حصہ لگتا تھا۔۔۔۔۔دستانے اتار کر۔۔۔۔لیڈی کیتھرین نے چائے کے لیے پانی چڑھایا اور ضامن کی طرف متوجہ ہوئیں۔۔۔۔جواب کرسی سے اٹھ کر لاؤنج کے صوفے پہ آبیٹھا تھا۔۔۔۔۔لیڈی کیتھرین ایک سینگل مدر

تھیں۔۔۔۔۔انکے شوہر نے انہیں ایک عرصہ ہوا طلاق دے دی تھی۔۔۔۔ان کی ایک بیٹی تھی جس کے ساتھ وہ تنہا رہتی تھیں۔۔۔۔۔پھر بیٹی کی شادی کے بعد وہ گھر میں اکیلی ہوگئیں تو انہوں نے بچوں کو پیانو سکھانے کا فیصلہ کیا۔۔۔۔اسطرح انکے اس ویران گھر میں رونق بھی رہتی تھی اور وہ خود مصروف بھی۔۔۔۔۔۔۔ضامن اور لیڈی کیتھرین کی کافی اچھی دوستی ہوگئی تھی۔۔۔۔۔وہ ضامن کی نیویارک کی پہلی دوست تھیں۔۔۔۔۔اور ضامن لیڈی کیتھرین کا نیویارک میں انکی زندگی کا آخری دوست۔۔۔۔

تمہاری پڑھائی پوری ہونے والی ہے"۔۔۔۔۔؟؟؟وہ ابلتے پانی میں اب چائے کے پتے ڈال رہی تھیں۔۔۔۔۔

جی پھر میں یہاں سے چلا جاؤں گا"۔۔۔۔۔۔۔وہ پرسکون سا"

بولا تھا۔۔۔۔۔۔لیڈی کیتھرین کا چہرہ پل بھر کے لیے بجھا۔۔۔۔۔۔پر وہ بھی جلد ہی نارمل ہوکر بولیں۔۔۔۔۔

وہاں جا کر کیا کرو گے"۔۔۔۔؟؟"

کیا آپ کو نہیں پتہ"۔۔۔۔؟؟؟ انکے سوال پہ وہ بھنوں سکوڑ کر انہیں دیکھتا بولا تو لیڈی" کیتھرین مسکرا دیں۔۔۔۔۔ ابلتے پانی میں چینی ڈال کر اب وہ کاؤنٹر پہ دونوں ہتھیلیاں جما کر اسے دیکھ رہی تھیں۔۔۔۔۔

اگر وہ تمہیں نہ ملی تو"۔۔۔۔۔؟؟؟ لیڈی کیتھرین اسکی کہانی جانتی تھیں۔۔۔۔ ضامن" نے انہیں خود ہی سب بتایا تھا۔۔۔۔۔۔ اس سوال سے ضامن کے ماتھے پہ بل پڑے۔۔۔۔۔ اسے یہ باتیں پسند نہ تھیں۔۔۔۔

میں اسے ڈھونڈ لوں گا"۔۔۔۔۔۔ وہ رکھائی سے بولا تھا۔۔۔ لیڈی کیتھرین چند لمحے" خاموش ہو گئیں۔۔۔۔۔۔ جیسے سوچ رہی ہوں کہ اگلا سوال پوچھیں یا نہیں۔۔۔۔ پھر انہوں نے پوچھ لیا۔۔۔۔۔

اور اگر تمہاری اس ٹیچر پریشے کی شادی ہو گئی ہوئی تو"۔۔۔۔؟؟؟ ضامن نے ناگواری" سے انہیں دیکھا۔۔۔۔۔ لب آپس میں پیوست ہو گئے تھے۔۔۔۔۔۔ ہتھیلیاں جمائے کھڑی کیتھرین اسکی سبز آنکھوں میں جھانک رہی تھیں۔۔۔۔۔ ضامن نے نظریں ایک پل کے لیے جھکائیں۔۔۔۔ پھر اٹھائیں تو وہ بدلی ہوئی سی تھیں۔۔۔۔۔

کہتے ہیں پاکستان میں ہر روز لوگ مرتے ہیں۔۔۔۔۔ کوئی کار ایکسیڈینٹ میں، کوئی" بیماری سے، کوئی بھوک سے اور کوئی کسی دوسرے کے ہاتھوں سے۔۔۔۔۔ اور اگر

پریشے کی شادی ہوگئی ہوگی تو اسکا شوہر بھی انہیں میں سے کسی ایک موت کا شکار ہو جائے گا۔۔۔۔۔اب میں اسے اپنی مان بیٹھا ہوں

اور مجھے چیزیں بانٹنے کی عادت نہیں ہے"۔۔۔۔۔وہ سرد لہجے سے بولا تھا۔۔۔۔کیتھرین اسکی بات پہ شل رہ گئیں۔۔۔۔۔پھر وہ بدقت سنبھلیں۔۔۔۔۔۔ اور اگر وہ اپنے شوہر کی وفادار نکلی تو۔۔۔۔۔۔اسکے بعد بھی اسی کی رہی تو"۔۔۔۔؟؟؟" ضامن نے گردن ناں میں ہلائی

ایسا ناممکن ہے۔۔۔۔۔میں اس پہ ہر چیز اتنی تنگ کر دوں گا کہ اسکے پاس میری ہونے" کے علاوہ کوئی دوسرا راستہ نہیں بچے گا۔۔۔۔۔۔میں اسکے ذہن سے ہر طرح کی وفا نکال دوں گا۔۔۔۔۔اسے کسی اور کا "ہونا" یا "رہنے" نہیں دوں گا میں اسے ہر ایک سے چھین لوں گا۔۔۔وہ صرف میری ہے"۔۔۔۔۔۔اسکے سرد لہجے سے لیڈی کیتھرین کی ریڑھ کی ہڈی میں سنسنی دوڑ گئی۔۔۔۔۔چائے کا قہوہ اب جلنے لگا تھا۔۔۔۔۔جلی جلی سی خوشبو جیسے ہی کچن میں پھیلی تو لیڈی کیتھرین نے فوراً آنچ دھیمی کی اور پھر اس میں دودھ ڈال کر دوبارہ ضامن کو دیکھا تو وہ کھڑا ہو چکا تھا۔۔۔۔۔

کیا ہوا"۔۔۔۔؟؟؟انہوں نے اچنبھے سے پوچھا۔۔۔۔۔"

جارہاہوں"۔۔۔۔۔وہ قطعیت سے بولا۔۔۔۔۔"

میں نے چائے بنائی ہے تمہارے لیے اور تم جارہے ہو"۔۔۔۔۔؟؟ ضامن نے"

سپاٹ چہرے سے لیڈی کیتھرین کو دیکھا۔۔۔۔

میں چائے پینا چاہتا تھا۔۔۔۔پر آپ کی باتوں نے مجھے کچھ پل کے لیے برہم کردیا"

ہے۔۔۔۔۔اوراب میرا دل ہر شے سے اچاٹ ہوگیا ہے۔۔۔۔میں جارہا

ہوں"۔۔۔۔۔۔۔وہ روٹھے بچے کی طرح کہہ کر داخلی دروازے کی طرف بڑھ

گیا۔۔۔۔۔۔۔لیڈی کیتھرین سرد آہ بھر کر اسکی پشت دیکھتی رہ گئیں۔۔۔۔۔۔۔۔وہ

غلط بول بیٹھی تھیں۔۔۔۔۔انہیں نجانے کیوں یہ بات بھول گئی کہ ضامن پریشے

کو لے کر بہت حساس ہے۔۔۔۔۔وہ پریشے کو لے کر ناامیدی کی باتیں کبھی برداشت

نہیں کرتا تھا۔۔۔۔۔۔لیڈی کیتھرین اپنے دوست کو ناراض ہوکر جاتے دیکھ بے بس

ہوگئی تھیں۔۔۔۔۔پر وہ اسے منالیں گی۔۔۔۔۔انہوں نے بنی بنائی چائے سینک میں بہا

دی۔۔۔۔۔۔چائے وہ پیتی نہیں تھیں۔۔۔۔۔چائے بہا کر وہ کچن سے نکل کر اب اپنے

کمرے میں جارہی تھیں۔۔۔۔کافی پینے کا اب انکا دل نہیں تھا۔۔۔۔۔۔۔نیویارک کی یہ

دوپہر آزردگی سے دو دوستوں کو ناراض ہوتے خاموشی سے دیکھ رہی تھی۔۔۔۔۔۔

For more visit: https://exponovels.com/ mailto:exponovels@gmail.com

_____&&&&&&&&&
&&&&&&&&&&&&&&&&&&&&&&&&&&&&&&&&&&&&&_____

_____

لاہور کے بازار پہ صبح چمک رہی تھی۔۔۔۔۔ایسے میں بازار میں رش لگا تھا۔۔۔۔بھانت بھانت کی بولیاں۔۔۔۔۔اور طرح طرح کے لوگ۔۔۔۔۔۔جو اپنی دکانوں، کاروبار، اور شاپنگ میں مصروف نظر آتے تھے۔۔۔۔۔ایسے میں سامنے مال سے ایک نک سک سے تیار آدمی باہر نکلا۔۔۔۔۔اسکے ہاتھ میں پہنی گولڈ کی بریسلیٹ نما گھڑی اپنی قیمت اور اپنے مالک کی شان خود بول رہی تھی۔۔۔۔۔۔وہ پھنے نقوش اور نیلے پینٹ کوٹ میں ملبوس آدمی اپنے قیمتی موبائل پہ کچھ ٹائپ کرتا اب اپنی گاڑی کی طرف

بڑھ رہا تھا۔۔۔۔گاڑی پارکینگ کی بجائے سڑک کے کنارے پہ کھڑی تھی۔۔۔۔۔دھوپ اسکی سونے کی گھڑی کو چمکائے ہوئی تھی۔۔۔۔۔اور وہ آدمی موبائل پہ نظریں جمائے جلدی جلدی چل رہا تھا کہ وہ کسی سے زور سے ٹکرایا۔۔۔۔۔ہاتھ کا موبائل نیچے گر گیا۔۔۔۔۔وہ آدمی بھی گر جاتا اگر وہ اس آدمی کا ہاتھ نہ پکڑتا۔۔۔۔۔جس کی گہری مونچھیں داڑھی یوں لگتی تھی جیسے کافی وقت سے نہ کاٹی ہوں۔۔۔۔بال بھی

گھنگھرالے سے چھتے کی طرح کے تھے۔۔۔۔۔۔ آنکھوں کی پتلیوں کا رنگ بھورا تھا۔۔۔۔۔ گول منہ، کھڑاناک اور بھرے گالوں والا شخص اس آدمی کی کلائی مضبوطی سے تھامے ہوئے تھا۔۔۔۔۔ جیسے ہی نیلے کوٹ پینٹ والا آدمی سنبھلا اسنے اپنی کلائی برہمی سے گھنگھرالے بالوں والے سے چھڑائی۔۔۔۔۔

اندھے ہو۔۔۔۔ جاہل۔۔۔۔ نان سینس"۔۔۔۔۔۔ وہ اپنی روبہت کچھ اسے سنانے لگا۔۔۔۔۔ گھنگھرالے بالوں والا شرمندہ ہوا۔۔۔۔۔

معذرت۔۔۔۔ بہت معذرت"۔۔۔۔۔ وہ شرمندگی سے بولتا نیچے سے اس آدمی کا موبائل اٹھانے لگا۔۔۔۔۔ موبائل اٹھا کر اس نے آدمی کی طرف کیا اور بولا۔۔۔۔

میں نے سچ میں آپ کو نہیں دیکھا تھا۔۔۔۔۔ بہت معذرت۔۔۔۔ میرا دھیان آپکی طرف نہیں تھا"۔۔۔۔۔۔ گھنگھرالے بالوں والا صفائی پہ صفائی دے رہا تھا۔۔۔۔۔ نیلے سوٹ والے نے کچھ سخت کہنے کے لیے لب ہلائے ہی تھے کہ اسنے ہاتھ جوڑ لیے۔۔۔۔۔ نیلے سوٹ والے کے اعصاب ڈھیلے پڑ گئے۔۔۔۔۔

آئندہ دیکھ کر چلنا"۔۔۔۔ وہ تنبیہ کرتا اپنا موبائل اس کے ہاتھ سے جھپٹ کر آگے بڑھ گیا تھا۔۔۔۔۔ گھنگھرالے بالوں والے نے سینے پہ ہاتھ باندھ لیے اور نیلی پینٹ کوٹ والے کو جاتے دیکھنے لگا۔۔۔۔۔ کچھ دیر دیکھنے کے بعد وہ دوبارہ سڑک پہ

چلنے لگا۔۔۔۔۔۔چلتا رہا۔۔۔۔چلتا رہا۔۔۔۔۔پھر بہت دور آکر رکا۔۔۔۔۔سینے سے ہاتھ کھولے۔۔۔۔۔۔انہیں پہلوں میں گرالیا۔۔۔۔۔ہاتھ گراتے ہی اسکی پوری آستینوں والی شرٹ کی آستین سے کچھ "چھن" کی آواز سے اسکے آدھ کھلے ہاتھ کی ہتھیلی پہ گرا۔۔۔۔۔اسنے مٹھی بند کرلی۔۔۔پھر مٹھی آنکھوں کے سامنے کی۔۔۔۔۔اور آہستہ آہستہ بند مٹھی کھولی۔۔۔۔۔دھوپ ہتھیلی پہ پڑی تو۔۔۔۔۔سونے کے بریسلیٹ نما گھڑی۔۔۔۔۔پھر سے چمکنے لگی۔۔۔۔۔اور ساتھ بھوری آنکھوں والے کی آنکھیں بھی۔۔۔۔۔ایک فاتحانہ مسکراہٹ اسکے چہرے پہ آرکی تھی۔۔۔۔۔۔۔اس سڑک پہ لوگ کم تھے۔۔۔۔۔تبھی وہ اپنا چوری کیا سامان یوں کھلے عام دیکھ رہا تھا۔۔۔۔۔۔گڈ مارننگ برہان"۔۔۔۔۔گھنگھرالے بالوں والے نے اپنی پیٹھ تھپکی۔۔۔۔۔اور قہقہہ" لگایا۔۔۔۔۔

کیا کہا تھا۔۔۔۔اس نے مجھے"۔۔۔۔؟؟ کوٹ پینٹ والے کی باتیں سوچنے کی اداکاری" کی "ہاں۔۔۔۔۔آئندہ دیکھ کر چلنا"۔۔۔۔۔۔وہ اسکی بات دہرا کر ہنسا۔۔۔۔۔پھر بولا۔۔۔۔"اب وہ اڑے ہوئے رنگوں سے اس راستے کو کئی بار دیکھے گا۔۔۔۔۔جہاں اس نے مجھے دیکھ کر چلنے کا "مشورہ" دیا تھا"۔۔۔۔۔۔۔۔یہ کہہ کر اسنے گھڑی نما

بریسلیٹ کو چوما اور اپنی پینٹ میں ڈالتا آگے بڑھ گیا۔۔۔۔۔۔وہ آج کے کارنامے پہ بہت خوش تھا۔۔۔۔۔۔۔برہان کی آج کی کمائی ہوگئی تھی۔۔۔۔۔۔باقی کا کام کل۔۔۔۔۔۔

_____&&&&&&&&&&&&
&&&&&&&&&&&&&&&&&&&&&&&&&&&&&&&&___
_____

____

کیرت کے گھر کی پرانی عمارت بھی دھوپ میں ڈوبی نظر آتی تھی۔۔۔۔عمارت اداس تھی۔۔۔۔پر عمارت میں رہنے والے خوش۔۔۔۔علیزہ اور فرحت ابو کے ساتھ کالج چلی گئی تھیں۔۔۔۔بڑے کمرے میں دادی تخت پہ بیٹھ کر نعتیں سن رہی تھیں۔۔۔۔صبح کا آغاز وہ نعتوں سے ہی کرتی تھیں۔۔۔۔پھر جیسے جیسے دن باسی ہوتا۔۔۔۔نعتوں سے ڈراموں۔۔۔۔پھر ڈراموں سے فلموں اور گانوں تک دادی بغیر دقت کے پہنچ جاتیں۔۔۔۔۔ہاں البتہ کیرت کی امی کو ان سب چیزوں سے دلچسپی نہیں تھی۔۔۔۔وہ سبزی لینے چلی جاتیں۔۔۔۔سبزی بنا لیتیں۔۔۔۔اور دوپہر میں سو جاتیں۔۔۔۔۔کیونکہ

کھانا کیرت بناتی تھی۔۔۔۔۔ابھی بھی وہ ناشتے کے برتن سیمٹ کر کچن میں انہیں دھو رہی تھی۔۔۔۔۔اور امی بازار جا رہی تھیں۔۔۔۔

آج کونسی سبزی لاؤں؟۔۔۔۔بازار میں جا کر تو سمجھ ہی نہیں آتا کے لوں"

کیا۔۔۔۔۔جس سبزی کو ہاتھ لگاؤ وہی کا ٹنے جو دوڑتی ہے مہنگائی نے تو گلے دبانا شروع کر رکھے ہیں"۔۔۔۔۔۔۔امی چادر اوڑھتے بڑبڑا رہی تھیں کہ دادی بولیں۔۔۔۔

بڑے کا گوشت لے آئیو۔۔۔۔ٹکیاں)شامی(بنا لے ویں گے۔۔۔۔بڑے دن"

ہو گئے کھائے"۔۔۔۔۔دادی نے نعت پہ جھومتے ہوئے ہی حکم صادر کیا

تھا۔۔۔۔امی سر ہلاتیں گھر سے نکل گئیں۔۔۔۔۔کچن میں کھڑی کیرت برتن دھو چکی

تھی۔۔۔۔۔وہ بڑے کمرے میں آئی تو اس کے ہاتھ میں کپڑے تھے۔۔۔۔۔

کہاں اڑنے کا ارادہ ہے بی بی کا"۔۔۔۔؟؟دادی نے اسے کپڑے نکال کر استری کی"

طرف بڑھتے دیکھا تو تپخ کر بولیں۔۔۔۔وہ رکی۔۔۔۔پلٹی۔۔۔۔چہرے پہ ہلکی سی مسکان

تھی۔۔۔۔

دادی جمعہ ہے نا اس لیے"۔۔۔۔۔اسنے سادگی سے شانے اچکا کر"

کہا تھا۔۔۔۔

ہاں تُونے تو جمعہ کی جماعت کروانی ہے"۔۔۔۔۔؟ دادی نے ناک سے مکھی اڑا کر گندا" سا منہ بنایا "دادی جمعہ ہے نا"۔۔۔۔۔ کیرت کی نقل اتاری پھر سر جھٹک کر نعت پڑھنے لگیں۔۔۔۔ کیرت نے انکی بات پہ بس سرد آہ بھری اور کپڑے استری کرنے لگی۔۔۔۔

اے سن میرے بھی کردیو"۔۔۔۔۔ کیرت نے اپنے کپڑے استری کرلیے تھے اب" وہ استری بند کررہی تھی کہ دادی فوراً بولیں۔۔۔۔۔ کیرت نے گردن گھما کر دادی کو دیکھا۔۔۔۔ دل کیا پوچھ لے۔۔۔۔ کیا آپ نے بھی جماعت کروانے جانا ہے۔۔۔؟؟ پر خاموش رہی۔۔۔۔ سر کو خم دے کر دادی اور امی کے کپڑے بھی نکل لائی۔۔۔۔۔ دادی خود کے کیرت کا ہاتھ نہ لگواتی تھیں۔۔۔۔ پر اپنا ہر کام کیرت کے ہاتھ سے کروانا انہیں بہت پسند تھا۔۔۔۔ کیونکہ باقی کی دو پوتیاں کام کے وقت ان سے سارے رشتے ناتے ختم کردیتی تھیں۔۔۔۔ پر دادی کو پھر وہ دونوں جان سے زیادہ پیاری تھیں۔۔۔۔۔

دوپہر ہوئی تو "ہائے ہوئی"۔۔۔۔ "تھک گئیں"۔۔۔۔۔ "اف گرمی" کرتیں علیزہ اور فرحت بھی کالج سے آگئیں۔۔۔۔۔۔ آتے ہی اپنے کمروں میں بیگ اور کتابیں پھینکی اور دادی کے دائیں بائیں لیٹ گئیں۔۔۔۔

آپی غسل خانے میں بالٹی میں پانی بھر دو میں نہاؤں گی"۔۔۔۔۔۔ علیزہ نے تھکان سے"
صدا لگائی۔۔۔۔۔ کیرت خود نہا چکی تھی اور اب اپنا سوٹ دھو رہی تھی۔۔۔۔۔ اس نے
امی کا بھی سوٹ استری کر دیا تھا۔۔۔۔۔ امی نہا کر ابھی نکلی تھیں۔۔۔۔ کیرت نے علیزہ
کی آواز سنی تو کپڑے چھوڑ کر کھڑی ہو گئی۔۔۔۔۔

پانی بھر دیا ہے تم نے کپڑے نکال لیے"۔۔۔۔؟؟ اسنے کمرے میں آکر پوچھا تو علیزہ"
کی آنکھیں حیرت سے پھیلیں۔۔۔۔
آپ نے نہیں نکالے"۔۔۔۔؟؟ وہ ایسے پوچھ رہی تھی جیسے نکل کر رکھنے کا کہہ کر گئی"
ہو۔۔۔۔۔۔۔ فرحت بھی بیٹھ گئی تھی۔۔۔۔ دادی نے ٹی وی کی آواز ہلکی
کر دی۔۔۔۔۔ کیرت نے ناں میں سر ہلا دیا۔۔۔۔
تم مجھے کہہ کر ہی نہیں گئی تھیں"۔۔۔۔۔ کیرت کے جواب پہ علیزہ نے لب بھینچ کر"
کیرت کو گھورا۔۔۔۔ پھر دادی کو دیکھا۔۔۔۔
لو آپ کو نہیں پتہ تھا کہ آج جمعہ ہے"۔۔۔؟؟"
جمعہ کا تو پتہ تھا پر یہ نہیں پتہ تھا تم کیا پہنو گی"۔۔۔۔۔ علیزہ کے بگڑ کر بولنے پہ کیرت"
نے سمجھانے والے انداز میں جواب دیا۔۔۔۔ فرحت کھڑی ہو گئی۔۔۔۔ اور کچن میں چلی

گئی۔۔۔۔۔وہاں سے ایک کٹوری میں بیسن نکالا۔۔۔۔۔کمرے سے برابر علیزہ کی آواز آرہی تھی۔۔۔۔۔۔

"کیا پہننا تھا۔؟کپڑے ہی۔!اگر نکال دیتیں تو کیا جاتا۔۔۔؟پر نہیں آپ نے کبھی ہمارا کوئی کام کیا ہے جو آج کرتیں"۔۔۔۔۔۔علیزہ کی آواز بھرا سی گئی۔۔۔۔۔کیرت کو اب کی بار دھچکا لگا۔۔۔۔

"علیزہ تمہارے سارے کام میں ہی کرتی ہوں"۔۔۔۔۔اسکے بولتے ہی دادی نے ہاتھ اٹھایا۔۔۔۔۔کیونکہ دادی کو علیزہ پہ ترس آگیا تھا۔۔۔۔

"ہاں جانے ہیں کیا کرے ہے تو۔۔۔۔موت پڑے ہے کام کرتے تجھے۔۔۔۔اگر بچی کا سوٹ نکال دیتی تو کیا ہاتھ ٹوٹ رہے تھے تیرے"۔۔۔۔؟؟

دادی نکال دیتی پر یہ مجھے بتا"۔۔۔۔۔۔کیرت کی بات اسکے

منہ میں ہی رہ گئی۔۔۔۔۔دادی نے پورا ہاتھ کھول کر کیرت کے چہرے کی طرف کیا۔۔۔۔

"لعنت گھوڑی کہیں کی۔۔۔۔مرن جوگی کو ایک ایک کام بتاؤ تو یہ بُڈھی کرے گی۔۔۔۔ورنہ ہونق بنی گھر میں قبر کھدواتی پھرتی رہ وے گی"۔۔۔۔۔۔دادی کا پارہ ہائی

ہوگیا تھا۔۔۔۔۔ اور کیرت کی آنکھیں آنسوؤں سے بھر گئیں۔۔۔۔۔ کچن میں بیسن کو کٹوری میں ڈال کر فرحت دادی کی باتوں پہ دبے دبے قہقہے لگا رہی تھی۔۔۔۔ اسنے بیسن میں گلاب کا عرق ڈالا۔۔۔۔ انگلی سے ملاتی وہ دوبارہ کمرے میں آگئی۔۔۔۔۔ دادی ابھی بھی کیرت کو بول رہی تھیں۔۔۔۔ امی بھی کمرے میں آگئی تھیں۔۔۔۔

اب یہاں کھڑی کیا ٹسوے بہا کر فاتحہ پڑھ رہی ہے۔۔۔؟ جا کپڑے نکال ان دونوں" کے۔۔۔۔ بڑی بہن ہے گھوڑے جتنی ہوگئی ہے۔۔۔۔ عقل پھر بھی نہیں ہے"۔۔۔۔۔۔ دادی نے پوری تقریر کے بعد ٹی وی کی آواز کھول لی۔۔۔۔ علیزہ اب شانت بیٹھی تھی۔۔۔۔۔ اور فرحت دیوار پہ لگے شیشے کے سامنے کٹوری لے کر کھڑی بیسن کا پیسٹ اپنے منہ پہ لگا رہی تھی۔۔۔۔

میرا بھی سوٹ نکال دینا"۔۔۔۔۔ فرحت نے شیشے میں پڑتے کیرت کے عکس کو دیکھ" کر کہا۔۔۔۔ کیرت ڈبڈبائی آنکھوں سے پلٹ گئی۔۔۔۔ امی نے اسکا ہاتھ پکڑا پر کیرت نے آہستگی سے چھڑوالیا۔۔۔۔

کوئی بات نہیں میں جانتی ہوں دادی کی عادت ہے"۔۔۔۔۔ وہ زبردستی سا مسکرا کر کہتی" وہاں سے چلی گئی۔۔۔۔۔۔ امی نے دکھ سے کیرت کو جاتے دیکھا۔۔۔۔ پھر کمرے میں آئیں۔۔۔۔

نا تم دونوں اپاہج ہو۔۔۔؟؟ جو اپنے کام اس پہ ڈالتی پھرتی ہو"۔۔۔۔؟؟"

اے بس کردے۔۔۔۔ آگئی مادرِ ملت"۔۔۔۔۔ دادی نے امی کی بات کاٹ کر خود بولنا" شروع کردیا۔۔۔۔۔ "بڑی بہن ہے نکال دے وے گی تو مر نہیں جاوے گی وہ"۔۔۔۔۔ دادی کہہ کر فرحت کی طرف متوجہ ہوگئیں۔۔۔۔۔

کیا لگاوے ہے لاڈو"۔۔۔؟؟ بیسن کے پیسٹ کو پورے منہ پہ مل کر فرحت دادی کی" طرف گھومی۔۔۔۔

بیسن اور گلاب کا عرق ہے گرمی اتنی ہوتی ہے سارا رنگ جھلس گیا ہے۔۔۔۔ اور آئل" اتنا آتا ہے منہ پہ کہ کیا بتاؤں"۔۔۔ !فرحت چل کر علیزہ کے پاس آگئی۔۔۔۔ دادی آئل "لفظ پہ الجھ گئی تھیں۔۔۔۔۔"

تم لگاؤ گی"۔۔۔۔؟؟ علیزہ نے سر اثبات میں ہلا کر کٹوری تھام لی۔۔۔۔۔ امی ان سب" کو اپنے اپنے کاموں میں مصروف دیکھ کر سر جھٹک کر غسل خانے کی ٹوٹی بند کرنے چلی گئیں۔۔۔۔ جس سے پانی ٹپ ٹپ کرتا رہتا تھا۔۔۔۔۔

یہ آیل) آئل (کیا ہووے ہے"۔۔۔؟ فرحت دادی کے آیل پہ ہنسی۔۔۔۔ پھر جلدی" سے چہرہ دوبارہ سپاٹ کرلیا۔۔۔۔۔ البتہ علیزہ کھل کے ہنسی تھی۔۔۔۔۔

آیل نہیں آئل دادی۔۔۔۔۔جو گرمی سے منہ پہ کچنائی آتی ہے اسے آئل کہتے"
ہیں۔۔۔۔۔بیسن کا پیسٹ لگانے سے نہیں آتا۔۔۔۔اوراب مجھے بار بار بلوانا نہ جھریاں
پڑجائیں گی منہ پہ"۔۔۔۔۔چہرے پہ لگا بیسن سوکھنے لگا تھا اس لیے فرحت بہت احتیاط
سے بس لب ہلا رہی تھی۔۔۔۔۔

پتہ نہیں کیا کیا اول فول لگتی رہے وے ہیں۔۔۔۔کتنی بار کہوں ہوں دودھ کی بلائی"
)ملائی (میں لیموں کے دو قطرے ڈال کر رات کو لگا کر سو جاؤ۔۔۔۔صبح چہرے چمکتا ہوا ملے
گا"۔۔۔۔۔

دادی نئے نئے مشورے دینے لگیں۔۔۔۔فرحت اور علیزہ سنی انسنی کرتی رہیں۔۔۔۔
اور دوسرے کمرے میں کیرت روتی رہی کپڑے نکالتی رہی۔۔۔اور جھولی بھر بھر دعائیں
کرتی رہی۔۔۔۔۔

اللہ کرے میرا رشتہ پھوپو لے آئیں تاکہ اس جہنم سے نکلوں"۔۔۔۔۔آنکھوں کو بار بار"
رگڑتی وہ دعا پہ دعا کر رہی تھی۔۔۔۔باہر دوپہر باسی ہو رہی تھی۔۔۔۔۔۔
&&&&&&&&&&&&&&&&_____
&&&&&&&&&&_____
_____

لاہور کے سُنار بازار میں کاروبار ٹھنڈا پڑا تھا۔۔۔۔۔ اکثر سُنار فارغ بیٹھے تھے۔۔۔۔ بس کچھ کی دکانوں میں اکا دکا لوگ موجود تھے۔۔۔۔ ایسے میں چند دکانیں چھوڑ کر اس شیشوں کے دروازوں والی دکان میں برہان کھڑا تھا۔۔۔۔۔ ہاتھ میں چوری شدہ سونے کی گھڑی تھی۔۔۔۔۔ سامنے سنار کھڑا تھا۔۔۔۔ برہان نے گھڑی سُنار کو دی۔۔۔۔۔

کہاں سے اچکائی ہے لڑکے"۔۔۔۔؟؟؟ سفید سوٹ میں ملبوس درمیانی عمر اور شکنوں" زدہ چہرے اور گول چشمے والے سُنار نے گھڑی اپنے ہاتھ میں لے کر پوچھا۔۔۔۔۔ برہان ہلکا سا ہنسا۔۔۔

کیوں چچا سُنار کا کام چھوڑ کر چور بننے کا ارادہ ہے"۔۔۔۔؟؟؟ سنار چچا کے ماتھے پہ بل پڑ" گئے۔۔۔۔۔

میں نے جہنم میں نہیں جانا وہ جگہ تم جیسے چوروں کے لیے ہی اچھی ہے"۔۔۔۔۔ اس" بات پہ برہان نے قہقہہ لگایا۔۔۔۔

چوری کا مال خریدنے والا بھی چوری ہی ہوتا ہے چچا۔۔۔۔ اور تم تو ایک عرصے سے مجھ" سے چوری کی چیزیں خرید رہے ہو"۔۔۔۔۔ چچا نے ہاتھ جھلایا۔۔۔۔ جیسے کہتے ہوں چپ کرو۔۔۔۔۔ برہان چپ ہو گیا۔۔۔

میں تو تمہار بھلائی کرتا ہوں تمہاری روزی کا زریعہ ہوں"۔۔۔۔۔اب کی بار چچا نے یہ" کہتے گردن اکڑالی تھی۔۔۔۔۔برہان بس چچا کی چالاکی پہ سر جھٹک کر رہ گیا۔۔۔۔۔

اچھا چچا حساب کرو جلدی ،مجھے اور کام بھی ہیں"۔۔۔۔۔وہ عجلت سے بولا تو چچا گھڑی" الٹ پلٹ کر دیکھنے لگے۔۔۔۔

یہ بیس ہزار ہیں"۔۔۔۔۔پانچ ہزار کے چار نوٹ نکال کر کاؤنٹر پہ رکھے برہان نے فوراً" پیسے اٹھا لیے۔۔۔۔وہ جانتا تھا اس سے زیادہ چوری شدہ گھڑی کے پیسے کہیں سے بھی نہیں ملیں گے۔۔۔۔۔

اچھا ایک گلاس پانی تو پلا دو چچا"۔۔۔۔۔برہان کاؤنٹر پہ جھک کر پیچھے رکھے کولر کو دیکھتے" بولا۔۔۔۔چچا نے اثبات میں سر ہلایا۔۔۔۔۔اور کولر کی طرف پلٹ گئے برہان کاؤنٹر پہ اور جھک گیا۔۔۔۔۔۔۔دو منٹ بعد وہ پانی پی کر دکان سے نکلنے لگا پھر رکا۔۔۔۔۔

یہ گھڑی ایک امیر آدمی کی تھی آج صبح میں اس سے جان بوجھ کر ٹکرایا۔۔۔۔اسطرح کہ" میری ٹانگ اسکے پیروں میں الجھ گئی۔۔۔۔وہ لڑکھڑا کر گرنے والا تھا کہ میں نے اسکی وہی کلائی پکڑلی جس میں اسنے یہ گھڑی) سامنے کاؤنٹر کی طرف اشارہ کیا جہاں سونے کی گھڑی رکھی تھی (پہن رکھی تھی۔۔۔۔میں نے گھڑی کے لاک پہ انگوٹھے سے دباؤ ڈالا اور کلائی کو مضبوطی سے تھامے رکھا۔۔۔۔۔میرے انگوٹھے کے دباؤ سے گھڑی کا لاک کھل

For more visit: https://exponovels.com/ mailto:exponovels@gmail.com

گیا۔۔۔۔جب اسنے مجھ سے اپنی کلائی چھڑوائی تو گھڑی میری ہتھیلی پہ تھی جسے میں چھپانے کے لیے اسکا گرا موبائل اٹھانے جھک گیا۔۔۔۔اور گھڑی کو اسی وقت میں نے اپنی شرٹ کی آستین میں ڈال لی۔۔۔۔جب کھڑے

ہو کر میں نے اسے موبائل دیا اس وقت گھڑی میری آستین میں تھی۔۔۔۔۔اور میں نے دونوں ہاتھ اسکے سامنے جوڑ رکھے تھے۔۔۔۔میرے ہاتھ جوڑنے سے اسے مجھ پہ رحم آگیا اور وہ چلا گیا"۔۔۔۔چچا اسکی کہانی دلچسپی سے سن رہے تھے پر پھر وہ جیسے الجھے۔۔۔۔۔"لیکن اسے پتہ کیوں نہیں چلا کہ اسکے ہاتھ سے گھڑی اتر گئی"۔۔۔۔؟؟؟چچا کی بات پہ وہ مسڑی سے مسکرایا۔۔۔۔۔

ویسے یہ جادو ہے پر تم میرے ہمراز ہو اس لیے بتا رہا ہوں۔۔۔۔میں نے اسکی کلائی" مضبوطی سے اس لیے ہی پکڑی ہوئی تھی تاکہ اسے گھڑی اترنے کے بعد بھی محسوس ہوتا رہے کہ اسکی کلائی کے گرد کچھ ہے۔۔۔۔اور وہ اس وقت اپنے موبائل کی طرف متوجہ تھا۔۔۔۔گھڑی کی طرف نہیں۔۔۔۔۔جادو یہ ہی تھا کہ موت دکھا کر بخار پہ راضی کرنا۔۔۔۔۔میں نے اسکی توجہ موبائل پہ لا کر گھڑی اچکا لی"۔۔۔۔۔اسنے شانے اچکائے اور وہاں سے غائب ہو گیا"۔۔۔۔۔چچا نے داد دینے والے انداز میں لب بھینچ"

لیے۔۔۔۔ برہان نے دو انگلیاں ماتھے پہ لجا کر چچا کو سلام کا اشارہ کیا اور دکان سے نکل گیا۔۔۔۔۔۔۔۔ دکان سے نکل کر اسنے جیب میں ہاتھ ڈالا۔۔۔۔۔ دو پانچ ہزار کے نوٹ نکالے۔۔۔۔

چور چوری سے جائے ہیرا پھیری سے نہ جائے چچا کو پانی کا گلاس دس ہزار کا پڑ"
گیا"۔۔۔۔۔۔ جب سُنار چچا پانی لینے مڑے تو وہ کاؤنٹر کی طرف جھک کر بڑی مہارت سے دراز کھول کر اس میں ہاتھ مار چکا تھا۔۔۔۔ پھر اندازے سے دو نوٹ نکال کر جیب میں ڈالے اور ویسے ہی کاؤنٹر پہ جھک کر کھڑا ہو گیا جیسے پہلے جھکا ہوا تھا۔۔۔۔۔ دو منٹ کا کھیل تھا۔۔۔۔۔ اور وہ دو منٹ میں دس ہزار اڑا چکا تھا۔۔۔۔۔ گھنگھرالے بالوں والا برہان

نوٹوں کو دیکھ کر مسکرایا اور دوبارہ جیب میں ڈال کر اس سُنار بازار سے نکل گیا۔۔۔۔۔۔۔

_____&&&&&&&&&&&&
&&&&&&&&&&&&&&&_____
_____

لاہور پہ شام اترتی نظر آتی تھی۔۔۔۔ایسے میں لوگ چھتوں پہ آ گئے تھے۔۔۔۔کیرت بچوں کو پڑھا رہی تھی۔۔۔۔۔نانی کے گھر سے وہ ابھی آئی تھی۔۔۔۔۔انکی طبیعت دن بدن خراب ہوتی جا رہی تھی۔۔۔۔۔آج اسنے سوچا تھا ابو آئیں گے تو نانی کو انکے ساتھ ڈاکٹر کے پاس بھیجے گی۔۔۔۔۔نانی نے منع کیا تھا۔۔۔پر کیرت دو ٹوک کہہ آئی تھی ابو آئیں گے تو میں انہیں آپ کے پاس لے آؤں گی آپ تیار رہنا"۔۔۔۔۔۔کیرت" نے اپنی امی کو بھی نانی کی طبیعت کا بتایا تو وہ پریشان ہو گئیں۔۔۔پھر چادر لے کر نانی سے ملنے چلی گئیں۔۔۔۔دادی کو خبر ہوئی تو دادی زیرِلب بولیں "مرے تو جان چھُٹے"۔۔۔۔۔ انکے لہجے کا تنفر انکے چہرے کو سیاہ کر گیا تھا۔۔۔۔

اس وقت فرحت کمرے میں سو رہی تھی جبکہ علیزہ چھت پہ تھی۔۔۔۔موبائل میں وہ مصروف نظر آتی تھی۔۔۔۔۔چھت پہ ہلکی ہلکی ہوا چل رہی تھی۔۔۔۔کالا لون کا پرنٹڈ سوٹ پہنے دوپٹے کو گلے میں ڈال کر علیزہ منڈیر کے پاس کھڑی تھی لمبے بالوں کی اسنے چٹیا بنائی ہوئی تھی جو کمر پہ گری تھی۔۔۔۔اس کی نظریں موبائل پہ تھیں۔۔۔۔جو اس نے ابھی کچھ دن پہلے ہی لیا تھا۔۔۔۔یہ کہہ کر کہ

کالج کا کام اب موبائل پہ بھی آئے گا۔۔۔۔میری دوستوں نے بھی موبائل لے لیا ہے" اب مجھے بھی لے کر دیں"۔۔۔۔۔۔اسکی

بات کی تائید فرحت نے کی۔۔۔۔۔کیونکہ موبائل لینے کی یہ پلاننگ دونوں کی تھی۔۔۔۔دادی نے سمجھنے والے انداز سے سر ہلایا اور پھر ابو کو ساری بات اچھے سے سمجھا دی۔۔۔۔۔اگلے روز ابو دکان سے آتے ہوئے موبائل لے آئے۔۔۔۔تب سے علیزہ کے پیر زمین پہ نہیں تھے۔۔۔۔فرحت بھی بہت خوش تھی۔۔۔۔

یہ موبائل ہمارا ہے بس"۔۔۔۔۔یہ بات کیرت کے لیے تھی۔۔۔۔۔تاکہ وہ موبائل" کے ارد گرد بھی نہ بھٹکے۔۔۔۔۔کیرت اداسی سے مسکرائی اسے انکے موبائل کی ضرورت بھی نہیں تھی اسکے پاس نوکیا کا ابو والا موبائل تھا۔۔۔جسے وہ کم کم ہی استعمال کرتی تھی۔۔۔۔جب جاب کرتی تھی تو زیادہ ضرورت محسوس ہوتی تھی موبائل کی پر

اب۔۔۔۔اب تو اسے بالکل ضرورت نہیں تھی موبائل کی۔۔۔۔۔۔اس لیے اس نے انکے موبائل کو ہاتھ بھی نہ لگایا۔۔۔۔۔

علیزہ نے موبائل میں فیسبک انسٹال کرلی تھی۔۔۔۔آئی ڈی بنا کر اب وہ نئے دوست بنانے کا سوچ رہی تھی۔۔۔۔۔اب بھئی۔۔۔۔شکیل کی تو مت ماری گئی ہے جو کیرت کے پیچھے لگا ہوا ہے۔۔۔۔۔اب علیزہ کی تو نہیں ماری ہوئی نا۔۔۔تو وہ کیوں کسی لاحاصل چیز کے پیچھے وقت ضائع کرے۔۔۔۔اس لیے وہ کوئی فیسبک پہ ڈھونڈ لے

گی۔۔۔۔اسکی ساری دوستوں کے چھپے ہوئے دوست تھے۔۔۔۔جن کے نمبرز لڑکیوں " کے نام سے انکے موبائل میں سیو تھے۔۔۔۔علیزہ کا بھی بہت دل کرتا تھا کہ " اسکا بھی کوئی ایسا دوست ہو اس لیے اسنے فیسبک پہ یہ تلاش شروع کردی۔۔۔۔۔وہ میں سکرولنگ کررہی تھی کہ اسکا سکرولنگ کرتا انگوٹھا (FindFriend) فائنڈ فرینڈ رکا۔۔۔۔۔۔

ایش ملک "۔۔۔۔۔علیزہ نے نام پڑھا۔۔۔۔۔پروفائل تصویر اچھی "

لگی تو پروفائل کھول لی۔۔۔۔۔۔۔ایک ایک تصویر دیکھی۔۔۔۔۔دل دھڑکنے لگا۔۔۔۔۔۔۔۔

_____&&&&&&&&&&&&&&&&&&&&&&&&&&&&&&&&&&&&_____

_____

چھوٹے صحن میں اطراف کی دیواروں کے قریب گملے ایک قطر سے رکھے تھے۔۔۔۔جن سے نکلتی بیلیں۔۔۔۔اور پودے۔۔۔۔۔اطراف کی دیواروں پہ چادر کی طرح پھیلی تھیں۔۔۔۔۔دن میں یہ سبزہ بہت بھلا لگتا تھا۔۔۔۔۔پر اس رات یہ سبزہ خاموش نظر

آتا تھا۔۔۔۔ صحن سے آگے ایک چھوٹا برآمدہ تھا۔۔۔ پھر دو کمرے۔۔۔ جو ایک خالی تھا جبکہ دوسرے میں شکیل اپنی امی کے سامنے بیٹھا تھا۔۔۔۔ ٹانگ پہ ٹانگ رکھے وہ چائے کے کپ سے گھونٹ بھر رہا تھا۔۔۔ زرینہ سامنے بیٹھیں اسے ناگواری سے دیکھ رہی تھیں۔۔۔

"یہ کیا نیا ڈرامہ ہے۔۔۔؟ کہ شادی بھی اب تم نے کیرت سے کرنی ہے۔۔۔؟ دماغ چل گیا ہے کہا"۔۔۔۔؟؟؟ زرینہ پھنکاری تو شکیل نے چائے کا کپ میز پہ رکھا اور بولا۔۔۔۔

"امی کیرت سے شادی کے دو فائدے ہیں ایک تو وہ بولتی کم ہے۔۔۔ دوسرا اسے جیسا بھی گھر میں رکھا جائے گا خاموشی سے رہ لے گی۔۔۔ گھر کے کام کرے گی۔۔۔ ٹیوشنیں بھی پڑھاتی رہے گی۔۔۔ بہت کما لیتی ہے وہ ٹیوشنوں سے"۔۔۔۔۔ شکیل نے سر کو ہلکی جنبش دی تھی لہجے میں استعجاب تھا اسے کیرت سے کوئی دلی لگاؤ تو تھا نہیں۔۔۔۔ وہ تو بس کیرت کی کمائی پہ نظر رکھے ہوئے تھا۔۔۔ شکیل کیرت کے پیچھے اس وقت لگا تھا جب کیرت

کمپنی میں ریسپشنسٹ تھی۔۔۔۔پھر اس نے چار مہینے میں ہی وہ جاب چھوڑ دی تھی۔۔۔۔۔

کیرت کی وہاں تنخواہ بہت اچھی لگ گئی تھی۔۔۔۔۔جس کی وجہ سے اچانک ہی شکیل کے دل میں کیرت کے لیے کچھ کچھ ہونے لگا۔۔۔۔۔اور وہ کیرت کے قریب قریب رہنے لگا۔۔۔۔۔۔اور جب اس نے نوکر چھوڑی تو اس کے بعد شکیل نے بھی اس سے بات کرنا کم کر دی۔۔۔۔پر اب جب وہ دوبارہ ٹیوشنز پڑھانے لگی تو شکیل ایک بار پھر اسکے قریب ہو گیا۔۔۔۔۔اس قربت کے ڈرامے کو اب دو سال زیادہ ہونے کو تھے۔۔۔۔۔اور ان دو سالوں میں شکیل کیرت کی نفسیات بہت اچھے سے سمجھ گیا تھا۔۔۔کہ وہ "کیسی" ہے۔۔۔۔۔اس لیے آج وہ اپنی امی کو فورس کر رہا تھا کہ وہ جا کر کیرت کا رشتہ مانگ لیں۔۔۔۔۔پر اسکی امی جانتی تھیں۔۔۔۔وہ "وجہ" جس کی وجہ سے دادی کیرت کو ناپسند کرتی تھیں۔۔۔۔۔اور وہ خود بھی کیرت کو کسی خاطر میں نہیں لاتی تھیں۔۔۔الٹا اپنی ماں کے ساتھ مل کر خوب مسالے لگا کر کیرت کا رشتہ نہ ہونے پہ باتیں کرتیں۔۔۔۔۔

شکیل اپنی بات کہہ کر خاموش ہو گیا تھا۔۔۔۔اور اسکی امی کچھ سوچنے لگیں۔۔۔۔پھر بولیں۔۔۔۔

پھر بھی وہ تیرے جوڑ کی نہیں ہے۔۔۔۔۔ کالی واجبی شکل و صورت کی ہے۔۔۔۔۔ کل "
کو اپنے دوستوں میں کیا دکھائے گا کہ

تیری بیوی ایسی ہے جس کی شکل ہے نہ صورت "۔۔۔۔۔۔۔ زرینہ نے گندا سا منہ بنا کر
کہا۔۔۔۔ پھر ایک دم چمکتی آنکھوں سے بولیں۔۔۔
میں سوچ رہی ہوں فرحت کا رشتہ مانگ لوں۔۔۔۔۔ وہ بھی نرس بن رہی "
ہے۔۔۔۔۔ کل کو اچھی تنخواہ لگ جائے گی اسکی کسی ہسپتال میں، شکل و صورت کی بھی
اچھی ہے "۔۔۔۔۔ شکیل کی آنکھوں کے سامنے فوراً فرحت کا چہرہ آیا۔۔۔۔۔ وہ کچھ دیر
اپنی سوچوں میں فرحت کا چہرہ دیکھتا رہا۔۔۔۔۔ پھر گہرا سانس کھینچ کر بولا۔۔۔۔
ماموں مان جائیں گے "۔۔۔۔؟؟؟ نرس کی تنخواہ ایک ٹیوشن پڑھانے والی سے زیادہ "
"ہوتی ہے۔۔۔۔ تو شکیل شادی اب فرحت سے کرے گا۔۔۔۔ یہ فیصلہ اس نے "ابھی
کیا تھا۔۔۔۔۔۔ زرینہ اسکی بات پہ دل سے مسکرائیں۔۔۔۔
ہاں ہاں۔۔! کیوں نہیں مانیں گے۔؟ ضرور مانیں گے "۔۔! میں صبح ہی بات کروگی تم فکر "
ہی نہ کرو تمہارے ابو آجائیں ان سے مشورہ کرکے پھر جاؤں گی تمہارے ماموں کی
طرف "۔۔۔۔۔۔ زرینہ شکیل کے اس فیصلے پہ اب خوش تھیں۔۔۔۔۔۔ اور شکیل بھی

آج سے کیرت کی جگہ فرحت کے خواب دیکھے گا۔۔۔۔۔کیرت کون ہے۔۔؟؟وہ تو جانتا بھی نہیں اسے۔۔۔۔۔۔اب وہ یہ کیا کرے گا۔۔۔۔۔۔شکیل کچھ دیر بعد اٹھ کر کمرے سے چلا گیا۔۔۔۔۔

باہر صحن میں اندھیرا اترتا جا رہا تھا۔۔۔۔۔پودوں سے سجے گملے خاموش تھے۔۔۔۔۔اور اداس بھی۔۔۔۔۔۔۔

&&&&&&&&&&&&&_____

_____&&&&&&&&&&&&&&&&&&

_____

رات نے اپنے پر کیرت کے گھر کے اوپر بھی پھیلائے ہوئے تھے۔۔۔۔وہ ابھی نانی کو ابو کے ساتھ ڈاکٹر سے چیک کروا کر واپس آئی تھی۔۔۔۔۔ڈاکٹر کہہ رہے تھے وہ ٹھیک ہیں۔۔۔۔۔اور نانی کہہ رہی تھیں۔۔۔۔کہ اب انکی زندگی بس ختم ہونے کے قریب ہے۔۔۔۔۔جہاں کیرت کو ڈاکٹر کی باتوں نے امید دلائی وہیں نانی کی ناامیدی کی باتیں اسے اداس کر دیتی تھیں۔۔۔

ہاں آپ کو بہت جلدی ہے مجھے اکیلا چھوڑ کر جانے کی"۔۔۔۔۔۔اسنے نروٹھے پن سے" کہا تو نانی آزردگی سے مسکرا دیں۔۔۔

اتنے سالوں سے تمہاری وجہ سے ہی تو زندہ ہوں۔۔۔۔اور اب کیرت میری عمر ہو گئی"
ہے"۔۔۔۔۔کیرت کے آنکھوں کے گوشے بھیگنے لگے۔۔۔۔
عمر تو دادی کی بھی ہو گئی ہے پر وہ تو ایسی باتیں نہیں کرتیں"۔۔۔۔۔۔اسکی بات پہ نانی"
کو ہنسی آ گئی۔۔۔۔۔
انکی لمبی زندگی کی دعا کیا کرو کیرت ابھی انہوں نے اور جینا ہے"۔۔۔۔۔۔"
ہاں تاکہ وہ اور لوگوں کی زندگی عذاب بنا سکیں"۔۔۔۔۔وہ برہمی سے سر جھٹک کر بولی"
تو نانی نے اسے خفگی سے دیکھا۔۔۔۔
ایسے نہیں کہتے کیرت وہ تمہاری دادی ہیں انکی عزت کیا کرو"۔۔۔۔۔۔۔"
نانو میں تھک گئی ہوں انکی باتیں برداشت کر کر کے۔۔۔۔اب دل کرتا ہے انہیں کوئی"
کرارا سا جواب دے دوں تاکہ وہ دوبارہ بولتے ہوئے سوچیں"۔۔۔۔۔۔۔نانی کو اسکے
لہجے میں نفرت محسوس ہوئی۔۔۔۔وہ کچھ دیر کیرت کو دیکھتی رہیں پھر

اسکے ہاتھ تھام کر بولیں۔۔۔۔۔
جواب دینے سے دل ہلکا ہو جائے گا تمہارا"۔۔۔۔؟؟؟کیرت نے نانی کی آنکھوں میں"
دیکھا۔۔۔۔۔

شاید ہاں"۔۔۔۔۔ وہ اپنی حالت پہ خود الجھی ہوئی تھی۔۔۔۔ کبھی کبھی دل کرتا تھا کہ وہ" دادی فرحت اور علیزہ کو خوب سنائے۔۔۔۔ پر پھر دل اس بات پہ مانتا بھی نہیں تھا۔۔۔۔۔۔

اگر تمہیں انکو جواب دے کر سکون ملے تو جواب دے دیا کرو"۔۔۔۔۔ نانی نے اسکے" ہاتھ چھوڑ دیے تھے۔۔۔۔۔۔۔ نانی ناراض ہو گئی تھیں۔۔۔۔ وہ کیرت کو ان سب جیسا نہیں بنانا چاہتی تھیں۔۔۔۔۔ پر کیرت اتنے زہریلے لوگوں میں رہتی تھی کہ اب اسکا بھی لہجہ زہر اگلنا چاہتا تھا۔۔۔۔۔

کیرت نے بے بسی سے نانی کے ہاتھ پکڑے۔۔۔۔

نہیں دوں گی جواب۔۔۔۔ میں ان جیسی نہیں بنوں گی"۔۔۔۔۔ نانی سر اثبات میں ہلا کر" مسکرائیں۔۔۔۔ کچھ دیر کمرے میں خاموشی چھائی رہی۔۔۔ پھر کیرت کی آنکھیں چمکیں۔۔۔۔ اور اسنے شکیل کی کہی ساری بات نانی کو بتا دی۔۔۔۔۔ نانی کی مسکراہٹ ماند پڑ گئی۔۔۔۔۔ وہ پہلے تو کیرت کو دیکھتی رہیں پھر آہستہ سے بولیں۔۔۔

اللہ تمہارے نصیب اچھے کرے۔۔۔۔ تمہیں وہ دے جو تمہارے حق میں بہتر" ہو"۔۔۔۔۔۔

کیرت اس کے بعد گھر آ گئی تھی۔۔۔۔۔ وہ اب شکیل اور پھوپو کا بے صبری سے انتظار کر رہی تھی کہ وہ رشتہ جلد ہی لے آئیں۔۔۔۔۔۔ کیرت نے لحاف تانا اور آنکھیں موند لیں۔۔۔۔۔ رات ڈھلنے لگی تھی۔۔۔۔۔ ہاتھوں سے رات کی طرح پھسلنے لگی تھی۔۔۔۔۔

_____&&&&&&&&
&&&&&&&&&&&&&&&&&&&&&&&&&&&&&&&&_____
_____

یہ صبح نیویارک پہ خاموش اتری تھی۔۔۔۔ سبزہ زار پہ بنا یہ بنگلہ خاموشی سے سورج کو دیکھ رہا تھا۔۔۔۔ بنگلے کے مکین لمبی میز پہ بیٹھے خاموشی سے ناشتہ کر رہے تھے۔۔۔۔ اوپن کچن کے قریب یہ ڈائننگ ہال زرد روشنیوں سے نہایا تھا۔۔۔۔۔ کھلی کھڑکی سے سورج کی نرم کرنیں ہال میں ایک عجیب سا منظر پیش کر رہی تھیں۔۔۔۔۔

تم پرسوں ٹینا کو یونیورسٹی کیوں نہیں لے کر گئے تھے"۔۔۔۔؟؟ بھائی افضل آملیٹ کو" کانٹے کی مدد سے اپنے منہ ڈال کر بولے۔۔۔ کالے کوٹ پینٹ میں وہ آفس جانے کے لیے تیار تھے پرکشش نقوش والے بھائی افضل اچھے لگتے تھے۔۔۔۔ انکی بیوی ماہ نور بھی انکے قریب کرسی پہ بیٹھی تھی۔۔۔۔ افضل کے سوال پہ وہ سادگی سے پلکیں اٹھا کر ضامن کو دیکھنے لگی۔۔۔۔ جو جوس کا کلاس اپنے لبوں سے لگا کر گھونٹ گھونٹ پی رہا

تھا۔۔۔۔ضامن پرسکون انداز میں جوس پیتا رہا۔۔۔۔کیونکہ وہ کسی کو جواب دے نہیں تھا۔۔۔۔۔جب وہ فارغ ہوگا تو جواب دے گا۔۔۔۔۔یہ بات افضل بھائی جانتے تھے۔۔۔۔اس لیے اسکا جوس ختم ہونے کا انتظار کرنے لگے۔۔۔۔۔۔ضامن بلیک جینز، سفید کوری شرٹ پہ سرخ جیکٹ پہنے ہوئے تھا۔۔۔۔۔کالے بال کنگھے سے سنوار رکھے تھے۔۔۔۔سبز مائل آنکھیں دریا نیل کی طرح ٹھہری ہوئی تھیں۔۔۔۔ضامن نے خالی جوس کا گلاس میز پہ دھرا اور افضل بھائی کو دیکھا۔۔۔۔۔

پرسوں کی بات آپ آج پوچھ رہے ہیں"۔۔۔۔؟؟ بریٹش پرسکون لہجے میں وہ پوچھ رہا تھا۔۔۔۔۔ماہ نور نے نظریں گھما کر افضل کو دیکھا۔۔۔۔۔ہلکی سی بھنو اچکائی۔۔۔۔افضل بھائی محسوس کر گئے۔۔۔۔۔ان کے اعصاب تنے گئے۔۔۔۔۔ یہ میرے سوال کا جواب نہیں ہے ضامن"۔۔۔۔۔وہ سخت لہجے میں بولے۔۔۔۔ماہ" نور نے پلکیں دوبارہ جھکا لیں۔۔۔۔۔اور توس کترنے لگی۔۔۔۔۔۔۔سفید اسکرٹ پہ کالا کوٹ پہنے وہ بھی آفس جانے کے لیے تیار تھی۔۔۔۔کندھوں تک آتے بالوں کو پونی ٹیل میں جکڑا ہوا تھا۔۔۔۔گلے میں ایک ہیرے کا لاکٹ اور کانوں میں ہیرے کی ایک نگ والی بالیاں تھیں۔۔۔۔۔نقوش تیکھے تھے۔۔۔۔۔ایسے کے دیکھنے والا ایک نظر

دیکھتا رہ جائے۔۔۔۔ بھنویں تنی رہتی تھیں۔۔۔۔ اسکی ہر ادا میں تمکینت تھی۔۔۔۔۔ جس کے اسیر افضل بھائی ہمیشہ سے تھے۔۔۔۔ اریج میرج کو انہوں نے جنون کی حد تک محبت کی تھی۔۔۔۔ اور آج بھی کرتے ہیں۔۔۔۔۔

ضامن نے پھلوں کی کٹوری سے سیب اٹھایا۔۔۔۔ اس میں دانت گڑا کر سیب کا ٹکڑا چبانے لگا۔۔۔۔۔ پھر اسی بے نیازی سے بولا۔۔۔۔۔

آپ جانتے ہیں بھائی میں کسی کو اپنے ساتھ برداشت نہیں کر سکتا"۔۔۔۔۔"

تو تم یہ بات اسے آرام سے بھی کہہ سکتے تھے۔۔۔۔ بدکلامی کرنے کی ضرورت نہیں" تھی"۔۔۔۔ بھائی کی بات پہ ضامن استہزائیہ مسکرایا۔۔۔۔۔ ایک نظر اپنی بھابھی کو دیکھا۔۔۔۔ جس کو اسکی بہن نے پوری کتھا سنائی تھی۔۔۔۔ اور پھر وہ کتھا بھابھی نے بھائی کے کانوں میں پرو دی۔۔۔۔۔

آپ اسے بس اتنا کہہ دیں کہ وہ مجھ سے دور رہا کرے"۔۔۔۔۔ سیب کا ٹکڑا چباتا وہ کھڑا ہو گیا تھا۔۔۔۔۔ ماہ نور نے افضل کو

دانت پہ دانت جما کر دیکھا۔۔۔۔ بھنو پھر تن گئی تھی۔۔۔۔۔ اور گردن بھی۔۔۔۔۔

ضامن تمہاری اور اسکی بہت جلد منگنی ہو جائے گی اس لیے اپنے تعلقات اسکے ساتھ بہتر" کرلو"۔۔۔۔۔ بھائی نے تنبیہہ کیا۔۔۔۔ تو ضامن کے چہرے کے تاثر بدل گئے۔۔۔۔۔ اس نے سیب میز پہ رکھا۔۔۔۔ دونوں ہتھیلیاں میز پہ جمائی اور جھک کر افضل بھائی کو دیکھا۔۔۔۔ آنکھوں میں سرد مہری تھی۔۔۔۔

یہ بات آپ بھی جانتے ہیں اور میں بھی کہ ضامن کسی کی پسند کا پین نہیں لیتا۔۔۔۔۔ تو" شادی کسی اور کی پسند سے کیسے کر سکتا ہے۔۔؟ اور ایک بات میں آپ کو بتا دوں"۔۔۔۔ ضامن نے رک کر ماہ نور اور افضل کے چہرے کو باری باری دیکھا۔۔۔۔ ماہ نور اب چہرہ اٹھا کر ضامن کو ضبط سے دیکھ رہی تھی۔۔۔۔۔۔ ضامن نے بولنا شروع کیا۔۔۔۔

مجھے ٹینا زہر لگتی ہے۔۔۔۔۔ اس سے شادی کے لیے میں نہ آج تیار ہوں نہ کل ہوں" گا۔۔۔۔ یہ بات آپ سب جتنی جلدی ہو سکے سمجھ جائیں"۔۔۔۔۔۔ بات مکمل کر کے وہ سیدھا ہوا۔۔۔۔ سیب اٹھایا۔۔۔۔ اور بے نیازی سے چلا گیا۔۔۔۔۔

ماہ نور نے میز پہ ہاتھ مارا۔۔۔ اسکا چہرہ سرخ !!....(Howdarehim) "ہاؤڈیر ہم" ہو گیا تھا۔۔۔۔۔ افضل نے اسکے شانے پہ ہاتھ رکھا۔۔۔۔۔

وہ مان جائے گا"۔۔۔۔۔۔۔"

اسے مان جانا چاہیے میری بہن اس بد تمیز انسان کے لیے جنون کی حد تک پاگل "
ہے"۔۔۔۔۔۔ماہ نور نے افضل کو دیکھ کر کہا۔۔۔۔۔پھر دوسری کرسی سے پرس اٹھا
کر وہ ڈائننگ ہال سے باہر نکل گئی۔۔۔۔۔افضل نے گہرا سانس لیا۔۔۔۔۔اور کوٹ کا
بٹن

بند کر کے خود بھی ہال سے نکل گیا۔۔۔۔۔۔ہال ویران ہو گیا۔۔۔۔۔سورج کی کرنیں ہال
کی کھڑکی سے ہنوز آ رہی تھیں۔۔۔۔جو ہال کو مزید منور کر رہی تھیں۔۔۔۔۔۔
_____&&&&&&&
&&&&&&&&&&&&&&&&&&&&&&&&&&&_____
_____

ہواؤں کا رخ لاہور پہ مہربان تھا۔۔۔۔پچھلے کچھ دنوں کے بعد آج موسم کافی خوشگوار
تھا۔۔۔۔بادلوں سے آسمان ڈھنکا ہوا تھا۔۔۔۔۔سورج آج پورے دن سے نہیں نکلا
تھا۔۔۔۔۔۔ایسے میں اس موسم سے لطف اندوز ہونے کے لیے لوگ چھتوں پہ کھڑے
تھے۔۔۔۔چھوٹے منڈیوروں کی یہ چھتیں آپس میں ملی ہوئی تھیں۔۔۔۔ایک سے
دوسری پہ آسانی سے جایا جا سکتا تھا۔۔۔۔لڑکے کھڑے پتنگ بازی میں مصروف

تھے۔۔۔۔اور لڑکیاں آسمانوں میں اڑتی پتنگوں کو دیکھ رہی تھیں۔۔۔۔کچھ کے آپس میں اشارے چل رہے تھے۔۔۔۔۔اور کچھ لڑکے پتنگ کے ساتھ ساتھ ایک آدھ جملہ بھی بلند آواز میں کہہ دیتے۔۔۔۔جس پہ لڑکیاں مسکرا دیتیں۔۔۔۔۔ماحول سچ میں آج بہت خوشگوار تھا۔۔۔۔۔

کیرت کے گھر کے بڑے صحن میں نیم کے درخت کے نیچے چار

پائی ڈالے دادی بیٹھی تھیں۔۔۔۔امی اور کیرت کچن میں تھیں۔۔۔۔علیزہ آج بھی چھت پہ موبائل میں مصروف تھی۔۔۔۔پر آج اسکے ہمراہ فرحت بھی تھی۔۔۔۔۔

میں نے سنا ہے آج رات پھوپو آرہی ہیں"۔۔۔۔۔آسمان پہ اڑتی پتنگ کو دیکھتے" فرحت بولی تھی۔۔۔۔۔علیزہ نے موبائل سے نظر اٹھا کر اپنی لون کے سرمئی پرنٹڈ سوٹ میں ملبوس بہن کو دیکھا۔۔۔۔جس نے بالوں کی چٹا بنا کر کاندھے پہ ڈالی ہوئی تھی۔۔۔۔اور اسکی آنکھوں میں ہلکی سی چمک تھی۔۔۔۔۔)ہونہہ شکیل نہ ہوگیا سلمان خان ہوگیا۔۔۔۔یہ بھی اسکے لیے خواب دیکھتی ہے(علیزہ نے سر جھٹک دیا۔۔۔۔۔اب اسے شکیل اچھا نہیں لگتا تھا۔۔۔۔پر پہلے بہت لگتا تھا۔۔۔۔اچھا بھی اپنا بھی۔۔۔۔۔اب سارا مسئلہ یہ ہی تھا کہ انکا ایک ہی کزن تھا۔۔۔۔۔اگر تین چار

ہوتے تو یوں فساد نہ ہوتے جوان بہنوں میں ہوتے ہیں۔۔۔۔۔پر خیر اب تو علیزہ نے شکیل پہ لعنت بھیج دی۔۔۔۔اسے "کوئی" مل گیا تھا۔۔۔۔۔۔

کیوں آرہی ہیں"۔۔۔۔۔؟؟؟ علیزہ نے بے دلی سے پوچھا۔۔۔۔۔پر فرحت"
اچھلی۔۔۔۔اور گہری مسکراہٹ سے بولی۔۔۔۔۔۔

دادی کی باتیں سنی تھیں۔۔۔۔۔ابو کو کہہ رہی تھیں کہ پھوپو رشتے کی غرض سے آرہی"
ہیں"۔۔۔۔۔۔۔علیزہ کو اندازہ تھا اس بات کا اس لیے وہ چونکی نہیں۔۔۔۔۔سادگی سے
پوچھا۔۔۔۔

تمہارے"۔۔۔۔۔؟؟ فرحت کے چہرے کی جوت بجھ گئی۔۔۔۔۔۔یہ تو اسے بھی"
نہیں پتہ تھا۔۔۔۔۔۔

دعا کرو میرے لیے ہی لے آئیں تم تو جانتی ہو"۔۔۔۔۔"

ہاں کہ تم شکیل کو بہت پسند کرتی ہو۔۔۔۔۔اگر کیرت آپی کو موت آجائے تو یقیناً شکیل"
تمہاری محبت کو پہچان لے گا"۔۔۔۔۔۔

For more visit: https://exponovels.com/ mailto:exponovels@gmail.com

علیزہ نے فرحت کی ہر روز کی بات کو دہرایا۔۔۔۔۔ پھر رکی۔۔۔۔ موبائل کی سکرین بجھائی۔۔۔۔۔ اور منڈیر کے پاس چلی گئی۔۔۔۔ فرحت بھی اسکے پاس آکر رک گئی تو علیزہ نے مصنوعی افسوس سے فرحت کو دیکھا۔۔۔۔۔

پر افسوس اس بات کا ہے کہ کیرت آپی کو ابھی موت نہیں آرہی۔۔۔۔۔ اور شاید یہ موت انہیں شکیل سے شادی کے بعد ہی آئے "۔۔۔۔۔۔۔۔

اب یہ تو نہ کہو بہن۔۔۔۔۔ اللہ نہ کرے کیرت آپی کی شادی شکیل سے ہو۔۔۔۔ میرا کیا ہوگا "۔۔۔۔۔؟ فرحت کا اب کی بار لہجہ بھی بجھ گیا تھا۔۔۔۔ علیزہ اسکی حالت سے محظوظ ہوئی۔۔۔۔۔

تمہاری کہیں اور ہوجائے گی شادی "۔۔۔۔۔۔۔ علیزہ نے دھیرے سے شانے اچکا کر کہا۔۔۔۔۔ فرحت نے ناگواری سے اسے گھورا۔۔۔۔۔

یہ دعا نہ کرنا کے شکیل سے میری ہی ہوجائے "۔۔۔۔۔۔ علیزہ کی آنکھیں حیرت سے پھیلیں۔۔۔۔

اے بہن ایسا بھی کیا ہے اس دیگچی جیسے پیٹ، اور رنگ برنگے دانتوں والے شکیل میں جو تم مری جارہی ہو اس کے لیے "۔۔۔۔۔۔۔ علیزہ نے گندہ سا منہ بنا کر کہا تھا۔۔۔۔۔ فرحت نے بھنو اچکا کر اسے دیکھا۔۔۔۔۔

For more visit: https://exponovels.com/ mailto:exponovels@gmail.com

پہلے تو تمہیں وہ مسٹر پرفیکٹ لگتا تھا"۔۔۔۔۔۔ علیزہ تمسخر سے ہنسی۔۔۔۔"
پہلے میری آنکھیں خراب تھیں۔۔۔۔اب پچھلے کچھ دنوں سے گلاب کا عرق ڈال رہی"
ہوں توافاقہ۔۔۔۔ تم بھی ڈالنا شروع کردو"۔۔۔۔۔ آخری بات اسنے ہنسی دبا کر کی
تھی۔۔۔۔۔ فرحت نے "ہونہہ "کر کے سر جھٹک دیا۔۔۔۔۔۔
ویسے فرحت شکیل سے شادی کا مطلب ہے پھوپو کو چوبس گھنٹے برادشت"
کرنا۔۔۔۔۔اور انکی عادت کا تو تمہیں پتہ ہی ہے

کیسی ہے"۔۔۔۔۔۔
دیکھو علیزہ اگر میری شادی شکیل سے ہوگئی تو میں اس "پھوپو" نامی بلا کو تو خود سدھار"
دوں گی تم بس دعا کرو آج شام کو جو بھی ہو پر میرے حق میں ہو"۔۔۔۔۔۔ علیزہ نے لب
بھینچ کر سر ناں میں ہلایا۔۔۔۔۔ یعنی تمہارا کچھ نہیں ہوسکتا۔۔۔۔۔۔
نیچے کچن میں کھانا بناتی کیرت بھی نئے خواب بُن رہی تھی۔۔۔۔
اللہ کرے پھوپو شادی جلد رکھ لیں تاکہ میں جلدی یہاں سے نکل جاؤں"۔۔۔۔۔۔ پتہ"
نہیں اسے ایسا کیوں لگ رہا تھا کہ پھوپو آرہی ہیں تو کیرت کا ہی رشتہ لارہی

ہیں۔۔۔۔۔۔اسے امید تھی یا تشکیل پہ مان۔۔۔۔۔۔پر رات تک یہ دونوں ہی نہیں بچے گے۔۔۔۔۔

_____&&&&&&&&
&&&&&&&&&&&&&&&&&&&&&&&&&&&&_____
_____

بیرن رات سناٹوں سے بھرپور تھی۔۔۔۔۔ہلکی ہلکی ہوا۔۔۔۔صحن میں لگے نیم کے پتوں کو ہلا رہی تھی۔۔۔۔۔پتوں کی چھنکار پل پل سنائی دیتی تھی۔۔۔۔صحن میں اندھیرے کو کم کرنے کے لیے سفید بلب جل رہا تھا۔۔۔۔۔۔صحن خاموش تھا۔۔۔۔۔آسمان بھی۔۔۔۔زمین بھی۔۔۔۔ہر چیز دم سادھے ہوئے تھی۔۔۔۔۔کیرت کی طرح۔۔۔۔۔جو بڑے کمرے میں دروازے سے لگی کھڑی تھی۔۔۔۔۔پھوپو اور پھوپا رشید شام ڈھلتے ہی آ گئے تھے۔۔۔۔۔تشکیل نہیں آیا تھا۔۔۔۔وہ آ بھی کیسے سکتا تھا۔۔۔؟ آج سے یہ گھر اسکا سسرال بن جائے گا تھا۔۔۔۔اور شادی سے پہلے سسرال میں نہیں

آتے۔۔۔۔۔پھوپو کی گردن اکڑی ہوئی تھی۔۔۔۔دادی سے ملیں۔۔۔۔کیرت کی امی سے رسمی علیک سلیک کی پھر فرحت علیزہ کے سر پہ ہاتھ پھیرے۔۔۔۔کیرت انکو دیکھ

کر مسکرائی تو وہ بھی جوابی مسکرادیں۔۔۔۔ پر انکی آنکھوں میں کیرت کے لیے کچھ خاص تھا نہیں۔۔۔۔۔ یہ بات کیرت جانتی تھی۔۔۔۔۔۔۔ کیرت کے ابو بھی اب دکان سے آ گئے تھے۔۔۔۔ اس لیے اب بات کی جا سکتی تھی۔۔۔۔۔ فرحت کا دل زور زور سے دھڑک رہا تھا۔۔۔۔۔ علیزہ اسکے ساتھ ہی بیٹھی تھی۔۔۔۔ پر وہ گاہ بگاہ موبائل کو دیکھ رہی تھی۔۔۔۔ اسے کسی سے سروکار نہیں تھا۔۔۔۔۔ کیرت کے ابو دادی کے ساتھ بیٹھے تھے انہیں دادی نے سب سمجھا دیا تھا کہ ہاں ہی کرنی ہے۔۔۔۔۔۔ پھوپو نے ہنکارا بھرا۔۔۔

ویسے امی نے آپ کو بتا ہی دیا ہوگا کہ میں کس غرض سے یہاں آئی ہوں تو اب میں سوچ" رہی ہوں وہ بات میں اپنے منہ سے بھی آپ کے سامنے کردوں پھر آپ مجھے فیصلہ سنا دیجیئے گا"۔۔۔۔۔۔ پھوپو بے نیازی سے بول رہی تھیں۔۔۔۔ انور نے سر کو جنبش دی۔۔۔۔ دادی نے ایک ناگوار نظر کیرت پہ ڈالی۔۔۔۔۔ پھر پھوپو کو دیکھنے لگیں۔۔۔۔۔ کمرے میں کچھ دیر سناٹا چھایا رہا۔۔۔۔۔ اگلے ہی لمحے کیرت کو پھوپو کے لب ہلتے محسوس ہوئے۔۔۔۔۔ جو مسکرا کر فرحت کی جانب دیکھ کر کچھ بولی تھیں۔۔۔۔۔ جس سے فرحت شرما کر کمرے سے فرار ہوگئی۔۔۔۔ اور کیرت وہیں کی وہیں پتھر بن کر رہ

گئی۔۔۔۔۔ایک جملہ جو فرحت کے جانے کے بعد کیرت کو چوٹ پہنچا گیا تھا وہ تھا پھوپو کا یہ کہنا
شکیل تو بہت پسند کرتا ہے فرحت کو بہت دنوں سے اصرار کر رہا تھا رشتے لجانے "
کا"۔۔۔۔۔کیرت لڑکھڑا سی گئی اسنے

سنبھلنے کے لیے دروازہ تھاما۔۔۔۔۔پھوپو کی بات پہ دادی بہت خوش ہوئیں۔۔۔علیزہ بھی چونک کر مسکرائی تھی پھر اٹھ کر باہر فرحت کے پاس چلی گئی۔۔۔۔۔کیرت سے وہاں مزید کھڑا نہ ہوا گیا۔۔۔۔وہ خود کو سنبھالتی بڑی مشکل سے اپنے کمرے میں
آئی۔۔۔۔۔فرحت باہر صحن میں ہوا میں بانہیں پھیلا کر اسے گھومتی نظر آئی علیزہ بھی اسکے ساتھ کھڑی تھی۔۔۔۔۔فرحت خوش تھی۔۔۔۔۔اور کیرت۔۔۔۔۔؟؟؟ یہ سب کیسے ہو گیا۔۔۔؟؟ اسے تو لگا تھا شکیل اسے پسند کرتا ہے پھر۔۔۔؟؟ کیرت بھاری قدموں سے چلتی بیڈ پہ بے جان سی ہو کر بیٹھی تھی۔۔۔۔۔زندگی کی بساط پہ کیرت کا دوسری بار مہرہ بہت بری طرح پٹ کر واپس آیا تھا۔۔۔۔۔اور وہ مہرہ
تھا۔۔۔۔دل۔۔۔۔۔۔۔دھڑکنیں سست ہو گئیں۔۔۔۔۔۔کمرے کا اندھیرا بڑھ گیا۔۔۔۔۔وقت پیچھے تین سال پیچھے چلا گیا۔۔۔۔۔۔

یہ وہ وقت تھا جب کیرت کمپنی میں ریسپشنسٹ تھی۔۔۔۔۔۔اور وہاں اسی کمپنی میں اسکا ایک کولیگ ارسلان تھا۔۔۔۔۔کمزور تیل لگے بالوں کی بیچ کی مانگ نکال کر انہیں احتیاط سے وہ سر پہ جمائے رکھتا تھا۔۔۔آنکھوں پہ نظر کا چشمہ تھا۔۔۔۔۔کلین شیو اور دبتی رنگت کا وہ عام سا مرد تھا۔۔۔۔جو کیرت سے اکثر بات کر لیتا تھا۔۔۔۔لنچ بھی ساتھ کر لیتا۔۔۔۔حال چال پوچھ لیتا۔۔۔۔کیرت کے تھک جانے پہ وہ کیرت کا کام بھی کر دیتا تھا۔۔۔۔۔پورا اسٹاف ان پہ نظر رکھنے لگا تھا۔۔۔۔۔پھر ایک دن کیرت کی دوسری کولیگ نے اسکے کان میں کہا۔۔۔۔۔"مجھے لگتا ہے ارسلان تمہیں پسند کرتا ہے"۔۔۔۔۔اس دن کے بعد کیرت کو بھی یہی لگنے لگا۔۔۔۔۔کہ ہاں شاید ارسلان اسے پسند کرتا۔۔۔۔۔۔۔یہ سوچ کر اسے بہت خوشی ہوئی۔۔۔۔یعنی کیرت کو

بھی کوئی پسند کرتا ہے۔۔۔۔؟ کیرت بھی کسی کی پسند بننے کی صلاحیت رکھتی ہے۔۔۔۔؟؟ یہ سوچ کر کیرت کے پیر زمین پہ نہ ٹکے وہ اڑنے لگی۔۔۔۔۔اسے سب اچھا اچھا لگنے لگا۔۔۔۔۔گھر میں چپ چپ رہتی۔۔۔ارسلان کے سامنے چپ نہ رہتی۔۔۔۔خوب بولتی۔۔۔۔۔پھر ایک دن کیرت خود سے ہی چپ ہو گئی۔۔۔۔جب وہ ریسپشن پہ کھڑی تھی اور ارسلان نے پرجوش لہجے میں اسے ایک کارڈ دیا اور کہا۔۔۔۔

میری شادی طے ہوگئی ہے"۔۔۔۔۔۔اس دن دل مہرہ اپنی جگہ پٹ کر واپس آیا"
تھا۔۔۔۔۔کیرت کو بہت دکھ ہوا۔۔۔۔کچھ عرصہ یہ دکھ ساتھ رہا۔۔۔۔کیرت نے جاب
چھوڑ دی۔۔۔۔ارسلان کا سامنا اس سے نہیں ہوتا تھا۔۔۔۔۔وقت لگا پر کیرت نے یہ
بات سمجھ لی کہ ارسلان نے کبھی نہیں کہا تھا کہ وہ کیرت کو پسند کرتا ہے۔۔۔۔وہ سب تو
کیرت کی خود کی سوچ تھی۔۔۔۔۔یا شاید خواہش کہ کوئی اسے بھی پسند کرے۔۔۔۔۔کوئی
تو کرے۔۔۔۔۔چاہے تھوڑا سا کرلے ہمدردی میں کرلے۔۔۔۔۔پر کرلے۔۔۔۔۔۔
جو چیزیں ہمیں گھر سے نہ ملیں ہم وہ باہر ڈھونڈتے ہیں۔۔۔۔ان چیزوں میں سب سے
زیادہ ضروری چیز محبت اور اپنائیت ہے۔۔۔۔۔یہ نہ ملے تو انسان خود ترسی کا شکار
ہوجاتا ہے جیسے کیرت ہوگئی تھی۔۔۔۔۔تب اور اب پھر۔۔۔۔۔
کیرت کو محسوس ہوا کے اسکی آنکھوں سے کچھ گر رہا ہے۔۔۔۔۔کیرت نے اپنے دامن
پہ گرتے پانی کو انگلی سے چھوا۔۔۔۔۔یہ آنسو تھے۔۔۔۔کیرت نے اپنی آنکھوں کو ہاتھ
لگایا۔۔۔۔وہ رو رہی ہے۔۔۔۔پر کیوں۔۔۔۔؟؟ کیرت نے خود سے سوال کیا۔۔۔۔۔
کیونکہ تم نے غلط انسان پہ اعتبار کیا"۔۔۔۔۔۔کمرے میں پھیلا اندھیرے میں بھی"
کیرت کو اپنا سایہ دکھائی دینے لگا جو

افسوس سے بول رہا تھا۔۔۔۔

"میں نے تمہیں کہا تھا کہ تم غلط انسان پہ بھروسہ کر رہی ہو۔۔۔ اسکے خواب نہ سجاؤ، یہ لوگ تمہارے ساتھ کبھی بھلائی نہیں کریں گے"۔۔۔۔۔۔ سایہ دکھ سے بول رہا تھا کیرت نے بھیگی پلکیں اٹھا کر اپنے سایے کو دیکھا۔۔۔۔

"پر وہ مجھے پسند کرتا تھا"۔۔۔۔۔ کیرت نے لرزتے ہونٹوں سے کہا۔۔۔۔ اسکا انداز ایسا تھا جیسے پوچھ رہی ہو کیا سچ میں وہ مجھے پسند کرتا تھا۔۔۔؟؟

کیا کبھی اس نے یہ کہا تھا کہ وہ تمہیں پسند کرتا ہے"۔۔۔۔؟؟"

وہ پارک میں کہہ رہا تھا کہ وہ پھوپو کو رشتے کے لیے بھیجے گا"۔۔۔۔۔"

یہ کہا تھا کہ تمہارے رشتے کے لیے بھیجے گا"۔۔۔۔۔؟؟ سایے کے اس سوال نے" کیرت کا منہ سی دیا۔۔۔۔۔ ذہن میں شکیل سے اب تک کی ساری ملاقاتیں اور باتیں ایک فلم کی طرح چلنے لگیں۔۔۔۔۔ جب فلم ختم ہوئی تو کیرت کو احساس ہوا کہ شکیل نے تو کبھی کہا ہی نہیں کہ وہ کیرت کو "پسند" کرتا ہے۔۔۔۔۔۔ کیرت نے کرب سے آنکھیں میچ لیں۔۔۔۔۔ سایہ آزردگی سے کیرت کو دیکھ رہا تھا۔۔۔۔ کیرت نے آہستہ آہستہ آنکھیں کھولیں۔۔۔۔۔

اب میں کیا کروں"۔۔۔۔۔؟؟ اس نے اپنے سایے سے سوال کیا۔۔۔۔"

خود ترسی کا شکار رہونا چھوڑ دو۔۔۔۔ تم کیوں چاہتی ہو کہ کوئی تمہیں پسند کرے۔۔۔؟؟ کیا" تم خود کے لیے کافی نہیں ہو۔۔۔؟؟ تم خود سے محبت کیوں نہیں کرتیں"۔۔۔۔؟؟

سایے کی باتیں کیرت دم سادھے سن رہی تھی۔۔۔۔۔

تم خود سے محبت کرو کیرت۔۔۔۔۔ چپ کر کے ان لوگوں کی باتیں نہ سنا کرو۔۔۔۔ جو" دل میں آئے بول دیا کرو۔۔۔۔ تمہارے

چپ رہنے سے یہ لوگ تمہیں پسند کرنے لگے ہیں۔۔۔؟؟؟ جانوروں کی طرح تم پورے گھر کا کام کرتی ہو تمہارا کام تمہیں ان سب کی محبت دلا سکا"۔۔۔۔؟؟ توقف دے کر کیرت سے سوال کیا پر کیرت چپ رہی۔۔۔۔ سایہ پھر بولنے لگا۔۔۔ کمرے کا اندھیرا ویسا ہی تھا۔۔۔۔ خوابناک۔۔۔

نہیں نا۔۔؟؟ تو پھر کیوں یہ کوششیں کرتی رہتی ہو۔۔؟؟ خود سے محبت کرنا" سیکھو۔۔۔۔ انسان کو کوئی پسند کرے نہ کرے۔۔۔۔ اسے "خود" کو خود پسند کرنا آنا چاہیے"۔۔۔۔۔۔۔ سایہ کہہ کر خاموش ہو گیا۔۔۔۔۔ کیرت بے حس و حرکت بیٹھی رہی۔۔۔۔ آنکھوں کی نمی خشک ہو گئی تھی۔۔۔۔۔ کمرے کا اندھیرا چھٹ گیا۔۔۔۔۔ کیرت نے ابھی اپنے پلو سے آنکھیں صاف ہی کی تھیں کہ کمرے کی لائٹ

جل گئی۔۔۔۔خشک سپاٹ آنکھوں سے اسنے سامنے دیکھا تو فرحت اور علیزہ معنی خیز مسکراتی آرہی تھیں۔۔۔۔کیرت نے گہرا سانس لیا۔۔۔۔۔۔اسے پتہ تھا اب یہ دونوں اسے جلائیں گی۔۔۔۔۔ایسی باتیں کریں گی جن سے روح تار تار ہوجائے۔۔۔۔۔پھوپو شاید جا چکی تھیں۔۔۔۔بڑے کمرے سے آوازیں آنا بند ہوگئی تھیں۔۔۔۔۔

فرحت اور علیزہ چل کر کیرت کے عین سر پہ آکر رک گئیں۔۔۔۔

آپ رو رہی ہیں"۔۔۔۔؟؟ علیزہ نے ہمدردی سے پوچھا۔۔۔۔کیرت نے ان پہ سے" نظریں ہٹالیں۔۔۔۔فرحت جلدی سے بولی۔۔۔۔

ہاں روئی ہیں تبھی تو ناک سرخ ہورہی ہے۔۔۔۔۔اور غور کرو پلکیں بھی آپس میں ملی" ہوئی ہیں جیسے رونے کے بعد ملتی ہیں"۔۔۔۔۔۔کیرت نے نظریں گھما کر ان دونوں کو دیکھا۔۔۔۔

تم لوگ جاؤ میں نے تمہارے منہ نہیں لگنا"۔۔۔۔۔۔فرحت کو کیرت کی یہ بات بری" لگی۔۔۔۔۔

ہاں ہم تو جیسے مرے جارہے ہیں آپ کے منہ لگنے کے لیے"۔۔۔۔۔۔"

تو پھر دفع ہو جاؤ یہاں سے"۔۔۔۔۔۔ یہ پہلی بد کلامی تھی جو کیرت نے اپنی چھوٹی بہنوں سے کی تھی۔۔۔۔۔ علیزہ اور فرحت نے ایک دوسرے کو دیکھا۔۔۔۔ ہنسی دبائی۔۔۔۔ یعنی کیرت جل رہی ہے۔۔۔۔ اب وہ بظاہر شانت رہیں گی۔۔۔۔۔ فرحت قدم اٹھاتی کمرے میں ٹہلنے لگی۔۔۔۔

ویسے برا تو لگ رہا ہو گا آپکو شکیل سے محبت کی پینگے آپ نے ڈالیں۔۔۔۔۔ اور ان پہ جھولوں گی میں"۔۔۔۔۔۔ ویسے کبھی شکیل نے آپ سے محبت کا اظہار کیا تھا"۔۔۔۔؟؟ وہ دلچسپی سے دیکھتی دوبارہ کیرت کے سامنے آکر رک گئی۔۔۔ کیرت سپاٹ چہرے سے کھڑی ہو کر کمرے سے جانے لگی جیسے اسنے سنا ہی نہیں کچھ۔۔۔۔۔ علیزہ نے ہنسی دبائی اور آنکھوں سے اشارہ کیا۔۔۔۔۔ کہ کچھ اور بھی کہو۔۔۔۔۔ فرحت نے جلدی سے سر اثبات میں ہلایا۔۔۔۔۔ اور کیرت کے عقب سے بولی۔۔۔۔

دو چار دنوں میں منگنی کی رسم ہو گی کوئی دعا دے جاؤ اپنی چھوٹی بہن کو"۔۔۔۔۔۔ فرحت نے ہونٹ کا کنارا دانتوں میں دبا کر لہجے کو معصوم بنا کر کہا تھا۔۔۔۔ کیرت دروازے پہ رک گئی۔۔۔ پلٹی۔۔۔۔ وہ علیزہ کو کچھ بدلی سی لگی۔۔۔۔۔ پر اس نے زیادہ توجہ

نہ دی۔۔۔۔۔اور فرحت تو ویسے ہی رشتے ہونے کے نشے میں چور تھی۔۔۔۔۔فرحت قدم بھرتی کیرت کے پاس آئی۔۔۔۔

"دونا دعا آخری میری بڑی ہو آپ"۔۔۔۔۔۔کیرت لب بھینچ کر اسے دیکھتی رہی پھر اسکے چہرے پہ مسکراہٹ پھیل گئی۔۔۔۔۔۔فرحت کا منہ حیرت سے کھل گیا۔۔۔۔۔اور علیزہ ٹھٹک گئی۔۔۔۔۔

"اللہ کرے تم دونوں شادی کے بعد مر جاؤ آمین"۔۔۔۔۔با آواز کیرت بول کر فرحت کے گلے لگی۔۔۔۔۔پھر الگ ہو کر بولی

"اتنی دعا کافی ہے یا اور دوں"۔۔۔۔؟؟؟وہ سرد مسکرا رہی تھی۔۔۔۔فرحت شل کھڑی رہی۔۔۔۔علیزہ نے آکر فرحت کا ہاتھ ہلایا تو وہ ہوش میں آئی۔۔۔۔۔اور پھر وہ ہائے ہائے کرتی بڑے کمرے میں بھاگی۔۔۔۔۔۔اور ایک کی چار جا کر دادی امی اور ابو کے سامنے لگائیں۔۔۔۔

"میں کمرے میں گئی تو مجھے دیکھ کر آپی نے کہا اللہ کرے تم دونوں مر جاؤ۔۔۔۔شادی کے دن شکیل کی بارات لاتے ایکسیڈنٹ میں موت ہو جائے اور تم یہ خبر سن کر صدمے

سے مر جاؤ"۔۔۔۔۔۔ وہ چیخ چیخ کر روتے ہوئے بتا رہی تھی۔۔۔۔۔ دادی نے یہ سن کر دو ہتھڑ سینے پہ مارے۔۔۔۔

ہائے اللہ۔۔۔۔۔۔ کیا بک دیا اس چھنال) بے حیا (نے کہاں ہے وہ پلی) کتے کی" بچی"(۔۔۔۔؟؟ دادی دانت پیس کر چلائیں۔۔۔۔۔ تبھی کیرت پر سکون چہرے کے ساتھ کمرے میں داخل ہو گئی۔۔۔۔ اسکے امی ابو بے یقینی کے عالم میں کیرت کو دیکھ رہے تھے۔۔۔۔ پر یہ بے یقینی زبان سے ظاہر نہ کی۔۔۔۔۔ یہ نہ کہا کہ کیرت ایسا کہہ ہی نہیں سکتی۔۔۔۔۔۔ کیرت نے پہلے امی ابو کو دیکھا۔۔۔۔۔ انکی خاموشی سے اسے دکھ ہوا۔۔۔۔ پر وہ دادی کی طرف متوجہ ہو گئی۔۔۔۔۔ جن کے کاندھے سے سر ٹکا کر فرحت ہائے اللہ"۔۔۔۔ کرتی رو رہی تھی۔۔۔۔ اسکا دکھ اتنا تھا کہ علیزہ کی آنکھیں بھی نم" ہو گئیں۔۔۔۔۔ کیرت کو ان ڈراموں پہ حیرت نہ ہوئی۔۔۔۔۔ وہ دادی سے بولی۔۔۔۔ وہ چھنال) بے حیا (اور پلی) کتے کی بچی (یہاں ہے۔۔۔۔ کہیں کیا کہنا چاہتی ہیں" آپ"۔۔۔۔۔؟؟ پر سکون لہجے سے وہ بولی تو کچھ پل کے لیے کمرے میں سناٹا چھا گیا۔۔۔۔۔ دادی نے آنکھیں سکوڑ کر کیرت کو دیکھا۔۔۔۔۔ کیا یہ سچ میں کیرت ہی

ہے۔۔۔۔؟؟؟ جب انہیں یقین آ گیا تو سرخ چہرے سے دھاڑیں۔۔۔۔۔

کیا بکواس کی"۔۔۔۔۔۔انکی بات کیرت نے کاٹ دی۔۔۔۔"

وہی بکواس کی جو اس نے آکر آپ کو سنا دی میری یہ دل سے خواہش ہے اس"

سپولی) سانپ کی بچی (کی شادی اس سانپ سے ہی ہو جائے یہ دونوں زہریلے ساتھ ہی

اچھے لگیں گے"۔۔۔۔۔۔دادی کو دھچکا لگا۔۔۔۔کیرت کی امی بے ساختہ کھڑی

ہو گئیں۔۔۔۔۔انہوں نے کیرت کو شانے سے پکڑا اپنی طرف کیا۔۔۔۔۔ہاں یہ کیرت

ہی ہے۔۔۔۔۔پر یہ بول کیسے رہی ہے۔۔۔؟؟کیرت تو ہر بات چپ کر کے برداشت

کر جاتی تھی پھر آج۔۔۔؟؟؟فرحت رونا بھول گئی۔۔۔۔علیزہ کی آنکھیں حیرت سے

پھیل گئیں۔۔۔۔اور دادی۔۔۔۔وہ تو بھول ہی گئیں کیا کہیں۔۔۔۔؟؟کیرت نے جب

سب کو خاموش دیکھا۔۔۔۔تو کمرے سے نکل گئی۔۔۔۔۔۔پیچھے سب سکتے میں بیٹھے رہ

گئے۔۔۔۔۔کیرت اپنے کمرے میں آکر چت لیٹ گئی۔۔۔۔۔کمرے کی لائٹ اس

نے بند کر دی تھی۔۔۔۔۔سایہ پھر سے آگیا تھا۔۔۔۔اب کی بار وہ کچھ بولا نہیں تھا بس

خاموش کھڑا کیرت کو دیکھ کر مسکراتا رہا۔۔۔۔۔کیرت کو بولنا آگیا۔۔۔۔۔اپنے

لیے۔۔۔۔۔۔۔باہر صحن میں نیم کے پتے اب زیادہ شور مچا رہے تھے۔۔۔۔۔ہوا نے

زور پکڑ لیا تھا۔۔۔۔۔گہری رات خاموش تھی۔۔۔۔۔۔

_____&&&&&&&&&&&&&&&&&&&&&&&&&&&&&&&&&&&&&&_____

_____

باب تیسرا

**شہرِیاراں **

ہم نے چھوڑا تیرے شہر کو۔۔۔۔

اس امید پہ۔۔۔۔

کہ پلٹیں گے جب۔۔۔۔۔

تو اپنا لیں گے تمہیں۔۔۔۔

ہر صورت۔۔۔۔۔

ہر قیمت۔۔۔۔۔

پھر نہ ہوں گے جدا۔۔۔۔

تم سے۔۔۔۔۔

تمہارے رہیں گے۔۔۔۔۔

تمہارے ہو کر۔۔۔۔۔

ہم شہرِیاراں کو۔۔۔۔
اپنی محبت کے رنگوں سے۔۔۔۔۔
رنگیں گے۔۔۔۔۔
تمہیں تم سے چرالیں گے۔۔۔۔
اپنا۔۔۔۔فقط اپنا۔۔۔بنالیں گے۔۔۔۔۔

_____&&&&&&&&
&&&&&&&&&&&&&&&&&&&&&&_____
_____

ہلکے نیلے آسمان پہ آج کی صبح نرم بادل جگہ جگہ پھیلے تھے۔۔۔۔۔کل رات بس تیز ہواؤں نے ہی لاہور کو گھیرا تھا۔۔۔۔۔پر طوفان نہیں آیا تھا۔۔۔۔۔ہوائیں ہی چلیں۔۔۔۔۔اور بہت سے دھندلے شیشوں کو صاف کر گئیں۔۔۔۔۔دل سے غلط فہمیوں کی بہت سی گرد ہٹا گئیں۔۔۔۔۔کل کی تیز ہوا مہربان ٹھہری تھی۔۔۔۔۔تبھی آج کا دن خوش گوار چمکتی روشنیوں کا ایک نیا دن لگتا تھا۔۔۔۔جو پورے لاہور سے شناسائی برت رہا تھا۔۔۔۔۔کیرت کے گھر کا نیم کا درخت جھوم رہا تھا۔۔۔۔سبز پتے خوش

تھے۔۔۔۔۔ڈالیوں پہ چڑیائیں چہچہا رہی تھیں۔۔۔۔۔ صحن میں دھوپ صبح ہی پھیل جاتی تھی۔۔۔۔۔گھر کے مکین اٹھ چکے تھے۔۔۔۔سوائے کیرت کے وہ ابھی تک کمرے میں تھی۔۔۔۔اور سو رہی تھی۔۔۔۔۔۔آج اسے کسی چیز کی فکر نہیں تھی۔۔۔۔۔یہ ڈر نہیں تھا کہ صبح چھ بجے نہ اٹھی تو دادی کو چائے رس دینے میں دیر ہو جائے گی۔۔۔۔۔۔ناشتہ نہ بنا تو علیزہ اور فرحت کالج نہیں جا سکیں گی۔۔۔۔۔ابو کو دکان سے دیر ہو جائے گی۔۔۔۔۔۔بیچاری امی اکیلے کیا کیا کریں گی۔۔۔۔؟ آج کیرت کو کسی کی پروا نہیں تھی۔۔۔۔یوں لگتا تھا وہ رات ہی سارے بوجھ دل سے اتار چکی تھی۔۔۔۔۔۔پوری رات وہ خود سے سوال کرتی رہی تھی کہ کیا وہ خود سے محبت نہیں کر سکتی۔۔۔؟ کیوں وہ خود کو پسند کروانا چاہتی ہے۔۔۔؟ کیوں چاہتی ہے لوگ اس پہ ایک محبت بھری نظر ڈالیں۔۔۔۔؟ کیا کیرت یہ سب خود سے خود کے ساتھ نہیں کر سکتی۔۔۔؟ کیرت کو خود سے محبت ہو گی تو ہی باقیوں کی محبت اسکے قریب آئے گی۔۔۔۔اور اب کیرت خود سے محبت کیا کرے گی۔۔۔۔۔کسی کے پیچھے۔۔۔۔یا کسی کے لیے جان نہیں جلائے گی۔۔۔۔اپنا آپ پسِ پشت نہیں

ڈالے گی۔۔۔۔۔اسے دکھ ہے شکیل کی بے وفائی کا۔۔۔۔۔پر وہ یہ بات شکیل پہ ثابت کر دے گی کہ اسکے چھوڑ دینے، دھوکا دینے سے کیرت ٹوٹی نہیں، وہ بکھری نہیں بلکہ وہ سنبھل گئی۔۔۔۔۔اسے کسی شکیل کی ضرورت نہیں ہے۔۔۔۔۔بلکہ۔۔۔۔بلکہ اسے اپنی تکمیل کے لیے کسی مرد کی ضرورت نہیں ہے۔۔۔۔وہ خود کے لیے آج سے خود ہی کافی ہوگی۔۔۔۔۔

وہ پوری رات اسی جدوجہد میں لگی رہی تھی۔۔۔۔۔اپنے ایک ایک سوال کا جواب سوچتی رہی تھی۔۔۔۔۔اور اسے اپنے ہر سوال کا جواب مل بھی گیا تھا۔۔۔۔۔اور جہاں تک شکیل کی بات ہے۔۔۔۔وہ جیسے ارسلان کو بھول گئی تھی۔۔۔۔وہ ویسے ہی شکیل کو بھی بھول جائے گی۔۔۔۔کیونکہ شاید انکے درمیان محبت کا رشتہ تھا ہی نہیں۔۔۔۔۔اگر ہوتا تو یقیناً وہ رات ہی پاگل ہوجاتی۔۔۔۔۔محبت مل جانے پہ انسان اگر خوش ہوتا ہے تو اس کے بچھڑ جانے پہ وہ یقیناً پاگل ہوجاتا ہوگا۔۔۔۔۔اور اگر پاگل نہیں بھی ہوتا ہوگا تو دل ایک بار تو ضرور خالی ہوتا ہوگا۔۔۔۔۔ہر چیز سے اچاٹ۔۔۔۔ایسا کہ خود کا بھی ہوش نہ رہے۔۔۔۔۔پر کیرت کے ساتھ ایسا کچھ نہیں ہوا تھا۔۔۔۔۔اسے دھچکا لگا تھا۔۔۔۔بس ایک دھچکا۔۔۔۔۔اور دھچکے اور دھکے انسان کو بے شک گرا دیتے ہوں۔۔۔۔۔پر توڑ نہیں پاتے۔۔۔ان سے دوبارہ چلنے، بھاگنے اور سب سے آگے

For more visit: https://exponovels.com/ mailto:exponovels@gmail.com

نکل جانے کا حوصلہ چھینتے نہیں۔۔۔۔ بلکہ وہ حوصلہ بھر دیتے ہیں کہ گرانے والے سے آگے نکلا جائے۔۔۔۔ اسے دکھایا جائے۔۔۔۔ کسی کو گرانے سے کوئی جیت نہیں جاتا۔۔۔۔۔۔ کیرت بھی بس گری تھی۔۔۔۔ اور اب وہ کپڑے جھاڑتی کھڑی ہوگی۔۔۔۔ اور اس گرد کے ساتھ اپنی ساری احساسِ کمتری بھی جھاڑ دے گی۔۔۔۔ اپنا آپ بالکل صاف

ستھرا کر لے گی۔۔۔۔۔

کیرت کے سو کر نہ اٹھنے پہ دادی نے واویلا سا مچایا جو امی اور ابو نے ٹوک کر ختم کر دیا۔۔۔۔ بس کرو اماں اسے کچھ مت کہو"۔۔۔۔۔ یہ پہلی بار تھا کہ انور اپنی بڑی بیٹی کے حق میں" بولے تھے۔۔۔۔ دادی حیران ہوئیں۔۔۔۔

ارے بھئیا میں نے ایسا کیا بول دیا جو رات سے بس مجھے ہی کھانے کو دوڑیں" ہیں"۔۔۔۔؟؟؟ انور زچ ہوئے۔۔۔۔۔

آپ نے کچھ نہیں کیا۔۔۔۔۔ جو کیا ہے ہم سب نے کیا ہے۔۔۔۔ مجھے پہلے کیرت کی" کرنی چاہیے تھی۔ عمر کیرت کی بڑھ رہی ہے فرحت ابھی چھوٹی ہے"۔۔۔۔۔۔۔ دادی اپنے بیٹے کے قدم پیچھے اٹھتے دیکھ ایک دم سے دہل گئیں۔۔۔۔

ار۔۔۔ارے۔۔۔۔۔اب ایسا بھی نہ ہے۔۔۔۔۔اب شکیل کو فرحت پسند ہے تو" کیا کریں۔۔۔؟ رضیہ نے تو بس شکیل کے دل کی بات آکر بتائی"۔۔۔۔۔۔دادی کی باقی کی بات دادی کے منہ میں رہ گئی۔۔۔۔انور تخت سے کھڑے ہو گئے۔۔۔۔دکان کے لیے وہ تیار تھے۔۔۔۔بھوک مر گئی تھی۔۔۔۔پریشانی سے۔۔۔۔۔اپنی کیرت کی پریشانی انہیں پہلی بار ستانے لگی تھی۔۔۔۔۔امی بھی پوری رات چھپ چھپ کے روتی رہی تھیں۔۔۔۔البتہ فرحت اور علیزہ نے رات بھر آنکھیں موندیں لیٹی کیرت کی برائیاں کی تھیں۔۔۔۔۔

مجھے لگتا ہے مجھے رضیہ کو منع کر دینا چاہیے کہ وہ کچھ عرصہ صبر کرلے۔۔۔۔۔پہلے کیرت" کا کہیں ہو گا پھر ہی میں فرحت اور علیزہ کا سوچوں گا"۔۔۔۔۔۔وہ مضطرب لگتے تھے۔۔۔۔دادی نے دل پہ ہاتھ دھر لیا۔۔۔۔۔پر یہ وقت کمزور پڑنے کا نہیں تھا اور دادی صاحبہ کب کمزور پڑتی تھیں۔؟۔۔۔۔فوراً سنبھل کر بولیں۔۔۔۔

نہ اب ایسا کچھ نہ کریو۔۔۔۔۔بھئی اب تیری اس لتری) ادھر کی بات ادھر کرنے والی" عورت (کا کہیں نہ ہو گا تو دوسریوں کو بھی گھر بٹھا کر چیٹے سر کرگا۔۔۔۔؟ ہو جاوے گا اس نگوڑی) بدبخت (کا بھی کہیں۔۔۔۔ابھی بس فرحت کا سوچ"۔۔۔۔۔دادی نے تحکم

سے کہا۔۔۔۔۔انور کچھ بولنے لگے پر دادی نے ٹی وی چلا کر اسکی آواز تیز
کرلی۔۔۔۔۔۔انور بے بسی سے اپنی ماں کو دیکھتے کمرے سے نکل گئے۔۔۔۔۔
میں دکان جارہا ہوں"۔۔۔۔۔بلند آوز میں کہا۔۔۔۔۔کچن میں ناشتہ بناتی کیرت کی امی"
بوکھلا کر کچن کے دروازے میں آئیں۔۔۔
کیوں ناشتہ تو کرلیں"۔۔۔۔۔؟انور موٹر سائیکل نکال رہے تھے۔۔۔۔تب انہوں نے"
گردن ترچھی کر کے نجمہ کو دیکھا۔۔۔۔
آج دل نہیں کر رہا"۔۔۔۔۔انکی آواز میں رنج در آیا تھا۔۔۔۔۔آسمان پہ چھائے ہلکے"
بادل انہیں خاموشی سے دیکھ رہے تھے۔۔۔۔ہوا سے وہ آگے بڑھتے نظر آرہے
تھے۔۔۔۔۔
پھر تو دکان پہ دل بھی نہیں لگے گا"۔۔۔۔۔نجمہ قدم قدم چلتی انکے پاس"
آگئیں۔۔۔۔ہاتھ میں پراٹھوں کو پلٹنے والا چمٹہ تھا جس پہ گھی لگا تھا۔۔۔۔وہ شاید کچن میں
پراٹھے بنا رہی تھیں۔۔۔۔۔نجمہ جب بالکل انور کے قریب آگئیں تو انور بولے۔۔۔۔
دل کر رہا ہے آج رک جاؤں"۔۔۔۔"
تو رک جائیں"۔۔۔۔۔انور زخمی سا مسکرائے۔۔۔۔"

آج پہلی بار ڈر لگا رہا ہے کیرت سے۔۔۔۔۔ سوچ رہا ہوں رک کر نظریں کیسے ملاؤں گا"
اس سے"۔۔۔۔۔۔ نجمہ کی آنکھیں ڈبڈبا گئیں۔۔۔۔۔
ہم نے اس کے ساتھ ناانصافی کر دی انور"۔۔۔۔۔ انور کے گلے میں بھی آنسوں کا گول"
اٹک گیا تھا۔۔۔ آسمان پہ چھائے بادل سورج

کے آگے آ گئے تھے۔۔۔ ایک دم سے پورے صحن میں چھایا سی ہو گئی۔۔۔۔۔ ہوا کے
جھونکے اب بھلے لگتے تھے۔۔۔۔
ہم نے آج ہی نہیں ہمیشہ کیرت کے ساتھ ناانصافی ہی کی ہے۔۔۔۔ میں نے جس دن"
وہ ہوئی تھی کہا تھا کہ وہ میری بیٹی ہے۔۔۔۔ اور پھر اپنی بیٹی کو خود ہی بھلا دیا"۔۔۔۔۔۔
وہ سوگواریت سے بول رہے تھے۔۔۔۔ گلا رندھا ہوا تھا۔۔۔۔۔ نجمہ سے کچھ نہ بولا
گیا۔۔۔۔ آنسوں ٹوٹ کر انکے گالوں پہ پھسل رہے تھے۔۔۔ اندر کمرے سے نعتوں کی
آوازیں سنائی دے رہی تھیں۔۔۔۔ ساتھ دادی کے پڑھنے کی بھی۔۔۔۔۔ بادل سورج
کے آگے ہی تھے۔۔۔۔ دھوپ کی تپش نہ تھی اب صحن میں۔۔۔۔
انور کچھ دیر خاموش رہے۔۔۔۔۔ پھر گہرا سانس لیا۔۔۔۔

میں دکان پہ جارہا ہوں۔۔۔۔شام تک آؤں گا تو اس سے بات کروں گا"۔۔۔۔۔۔نجمہ" نے سر اثبات میں ہلادیا۔۔۔انور موٹر سائیکل لے کر گھر سے نکل گئے۔۔۔نجمہ نے دروازہ بند کیا۔۔۔۔اور دوبارہ کچن میں آگئیں۔۔۔۔۔بادل اب سورج سے دور جارہے تھے۔۔۔۔صحن پھر سے روشن ہوگیا تھا۔۔۔۔۔۔فرحت اور علیزہ بھی جب اٹھیں۔۔۔تب بھی کیرت سوئی ہوئی تھی۔۔۔۔فرحت نے سوئی ہوئی کیرت کو دیکھا تو تنفر سے بولی۔۔۔

لعنت۔۔۔۔اللہ کرے یہ کبھی نہ اٹھے"۔۔۔۔۔۔وہ کہہ کر واش روم میں چلی" گئی۔۔۔۔۔اور علیزہ کی اٹھتے ہی جان پہ بن گئی تھی۔۔۔۔یونیفارم بغیر استری کا پڑا تھا۔۔۔۔۔۔

میرا یونیفارم کیوں نہیں استری کیا"۔۔۔۔؟؟وہ جھنجھلا کر چلائی۔۔۔۔۔دادی نے" چونک کر اسے دیکھا۔۔۔۔۔

وہ منحوس تو مُردوں کی طرح آنکھیں میچے پڑی ہے تو لاڈو کون کرے تھا۔۔۔؟؟آج تو" اس حرامڑ نے مجھے صبح کی چائے بھی نہ بنا کر دی"۔۔۔۔۔۔کیرت کو کوستے دادی بیچارگی سے اپنا

For more visit: https://exponovels.com/ mailto:exponovels@gmail.com

غم بھی بتا گئیں۔۔۔۔پر علیزہ کو کسی کے غم سے کیا مطلب اسے تو اپنی پڑ گئی۔۔۔۔۔ٹائم کالج کا قریب تھا اور ابھی سب ہی رہتا تھا۔۔۔۔۔علیزہ نے سوچا جا کر کیرت کو اٹھائے۔۔۔۔جانے لگی۔۔۔۔۔

کوئی ضرورت نہیں ہے اسے اٹھانے کی سونے دو اسے"۔۔۔۔۔امی پراٹھے بنا کر" کمرے میں لا رہی تھیں علیزہ کو کمرے سے نکلتے دیکھا کر بولی تھیں۔۔۔۔۔

لو پھر میرے کپڑے کون استری کرے گا"۔۔۔۔۔؟؟ وہ جھنجھلائی سی" بولی۔۔۔۔فرحت بھی اسکے پاس آ کر کھڑی ہو گئی تھی۔۔۔۔چہرہ دھلا ہوا تھا۔۔۔۔بال گیلے اسکے ماتھے پہ چپکے ہوئے تھے۔۔۔۔۔

وہ تم دونوں کی نوکر نہیں ہے اپنے کام خود کرنے کی عادت ڈال لو"۔۔۔۔۔اتنا کہہ کر" آواز کو بلند کیا۔۔۔۔۔

اب تم دونوں بچی نہیں ہو۔۔۔۔۔شادیاں ہونے والی ہیں تو کام بھی آنے چاہیے" نا۔۔۔۔صحیح کہہ رہی ہوں نا میں اماں"۔۔۔۔؟؟ آخر میں جیسے یہ بات سنائی جا رہی تھی اسے مخاطب بھی کر لیا۔۔۔۔پر دادی نے گندا سا منہ بنایا اور بڑبڑاتی رہیں۔۔۔۔علیزہ اور فرحت کے چہرے غصے سے دہکنے لگے۔۔۔۔

For more visit: https://exponovels.com/ mailto:exponovels@gmail.com

ہاں اس ماہ رانی کو سر پہ چڑھا لیں۔۔۔۔ رات کو دیکھا نہیں کیا بول رہی تھی "۔۔۔۔۔۔"
فرحت ساری تمیز بلائے طاق رکھ کے بولی علیزے نے بھی تائیدی گردن ہلائی۔۔۔۔
جس کے دل پہ لگے نہ اسے درد بھی ہوتا۔۔۔۔ اور جسے درد ہوتا ہے وہ چیختا بھی "
ہے۔۔۔۔۔ رات کو اس نے صحیح کیا جو کیا۔۔۔۔۔ زہر اگل دیا۔۔۔۔۔ تم دونوں کی
طرح دل میں نہیں بھرا۔۔۔۔ بلکہ تم دونوں تو بھرتی بھی ہو اور اگلتی بھی ہو"۔۔۔۔۔۔ امی
نے آنکھوں

ہی آنکھوں میں دونوں کو لعنت بھی دے دی۔۔۔۔۔ اور پراٹھے لے کر کمرے میں چلی
گئیں۔۔۔۔۔ فرحت اور علیزہ ٹکر ٹکر دیکھتی رہ گئیں۔۔۔۔۔ یہ سب کو کیا
ہو گیا۔۔۔۔؟؟ بات بات پہ بے عزتی۔۔۔۔؟؟ ان دونوں کو یقین سا نہ آیا۔۔۔۔ پھر
سنبھلیں۔۔۔۔ فرحت نے علیزہ کو اندر بڑھتے دیکھا۔۔۔۔ وہ یقیناً اپنے کپڑے استری
کرنے جا رہی تھی۔۔۔۔ آج اسے کالج کسی بھی صورت جانا تھا۔۔۔۔ اسنے اپنی دوستوں
سے ایک بات شیئر کرنی تھی۔۔۔۔۔
علیزہ میرا بھی کر دینا"۔۔۔۔۔ فرحت دو منٹ بعد اپنا یونیفارم لے کر استری اسٹینڈ کے "
پاس آ گئی۔۔۔۔۔ علیزہ نے کھا جانے والی نظروں سے فرحت کو دیکھا۔۔۔۔

یہ سب تمہاری وجہ سے ہوا ہے کیا ضرورت تھی اتنی بکواس کرنے کی آپی کے "
سامنے"۔۔۔۔؟؟ فرحت کو حیرت کا جھٹکا لگا۔۔۔۔۔
آ۔۔۔آپ۔۔۔آپی"۔۔۔۔۔؟؟؟ اس نے دونوں بھنویں اچکا کر کھینچ کر آپی لفظ"
بولا۔۔۔۔۔ علیزہ نے ناک پھلا کر اسے گھورا۔۔۔۔۔
ہاں کیا ضرورت تھی ایک کی چار لگانے کی تمہاری وجہ سے اب مجھے کالج سے دیر ہو جائے"
گی"۔۔۔۔ علیزہ رو دینے کو تھی۔۔۔۔ اسنے گھڑی کو دیکھا پھر جلدی جلدی استری دوپٹے
پہ پھیرنے لگی۔۔۔۔۔ پھر رک کر فرحت کو دیکھا۔۔۔۔
یہ اپنا کفن یہاں سے لے جاؤ میں نہیں کروں گی استری وستری"۔۔۔۔۔ فرحت کے تو"
سر پہ لگی اور تلوؤں پہ بجھی۔۔۔
آئے ہائے۔"۔۔۔۔ فرحت نے ہاتھ کمرے پہ جما لیے۔۔۔۔ دادی اس وقت ناشتہ"
کر رہی تھیں۔۔۔۔ اور امی کچن سمیٹ رہی تھیں۔۔۔۔ ٹی وی کی آواز اب ہلکی تھی تو دادی
کی سماعت سے فرحت

کی آواز ٹکرائی انہوں نے ناشتہ چھوڑ کر انہیں دیکھا۔۔۔۔ جو لڑنے میں مصروف
تھیں۔۔۔۔ فرحت جلے بھنے لہجے سے چلا رہی تھی۔۔۔۔

کفن پہنو تم۔۔۔ میں کیوں پہنو۔۔۔؟ نہیں کرنا تو مت کرو۔۔۔۔ پر یہ بکواس کس لیے کر" رہی ہو"۔۔۔؟؟؟ علیزہ نے دانت پیس کر فرحت کو دیکھا۔۔۔۔ جس کے چہرے کے زاویے بدل گئے تھے۔۔۔ علیزہ نے استری کا بٹن بند کیا۔۔۔ استری پٹخی اور فرحت کی طرف گھومی۔۔۔

میں بکواس کر رہی ہوں یا تم میرا دماغ چاٹ رہی ہو۔۔۔؟؟ اور تمہیں کس نے کہا ہے کہ" یہ اپنے ملبوسات اٹھا کر میرے سر پہ ناچنے آجاؤ کہ استری کر دو۔۔۔۔ تمہارے ہاتھ کٹے ہوئے ہیں۔۔۔۔ خود کر مر لو"۔۔۔۔۔ علیزہ نے کہہ کر اپنا یونیفارم اٹھایا۔۔۔۔۔ دادی نے انکی لڑائی میں مداخلت کی۔۔۔۔

اے کیوں لڑو ہو"۔۔۔؟؟ پر ان دونوں نے ہی اَن سنی کر دی۔۔۔۔"

چل چل بکواس نہ کر۔۔۔۔ منحوس کہیں کی"۔۔۔۔۔۔ علیزہ کی پشت کی طرف اشارہ" کرے فرحت نے کہا۔۔۔۔۔ علیزہ وہیں رک گئی۔۔۔۔۔ انگارہ آنکھوں سے پلٹی۔۔۔۔۔

تو ہی ہو گی منحوس۔۔۔۔۔ شکل دیکھ اپنی۔۔۔۔ صحیح کہہ رہی تھیں آپی۔۔۔۔۔ سپولی" ہے تو پوری۔۔۔۔ زہریلی ناگن۔۔۔۔۔ جسے ڈسنے اور بکنے کے علاوہ کچھ نہیں آتا"۔۔۔۔ علیزہ کی ساری باتوں میں فرحت بار بار بس یہ ہی کہتی رہی "بھونک بھونک

مجھے کتوں کی سمجھ نہیں آتی"۔۔۔۔۔پر علیزہ نے اسکی اس بات پہ توجہ نہ دی تھی۔۔۔۔اپنی بات مکمل کی۔۔۔۔جانے لگی پھر رک کر بولی "اور منحوس ہوگی تو"۔۔۔۔۔چبا کر کہتی وہ واش روم میں چینج کرنے چلی گئی۔۔۔۔امی کچن میں انکی آوازیں سن

رہی تھیں۔۔۔۔پر کچھ نہ بولیں۔۔۔۔وہ جانتی تھیں یہ اب لڑ رہی ہیں پھر ایک سی ہو جائیں گی۔۔۔۔البتہ دادی دونوں کو سمجھانے کے لیے زور زور سے بول رہی تھیں۔۔۔۔
کیوں لڑو ہو۔۔۔؟ صبح صبح، گھر میں پہلے نحوست کم ہے جو لڑائی سے اور بڑھائے جاؤ" ہو"۔۔۔۔۔۔فرحت کافی دیر سے دادی کو بھی برداشت کر رہی تھی۔۔۔۔
بس کر دو آپ بھی۔۔۔کیا بولتے ہوئے آپ تھکتیں نہیں"۔۔۔؟؟ فرحت تڑخ کر بولی" تو دادی چپ سی ہو گئیں۔۔۔۔۔اسطرح کی بے عزتیاں اکثر علیزہ اور فرحت دادی کی کر جاتی تھیں۔۔۔۔پر وہ دونوں پھر بھی اچھی تھیں۔۔۔۔۔

_____&&&&&&&&
&&&&&&&&&&&&&&&&&&&&&&&&_____
_____

کیرت دس بجے اٹھی۔۔۔اٹھتے ہی اسے نے اپنے کمرے میں طائرانہ نظریں دوڑائیں۔۔۔۔۔پھر گھڑی پہ اسکی نظر رک گئی۔۔۔۔دس بجے دیکھ وہ پھدک کر بیڈ سے اٹھی۔۔۔۔۔دوپٹہ گلے میں ڈالا۔۔۔۔بھاگ کر کمرے سے نکلی۔۔۔۔اور بڑے کمرے میں آئی۔۔۔۔وہاں امی سبزی بنا رہی تھیں۔۔۔۔اور دادی مارننگ شو دیکھ رہی تھیں۔۔۔۔کیرت نے اطراف میں دیکھا۔۔۔۔گھر صاف تھا۔۔۔۔یعنی صفائی امی نے کرلی۔۔۔۔۔وہ تھکے تھکے قدموں سے اندر آئی۔۔۔۔اسے افسوس ہوا۔۔۔۔کہ وہ جلدی نہ اٹھی امی نے سارا کام اکیلے کیا۔۔۔۔۔امی نے اسے اندر آتے دیکھا لیا تھا۔۔۔۔۔وہ اسے دیکھ کر مسکرائیں۔۔۔۔۔کیرت کے قدم وہیں رک گئے۔۔۔۔۔۔اسنے بے ساختہ اپنی آنکھیں مسلیں۔۔۔۔کیا یہ سچ میں امی ہی ہیں

جو اسے دیکھ کر اتنا شفیق مسکرا رہی ہیں۔۔۔؟؟؟اسے ابھی امی کی مسکراہٹ پہ یقین نہیں آیا تھا کہ انہوں نے کیرت پہ ایک اور بم پھوڑ دیا۔۔۔۔

کیرت بیٹا ناشتہ بنا دیا ہے میں نے تم منہ ہاتھ دھو لو میں ایک بار دوبارہ گرم کر کے لا دیتی ہوں"۔۔۔۔۔کیرت کی آنکھیں ابل کر باہر آنے کو ہو گئیں۔۔۔۔اسنے اپنی حالت پہ قابو کیا۔۔۔۔وہ کچھ بولتی کہ دادی صبح کی جلی ہوئی ایک دم پھنکاری۔۔۔۔

اٹھ گئی چھلاوے۔۔۔۔؟ نہ موت پڑنی۔۔۔۔ آج کیوں اتنی دیر تک مری رہی۔۔؟؟"
کام کے لیے تیرے باپ نے نوکر چھوڑے ہوئے ہیں جو مُردوں کی طرح پڑی رہی دن
چڑھے تک"۔۔۔۔؟؟ کیرت نے ایک سپاٹ نظر دادی پہ ڈالی۔۔۔۔ دادی کی اچانک
سے بولتی بند ہوگئی۔۔۔۔ البتہ امی بولیں۔۔۔۔
اگر یہ دیر سے اٹھی ہے تو کیا ہو۔۔۔؟؟ اس کے ابو کہہ کر گئے تھے کہ کیرت جب تک خود"
سے نہ اٹھا کسی نے نہیں اٹھانا"۔۔۔۔۔ کیرت نے چونک کر اپنی امی کو دیکھا۔۔۔۔۔ جو
سنجیدگی سے دادی سے مخاطب تھیں۔۔۔۔
ہاں ہاں چڑھاؤ سر اس پچھل پیری کو"۔۔۔۔۔ دادی نے کیرت کو دیکھ کر زہر خند لہجے"
میں کہا تھا۔۔۔۔
دو کو آپ نے چڑھا لیا۔۔۔۔ ایک کو اب انور چڑھا رہے ہیں تو اس میں غلط کیا"
ہے"۔۔۔۔؟؟ امی دادی سے نظر ہٹا کر ساکت کھڑی کیرت کی طرف
آئیں۔۔۔۔۔ اسکے شانے پہ ہاتھ رکھا۔۔۔۔
منہ ہاتھ دھولو۔۔۔ ناشتہ لا رہی ہوں"۔۔۔۔۔۔ کیرت کو اپنی امی کی آنکھوں میں نمی"
چمکتی نظر آئی۔۔۔۔۔ پر وہ پوچھ نہ پائی اس مہربانی اور نمی کی وجہ۔۔۔۔۔ وہ بس سر ہلا کر
منہ ہاتھ دھونے چلی گئی۔۔۔۔۔ منہ ہاتھ دھو کر اسنے خود کو بغور شیشے

میں دیکھا۔۔۔۔۔اپنی کمیاں ڈھونڈنے لگی۔۔۔۔۔جو اسے خود میں کم لگے گا آج سے کیرت اسے پورا کرے گی۔۔۔۔بڑی بڑی بھوری غزالی آنکھوں والی کیرت کے نین نقش معمولی تھے۔۔۔۔خاص تو اس گھر میں کسی کے بھی نہیں تھے۔۔۔۔۔اس میں اور اسکی بہنوں میں رنگ کر فرق تھا بس۔۔۔۔۔کیرت کا رنگ دبتا تھا۔۔۔۔۔جبکہ علیزہ اور فرحت کا صاف تھا جس سے انکے نقوش زیادہ اچھے لگتے تھے۔۔۔۔اور وہ دونوں بہت کچھ لگتا بھی رہتی تھیں۔۔۔۔خود پہ توجہ بھی دیتی تھیں۔۔۔۔پر کیرت ایسا کچھ نہیں کرتی تھی۔۔۔۔وہ دوسروں پہ توجہ دیتی تھی۔۔۔۔تاکہ اسے توجہ ملے۔۔۔۔پر ایسا کہا ہونا تھا۔۔۔۔نہ ہوا۔۔۔۔۔اور اب کیرت نے اس اپنے رنگ کا کچھ کرنا تھا۔۔۔۔۔کیرت میں ایک چیز اور کم تھی۔۔۔۔۔وہ کمی تھی اعتماد کی۔۔۔۔۔اس میں خود اعتمادی نہیں تھی۔۔۔۔اسے بھی کیرت اب ٹھیک کرلے گی۔۔۔۔۔کیرت نے ایک بار پھر خود کو نیچے سے اوپر تک دیکھا۔۔۔۔باقی سب ٹھیک تھا۔۔۔۔لمبا قد۔۔۔۔دبلی پتلی تھی۔۔۔۔بال لمبے اور کالے تھے۔۔۔۔گول ناک میں چاندی کا کوکا تھا۔۔۔جس میں گلابی پتھر جڑا تھا۔۔۔۔۔باریک ہونٹ کچھ نہ لگانے سے مرجھائے ہوئے تھے۔۔۔۔۔کیرت نے اپنے چہرے کو غور سے دیکھا۔۔۔۔کہیں بھی جھریاں نہیں

تھیں۔۔۔۔ معصومیت ابھی بھی چہرے پہ علیزہ اور فرحت سے زیادہ تھی۔۔۔۔۔ کیرت نے گہرا سانس لیا اور شیشے کے سامنے سے ہٹ گئی۔۔۔۔۔

امی نے ناشتہ لگا دیا۔۔۔۔ کیرت نے خاموشی سے ناشتہ کیا۔۔۔۔ دادی اسے چبھتی نظروں سے دیکھتی رہیں۔۔۔ پر اسے پروانہ تھی۔۔۔۔۔ ناشتہ ختم کرتے ہی وہ اپنے کمرے میں آگئی۔۔۔۔ جہاں وہ پیسے رکھا کرتی تھی۔۔۔۔ وہاں سے اپنے پیسے اٹھائے۔۔۔

گنے۔۔۔۔

سات ہزار پانچ سو"۔۔۔۔۔ کیرت نے سارے پیسے گنے جو جو اسے خریدنا تھا وہ سب" ان میں آرام سے آجائے گا۔۔۔۔۔ باقی جو رہ جائے گا بچوں کی فیسوں پہ لے لے گی ایک دو دن میں آ ہی جائیں گی فیسیں بھی۔۔۔۔۔ کیرت نے سوچا اور کمرے سے باہر آگئی۔۔۔۔ بڑے کمرے سے چادر اٹھائی اور امی کو کہا۔۔۔۔

میں بازار جا رہی ہوں۔۔۔۔ کچھ سامان لینا ہے"۔۔۔۔۔ امی نے سر اثبات میں" ہلا دیا۔۔۔۔ وجہ نہ پوچھی کہ کہاں جا رہی ہے۔۔۔۔ پہلے تو سو سوال کرتی

تھیں۔۔۔۔ "ضرور امی ابو کی طبیعت خراب ہو گئی ہے"۔۔۔۔ وہ زیرِ لب بڑبڑائی۔۔۔۔۔۔۔۔ پھر اس نے سرسری سا پوچھا۔۔۔

امی فرحت کی منگنی کب کی ہے"۔۔۔۔؟ دادی اور امی نے بیک وقت چونک کر اسے دیکھا۔۔۔۔۔

کیوں تو کیا کرے گی جان کر۔۔۔؟؟ یقیناً کوئی تعویذ گنڈھا لینے نکلے ہے یہ چنڈال"۔۔۔۔۔ کیرت نے کوفت سے دادی کو دیکھا۔۔۔۔

میرے دن اتنے برے نہیں آئے دادی کہ آستین کے سانپ کو قدموں میں لانے کے تعویذ لیتی پھیروں گی اس پہ پہلے بہت پیسے لٹا چکی ہوں اب اور نہیں"۔۔۔۔۔ ٹھنڈے ٹھار لہجے سے اسنے دادی کو جواب دیا۔۔۔۔۔ کل جب اس نے یہ سنا تھا کہ شکیل فرحت کو پسند کرتا ہے تب سے اسے شکیل سے ایک الگ ہی نفرت سی ہو گئی تھی۔۔۔۔ محبت تو وہ پہلے بھی نہیں کرتی تھی بس وہ چاہتی کہ شکیل اسے پسند کرے۔۔۔۔۔ اور کتنی بے وقوف تھی کہ اس کے لیے دعائیں بھی کرتی تھی۔۔۔۔۔ پر جو حق میں بہتر نہ ہو کہاں ملتا ہے۔۔۔؟

کیرت کے جواب پہ دادی کا سر چکرا گیا۔۔۔۔۔ یہ کیرت ہو ہی

نہیں سکتی۔۔۔۔۔یقیناً وہ کہیں کھو گئی ہے۔۔۔۔اتنی زبان دراز کیرت کبھی تھی ہی نہیں۔۔۔۔۔۔امی خود ایک بار پھر کیرت کا منہ دیکھنے لگیں۔۔۔۔پھر کھنکاریں۔۔۔۔ تین دن بعد"۔۔۔۔۔یہ بتاتے ان کے چہرے پہ افسوس تھا۔۔۔۔۔وہ شاید یہ سمجھ" رہی تھیں۔۔۔۔کہ کیرت کو دکھ ہو رہا ہے۔۔۔۔۔پر کیرت نے انکی غلط فہمی دور کرنے کی ضرورت محسوس نہ کی۔۔۔۔کمرے سے نکل گئی۔۔۔۔۔۔

&&&&&&&&&&&_____

&&&&&&&&&&&&&&&&&&&&&&&&&&&&_____

_____

بازار جانے سے پہلے وہ نانی کے پاس گئی تھی۔۔۔۔انکی طبیعت پوچھی۔۔۔۔۔پھر کل جو کچھ ہوا سب بتا دیا۔۔۔۔۔نانی پہلے کیرت کے بجائے فرحت کے رشتے مانگنے والی بات پہ اداس ہوئیں پھر کیرت کی کہی باتوں پہ وہ گنگ رہ گئیں۔۔۔۔۔

تم نے یہ سب کہہ دیا"۔۔۔۔؟؟؟ نانی نے بے یقینی سے پوچھا۔۔۔۔"

ہاں جی یہ سب کہہ دیا۔۔۔۔پہلے دل دل میں کہا کرتی تھی کل کھل کر کہہ دیا۔۔۔۔۔تھک" گئی تھی ان سب کی باتوں سے۔۔۔۔ان کے جھوٹے آنسوؤں سے۔۔۔۔۔اس لیے جو دل میں آیا کہہ دیا"۔۔۔۔وہ کمرے میں نانی کے ساتھ بیٹھی تھی۔۔۔انکی طبیعت خراب

لگتی تھی۔۔۔۔چہرہ زرد تھا۔۔۔۔۔۔وہ کیرت کو بغور دیکھ رہی تھیں۔۔۔۔

تم ٹھیک ہونا کیرت"۔۔۔؟؟ کیرت ہلکا سا ہنس دی۔۔۔۔"

کیا آپ بھی سمجھ رہی ہیں کہ میں شکیل سے رشتہ نہ ہونے پہ اداس ہوں"۔۔۔۔؟؟؟"

توکیا تم نہیں ہو"۔۔۔۔۔؟؟ نانی نے اسکی آنکھوں میں جھانکتے ہوئے"

پوچھا۔۔۔۔کیرت کچھ لمحے خاموش ہوگئی۔۔۔۔پھر ہلکے سے شانے اچکا دیے۔۔۔۔

ظاہر ہے نانو میں اداس ہوں۔۔۔۔میں سوچ رہی تھی کہ میرا رشتہ وہاں ہوجائے گا تو میں" دادی فرحت علیزہ سب سے دور ہوجاؤں گی پھر ان لوگوں کو میری قدر کا پتہ چلے گا۔۔۔۔پر میں غلط تھی۔۔۔۔جس کے ساتھ رہ کر میں قدر کروانا چاہتی تھی اسکی نظر میں بھی میری کوئی قدر نہیں تھی۔۔۔۔۔مجھے کبھی اس سے "محبت" نہیں ہوئی۔۔۔۔بس میں اس غلط فہمی میں مبتلا رہی کہ اسے "مجھ" سے محبت ہے۔۔۔۔یہ سوچ کر خوش ہوتی رہی کہ کوئی کیرت "کو بھی پسند کرتا ہے۔۔۔۔کیرت دعا کرتی تھی کہ اللہ شکیل کو میں ہمیشہ ایسے ہی" پسند رہوں"۔۔۔۔۔یہ کہتے کیرت کے چہرے پہ زخمی مسکراہٹ در آئی تھی۔۔۔۔۔

نانی دم سادھے اسے سن رہی تھیں

پر میں یہاں بھی مات کھا گئی۔۔۔۔ وہ مجھے کبھی پسند ہی نہیں کرتا تھا۔۔۔۔ وہ تو بس "
میرے ساتھ کھیل رہا تھا۔۔۔۔ کیونکہ میں نے خود کو اتنا فضول بنا دیا تھا۔۔۔۔ میں نے
شکیل کی طرف اپنے مہرے بڑھائے۔۔۔۔ میں اس کی مٹھی باتوں کی شطرنج میں شکیل
کے میٹھے بولوں پہ اپنے مہرے اندھا دھن چلتی رہی۔۔۔۔ اور وہ چالیں چلتا رہا۔۔۔۔ اب
جب میرے سارے

مہرے پٹ کر واپس آ گئے تو مجھے عقل آ گئی۔۔۔۔۔ اب میرا مردپہ سے یقین اٹھا گیا
ہے نا نو"۔۔۔۔۔ اسکی آواز رندھ گئی تھی۔۔۔۔ پر اسنے اپنی بات جاری
رکھی۔۔۔۔ کمرے کا چلتا پنکھا اسکے بالوں کی لٹوں کو اسکے چہرے پہ بار بار لا رہا
تھا۔۔۔۔ اسنے لٹوں کو پکڑ کر کان کے پیچھے اڑسا
آپ کو پتہ ہے کیرت کے سارے مہرے کیوں پٹ گئے"۔۔۔؟ اسنے سوالیہ نظروں "
سے نانی کو دیکھا۔۔۔۔ پر نانی خاموش رہیں بس ہلکا سا ناں میں سر ہلا دیا۔۔۔
کیونکہ کیرت نے ہمیشہ دوسروں کی "توجہ "اور "محبت "پانے کی کوشش کی۔۔۔۔ اتنی "
کوشش کی کہ خود کو بھول گئی۔۔۔۔ خود سے "محبت "کرنا بھول گئی۔۔۔۔ دوسرے میں
انکے کاموں میں اتنی مصروف ہو گئی کہ اس کے پاس اسکے لیے ہی وقت نہ بچا۔۔۔۔ پر

اب ایسا نہیں ہوگا۔۔۔۔اب کیرت کسی کے سامنے احساسِ کمتری کا شکار نہیں ہوگی۔۔۔۔کسی کی محبت نہیں مانگے گی۔۔۔اب کیرت بس کیرت سے محبت کرے گی۔۔۔خود کے لیے سجے گی۔۔۔۔خود کو دکھانے کے لیے خود ہی تیار ہوا کرے گی۔۔۔اب کیرت کو کسی کی ضرورت نہیں"۔۔۔۔۔۔۔وہ اپنی بات مکمل کر کے خاموش ہوگئی۔۔۔۔نانی آہستگی سے اسے بولتی سنائی دیں۔۔۔۔

کیا میری بھی نہیں رہی ضرورت"۔۔۔؟؟کیرت نے سرخ پڑتی ناک اور آنکھوں سے" نانی کو دیکھا۔۔۔

آپ میری زندگی کی پہلی دوست ہیں۔۔۔۔اور مجھے اپنی اس دوست کی ہمیشہ ضرورت" رہے گی"۔۔۔۔۔اسنے نانی کے گلے کے گرد بانہیں پھیلالیں۔۔۔۔۔نانی نے اسکا ماتھا چوما۔۔۔۔

سب کو انہیں کی طرح جواب دے کر کیسا لگ رہا ہے"۔۔۔؟؟"

نانی کسی امید کے تحت پوچھنے لگیں۔۔۔۔انہیں لگا تھا کہ کیرت کہے گی مجھے اب برا لگا رہا۔۔۔۔مجھے وہ سب نہیں کہنا چاہیے تھا۔۔۔۔میں ان جیسی نہیں ہوں۔۔۔۔میں ظرف دکھاؤں گی۔۔۔۔پر کیرت نے ایسا کچھ نہ کہا۔۔۔۔اسنے گہری سانس لی۔۔۔

سچ بتاؤ"۔۔؟؟ نانی نے سر اثبات میں ہلادیا۔۔۔۔"

تو سچ یہ ہے کہ میں آج پہلی بار بہت ہلکا محسوس کر رہی ہوں۔۔۔۔ یوں لگ رہا ہے جیسے " میں نے آج خود سے انصاف کیا۔۔۔۔ ظلم وہ نہیں تھا جو دادی اور فرحت وغیرہ مجھے چار سنا کر کرتی تھیں۔۔۔۔ ظلم یہ تھا کہ میں سب چپ کر کے سن لیتی تھی۔۔۔۔ انہیں غلط باتوں پہ بھی ٹوک نہیں پاتی تھی۔۔۔۔ آج میں نے اُنہیں انہیں کی زبان میں جواب دیا تو انہیں کوئی جواب سمجھ نہیں آئے۔۔۔۔ وہ سب خاموش ہو گئے۔۔۔۔ اور میں آج بہت مطمئن ہوں"۔۔۔۔۔ نانی اسکی بات سن کر چپ ہو گئیں۔۔۔۔ کوئی جواب نہ دیا۔۔۔۔۔ انہیں احساس ہو گیا تھا کہ کیرت اپنی جگہ ٹھیک ہے۔۔۔۔۔ وہ کیوں کیرت کو صبر سکھا رہی ہیں۔؟ انہیں صبر کر کے کیا ملا۔۔؟ کچھ بھی تو نہیں۔۔۔۔۔ نانی نے یہ سب سوچتے ہوئے کیرت کو دیکھا۔۔۔۔ پھر مسکرائیں۔۔۔۔

آنے والا وقت تم پہ مہربان ہو"۔۔۔۔۔ کیرت مسکرا دی۔۔۔۔۔ پھر کھڑی " ہو گئی۔۔۔۔

کہاں جا رہی ہو"۔۔۔۔؟؟ نانی نے پوچھا۔۔۔۔۔ کیرت نے شرارت سے شانے " اچکائے۔۔۔۔

خود سے محبت کرنے"۔۔۔۔۔نانی ہلکا سا مسکرادیں۔۔۔۔۔کیرت چلی گئی تو نانی بیڈ پہ" لیٹ گئیں۔۔۔۔آج والی کیرت سچ میں بدلی بدلی سی تھی۔۔۔۔۔وہ ماضی کی زینت جیسی نہیں تھی۔۔۔۔۔وہ اپنی نانی زینت جیسی نہیں تھی۔۔۔۔وہ مختلف

تھی۔۔۔۔یقیناً اسکی قسمت بھی مختلف ہوگی۔۔۔۔۔نانی نے آنکھیں موند لیں۔۔۔۔۔انہیں یہ کیرت اچھی لگی تھی۔۔۔۔۔۔

&&&&&&&&_____

&&&&&&&&&&&&&&&&&&&&&&&&&&&&_____

_____

لاہور کے بازار دھوپ میں نہائے ہوئے تھے۔۔۔۔۔اس مارکٹ میں ہر طرف چلتے پھرتے مردوں اور عورتوں کی ایک بڑی تعداد تھی۔۔۔جو کپڑے، جوتے، اور کاسمیٹکس کی دکانوں میں آجارہے تھے۔۔۔۔۔آرٹیفیشل جیولری سفید روشنی سے دکانوں پہ سجی چمک رہی تھیں۔۔۔۔۔سامنے بنی سڑک پہ کالی چادر اچھی طرح اپنے اوپر لپیٹے کیرت ایک رکشے سے اترتی دکھائی دی۔۔۔۔۔اس نے رکشے والے کو پیسے دیے۔۔۔۔۔اور بازار میں دکانوں پہ طائرانہ نظریں ڈالتی وہ چل رہی تھی ہاتھ میں پاؤچ تھا جس میں اسکے پیسے تھے۔۔۔۔۔کیرت سب سے پہلے کپڑے کی دکان میں گئی۔۔۔۔۔وہاں سے اسنے

کالے رنگ کا کپڑا لیا۔۔۔۔ ساتھ ہی گولڈن ستاروں والی نیٹ بھی خرید لی۔۔۔۔۔ میچنگ لیس لے کر وہ دکان سے نکل گئی۔۔۔۔۔ اسنے چھوٹی ہیل اور سنہری اسٹریپ والا سینڈل لیا۔۔۔۔۔ اب اسکے پاس بارہ سو بچے تھے۔۔۔۔۔ وہ انہیں لے کر کاسمیٹکس کی ایک دکان میں چلی گئی۔۔۔۔

کے دو کیپسل اور وائٹنگ سیرم بھی (E) مجھے ایک اچھی کریم دیں۔۔۔۔ ساتھ وٹامن ای" دے دیں"۔۔۔۔ دکاندار نے سر اثبات میں ہلایا اور ساری چیزیں کیرت کے سامنے رکھ دیں۔۔۔۔ کیرت نے کریم کی ڈبی اٹھائی

شرطیہ ہے"۔۔۔۔؟؟"

ہاں جی بالکل شرطیہ ہے۔۔۔۔ ایک ہفتے میں آپکو اپنے رنگ میں واضح فرق نظر آئے" گا۔۔۔۔ اور اسکا کوئی نقصان بھی نہیں ہے۔۔۔۔۔۔ پر اسے لگانے سے پہلے آپ ایک دو بار فیشل یا بلیچ کر لیجئے گا"۔۔۔۔ کیرت نے سمجھنے والے انداز میں سر ہلایا۔۔۔۔ اور سامان لے کر دکاندار کو پیسے دیے۔۔۔۔۔ جانے لگی پھر رکی۔۔۔۔

مجھے نیل پیٹن اور لیپ گلوز بھی دے دیں"۔۔۔۔۔ وہ لیپ گلوز اور نیل پینٹ کا کلر" دیکھنے لگی۔۔۔۔ وہ ایک ایک بوتل کو تنقیدی نظروں سے دیکھ رہی تھی۔۔۔۔۔

_____&&&&&&&&&
&&&&&&&&&&&&&&&&&&&&&&_____
_____

کیرت سوٹ کا کپڑا اور سینڈل نانی کے گھر رکھوا کر آئی تھی۔۔۔۔اور کریم وغیرہ اسنے اپنے پرانے سوٹ میں لپیٹ کر الماری میں رکھ دی۔۔۔۔دل اتنی بری طرح دھڑک رہا تھا اسکا جیسے وہ بم لے کر آگئی ہو۔۔۔۔۔پورا دن اس طرح دھڑکتے دل کے ساتھ گھر میں پھرتی رہی۔۔۔۔شام کو جب بچے پڑھ کر چلے گئے تب کیرت نے کاٹھ کباڑ والا کمرہ کھولا وہاں سے چارپائی نکالی۔۔۔۔۔

اسکا کیا کروگی"۔۔۔۔؟؟امی نے پیچھے آکر اچنبھے سے پوچھا۔۔۔۔"

اوپر لے کر جا رہی ہوں میں اب اوپر سویا کروں گی"۔۔۔۔۔امی کو جھٹکا لگا۔۔۔۔"

اکیلی کیسے سوؤگی"۔۔۔۔؟؟"

اتنے لوگوں میں بھی تو ایک عمر سے اکیلی ہی رہ رہی ہوں تو"

اب اکیلے سو بھی جاؤں گی"۔۔۔۔۔وہ تلخی سے کہہ کر اپنی چارپائی اوپر اٹھا کر لے گئی۔۔۔۔چارپائی ہلکی تھی اس لیے باآسانی وہ اسے اوپر لے گئی۔۔۔۔۔بڑی سی چھت پہ سامنے ایک کمرہ تھا۔۔۔۔آگے برآمدہ اور باتھ روم۔۔۔۔کیرت نے برآمدے میں اپنی

چارپائی ڈالی۔۔۔۔ نیچے سے اپنا بستر بھی لے آئی۔۔۔۔۔ ساتھ کریم اور باقی چیزیں بھی بستر میں چھپا کر اوپر لے آئی۔۔۔۔۔ اوپر والے کمرے میں ایک چھوٹی الماری تھی کیرت نے فیشل کے پیکٹ۔۔۔ بلیچ کے ساشے اور سیرم وغیرہ الماری میں رکھے اور کریم اس نے تکیے کے استر میں چھپا دی۔۔۔۔۔ اب اسے رات کا انتظار تھا۔۔۔۔۔۔ شکیل نے اسے چھوڑا تھا نا اب شکیل بہت جلد ایک نئی کیرت سے ملے گا اور وہ کیرت اپنی ایک ایک بے عزتی کا بدلہ لے گی۔۔۔۔۔ کیرت نے زخمی مسکرا کر سوچا اور نیچے آ گئی۔۔۔۔۔ اس نے ابو والا نوکیا کا موبائل نکالا پرانی سم آن کی۔۔۔۔ ایک نمبر نکلا جس پہ جیا لکھا تھا۔۔۔۔ کیرت نے میسج ٹائپ کرنا شروع کیا۔۔۔

جیا تم نے کہا تھا کہ کبھی مجھے نوکری کی ضرورت ہو تو میں تمہیں کہوں۔۔۔۔۔ تو آج مجھے نوکری کی بہت ضرورت ہے۔۔۔ مجھے کہیں اچھی جگہ اچھی تنخواہ پہ بہت جلد نوکری چاہیے"۔۔۔۔۔۔ کیرت نے پورا میسج ٹائپ کر کے سینڈ کر دیا۔۔۔۔۔۔ اور موبائل گود میں رکھ کر صحن میں رکھی کرسی پہ ہی بیٹھ گئی۔۔۔۔ شام لاہور پہ اندھیرے لا رہی تھی۔۔۔۔۔۔ کچھ دیر بعد اسکا فون بجا۔۔۔۔ کیرت مسکرا دی۔۔۔۔۔

پرانے دوست پرانی مرہم سے کم نہیں ہوتے۔۔۔۔۔ جو کبھی بھی زخم پہ لگائی جائے شفا" ضرور دیتی ہے"۔۔۔۔۔ کیرت نے فون کان سے لگا لیا۔۔۔۔۔ اور اوپر

آگئی۔۔۔۔ نیچے بڑے کمرے میں سب ڈرامہ دیکھنے میں مصروف تھے۔۔۔۔۔ ابو ابھی نہیں آئے تھے۔۔۔۔۔۔

_____&&&&&&&&&&
&&&&&&&&&&&&&&&&&&&&&&&&&&_____
_____

اندھیروں کے پہلو میں چھپے تارے آسمان کے دامن پہ چپکے چپکے پھیلنے لگے تھے۔۔۔۔۔ ٹمٹماتے۔۔۔۔ مسکراتے یہ تارے۔۔۔۔۔ لاہور کو منور کیے ہوئے تھے۔۔۔۔۔۔ ڈیفنس میں بنی یہ اونچی عمارتیں بڑی مغرور لگتی تھیں۔۔۔۔ نئی و نیولی دلہن جیسی۔۔۔۔۔ جو لاکھ نخرے کرتی ہیں۔۔۔۔۔ ان عمارتوں میں ایک عمارت میں بنے فلیٹ کے اندر آؤ تو وہاں ایک چھوٹا سا لاؤنج، سامنے ایک ساتھ بنے دو کمرے۔۔۔۔۔ اور اوپن کچن تھا۔۔۔۔۔ لاؤنج میں صوفے رکھے تھے۔۔۔۔ جو اس وقت خالی نظر آتے تھے۔۔۔۔۔ دیوار آویزاں سکرین بھی خاموش تھی۔۔۔۔۔ گھر بہت خالی سا تھا۔۔۔۔۔ دونوں کمرے بالکل صاف ستھرے تھے۔۔۔۔۔ ایک کمرہ ہمیشہ سے خالی رہا تھا۔۔۔۔ جبکہ دوسرا کمرہ اسکا تھا۔۔۔۔ جو اس وقت بیڈ کراؤن سے ٹیک لگا کر لیپ ٹاپ کو گود میں رکھے ہوئے تھا۔۔۔۔۔ لیپ ٹاپ پہ فرینڈز بک آن

تھی۔۔۔۔۔سفید روشنی سے اسکا چہرہ دمک رہا تھا۔۔۔۔۔۔کالی چمکتی آنکھوں میں لیپ ٹاپ کا عکس تھا۔۔۔۔ہنٹوں پہ مدہم سی مسکان۔۔۔۔۔کلین شیو کیے وہ بہت خوبصورت لگ رہا تھا۔۔۔۔بلیک شرٹ اور ٹراوزر پہنے وہ فرینڈز بک کے میسنجر میں مصروف تھا۔۔۔۔۔کالے چھوٹے بال اتنے نہ تھے کہ ماتھے تک آتے۔۔۔۔۔۔وہ میسج ٹائپ کر رہا تھا۔۔۔۔۔

تو کیا تم میرے لیے آن لائن نہیں آسکتیں۔؟ جب میں چاہوں"۔۔۔۔؟؟ یہ لکھ کر" اسنے بھیج دیا۔۔۔۔جواب فوراً آیا۔۔۔۔

ہاہاہا۔۔۔۔نہیں جناب۔۔۔۔مجھے گھر پہ بہت سے کام ہوتے"

ہیں"۔۔۔۔۔دوسری جانب سے بے نیاز جواب آیا تو وہ سنجیدہ سا ہو گیا۔۔۔۔

یہ کیا بات ہوئی۔؟ میں تو تمہارے لیے ہر وقت آن لائن آسکتا ہوں"۔۔۔۔۔۔"

اچھا جی۔۔۔؟ دو دنوں میں اتنی دلگی"۔۔۔۔؟؟ یہ جملہ پڑھ کر وہ بے ساختہ ہنس" دیا۔۔۔۔۔یہ نئی دوست جو ابھی دو دن پہلے ہی اسے ملی تھی۔۔۔۔۔بہت چالاک ہے۔۔۔۔۔وہ جان گیا تھا۔۔۔۔۔اسکی آنکھوں میں دلچسپی بڑھنے لگی۔۔۔۔

For more visit: https://exponovels.com/ mailto:exponovels@gmail.com

ہاں دل کی لگی دنوں کا حساب نہیں رکھتی میڈم۔۔۔۔۔اور جب لگتی ہے بتا کر بھی نہیں" لگتی۔۔۔۔بس لگ جاتی ہے"۔۔۔۔۔۔اس نے یہ میسج دل سے لکھا۔۔۔۔اور بھیج دیا۔۔۔۔جو سیدھا دہلی گیٹ کی اس گلی کی پرانی عمارت میں رہنے والی علیزہ کے فون میں آیا۔۔۔۔۔جو سب کو ڈرامہ دیکھتے پا کر اپنے کمرے میں آ گئی تھی۔۔۔۔۔وہ بہت خوش تھی۔۔۔۔ایش نے اسکی فرینڈ ریکویسٹ علیزہ کے سینڈ کرتے ہی ایکسیپٹ کر لی تھی۔۔۔۔۔میسج بھی خود نے ہی کیا۔۔۔۔۔علیزہ کو تو کچھ کرنا ہی نہیں پڑا۔۔۔۔۔اسکی دو دن سے ایش سے مسلسل بات ہو رہی تھی۔۔۔۔ابھی ایش نے اسے دیکھا نہیں تھا۔۔۔۔

دیکھے گا تو پاگل ہو جائے گا"۔۔۔۔۔علیزہ نے اپنے بالوں کی لٹ کو انگلی پہ لپیٹتے" سوچا۔۔۔۔۔اور ایش کے میسج کا جواب دینے لگی۔۔۔۔۔اس نے ایش کی ایک ایک تصویر بغور دیکھی۔۔۔۔وہ سچ میں بہت پر کشش تھا۔۔۔۔پر علیزہ کہا کسی سے کم ہے۔؟ علیزہ نے سوچ لیا تھا کہ وہ ایش کو اپنا نمبر دے دے گی۔۔۔۔۔فیسبک پہ کب تک کوئی کسی سے بات کر۔۔؟ کال میسج پہ ٹھیک کر رہتا ہے۔۔۔۔۔

آج اسنے کالج جا کر بھی اپنی دوستوں کے سامنے خوب شوماری۔۔۔۔ایش کی تصویریں دکھائیں۔۔۔۔۔پر گیلری سے فیسبک سے نہیں۔۔۔۔۔اور نہ لڑکے کا نام بتایا۔۔۔۔۔کہہ دیا "بعد میں بتاؤں گی"۔۔۔۔۔اسے ڈر تھا کہ کہیں ان میں سے کوئی فیسبک پہ ایش کو نہ ڈھونڈ لے۔۔۔۔اور علیزہ کا پتا صاف ہو جائے۔۔۔۔۔علیزہ کی دوستوں نے اسے چند نصیحتیں دیں کہا۔۔۔۔

دھیان سے علیزہ۔۔۔۔فیسبک کا لڑکا اور سرکاری نلکا کسی ایک کا کبھی نہیں "ہوتا۔۔۔۔۔اس پہ سب حق جتا سکتے ہیں۔۔۔۔اور وہ بھی خوشی خوشی ہر ایک کو اپنا اختیار دے دیتا ہے۔۔۔تم دھیان رکھنا۔۔۔۔یہ نہ ہو دل لگا لو۔۔۔۔اور پھر روؤ پیٹو"۔۔۔۔۔علیزہ نے انکی بات تبھی سر سے جھٹک دی۔۔۔۔۔

بکواس کر رہی ہیں ساری کی ساری۔۔۔۔اب ہر کوئی ایک جیسا بھی نہیں "ہوتا۔۔۔۔۔فیسبک پہ کوئی کوئی لڑکا پرائیوٹ نلکا بھی ہوتا ہے جو ایک ہی کو اپنا اختیار دیتا ہے"۔۔۔۔۔علیزہ ایش کی طرف سے مکمل اعتماد میں تھی۔۔۔۔۔اسکی شخصیت ہی ایسی تھی کہ علیزہ اسے چانچنے پرکھنے کے چکروں میں ہاتھ سے کھونا نہیں چاہتی تھی۔۔۔۔۔۔

For more visit: https://exponovels.com/ mailto:exponovels@gmail.com

_____&&&&&&&&&
&&&&&&&&&&&&&&&&&&_____
_____

آسمان پہ پھیلے تاروں کی چمک بڑھ گئی۔۔۔۔اور رات مزید خاموشی بھرے اندھیروں میں ڈوبنے لگی تو کیرت بھی چھت پہ آگئی تھی۔۔۔۔ابھی وہ آکر بیٹھی ہی تھی اپنی چارپائی پہ، کہ اسے کسی کے قدموں کی چاپ سنائی دی۔۔۔۔اسنے جلدی سے بستر سیدھا کیا۔۔۔اور چادر لے کر لیٹ گئی۔۔۔۔آنکھیں کھلی رکھیں۔۔۔۔وہ لیٹی ہوئی زینوں کو دیکھ رہی تھی کہ کون اوپر آرہا ہے۔۔۔؟ کیرت کی آنکھوں میں حیرت تب ابھری جب اس نے اپنے ابو کو اوپر آتے دیکھا۔۔۔۔وہ بے ساختہ بیٹھ گئی۔۔۔۔اسکے ابو اوپر آگئے تھے

سو رہی تھیں"۔۔؟؟ انہوں نے مسکرا کر پوچھا۔۔۔۔کیرت کو ایک بار پھر حیرت کا" جھٹکا لگا۔۔۔۔اسکے ابو اسے دیکھ کر اتنا پیارا مسکرا رہے تھے کہ اسے یقین سا نہیں آیا۔۔۔۔وہ ان کے سوال پہ بس گردن نہ میں ہی ہلا سکی۔۔۔۔انور قدم قدم چلتے اسکی چارپائی کے پاس آکر کھڑے ہو گئے۔۔۔کیرت نے چادر سمیٹ کر سائیڈ پہ رکھی۔۔۔۔خود کھڑی ہو گئی۔۔۔۔

بیٹھیں ابو"۔۔۔۔۔انور سر ہلاتے بیٹھ گئے۔۔۔۔انہوں نے کیرت کا ہاتھ پکڑ کر اپنے پاس بٹھایا۔۔۔۔

"کیسی ہو"۔۔۔؟؟ انکے سوال پہ کیرت نے نا سمجھی سے انہیں دیکھا۔۔۔۔۔

"کیا دیکھ رہی ہو۔؟ حیران ہو رہی ہو کہ تمہارے باپ کو آج تمہارا خیال کیسے آگیا"۔۔؟ وہ اتنا کہہ کر زخمی مسکرائے۔۔۔۔۔

"اور میں اس بات پہ حیران ہوں کہ اپنی ہی اولاد سے میں اسکا حال کتنے عرصے بعد پوچھ رہا ہوں۔۔۔۔۔کتنا برا باپ ہوں میں"۔۔۔۔۔کیرت انکی کوئی بات سمجھ نہیں پا رہی تھی۔۔۔۔پر

انکی باتیں اسے تڑپا رہی تھیں۔۔۔۔آنسوں مچل کر اسکی آنکھوں میں بھر گئے۔۔۔۔

"آپ بہت اچھے ابو ہیں میں ٹھیک ہوں ابو۔۔۔۔اور آپ کو کس نے کہا آپ برے باپ ہیں۔؟"

کیرت نے گہرا سانس لے کر خود کے آنسوؤں پہ قابو کیا۔۔۔۔آنسوں آنکھوں میں ہی جمع ہو گئے۔۔۔۔آسمان پہ چھائے تارے۔۔۔۔۔ہوا۔۔۔۔اور اندھیرا۔۔۔انہیں خاموشی سے دیکھ رہے تھے۔۔۔۔۔چھت سے نظر آتی عمارتیں روشنیوں سے منور تھیں۔۔۔۔۔

نہیں میں اچھا باپ نہیں ہوں۔۔۔۔ تبھی اپنی بیٹی سے اسکا حال اتنے عرصے بعد پوچھ رہا" ہوں۔۔۔۔مجھے معاف کردو کیرت۔۔۔۔ میں تمہیں وہ پیار نہ دے سکا جو تمہارا حق تھا۔۔۔۔ تمہاری دادی نے تمہیں جو کچھ کہا۔۔۔۔ خاموشی سے سناتا رہا۔۔۔۔۔مجھے معاف کردو"۔۔۔۔۔۔اور یاسیت سے بول رہے تھے۔۔۔۔ کیرت کی سمجھ میں اب بات آئی تھی۔۔۔۔۔ فرحت کی شادی اس سے پہلے ہو رہی تھی اس لیے اسکے ابو اسکا دکھ بانٹنے آئے تھے۔۔۔۔۔ کیرت کے گلے میں آنسوؤں کا گول اٹک گیا۔۔۔۔۔ لون کے سوٹ میں عام سی کیرت اپنے کالے بالوں کی چٹیا بنا کر کمر پہ ڈالے ہوئے تھی۔۔۔۔ چہرہ ہر طرح کے میک اپ سے پاک تھا۔۔۔۔ بس بڑی بھوری غزالی آنکھوں میں کاجل لگا تھا۔۔۔ جن میں اب آنسوں بھی تھے۔۔۔۔۔

ابو بس کریں۔۔۔۔مجھے آپ سے یا کسی سے کوئی شکایت نہیں ہے"۔۔۔۔۔ اسنے" اپنے ابو کا ہاتھ پکڑا۔۔۔۔ "آپ اپنا دل برا نہ کریں۔۔۔مجھے دکھ نہیں ہوا کہ مجھ سے پہلے فرحت کی شادی ہو رہی ہے۔۔۔۔ میں خوش ہوں"۔۔۔۔۔۔اس نے اپنے ابو کو تسلی دی۔۔۔۔ اور وہ اب سچ میں اداس تھی بھی نہیں۔۔۔۔۔ حالت

For more visit: https://exponovels.com/ mailto:exponovels@gmail.com

سے سمجھوتا کرنا اسے بہت اچھے سے آتا تھا۔۔۔۔۔۔انور نے لب بھینچ کر کیرت کو دیکھا۔۔۔۔۔پھر جیب میں ہاتھ ڈالا۔۔۔۔

یہ تمہارے لیے لایا تھا۔۔۔۔سوچا تھا تم ناراض ہوگی۔۔۔۔۔اس لیے پوری تیاری کے ساتھ آیا تھا"۔۔۔۔۔اب کی بار انور مسکرائے تھے۔۔۔انہوں نے چاکلیٹ کا پیکٹ کیرت کے سامنے کیا۔۔۔۔کیرت کے آنسوں بے ساختہ اسکی آنکھوں سے ٹپکنے لگے۔۔۔۔اسے ایسی ہی محبت چاہیے تھی اپنے امی ابو سے۔۔۔۔۔جو ایک شکیل کے نہ ملنے سے مل رہی تھی۔۔۔۔اگر ماں باپ کی محبت شکیل کے بدلے ہی ملنی تھی تو وہ پہلے ہی شکیل پہ لعنت بھیج دیتی۔۔۔۔۔کیرت نے چاکلیٹ کا پیکٹ نہ پکڑا۔۔۔۔وہ اپنے ابو کے گلے لگ گئی۔۔۔۔۔

آپ بہت اچھے ہیں ابو۔۔۔۔۔خود کو برا نہ کہا کریں"۔۔۔۔ہلکی سی نمی انور کی آنکھوں میں بھی چمکنے لگی تھی۔۔۔۔۔تارے انہیں دیکھ کر اداس ہو گئے تھے۔۔۔۔۔

اچھا نہیں کہوں گا۔۔۔۔اب رونا بند کرو۔۔۔۔اور آج سے خود کو اکیلا مت سمجھنا" تمہارے ابو تمہارے ساتھ ہمیشہ کھڑے رہیں گے"۔۔۔۔۔۔انہوں نے کیرت کو خود سے الگ کیا۔۔۔۔اسکے آنسوں صاف کیے اور نیچے جانے کے لیے کھڑے ہو گئے۔۔۔۔۔۔

For more visit: https://exponovels.com/ mailto:exponovels@gmail.com

ابھی میں نیچے جارہاہوں اور پنکھالاتا ہوں گرمی ہورہی ہے اوپر"۔۔۔۔۔۔وہ اطراف کا" جائزہ لیتے بولے۔۔۔۔کیرت نے سر کو خم دیا۔۔۔۔۔تووہ نیچے چلے گئے۔۔۔۔۔کچھ دیر بعد وہ اوپر پنکھ رکھ چلے گئے۔۔۔۔کیرت بہت دیر تک بیٹھی خوش ہوتی رہی۔۔۔۔روتی رہی۔۔۔۔۔اس نے کتنا انتظار کیا تھا۔۔۔اپنے ابو کا۔۔۔۔انکے پیار کا۔۔۔۔۔اور آج انکا پیار۔۔۔۔اسے مل ہی گیا۔۔۔۔۔آنسوں اسکی آنکھوں میں ابھی تک موجود تھے۔۔۔۔پھر وہ اپنے دوپٹے سے آنکھیں

پونچھتی کھڑی ہوگئی۔۔۔۔۔کمرے میں گئی وہاں سے سارا سامان اٹھالائی۔۔۔۔تکیے کے استر سے کریم کی ڈبی نکالی۔۔۔۔۔ایک بار چھت سے صحن میں جھانک لیا۔۔۔۔کہ کہیں کوئی اٹھا ہوا تو نہیں ہے۔۔۔۔؟ نیچے کی ساری روشنیاں گل تھیں۔۔۔۔۔یعنی سب سو گئے تھے۔۔۔۔اسے تسلی ہوگئی تو وہ واپس اپنی چارپائی پہ آگئی۔۔۔۔سفید بلب کی روشنی سے پوری چھت چمک رہی تھی۔۔۔۔کیرت نے جلدی جلدی کریم نکالی۔۔۔اس کے کیپسول اور سیرم ڈال کر ملایا۔۔۔۔۔۔پھر واش روم میں گئی اچھی (E) میں وٹامن طرح منہ دھویا۔۔۔۔۔اور آکر فیشل کرنے لگی۔۔۔۔۔بیلچ اسنے سوچا تھا کل کرے گی۔۔۔۔فیشل کرنے کے بعد اسنے کریم اٹھائی اور اپنے پورے چہرے پہ مل

لی۔۔۔۔۔ سارا سامان وہ دوبارہ الماری میں رکھ آئی تھی۔۔۔۔۔ کریم کو تکیے کے استر میں رکھ کر وہ اپنی چارپائی پہ لیٹ گئی۔۔۔۔ آنکھیں موند لیں۔۔۔۔۔۔ ہوا کے ساتھ اندھیرے ڈھلتے جا رہے تھے۔۔۔۔۔۔

&&&&&&&&&&_____

&&&&&&&&&&&&&&&&&&&&&&&&&&&&&&_____

_____

اگلی صبح جب لاہور کو دھوپ سے نہلانے لگی تو وہ بھی اٹھ گئی۔۔۔۔۔ اپنا بستر طے کر کے کمرے میں رکھا۔۔۔۔ نیچے آ کر امی کے ساتھ تھوڑا بہت کام کروایا۔۔۔۔۔ علیزہ اور فرحت نے کالج سے چھٹیاں لے لی تھیں۔۔۔۔۔ گھر میں فرحت کی منگنی کی تیاریاں شروع ہو گئی تھیں۔۔۔۔۔ کیرت گھر کے کاموں کے بعد نانی کے گھر چلی گئی۔۔۔۔۔۔ وہاں بیٹھ کر اپنا فراک کٹنگ کیا۔۔۔۔۔ اور سلائی کرنے لگی۔۔۔۔۔۔ دوپہر تک بیٹھ کر اسنے اپنا فراک

سی لیا تھا۔۔۔۔ "باقی کا کل آ کر پورا کروں گی"۔۔۔۔ یہ سوچ کر وہ گھر واپس آ گئی تھی۔۔۔۔ اسکی دوست نے اسے کہا تھا کہ وہ بہت جلد اسے کہیں اچھی جگہ نوکری دلوا دے گی۔۔۔۔۔ کیرت گھر آئی تو ٹیوشن والے بچے آئے ہوئے تھے۔۔۔۔ ہمیشہ کی طرح وہ

انہیں لے کر برآمدے میں ہی بیٹھی تھی۔۔۔۔۔اسے کمرے سے فرحت اور علیزہ کی آوازیں آرہی تھیں۔۔۔۔فرحت اور علیزہ کی صلح کل ہی ہوگئی تھی۔۔۔۔۔وہ دونوں پھر سے ایک دوسری کی ہمراز بن گئی تھیں۔۔۔۔۔دادی کے پیر زمین پہ نہیں تھے۔۔۔۔فرحت کی منگنی کے لیے وہ بہت پرجوش تھیں۔۔۔۔۔ایک ایک چیز اسکی پسند سے لے رہی تھیں۔۔۔۔۔

جس دن فرحت کی منگنی تھی۔۔۔۔اس روز گھر میں صبح سے ہی ہنگامے برپا ہو گئے تھے۔۔۔۔۔علیزہ شام میں منگنی میں پہننے کے لیے کپڑے استری کر رہی تھی۔۔۔۔کیرت بھی وہیں باقی سب کے ساتھ بیٹھی تھی۔۔۔۔۔تب امی نے کہا۔۔۔۔کیرت تمہارا سوٹ بھی تمہارے ابو لے کر آ گئے تھے۔۔۔۔میں نے استری کر دیا ہے" شام کو پہن لینا"۔۔۔۔۔۔علیزہ نے چونک کر اپنی امی کو دیکھا۔۔۔۔اب کیرت کو کپڑے بھی استری شدہ ملا کریں گے اور وہ اپنے خود کر رہی تھی۔۔۔۔۔علیزہ کو بہت برا لگا یہ فرق۔۔۔۔۔

فرحت نے ناک چڑھائی۔۔۔۔"جو بھی پہن لے لگے گی یہ زہر جیسی ہی"۔۔۔۔۔اسنے منہ میں بڑبڑائی۔۔۔۔۔دادی نے گندا سا منہ بنایا۔۔۔۔

یہ کیوں پہنے گی کچھ۔۔۔۔اس کے سینے پہ تو سانپ لوٹ رہے ہوویں"
گے"۔۔۔۔۔کیرت ابھی امی کی بات کا جواب دیتی کہ دادی بول پڑیں۔۔۔۔۔کیرت
نے گردن ترچھی کر کے دادی کو دیکھا۔۔۔۔

میرے سینے پہ سانپ کیوں لوٹیں گے"۔۔؟ پھر اپنی امی کو دیکھا۔۔۔۔"میرا سوٹ نانو"
کے گھر رکھا ہے۔۔۔۔۔پرسوں جب بازار گئی تھی تو سوٹ لینے ہی گئی تھی۔۔۔جوتا بھی
وہیں رکھا۔۔۔۔۔اور شام تک پارلر بھی جاؤں گی"۔۔۔۔۔۔یہ سب بتاتے اسنے کن
اکھیوں سے علیزہ اور فرحت کو بھی دیکھا۔۔۔۔جو منہ پھاڑے سے دیکھ رہی
تھیں۔۔۔۔۔امی بھی اسکی بات پہ حیران ہوئی تھیں۔۔۔۔پر پھر مسکرا کر بولیں۔۔۔۔
ٹھیک ہے یہ تو اچھی بات ہے"۔۔۔۔۔امی یہ کہہ کر کمرے سے نکل"
گئیں۔۔۔۔۔کیرت نے دادی کو دوبارہ دیکھا۔۔۔۔
مجھے کوئی فرق نہیں پڑتا کہ مجھ سے پہلے فرحت کی ہو رہی ہے یا علیزہ کی۔۔۔۔اور آپ بھی"
اپنے دل سے یہ بات نکال دیں کہ میں بین کروں گی انکی خوشیوں پہ۔۔۔۔۔مجھے ایسا کوئی
شوق نہیں ہے"۔۔۔۔۔۔دادی کی آنکھوں میں آنکھیں ڈال کر کہہ کر وہ کمرے سے نکل
گئی۔۔۔۔۔دادی ساکت بیٹھی رہ گئیں۔۔۔۔۔

_____&&&&&&&
&&&&&&&&&&&&&&&&&&&&&&&&&&&&&&_____

_____

نیم کا درخت آج روشنی کے قمقموں سے دمک رہا تھا۔۔۔۔گھر کا صحن مہمانوں سے بھرا تھا۔۔۔۔۔نظر اوپر اٹھاؤ تو چھوٹی لائٹوں سے ایک چھت سی بنی تھی۔۔۔۔زرد روشنی سارے میں پھیلی تھی۔۔۔۔ڈیک پہ بجتے ہلکے گانے ایک سرور برپا کیے ہوئے تھے۔۔۔۔شکیل دیوار کے ساتھ رکھے صوفے پہ سفید سوٹ پہنے بیٹھا تھا۔۔۔۔چہرے پہ شرمیلی سی مسکان تھی۔۔۔۔۔اس کے

اردگرد اسکے کزن وغیرہ کھڑے تھے۔۔۔۔۔منگنی کی رسم کیرت وغیرہ کے گھر کی جارہی تھی۔۔۔۔۔کیرت کی امی مہمانوں کو کولڈ ڈرنک دے رہی تھیں۔۔۔۔۔اندر کمرے میں علیزہ فرحت کو تیار کررہی تھی۔۔۔۔انور باہر کے انتظام دیکھ رہے تھے۔۔۔۔دادی اپنی بیٹی کے ساتھ بیٹھیں ادھر ادھر کی باتیں کررہی تھیں۔۔۔۔۔صحن میں کرسیاں لگی تھیں۔۔۔۔۔۔جن پہ کچھ مہمان بیٹھے تھے باقی کھڑے تھے۔۔۔۔۔شکیل کی نظریں متلاشی تھیں۔۔۔۔۔وہ جب آیا تھا۔۔۔۔۔اسے کہیں بھی کیرت نظر نہ آئی تھی۔۔۔۔۔پھوپو نے بھی اسے تلاشا پر وہ ملی ہی نہیں۔۔۔۔

کچھ دیر بعد علیزہ فرحت کو تیار کر کے باہر لے آئی شکیل نے ایک شوخ نظر فرحت پہ ڈالی۔۔۔۔ آنکھوں سے اشارہ کیا۔۔۔۔۔ فرحت نے نظریں چرالیں۔۔۔۔۔ گلابی کامدار قمیص شلوار اور شفون کے دوپٹے میں وہ آج بہت الگ لگ رہی تھی۔۔۔۔۔ میک اپ ہلکا تھا۔۔۔۔ جھکی آنکھوں پہ لگا کاجل سحر لیے ہوئے تھا۔۔۔۔۔۔ وہ سہل سہل کر علیزہ کا ہاتھ پکڑ کر شکیل کی طرف آرہی تھی۔۔۔۔ علیزہ نے سفید سادہ فراک جس کے گلے پہ نگوں سے کام ہورہا تھا۔۔۔۔۔ ساتھ قوس قزاح کے رنگوں والا دوپٹہ سینے پہ پھیلایا ہوا تھا۔۔۔۔۔ بالوں کی آگے سے بیک کامبن کر کے، پیچھے سے فرنچ بنا کر کاندھے پہ ڈالی ہوئی تھی۔۔۔۔۔

فرحت کو شکیل کے ساتھ بٹھا کر وہ مہمانوں اور اپنی دوستوں سے ملنے چلی گئی۔۔۔۔۔ فرحت کے قریب اب اسکی دوستیں کھڑی تھیں۔۔۔۔۔ پھوپو بھی اٹھ کر اسکے پاس چلی گئی تھیں۔۔۔۔۔ کیرت کی امی نے جب سب کو کولڈ ڈرنکس دے دیں تو انہوں نے کیرت کو ڈھونڈا۔۔۔۔۔ نیچے والے کمروں میں وہ نہیں تھی۔۔۔۔۔۔ انہوں نے انور کو کہا کہ وہ کیرت کو کال کر کے

پوچھیں کہ وہ کہاں ہے۔؟

کہہ رہی ہے نانو کے گھر ہے بس تیار ہو کر آ رہی ہے دس منٹ میں "۔۔۔۔۔۔انور" نے فون کان سے الگ کر کے نہیں اطلاع دی تو وہ کچھ مطمئن ہو گئیں۔۔۔۔۔۔

ٹھیک دس منٹ بعد گھر کا داخلی دروازہ کھلا۔۔۔۔کالی چادر کو خود پہ لپیٹے کیرت اندر داخل ہوئی۔۔۔۔قدم بڑھاتی وہ مہمانوں کے جھمگٹے میں آ گئی۔۔۔۔آہستگی سے چادر خود پہ سے اتاری۔۔۔۔۔جو نظر کیرت پہ اٹھی وہ وہیں رک گئی۔۔۔۔۔کیرت اپنی امی کے پاس چلی گئی۔۔۔۔۔اسکی امی کی اسکی طرف پیٹھ تھی۔۔۔۔۔اسنے اپنی امی کے کاندھے پہ ہاتھ رکھا تو وہ چونک کر پلٹیں۔۔۔۔۔۔اور انکا منہ کھلا کا کھلا رہ گیا۔۔۔۔۔۔انہوں نے آنکھیں سکوڑ کر کیرت کو دیکھ۔۔۔۔

کالے ٹخنوں تک آتے فراک پہ سنہری ستاروں والا نیٹ کا گاؤن۔۔۔۔سادے فراک کے گلے پہ لیس لگی ہوئی تھی۔۔۔۔آستینیں پوری تھیں۔۔۔۔۔فراک کے گھیرے پہ چوڑی فول لگی تھی۔۔۔۔۔گولڈن اسٹریپس والا سینڈل اسکے پیروں میں جچ رہا تھا۔۔۔۔۔مرمری انگلیوں میں اس نے انگوٹھیاں پہن رکھی تھیں۔۔۔۔بالوں کی اسٹیپ کٹنگ کروا کر نیچے سے کرلی کر کے درمیان سے مانگ نکالی اور انہیں آگے کاندھوں پہ ڈال ہوا تھا۔۔۔بڑی بھوری آنکھیں مسکارے اور لائنر سے کسی غزال کی آنکھیں لگ رہی تھیں۔۔۔۔۔تین دنوں کی بلیچ اور فیشل پلس کریم کی محنت اسکے چہرے

کی رنگت پہ واضح فرق لے آئی تھی۔۔۔۔۔ سمو کی آئزی۔۔۔۔۔ گالوں پہ ہلکا بلیشر اور ہنٹوں پہ لپ اسٹک لگی تھی۔۔۔۔۔ ایک پل کے لیے پہچاننا مشکل تھا کہ یہ کیرت ہی ہے۔۔۔۔۔

کیرت کی امی نے اسے نیچے سے اوپر تک دیکھ۔۔۔۔

کی۔۔۔ کیر۔۔ کیرت "۔۔۔؟؟ انہیں جیسے یقین سا نہ آیا کہ یہ جو لڑکی سامنے کھڑی ہے " وہ کیرت ہی ہے۔۔۔۔۔ کیرت مسکرادی۔۔۔

کیسی لگ رہی ہوں "۔۔۔۔؟؟ امی ٹکر ٹکر اسے دیکھ رہی تھیں۔۔۔۔ پھر انکے چہرے " پہ مسکراہٹ پھیل گئی۔۔۔۔۔

بہت پیاری "۔۔۔۔ امی کی آنکھیں نم ہوگئیں۔۔۔۔ انہوں نے کیرت کا ماتھا " چوما۔۔۔۔ "اللہ تمہیں نظرِ بد سے بچائے اور تمہارے نصیب اچھے کرے "۔۔۔۔۔۔ انکی دعا نے کیرت کو اندر سے بھیگو دیا۔۔۔۔ پر اسنے خود پہ قابو کیا۔۔۔۔ اسنے رونا نہیں تھا۔۔۔۔۔ اس نے ابھی ایک ایک کے تاثر دیکھنے تھے۔۔۔۔۔ کیرت اپنی امی کے پاس سے چلی گئی چادر کو برآمدے میں رکھا۔۔۔۔ پھر صحن کی طرف پلٹی۔۔۔۔ وہ دور سے بھی دیکھ سکتی تھی۔۔۔۔۔ کہ شکیل کی آنکھیں حیرت سے پھیلی ہوئی

For more visit: https://exponovels.com/ mailto:exponovels@gmail.com

تھیں۔۔۔۔۔کیرت نے فرحت اور پھوپو کو دیکھا۔۔۔۔جو دم سادھے ہوئے تھیں۔۔۔۔۔۔وہ چلتی ہوئی انکے پاس آگئی۔۔۔۔

راستے میں وہ جس جس سے ملی ان سب نے کہا

بہت پیاری لگ رہی ہو"۔۔۔۔۔"

لگ ہی نہیں رہیں تم کیرت ہی ہو"۔۔۔۔۔ہر تعریف پہ کیرت کی مسکراہٹ گہری ہوتی گئی۔۔۔۔۔کیرت نے فراک کو اطراف سے پکڑا ہوا تھا۔۔۔۔۔بہت ادا سے چلتی وہ پھوپو تک آئی۔۔۔۔۔

اسلام علیکم پھوپو"۔۔۔۔۔پھوپو جواب نہ دے سکیں۔۔۔۔بس سر پہ ہاتھ پھیر دیا۔۔۔۔۔کھنکیوں سے کیرت نے شکیل کو دیکھا۔۔۔۔۔وہ بس اسے ہی دیکھ رہا تھا۔۔۔۔۔البتہ فرحت سنبھل گئی تھی۔۔۔۔دور اپنی دوستوں میں کھڑی علیزہ بھی سکتے سے باہر آگئی تھی۔۔۔۔۔کیرت ہر ایک کی حالت سے محظوظ ہو رہی

تھی۔۔۔۔۔۔خود سے پیار کرنے کی یہ پہلی سیڑھی تھی جو کیرت نے عبور کرلی تھی۔۔۔۔۔اور سب کی آنکھیں پھٹی کی پھٹی رہ گئیں۔۔۔۔۔کیرت پھوپو سے مل کر دادی کے پاس آگئی۔۔۔۔

For more visit: https://exponovels.com/ mailto:exponovels@gmail.com

دیکھ لیں دادی بہت خوش ہوں میں اب اپنے دل سے اندیشے نکال پھینکیں کہ میں"
شکیل کا جوگ لے کر بیٹھوں گی"۔۔۔۔۔۔وہ کہہ کر ایک کرسی پہ بیٹھ گئی۔۔۔۔۔منگنی کی
رسم شروع ہوگئی تھی۔۔۔۔شکیل نے بڑی مشکل سے کیرت سے نظر ہٹائی
تھی۔۔۔۔۔کیرت جانتی تھی وہ اسے ہی دیکھ رہا ہے۔۔۔۔پر وہ انجان بنی رہی۔۔۔۔۔
منگنی جب اپنے اختتام پہ پہنچی اور مہمان چلے گئے۔۔۔۔۔تو علیزہ فرحت کو اندر لے گئی
تھی۔۔۔۔۔پھوپو وغیرہ بھی بڑے کمرے میں تھیں۔۔۔۔۔کیرت اکیلی صحن میں رکھی
کرسی پہ بیٹھی تھی۔۔۔۔رشنیوں سے چمکتا صحن اور نیم کا درخت آج بہت اچھے لگ رہے
تھے۔۔۔۔۔کیرت اپنے موبائل میں آئے میسج چیک کر رہی تھی۔۔۔۔جب اسے
احساس ہوا کہ کوئی اسکے پاس آکر کھڑا ہوا ہے۔۔۔۔اس نے نظریں اٹھائیں تو سامنے
شکیل کھڑا تھا۔۔۔۔۔کیرت نہ چونکی نہ گھبرائی۔۔۔۔نہ ہی شرمائی وہ جانتی
تھی۔۔۔۔۔کہ شکیل ضرور آئے گا۔۔۔۔۔۔اسنے اچٹتی نظر اس پہ ڈالی پھر دوبارہ اپنے
موبائل میں مصروف ہوگئی۔۔۔۔۔چہرہ سپاٹ تھا۔۔۔۔۔شکیل کو دھچکا لگا۔۔۔۔پر
اسنے ظاہر نہ ہونے دیا۔۔۔۔

For more visit: https://exponovels.com/ mailto:exponovels@gmail.com

آج تو بہت پیاری لگ رہی ہو"۔۔۔۔۔۔ شکیل نے چہرے پہ مسکراہٹ سجالی" تھی۔۔۔۔۔ ہوا چلنے لگی۔۔۔۔۔ کیرت کے بال اسکے چہرے پہ آنے لگے۔۔۔۔۔ اسنے بالوں کو کان کے پیچھے اڑسا۔۔۔۔

شکریہ"۔۔۔ مختصر جواب دیا۔۔۔۔ نظریں نہ اٹھائیں۔۔۔۔۔ شکیل مضطرب" ہوا۔۔۔۔ وہ اسے دیکھ کیوں نہیں رہی۔۔۔؟ پہلے تو دیکھتی رہ جاتی تھی۔۔۔۔۔ مجھے تو یقین ہی نہیں آرہا تھا کہ تم کیرت ہی ہو"۔۔۔۔۔ وہ دوبارہ بولا۔۔۔۔۔ کیرت" کرسی سے کھڑی ہوگئی۔۔۔۔۔

اب آگیا"۔۔۔۔؟؟ سوالیہ انداز۔۔۔۔۔ اور لہجے میں رکھائی۔۔۔۔۔ شکیل کو سمجھ نہ" آئی وہ کیا جواب دے۔۔۔۔۔ کیرت نے نظریں اس پہ سے ہٹالی تھیں۔۔۔۔۔ اوپر آسمانوں پہ چمکتے تارے اسے۔۔۔۔ اور وہ انہیں دیکھ رہی تھی۔۔۔ آنکھوں میں تاروں کا عکس تھا۔۔۔۔۔

شاید تم مجھ سے ناراض ہو"۔۔۔۔۔۔ شکیل کی بات پہ اسکے دل پہ جیسے گھونسا" لگا۔۔۔۔۔ اس نے افسوس سے شکیل کو دیکھا۔۔۔۔ آنکھوں سے تاروں کا عکس گم ہوگیا۔۔۔۔۔ ان میں شکیل کا عکس بن گیا۔۔۔۔ اندھیرے سمٹ آئے۔۔۔۔۔۔

تمہاری غلط فہمی ہے"۔۔۔۔۔ شکیل نے شانے اچکائے"
ہوسکتا ہے۔۔۔۔۔ کیونکہ تم مجھ سے ناراض نہیں ہوسکتیں"۔۔۔۔۔۔ شکیل پھر میٹھے"
بولوں کی شطرنج کھیل رہا تھا۔۔۔۔۔ پر اب کی بار کیرت اپنے مہرے اندھا دھن نہیں
چلائے گی۔۔۔
ہاں صحیح کہا تم نے۔۔۔۔ میں تم سے ناراض نہیں ہوسکتی"۔۔۔۔ اتنا کہہ کر وہ خاموش"
ہوئی۔۔۔۔۔ "پر نفرت تو کر سکتی ہوں نا"۔۔۔؟ وہ اسکی آنکھوں میں آنکھیں ڈال کر
بول رہی تھی اب، شکیل کی مسکراہٹ ماند پڑ گئی۔۔۔۔۔ اسنے کیرت کی بھوری آنکھوں
میں چمک دیکھی۔۔۔۔۔ کچھ نمی تھی۔۔۔۔ جو صحن کے قمقموں سے آنکھوں میں چمک
رہی تھیں۔۔۔۔ ان آنکھوں میں اب شکیل کا عکس نہ تھا۔۔۔۔ شکیل خاموش
رہا۔۔۔۔۔ وہ طنزیہ مسکرائی۔۔۔۔

میں سچ میں وہ کیرت نہیں رہی جو۔۔۔۔ میٹھے بولوں میں پھنس جاتی تھی۔۔۔۔ اور اپنا"
سب کچھ وار دینے کو تیار ہوجاتی تھی۔۔۔ میں اب بدل گئی ہوں۔۔۔۔۔ اور اب مجھ سے
دور رہنا"۔۔۔۔۔ قدم شکیل کی طرف اٹھائے۔۔۔۔ اور چبا چبا کر بولی "مجھے تم زہر لگنے
لگے ہو۔۔۔۔ میں اب تم پہ لعنت بھی نہیں بھیجتی"۔۔۔۔۔۔ اسنے میٹھے بولوں کی شطرنج

کی ساری بساط پلٹ دی۔۔۔۔یہ کہہ کروہ پلٹ گئی تھی۔۔۔۔۔اسکی آنکھوں کی نمی آنکھوں میں ہی سوکھ گئی۔۔۔۔۔وہ اپنا فراک اطراف سے اٹھا کرزینے ٹاپتی اوپر چلی گئی۔۔۔۔۔شکیل کو لگا سارے آنگن کی روشنیاں اندھیروں میں بدل گئیں۔۔۔۔۔وہ دھواں دھواں چہرے کے ساتھ وہیں کھڑا رہ گیا۔۔۔۔۔

________________________________&&&&&&&
&&&&&&&&&&&&&&&&&&&&&&&&&&&&______

____

منگنی پہ ہی شادی کہ تاریخ بھی طے ہوگئی تھی۔۔۔۔ایک مہینے بعد کی شادی تھی۔۔۔۔۔پھوپو نے خوب لمبی چوڑی ڈیمانڈ کی تھی۔۔۔۔۔موٹر سائیکل،فریج،اے سی تک فرحت کے جہیز کے لیے لیا گیا تھا۔۔۔۔۔ابو نے دادی کو کہا بھی سب ایک کو ہی دے دوں گا تو باقیوں کو کیا دوں گا"۔۔۔۔؟؟دادی نے ہاتھ جھلایا۔۔۔۔

جب انکا نمبر آوے گا تب انکا بھی کہیں نہ کہیں سے وسیلہ بن جاوے گا"۔۔۔۔۔ابو" ایک بار پھر بے بس ہو گئے جیسے ہمیشہ ہوا کرتے تھے۔۔۔۔۔اور خاموش بھی۔۔۔۔۔جو جو مطلوب کیا گیا۔۔۔۔۔سب لا دیا ابو نے۔۔۔۔۔

شادی کے دن بھی شکیل لمبی چوڑی بارات لایا تھا۔۔۔۔۔انور کے پسینے چھٹ گئے۔۔۔۔ سمجھ نہیں آرہی تھی۔۔۔۔کہ کہاں کہاں بٹھائیں مہمانوں کو۔۔۔۔۔جتنے مہمانوں کا انہوں نے انتظام کیا تھا اس سے دوگنا آ گئے تھے۔۔۔۔۔۔بہت مشکل سے فرحت کو انہوں نے عزت سے رخصت کیا تھا۔۔۔۔۔۔انکے دل میں ملال رہ گیا۔۔۔۔کہ سگی بہن نے انکا خیال نہ کیا۔۔۔۔۔۔پر وہ خاموش رہے۔۔۔۔۔جان گئے تھے اب انکے دن برے شروع ہو گئے ہیں۔۔۔۔۔۔

شادی کے بعد گھر میں ایک الگ ہی خاموشی چھا گئی تھی۔۔۔۔۔علیزہ اکیلی سی ہو گئی۔۔۔۔پر پھر اسنے موبائل میں دل لگا لیا۔۔۔۔۔ایش سے اب اسکی کال وغیرہ پہ بھی بات ہو جاتی تھی۔۔۔۔وہ اسکی محبت میں گرفتار ہو گئی تھی۔۔۔۔۔ایش نے اسے کہا تھا کہ وہ ایک بار اُس سے مل لے۔۔۔۔۔۔علیزہ نے کہا دیا۔۔۔۔

سوچ کر بتاؤں گی"۔۔۔۔۔اور وہ تب سے سوچ رہی تھی۔۔۔۔کہ ملے یا نہ ملے۔۔۔؟"

بہت سوچنے کے بعد علیزہ نے ایش سے ایک ملاقات کرنے کا فیصلہ کر لیا۔۔۔۔۔اب ملاقات ہو گی تو ہی بات آگے بڑھے گی نا۔۔۔۔علیزہ بہت خوش تھی۔۔۔۔۔اسنے سوموار کے دن ملنے کا کہا تھا ایش کو۔۔۔۔۔

For more visit: https://exponovels.com/ mailto:exponovels@gmail.com

کیرت امی کے ساتھ ایک بار پھر کام کروانے لگی۔۔۔۔۔ گھر کے سارے کام اب وہ خود کرلیتی تھی۔۔۔۔۔ امی بازار سے سبزی وغیرہ لادیتی تھیں۔۔۔۔۔ امی ابو کا رویہ کیرت سے بہت اچھا

ہوگیا تھا۔۔۔۔ ابو بہت توجہ دینے لگے تھے کیرت پہ، اسکی پسند نہ پسند کا خیال رکھتے تھے۔۔۔۔۔ جب علیزہ کو باہر کچھ دلوانے لے جاتے تو کیرت کو لازمی ساتھ لے کر جاتے۔۔۔۔۔ کیرت بھی اب خود کے لیے تیار ہوتی تھی۔۔۔۔ صبح اٹھتی۔۔۔۔ گھر کی صفائی کرتی۔۔۔۔ پھر تیار ہوکر نانی کے گھر چلی جاتی۔۔۔۔۔ دادی اسے چبھتی نظروں سے دیکھتی رہتیں۔۔۔۔۔

ناہنجار) آوارہ (پتہ نہیں کس کے لیے تیار ہووے ہے"۔۔۔۔۔ اس روز وہ تیار" ہورہی تھی تو دادی نے پیچھے سے کہا۔۔۔۔۔ کیرت بے ساختہ پلٹی۔۔۔۔۔ اسے یقین سا نہ آیا کہ دادی اس پہ اتنا گھٹیا الزام لگا رہی ہیں۔۔۔۔۔

کیا کہا آپ نے"۔۔۔۔؟؟ وہ صدمے کی سی حالت میں پوچھ رہی تھی۔۔۔۔ امی بازار گئی" ہوئی تھیں۔۔۔۔ اور علیزہ کالج۔۔۔۔ گھر میں کیرت اور دادی ہی تھیں۔۔۔۔۔

For more visit: https://exponovels.com/ mailto:exponovels@gmail.com

صحیح کہوں ہوں۔۔۔۔۔ نجانے کہاں آوارگی کرتی پھرتی ہووے گی۔۔۔ نانی کے گھر کا" کہہ کر"۔۔۔۔۔ دادی تنفر سے بول رہی تھیں۔۔۔۔ کیرت کے حلق میں آنسوؤں کا پھندا پھنس گیا۔۔۔۔۔

میں ایسی نہیں ہوں دادی"۔۔۔۔۔۔ بہت دنوں بعد پرانی کیرت نے اسکے اندر سر" اٹھایا تھا۔۔۔۔۔ دادی کو شہ مل گئی۔۔۔۔۔

ہاں جانوں ہوں۔۔۔۔۔ تو کیسی ہے۔۔۔۔۔ پہلے شکیل کے آگے آگے پھرے" تھی۔۔۔۔ ادائیں دکھاوے تھی۔۔۔۔ اب اسکی شادی ہوگئی تو۔۔۔۔ ہر روز لیپا پوتھی کرکے باہر نکل جاوے ہے"۔۔۔۔۔۔ کیرت کی آنکھیں ڈبڈبا گئیں۔۔۔۔۔۔ کمرے میں اندھیرا سا پھیل گیا۔۔۔۔۔ دور کہیں اسے اپنا عکس نظر آیا۔۔۔۔ جو اسے دیکھ رہا تھا۔۔۔۔۔

تم پھر کمزور پڑ رہی ہو"۔۔۔۔۔ عکس نے کہا۔۔۔۔۔ کیرت کی دائیں آنکھ سے آنسوں" نکلا اور گال پہ پھسل گیا۔۔۔۔۔ دادی ابھی تک

بول رہی تھیں۔۔۔۔۔ کیرت نے نم آنکھوں سے دادی کو دیکھا۔۔۔۔۔ پھر آنکھیں بے دردی سے رگڑیں۔۔۔۔۔

بس کر دیں آپ" ۔۔۔۔۔ وہ چلائی ۔۔۔۔ اسکی آواز اتنی بلند تھی کہ دادی کانپ "
گئیں ۔۔۔۔۔ وہ جارحانہ انداز میں دادی کی طرف آئی ۔۔۔۔۔
بہت سن لی میں نے آپ کی ۔۔۔۔ اب بس ۔۔۔۔ آپ کو کیا لگتا ہے مجھے لڑکے "
پھسانے کے علاوہ اور کوئی کام نہیں ۔۔۔ ؟ مجھے حیرت ہے کہ آپ اپنی اولاد کی اولاد سے
اتنی نفرت کیسے کر سکتی ہیں ۔۔ ؟ میں نے کی ہیں اپنی زندگی میں غلطیاں ۔۔۔۔ پر وہ
میرے گناہ نہیں بن گئے ۔۔۔۔۔ جن کا طعنہ آپ مجھے دیتی رہتی ہیں" ۔۔۔۔۔ اسنے
دادی کے سامنے انگلی اٹھائی ۔۔۔۔ آنکھوں سے آنسوں پٹ پٹ گر رہے
تھے ۔۔۔۔۔
اب اگر میرے کردار پہ کوئی بات کی تو مجھ سے برا کوئی نہیں ہوگا" ۔۔۔۔۔ وہ تنبیہ کرتی "
کمرے سے نکل گئی ۔۔۔۔۔ دادی شل رہ گئیں ۔۔۔۔۔ انہیں لگا تھا کہ آج کیرت انکا گلا
دبا دے گی ۔۔۔۔۔ پر اس نے دبایا نہیں ۔۔۔۔۔ لیکن کیا پتہ اگلی بار دبا
دے ۔۔۔۔۔ دادی نے یہ سوچ کر تھوک نگلا ۔۔۔۔۔ اور خوفزدہ سی بیٹھ گئیں ۔۔۔۔۔۔
_____&&&&&&
&&&&&&&&&&&&&&&&&&&&_____
_____

نیویارک پہ یہ صبح نم اتری تھی۔۔۔۔کالے گھنگھور بادل آسمان پہ چھائے تھے۔۔۔۔۔بارش تڑاتڑ برس رہی تھی۔۔۔۔۔سڑکیں عمارتیں سب بھیگ گئی تھیں۔۔۔۔یوں لگتا تھا جیسے شام ہوگئی ہو۔۔۔۔ایسے میں ضامن کا بنگلہ بھی اندھیروں سے لڑتا۔۔۔۔

بارش میں بھیگتا نظر آتا تھا۔۔۔۔۔

وہ اندر اپنے کمرے میں بیگ پیک کر رہا تھا۔۔۔۔اسکی آج شام کی فلائٹ تھی۔۔۔۔پڑھائی پوری ہوگئی تھی۔۔۔۔اب وہ جا رہا تھا۔۔۔۔"شہرِیاراں" جہاں وہ ماہِ رخ رہتی تھی۔۔۔۔جسے وہ ایک صدی پہلے چھوڑ آیا تھا۔۔۔۔۔ضامن نے اپنے آنے کی اطلاع اپنی ممی کو دے دی تھی۔۔۔۔۔ڈیڈ اور اسکی کم کم بنتی تھی اسلیے وہ ان سے زیادہ بات نہ کرتا تھا۔۔۔۔۔بھائی اس بات سے انجان تھے کہ وہ آج شام کو چلا جائے گا۔۔۔۔۔۔پر ضامن جانتا تھا زیادہ دیر وہ انجان نہیں رہ پائیں گے۔۔۔۔ممی سے یہ اطلاع بھابھی کو ملے گی۔۔۔۔اور بھابھی فوراً بھائی کے کانوں میں ڈالیں گی۔۔۔۔۔۔ضامن نے اپنا بیگ پیک کیا۔۔۔۔اور بیڈ پہ لیٹ گیا۔۔۔۔۔آنکھیں موند لیں۔۔۔۔۔جب اسکی آنکھ کھلی اس وقت کمرہ خاموش پڑا تھا۔۔۔۔۔کھڑکی سے پردے

ہٹے تھے۔۔۔۔بارش تھم گئی تھی۔۔۔۔پر پورا مین ہیٹن بھیگا ہوا تھا۔۔۔۔ضا من کمرے سے اٹھ کر باہر لاؤنج میں آیا تو وہاں افضل بھائی ماہ نور کے ساتھ بیٹھے کافی پی رہے تھے۔۔۔۔اسے آتا دیکھ وہ مگ رکھ کر کھڑے ہو گئے۔۔۔۔۔سادہ ٹراؤزر شرٹ میں وہ دن بھر کے تھکے لگتے تھے۔۔۔۔۔ماہ نور نے سبز ریشمی لمبی اسکرٹ پہنی ہوئی تھی۔۔۔۔بالوں کی درمیان کی مانگ نکال کر پیچھے کمر پہ پھیلائے ہوئے تھے۔۔۔۔ایک لٹ چہرے پہ جھول رہی تھی۔۔۔کانوں میں ہیرے چمک رہے تھے۔۔۔۔البتہ گردن سونی پڑی تھی۔۔۔۔چہرہ سپاٹ تھا۔۔۔۔۔ضا من نے ایک نظر بھابھی کو دیکھا پھر بھائی کی طرف متوجہ ہو گیا۔۔۔۔جو ناراض لگتے تھے۔۔۔۔

تم پاکستان جا رہے ہو"۔۔۔؟؟انکا لہجہ خفا تھا۔۔۔۔ضا من نے"

جواب نہ دیا۔۔۔۔کچن میں گیا۔۔۔۔کیتلی چولہے پہ رکھی۔۔۔اور اپنے لیے کافی بنانے لگا۔۔۔۔۔۔ماہ نور کے چہرے پہ تلخ مسکراہٹ دوڑ گئی۔۔۔افضل بھائی کو غصہ آیا۔۔۔۔۔وہ کچن کاؤنٹر کے پاس گئے۔۔۔۔

For more visit: https://exponovels.com/ mailto:exponovels@gmail.com

میں تم سے بات کر رہا ہوں"۔۔۔۔؟ وہ برہمی سے بولے۔۔۔۔ سبز آنکھوں والے"
نے نظریں اٹھا کر بھائی کو دیکھا۔۔۔۔۔ بکھرے بال ماتھے پہ تھے۔۔۔۔۔ جینز پہ ہاف
آستینوں والی شرٹ پہنے وہ سادگی سے بھائی کو دیکھنے لگا۔۔۔۔
ہاں جی جا رہا ہوں"۔۔۔۔۔ پرسکون لہجے سے جواب دے کر وہ کافی کی طرف متوجہ"
ہوگیا۔۔۔۔۔ بھائی نے لب بھینچ کر اسے گھورا۔۔۔۔۔ ماہ نور صوفے پہ بیٹھی گردن ترچھی
کر کے انہیں دیکھ رہی تھی۔۔۔۔
وجہ جان سکتا ہوں"۔۔۔۔؟؟"
آپ کو پتہ ہے میں نہیں بتاؤں گا"۔۔۔۔۔ افضل کا چہرہ دہکنے لگا۔۔۔۔"
ضامن ہر بات پہ من مرضی اچھی نہیں لگتی۔۔۔۔۔ تم کہیں نہیں جاؤ گے۔۔۔۔ ڈیڈ"
سے میری بات ہوگئی ہے۔۔۔۔ تم یہیں رہو گے۔۔۔۔۔ میرے ساتھ آفس میں ہاتھ
بٹاؤ گے"۔۔۔۔۔۔ ضامن نے انکی بات کاٹی۔۔۔
آپ کا ہاتھ بٹانے کے لیے بھابھی کافی ہیں۔۔۔۔۔ مجھے نہیں لگتا میری یہاں اتنی"
ضرورت ہے۔۔۔ جتنی پاکستان میں ہے"۔۔۔۔۔ ضامن نے ان سے نظریں ہٹا کر کیتلی
سے کافی مگ میں ڈالی۔۔۔۔۔ اور اٹھا کر لاؤنج میں آگیا۔۔۔۔۔ مگ کو کانچ کی میز پہ رکھ کر

وہ بے نیازی سے ٹانگ پہ ٹانگ رکھ کر بیٹھ گیا۔۔۔۔۔ماہ نور سپاٹ چہرے اور سرد نظروں سے ضامن کو دیکھ رہی

تھی۔۔۔۔افضل بھی دوبارہ صوفے پہ آکر بیٹھ گیا تھا۔۔۔۔۔

"دیکھو ضامن پاکستان میں ایسا کچھ نہیں جس کے لیے تم پاکستان جا رہے۔۔۔۔ڈیڈ بھی کچھ عرصے بعد اپنا بزنس نیویارک میں ہی شفٹ کر لیں گے۔۔۔۔۔ہمارا سب کچھ یہیں پہ ہے"۔۔۔۔۔وہ سمجھانے والے انداز میں بول رہے تھے۔۔۔۔ضامن نے مگ سے کافی کا گھونٹ بھارا۔۔۔۔۔مگ میز پہ دھر دیا۔۔۔۔۔دھواں مگ سے اٹھتا سارے میں کافی کی مہک پھیلا رہا تھا۔۔۔۔ضامن نے بھائی کو دیکھا۔۔۔۔

"میرا سب کچھ پاکستان میں ہے اور میں وہاں ضرور جاؤں گا۔۔۔۔آپ جانتے ہیں مجھے کوئی نہیں روک سکتا"۔۔۔۔۔ایک نظر بھابھی پہ ڈالی۔۔۔۔جو ضبط سے لب بھینچے ہوئے تھیں۔۔۔۔پھر بھائی کو دوبارہ دیکھا "نہ ہی آپ نہ ڈیڈ۔۔۔۔میری کچھ دیر میں فلائٹ ہے"۔۔۔۔۔۔۔اسنے مگ سے کافی کا گھونٹ بھرا۔۔۔۔باقی بچی کافی میز پہ رکھ کر وہ کھڑا ہو گیا۔۔۔۔۔افضل بھی کھڑے ہو گئے۔۔۔۔۔

ٹھیک ہے تم جاؤ پاکستان پر ایک بات یاد رکھنا۔۔۔۔ تمہاری شادی ٹینا سے ہی"
ہوگی"۔۔۔۔۔۔ ضامن نے ناگواری سے بھائی کو دیکھا۔۔۔۔
بھول ہے آپ کی"۔۔۔۔۔ وہ کہہ کر بڑے بڑے ڈگ بھرتا اپنے کمرے میں"
آگیا۔۔۔۔ فلائٹ کا ٹائم ہونے کو تھا۔۔۔۔۔۔
اسنے بیگ اٹھایا۔۔۔۔ اپنا سامان چیک کیا۔۔۔۔۔ کپڑے چینج کیے۔۔۔ اور بیگ اٹھا کر
کمرے سے نکل گیا۔۔۔۔۔

وہ سولہ سال کا لڑکا۔۔۔۔ جو نویں جماعت میں تھا۔۔۔۔۔ جب اس نے پہلی بار سنا)**
تھا کہ اسے کوئی نئی ٹیچر میتھس

کروایا کرے گی۔۔۔۔۔ اپنی کلاس کا نک چڑھا۔۔۔۔ اور امیر زادہ لڑکا جس کے ڈیڈ اسکے
اسکول کے ٹرسٹی بھی تھے۔۔۔۔ اس لیے پرنسپل میم کی بھرپور کوشش تھی کہ وہ کسی
**(طرح ضامن کو نویں کی میتھس کلیئر کروادیں

وہ گھر سے نکل کر اب گاڑی میں بیٹھ گیا تھا۔۔۔۔۔ بھائی افضل نے اسے کہا تھا کہ وہ اسے ائیر پورٹ چھوڑ دیں گے۔۔۔۔ پر وہ نہ مانا۔۔۔۔ اپنے ایک دوست کو بلا لیا جس کے ساتھ وہ اب ائیر پورٹ جا رہا تھا۔۔۔۔۔

(جس دن میتھس کی ٹیچر کا پہلا دن تھا۔۔۔۔ وہ سادے لباس میں ملبوس تھیں۔۔۔۔۔ وہ ضامن سے کافی سنبھل کر بات کر رہی تھیں۔۔۔۔ جیسے انہیں علم ہو کہ ضامن کون ہے۔۔۔۔ اور کس بیٹا ہے۔۔۔۔۔ انکے لہجے میں ضامن کے لیے نرمی تھی۔۔۔۔۔ ضامن کو پہلی بار کسی لہجے نے اسیر کیا تھا۔۔۔۔ وہ ہر روز ضامن کو میتھس سمجھاتیں۔۔۔۔۔ اور ضامن سمجھ کر بھی نا سمجھ بن جاتا۔۔۔۔ اسے اپنی یہ ڈرپوک ٹیچر بہت اچھی لگی تھی۔۔۔۔ پھر اسنے اپنی ٹیچر کو ٹشو کا پھول بناتے دیکھا۔۔۔۔۔ جو پرنسپل میم کی فرمائش پہ وہ بنا رہی تھیں۔۔۔۔۔ ضامن کو انکی چلتی مرمری انگلیاں بہت خوب صورت لگیں۔۔۔۔۔ نازک مخروطی انگلیاں)

وہ ائیر پورٹ پہ پہنچ گیا تھا۔۔۔۔ فلائٹ میں کچھ وقت رہتا تھا۔۔۔۔ وہ بینچ پہ بیٹھ گیا۔۔۔۔ اور بینچ کی پشت سے کمر ٹکا کر آنکھیں موند لیں

اسنے اپنی ٹیچر سے ایک دن فرمائش کی کہ وہ اگر میتھس کے سارے سوال ٹھیک کرے)** گا تو اسے انعام میں ٹشو کا پھول چاہیے۔۔۔۔۔ٹیچر مان گئیں۔۔۔۔۔ضامن کی ان سے کافی اچھی دوستی ہوگئی تھی۔۔۔۔پرنسپل میم خود بہت حیران تھیں۔۔۔۔جو لڑکا کسی کے قابو نہیں آیا وہ اس نئی ٹیچر کے قابو آگیا تھا۔۔۔۔ضامن کی میتھس میں کافی امپرومنٹ آگئی تھی۔۔۔۔پر وہ پھر بھی اکثر سوال غلط کر دیتا تھا۔۔۔۔۔اور جب ٹیچر ڈانٹتیں تو وہ انہیں ٹکر ٹکر دیکھتا رہتا۔۔۔۔۔گھر جا کر بھی اسکی زبان پہ ایک ہی نام ہوتا پریشے"۔۔۔۔پہلو میں موجود دل بے چین رہنے لگا۔۔۔۔۔اسے نہیں پتہ تھے کہ اسکے" ساتھ یہ سب کیا ہو رہا ہے۔۔؟ پر وہ بس پریشے کے قریب رہنا چاہتا اسنے ٹیسٹ بھی اچھے دینا شروع کر دیے تھے۔۔۔۔پریشے نے جس دن اسے ٹشو کا پھول دیا۔۔۔۔اس دن وہ خود کو ہواؤں میں محسوس کر رہا تھا۔۔۔۔پھر اسے ایک دن معلوم ہوا کہ ٹیچر اسکول چھوڑ **(کر جا رہی ہیں

فلائٹ کا ٹائم ہوگیا تھا۔۔۔۔وہ جہاز میں اپنی نشست پہ آ بیٹھا تھا۔۔۔۔جہاز آسمانوں پہ اڑنے لگا تھا۔۔۔۔سینے میں دھڑکتے دل کی دھڑکن تیز ہوگئی تھی۔۔۔۔۔دس سال بعد وہ پاکستان جا رہا تھا۔۔۔۔جہاں سے وہ زبردستی نیویارک لایا گیا تھا۔۔۔۔۔

اس کے لیے یہ خبر کسی جھٹکے سے کم نہ تھی۔۔۔۔۔وہ پریشے کے دور جانے کا سوچ)** کر ہی خوف زدہ ہوگیا تھا۔۔۔۔۔اسے کچھ سمجھ نہ آیا۔۔۔۔۔پر اسے اتنا ضرور معلوم ہوگیا تھا کہ وہ پریشے کو پسند کرنے لگا۔۔۔۔۔سولہ برس کی پہلی

محبت۔۔۔۔۔۔جو اسے پریشے سے ہوگئی تھی۔۔۔۔اور پھر اسنے اس روز گراؤنڈ میں سب کے سامنے پریشے کو پھول دینے کی کوشش کی اور کہا کہ وہ اسے پسند کرتا ہے۔۔۔۔اور پھر اگلے لمحے اسکے گال پہ پریشے تھپڑ رسید کر کے چلی گئی تھی۔۔۔۔اس بات کی خبر پرنسپل میم کو بھی ہوگئی تھی۔۔۔انہوں نے فوری ضامن کے ڈیڈ کو اسکول بلا لیا۔۔۔۔۔امیروں کی بے عزتی کرنے موقع کبھی کبھی ملتا تھا۔۔۔۔اس لیے میم نے اس موقع کو ہاتھ سے نہ جانے دیا۔۔۔۔۔ضامن کے ڈیڈ اسکی حرکت پہ بہت شرمندہ ہوئے۔۔۔۔۔اور اسے گھر لے آئے۔۔۔۔۔اس روز وہ پورا دن کمرے میں بند رہا۔۔۔۔۔پر اسنے اپنی عجیب

ضد نہ چھوڑی۔۔۔۔۔وہ پریشے کے پاس جانا چاہتا تھا۔۔۔۔۔اسکی ضد اور ہٹ دھرمی سے تنگ آکر ضامن کے ڈیڈ نے اسے اسکے بڑے بھائی اور بھابھی کے پاس بھیجنے کا فیصلہ کرلیا**)

جہاز لاہور ائیر پورٹ پہ لینڈ ہوگیا تھا۔۔۔۔۔وہ جہاز سے اترا اور ایک گہرا سانس کھینچا۔۔۔۔۔ہلکی سی مسکراہٹ اسکے چہرے پہ پھیل گئی تھی۔۔۔۔۔گال پہ ڈمپل پڑگیا تھا۔۔۔۔۔سبز آنکھوں میں چمک در آئی تھی۔۔۔۔۔ائیر پورٹ سے اسے اسکی ممی لینے آئی تھیں۔۔۔جو اسے نظر بھی آگئی تھیں۔۔۔۔وہ انکی طرف بڑھ گیا۔۔۔۔۔

وہ لاکھ کوششوں کے باوجود بھی نیویارک بھیجا جارہا تھا۔۔۔۔۔اسکی ہر ضد ہر منت)** دھری کی دھری رہ گئی۔۔۔۔پر اسکے ڈیڈ نے اسکی ایک نہ مانی۔۔۔۔اور اسے نیویارک بھیج دیا۔۔۔۔ضامن کے ڈیڈ کو لگا تھا کہ یہ ٹین ایج کا جنون عمر کے ساتھ

ساتھ ختم ہوجائے گا۔۔۔۔پر ضامن نے پریشے کی محبت کو دل سے نہ نکلنے دیا۔۔۔۔۔دور رہ کر بھی پریشے کے دیے پھول سے باتیں کیں۔۔۔۔اسے سنبھلا۔۔۔۔۔ضامن نے

ٹھان لی تھی کہ وہ دوبارہ پاکستان ضرور آئے گا۔۔۔۔اور اپنی ادھوری محبت کو پوری کرے گا**)

ضامن اپنی ممی سے ملا۔۔۔۔۔سامان لے کر وہ ائیر پورٹ سے باہر آگیا۔۔۔۔۔۔برسوں پہلے جو اسنے ٹھانا تھا۔۔۔۔وہ آج پورا ہو گیا تھا۔۔۔۔وہ پاکستان آگیا تھا۔۔۔۔۔لاہور آگیا تھا۔۔۔۔۔"شہرِیاراں"آگیا تھا۔۔۔۔۔۔ضامن اپنی ممی کے ساتھ گاڑی میں بیٹھ گیا۔۔۔۔۔ڈرائیور نے گاڑی چلالی تھی۔۔۔۔۔۔لاہور کافی بدل گیا تھا۔۔۔۔وہ دلچسپی سے ہر چیز دیکھ رہا تھا۔۔۔۔۔۔

&&&&&&&&&_____

&&&&&&&&&&&&&&&&&&&&_____

_____

باب چوتھا

چکور

تیرے چہرے کی یہ مسکراہٹ۔۔۔۔

اور تیری یہ معصوم ادائیں۔۔۔۔

مجھے پل پل آزماتی ہیں۔۔۔۔
میں راتوں کو تجھے دیکھنا چاہتا ہوں۔۔۔۔
میری نیندیں مجھ سے روٹھ گئیں۔۔۔۔
میں نے محبت میں خود کو۔۔۔۔
چکور اور تمہیں چاند مان لیا۔۔۔۔۔
وہی چکور جو پوری رات۔۔۔۔
چاند کو پانے کی جسارت کرتا ہے۔۔۔۔
اڑتا ہے۔۔۔۔۔ پوری رات اڑتا ہے۔۔۔۔۔
پر چاند تک پہنچ نہیں پاتا۔۔۔۔
تھک جاتا ہے۔۔۔۔ واپس لوٹ جاتا ہے۔۔۔۔
پر چاند پانے کی کوشش ترک نہیں کرتا۔۔۔۔
میں بھی تمہیں ایک دن پالوں گا۔۔۔۔۔
میں تمہارا۔۔۔۔۔ اپنے "چاند کا چکور"۔۔۔۔

For more visit: https://exponovels.com/ mailto:exponovels@gmail.com

بن کر رہوں گا۔۔۔۔۔میں چاند پا کر رہوں گا۔۔۔۔۔

اداس شام تھی۔۔۔۔۔لاہور بھی اداس لگتا تھا۔۔۔۔یوں لگتا تھا۔۔۔۔جیسے کسی کا سب کچھ آج لٹ جانے کو ہو۔۔۔۔۔یا پل پل لٹ رہا ہو۔۔۔۔۔افق میں اڑتی ایسی پتنگ جو لاکھ سنبھالنے پہ بھی ڈوب رہی ہو۔۔۔۔۔اور پتنگ باز کی وہ آخری پتنگ ہو۔۔۔۔۔اسکے بعد کھیل سے نکل جانا ہو۔۔۔۔۔

جیسے جیسے لاہور پہ رات پھیل رہی تھی۔۔۔۔۔اس ہسپتال کی روشنیاں جلتی جا رہی تھیں۔۔۔۔۔کشادہ راہداری سے بہت سے

لوگ آ جا رہے تھے۔۔۔۔۔راہدری سے کچھ آگے جا کر بنے ایمرجنسی وارڈ میں کیرت نانی کا ہاتھ تھامے بیٹھی تھی۔۔۔۔۔انکی سانسیں ڈوبتی جا رہی تھیں۔۔۔۔نبض مدھم ہو رہی تھی۔۔۔۔ڈاکٹر افراتفری میں تھے۔۔۔۔بلڈ پریشر۔۔۔۔شوگر سب کچھ نارمل تھا۔۔۔۔۔پر پھر بھی نانی کی حالت پل پل خراب ہو رہی تھی۔۔۔۔۔کیرت، بدحواسی

سے ڈاکٹرز کو کام کرتے دیکھ رہی تھی۔۔۔۔ آنکھوں میں نمکین پانی جمع تھا۔۔۔۔۔ جو نکل کر ہی نہ دیتا تھا۔۔۔۔۔ کیرت کے پیچھے کھڑی اسکی امی مسلسل رو رہی تھیں۔۔۔۔ علیزہ کی بھی آنکھیں نم تھیں۔۔۔۔ البتہ ابو ڈاکٹرز کی طرف فکرمندی سے دیکھ رہے تھے۔۔۔۔۔ ڈاکٹرز کی رنگت بدلتی جا رہی تھی۔۔۔۔۔

نانی کی طبیعت پچھلے کئی دنوں سے خراب تھی۔۔۔۔۔ فرحت کی شادی میں بھی وہ اسی لیے ہی شامل نہیں ہوئی تھیں۔۔۔۔۔ کیرت ہر روز جا رہی تھی نانی کے پاس۔۔۔۔ پر کل شام کو جب وہ نانی کے پاس سے گھر واپس لوٹی۔۔۔۔ تو کچھ دیر بعد نانی کے گھر کا کرایے دار ہڑبڑاتا ہوا کیرت کے گھر کا دروازہ پیٹنے لگا۔۔۔۔۔۔ کیرت نے دروازہ کھولا تو کرایے دار نے بتایا کہ نانی کی طبیعت اچانک سے خراب ہو گئی ہے۔۔۔۔۔ کیرت حیران ہوئی۔۔۔

"میں ابھی وہیں سے آ رہی ہوں"۔۔۔۔۔ کرایے دار نے سر جلدی جلدی ہلایا۔۔۔۔

"ہاں مجھے بھی ابھی ہی بچوں نے بتایا کہ بڑی بی کی طبیعت خراب ہو رہی ہے۔۔۔۔۔ میں جب خود نیچے آیا تو دیکھا وہ نڈھال سی بیڈ پہ لیٹی تھیں۔۔۔۔ آپ لوگ جلدی آ جائیں"۔۔۔۔۔۔ وہ کہہ کر پلٹ گیا۔۔۔ کیرت نے چیخ کر اپنی امی کو بلایا۔۔۔۔ اور خود دوپٹہ سر پہ جماتی نانی کے گھر کی طرف بھاگ لی۔۔۔۔۔

For more visit: https://exponovels.com/ mailto:exponovels@gmail.com

پھر امی اور وہ کرایے دار کے ساتھ انہیں ہسپتال لے گئیں۔۔۔۔انور بھی کچھ دیر میں آ گئے تھے۔۔۔۔اور کل سے نانی بسترِ مرگ پہ پڑی تھیں۔۔۔۔طبیعت گھڑی کی ہر "ٹک ٹک" سے اور بدتر ہو رہی تھی۔۔۔۔کل سے کیرت رو رہی تھی دعائیں کر رہی تھی۔۔۔۔۔پر نانی کی طبیعت ٹھیک نہ ہوئی۔۔۔۔۔اور کل سے اب تک نجانے کتنی بار ڈاکٹر انکا چیک اپ کر چکے تھے۔۔۔۔۔اب تو انہوں نے بھی امید چھوڑ دی تھی۔۔۔۔۔ڈاکٹر نے نانی کو آخری بار چیک کیا تو ان کی نظروں میں افسوس تھا۔۔۔۔۔انہوں نے انور کو دیکھا۔۔۔۔

سوری شی از نو مور"۔۔۔۔۔کیرت سناٹے میں چلی گئی۔۔۔۔۔پتنگ باز کی آخری پتنگ" بھی کٹ گئی۔۔۔۔۔امید، دوستی، محبت اور وہ پیار بھرا لمس کیرت سے آج چھن گیا۔۔۔۔۔کیرت کی زندگی کی پہلی دوست اسے چھوڑ گئیں۔۔۔۔کیرت نے ناں میں سر ہلایا۔۔۔۔

نہیں۔۔۔۔نہیں نانو کو کچھ نہیں ہو سکتا۔۔۔۔ہم۔۔۔۔ہم نے"۔۔۔۔۔اسنے نانی" کے ہاتھ تھپکتے اپنی امی کو دیکھا جو سینہ کوبی کر رہی تھیں۔۔۔۔چیخ رہی تھیں۔۔۔۔علیزہ پھوٹ پھوٹ کر رو رہی تھی۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔کیرت نے دفعتاً اپنے ابو کو دیکھا۔۔۔۔وہ

آنکھوں پہ ہاتھ رکھے کھڑے تھے۔۔۔۔۔کیرت کی باقی کی بات اسکے منہ ہی میں رہ گئی۔۔۔۔۔آنکھوں کا نمکین پانی ٹوٹ کر گالوں پہ بکھر گیا۔۔۔۔۔اسنے نانی کا سر دہاتھ مضبوطی سے تھاما۔۔۔۔۔

آپ مجھے چھوڑ کر نہیں جا سکتیں۔۔۔۔۔۔کیرت کس۔۔۔کس کے سام۔۔۔سامنے" روئے گی اب"۔۔۔۔؟؟؟وہ چلا چلا کر رو رہی تھی۔۔۔۔۔نانی کے ہاتھ کو والہانہ چوم رہی تھی۔۔۔۔۔"کیرت اب نانو کسے کہے گی۔۔؟کون اسکے آنسوں پونچھے گا"۔۔۔؟ابو نے

بڑھ کر کیرت کو خود سے لپٹا لیا۔۔۔۔۔وہ زاروقطار رو رہی تھی۔۔۔۔۔ابو نے ضبط سے لب آپس میں پیوست کیے ہوئے تھے۔۔۔۔پر آنکھ کی نمی واضح نظر آتی تھی۔۔۔۔۔۔
&&&&&&_____
&&&&&&&&&&&&&&&&&&&&&&&&&&&&_____
_____

نانی کے مردہ جسم کو کیرت کے گھر کے صحن میں لا کر رکھ دیا گیا۔۔۔۔فرحت بھی پھوپو کے ساتھ آ گئی تھی۔۔۔۔۔سب آنکھیں نم تھیں سوائے دادی کی آنکھ کے انہیں جب یہ خبر ملی تھی تو تنفر سے انکا چہرہ سیاہ ہو گیا تھا۔۔۔۔۔

For more visit: https://exponovels.com/ mailto:exponovels@gmail.com

چلو ایک کم بخت سے تو اس دنیا کو نجات ملی"۔۔۔۔۔انہوں نے زیرِ لب کہا"
تھا۔۔۔۔اور تب سے اب تک وہ سپاٹ چہرے سے بیٹھی تھیں۔۔۔۔۔کہتے ہیں
موت ہر ایک کا دل پگھلا کر مرنے والے کو مارتی ہے۔۔۔۔۔کہ اسکے بعد اسے بس
اچھے لفظوں میں ہی یاد کیا جاتا ہے پر کچھ دل موت بھی پگھلا نہیں پاتی۔۔۔۔۔اور ان
دلوں میں سے ایک دل دادی کا تھا۔۔۔۔۔وہ دنیا دکھاوے کے لیے بھی چار آنسوں نہ بہا
سکیں۔۔۔۔۔
نانی کو جس وقت گھر سے لے جایا جا رہا تھا۔۔۔۔کیرت بے ہوش ہو گئی تھی۔۔۔۔امی
سر پیٹ پیٹ کر رو رہی تھیں۔۔۔۔علیزہ اور فرحت بھی روتی جا رہی تھیں۔۔۔۔پھوپو کی
آنکھیں بھی نم تھیں۔۔۔۔۔کیرت نے اپنی دوست کا آخری بار منہ بھی نہ دیکھا
تھا۔۔۔۔اور وہ اپنے آخری ٹھکانے کو چلی گئیں۔۔۔۔۔جب وہ ہوش میں آئی اس
وقت رات ڈھل چکی تھی۔۔۔۔امی اسکے سرہانے بیٹھی تھیں۔۔۔۔بکھرے بال انکے
چہرے پہ تھے۔۔۔۔۔اور وہ سسک

رہی تھیں۔۔۔۔کیرت نے خالی نظروں سے اپنی امی کو دیکھا۔۔۔۔۔۔

For more visit: https://exponovels.com/ mailto:exponovels@gmail.com

امی۔۔۔۔امی نانو مجھے چھوڑ کر چلی گئیں"۔۔۔۔۔وہ امی کے گلے لگ کر ایک بار پھر" رونے لگی تھی۔۔۔۔۔"وہ اپنی کیرت کو اکیلا کر گئیں"۔۔۔۔۔۔وہ امی کے گلے سے لگی اپنے سارے آنسوں نانی کے نام کر رہی تھی۔۔۔۔۔باہر صحن میں اترتی شام یاسیت سے سب دیکھ رہی تھی۔۔۔۔۔

_____&&&&&&&&&&

&&&&&&&&&&&&&&&&&&&&&&&&&&_____

_____

نانی کو یہ دنیا چھوڑے دو ہفتے ہو گئے تھے۔۔۔۔۔سب کی زندگیاں آہستہ آہستہ معمول پہ آ رہی تھیں۔۔۔۔پر کیرت کی زندگی وہیں کی وہیں کھڑی تھی۔۔۔۔وہ اب بھی رات ڈھلے تک جاگتی رہتی روتی رہتی۔۔۔۔۔نانی کے گھر چلی جاتی۔۔۔۔۔گھنٹہ گھنٹہ وہاں گم صم بیٹھی رہی تھی۔۔۔۔۔نانی اپنا گھر کیرت کے نام کر گئی تھیں۔۔۔۔۔دادی کو اس بات کی بھی آگ لگی تھی۔۔۔۔پر خاموش رہیں۔۔۔۔۔انور آج کل انہیں بولنے کم ہی دیتے تھے۔۔۔۔۔اور کیرت سے تو بالکل نہیں بولنے دیتے تھے۔۔۔۔۔۔انہوں نے کیرت کی بہت فکر کرنا شروع کر دی تھی۔۔۔۔۔۔پر پھر بھی جب انور گھر نہ ہوتے اور کیرت دادی کو روتی نظر آ جاتی تو کہتیں۔۔۔۔

اے چھلاوے کیوں پورا دن کونوں میں بھیں بھیں کرے ہے۔۔۔؟جس نے مرنا تھا وہ" مر گئی۔۔۔۔اور تو یوں روووے ہے جیسے وہ تو امرت پی کے آئی تھی۔۔۔۔۔اے بھنو میں کہوں ہوں اتنا ہی غم لگا ہے تو تُو بھی مرجا۔۔۔۔۔پر یہ نحوست نہ پھیلا"۔۔۔۔۔۔۔ کیرت تاسف سے دادی کو دیکھ کر رہ جاتی۔۔۔۔۔۔

اس روز وہ چھت پہ لیٹی ہوئی تھی کہ ابو اوپر آ گئے۔۔۔۔کیرت

نے ابو کو اوپر آتے دیکھا تو بیٹھ گئی۔۔۔۔۔ابو نے مسکرا کر اسے دیکھا۔۔۔۔ کیسی ہو"۔۔۔۔؟؟ وہ اب اکثر اس سے یہ سوال کرتے تھے۔۔۔۔یا شاید ہر روز" ہی۔۔۔۔کیرت نے بس سر کو خم دے دیا۔۔۔اور نظریں جھکا کر بیٹھ گئی۔۔۔۔اسکے ابو کچھ دیر اسے دیکھتے رہے۔۔۔۔۔پھر بولے۔۔۔۔

"دیکھو کیرت تمہاری نانی کی موت کا ہم سب کو دکھ ہے پر، اب وہ واپس نہیں آ سکتیں، ہمارے رونے سے بھی نہیں، اور ہمارے رونے سے انکی آگے کی منزلیں مشکل ہوں گی"۔۔۔۔۔انہوں نے کیرت کا چہرہ اوپر اٹھایا تو اسکی آنکھیں ڈبڈبائی ہوئی تھیں۔۔۔۔۔ "اور تمہاری نانی تم سے بہت پیار کرتی تھیں۔۔۔تم روؤ گی تو انکی روح بھی بے چین رہے گی۔۔۔۔۔کیا تم انہیں وہاں بھی پریشان کرنا چاہتی ہو"۔۔۔؟؟ کیرت اپنے ابو کے سینے

سے لگ کر پھوٹ پھوٹ کر رونے لگی۔۔۔۔ اسکے ابو اسکے بالوں میں ہاتھ پھیرتے رہے۔۔۔۔۔ پھر جب کیرت سنبھل گئی تو وہ نیچے چلے گئے۔۔۔۔۔۔ کیرت آسمان کو دیکھنے لگی۔۔۔۔۔۔ آسمان پہ ایک روشن تارہ بالکل اسکے ماتھے پہ تھا۔۔۔۔۔ کیرت کو اس تارے میں نانی کا چہرہ نظر آیا۔۔۔۔ وہ کیرت کو دیکھ رہی تھیں۔۔۔۔ اور کیرت انہیں۔۔۔۔۔۔

&&&&&&&&&&&&_____

_____&&&&&&&&&&&&&&&&&&&&&&&&&&&&

_____

صبح کی کرنوں نے جہاں لاہور کو اپنے رنگ میں رنگ دیا۔۔۔۔ وہیں ضامن بھی اپنی نیند سے بیدار ہو چکا تھا۔۔۔۔۔ وہ جب

سے یہاں آیا تھا اسکی اپنے ڈیڈ سے ملاقات نہ ہوئی تھی وہ کسی بزنس کانفرنس کے لیے اسٹریلیا گئے ہوئے تھے۔۔۔۔۔ تبھی وہ ابھی تک سکون سے یہاں رہ رہا تھا۔۔۔۔۔ پر آج اسکا یہ سکون بھی ختم ہو گیا۔۔۔۔ اسکے ڈیڈ رات کو واپس آ گئے تھے۔۔۔۔۔ اور اب اسے نوکر کے ہاتھوں پیغام ملا تھا کہ اسکے ڈیڈ اسکا ناشتے کی ٹیبل پہ انتظار کر رہے ہیں۔۔۔۔۔

ضامن نے فریش ہو کر جینز کی پینٹ پہ بلیک شرٹ پہنی اور گیلے بالوں کو ڈرائیر سے سکھا کر انہیں ماتھے پہ ہی بکھرا رہنے دیا۔۔۔۔ سبز مائل آنکھیں کانچ سی لگتی تھیں۔۔۔۔ خود پہ پرفیوم اسپرے کر کے وہ کمرے سے نکل گیا۔۔۔۔۔ اس نے ابھی آفس جانا شروع نہیں کیا تھا۔۔۔۔ پہلے وہ اپنے اکا دکا پرانے دوستوں سے ملا جو نیویارک جانے کے بعد بھی اس سے رابطے میں تھے۔۔۔۔۔ پھر وہ اپنے پرانے اسکول گیا۔۔۔۔۔ پریشے کی تلاش میں۔۔۔۔۔ پر وہاں جا کر اسے بہت ناامیدی ہوئی۔۔۔۔۔ پورا اسٹاف بدل چکا تھا۔۔۔۔۔۔ پرنسپل میم بھی۔۔۔۔۔ اور پرانے ریکارڈز میں پریشے نام کی کوئی ٹیچر درج نہیں تھی۔۔۔۔۔ ضامن کو اپنے حواس شل ہوتے محسوس ہوئے۔۔۔۔۔ اس نے ہر ممکن کوشش کی پر وہاں سے کچھ ایسا معلوم نہ ہو سکا تھا جس سے پریشے تک رسائی حاصل ہو۔۔۔۔۔۔ پر اس نے سوچا تھا کہ ایک بار پھر اسکول جائے گا۔۔۔۔۔ وہاں پرانے ریکارڈ سے پرنسپل میم کا ایڈریس لے گا۔۔۔۔ شاید انہیں پریشے کے متعلق کچھ معلوم ہو۔۔۔۔۔۔۔

ضامن زینے اترتا سیدھا ڈائننگ ہال میں آگیا۔۔۔۔ وہاں سربراہی کرسی پہ اسکے ڈیڈ سپاٹ چہرے سے بیٹھے تھے۔۔۔۔۔ انہوں نے ایک نظر ضامن پہ ڈالی پھر نظریں کھلی کھڑکی کی طرف

مرکوز کر لیں جہاں سے لان کا پچھلا حصہ دکھائی دیتا تھا۔۔۔۔۔قدِ آدم درختوں کے پتے ہوا سے لہلہا رہے تھے۔۔۔۔۔چڑیاں شاخوں پہ بیٹھی تھیں۔۔۔۔۔ضامن نے اپنی ممی کو دیکھا جو اسکے ڈیڈ کے قریب رکھی کرسی پہ بیٹھی ضامن کو مسکرا کر دیکھ رہی تھیں۔۔۔۔ساتھ انہوں نے پلکوں سے اشارہ بھی کیا۔۔۔۔"شانت"۔۔۔ضامن خاموشی سے کرسی کھینچ کر بیٹھ گیا۔۔۔۔۔

میں نے افضل کو منع کر دیا تھا کہ وہ تمہیں پاکستان نہ بھیجے"۔۔۔۔۔ضامن کے ڈیڈ نے" بات کا آغاز کیا۔۔۔۔بلیک آفس سوٹ میں ملبوس رعب دار چہرے سے ماتھے پہ بل لیے، وہ خوش شکل مرد تھے۔۔۔وہ ابھی بھی باہر درختوں کو دیکھتے بولے تھے۔۔۔۔ضامن نے میز پہ دونوں ہاتھ رکھے اور اطمینان سے اپنے ڈیڈ کو دیکھا۔۔۔۔ پر تب تک میری فلائٹ بک ہو چکی تھی"۔۔۔۔۔۔"

فلائٹ کینسل بھی ہو سکتی تھی"۔۔۔۔۔انکا لہجے سخت تھا۔۔۔۔۔ضامن کی امی ثریا" مضطرب سی دونوں کو دیکھ رہی تھیں۔۔۔۔۔ٹراؤزر پہ اونچی شرٹ پہنے وہ میک اپ سے اٹے چہرے سے اپنی بہت سی جھریاں چھپا گئی تھیں۔۔۔۔بالوں کی شولڈر کٹنگ کروا کر انہیں بھورے رنگ سے ڈائی کیا ہوا تھا۔۔۔۔بالوں کی درمیان کی مانگ نکال کر انہوں

نے شانوں پہ ڈالا ہوا تھا۔۔۔۔چہرے پہ بظاہر مسکان تھی۔۔۔۔پر پیٹ میں گولے بن رہے تھے۔۔۔۔وہ اپنے بیٹے کی ضد اور شوہر کا غصہ، سب اچھی طرح جانتی تھیں۔۔۔۔ڈیڈ کی بات پہ ضامن نے گہرا سانس لیا۔۔۔۔

میں پاکستان واپس آنا چاہتا تھا ڈیڈ اس لیے آگیا۔۔۔۔کیا ہم"

یہ بات ختم نہیں کر سکتے"۔۔۔۔؟؟؟ اسکے ڈیڈ نے کھڑکی سے نظریں ہٹائیں۔۔۔۔۔

ضامن تم اب چھوٹے نہیں رہے۔جس کی ہر بات مان لی جائے گی۔۔۔۔۔تم میری" چھوٹی اولاد ہو اس لیے مجھے ہمیشہ سے بہت عزیز رہے ہو پر"۔۔۔۔۔۔توقف دیا پھر اسے گھورتے ہوئے چبا چبا کر کہنا شروع کیا۔۔۔۔"اب جتنا میں تمہیں کہا کروں مان جایا کرو۔۔۔۔تمہارے لیے اچھا ہوگا۔۔۔۔ورنہ"۔۔۔۔۔

ورنہ کیا"۔۔۔۔؟؟ ضامن نے انکی بات کاٹی۔۔۔۔اور انہیں دلچسپی سے دیکھنے" لگا۔۔۔۔ثریا نے پہلو بدلا۔۔۔۔۔گفتگو کا رخ غلط سمت جاتا انہیں صاف دکھائی دے رہا تھا۔۔۔۔باہر شاخوں پہ بیٹھی چڑیا چوکنا سی اپنے بچوں کی حفاظت کر رہی تھی۔۔۔۔اسکے ننھے منے بچے جن کے ابھی نئے پر نکلے تھے اڑنے کی جسارت کر رہے تھے۔۔۔۔۔

کیا باتیں لے کر بیٹھ گئے آپ دونوں" ۔۔۔۔۔ثریا نے دونوں کو ٹوکا۔۔۔۔اور اپنے" شوہر کو مسکرا کر دیکھا۔۔۔۔

جعفر ضامن کا وہاں دل نہیں لگ رہا تھا۔۔۔۔اور اچھی بات ہے کہ یہ یہاں" آگیا۔۔۔آپکی آفس میں مدد بھی ہوجائے گی"۔۔۔۔۔۔جعفر صاحب نے سر جھٹکا۔۔۔۔اور ضامن سے نظریں ہٹا کر ناشتے کی طرف متوجہ ہو گئے۔۔۔۔۔ضامن بھی خاموش سے ناشتہ کرنے لگا۔۔۔۔۔کھڑکی سے نظر آتی چڑیا کے بچے اڑنے کی کوشش میں ابھی بھی مصروف تھے۔۔۔۔۔چڑیا ویسی ہی چوکنا بیٹھی تھی۔۔۔۔۔

&&&&&&&&&_____

&&&&&&&&&&&&&&&&&&&&&&_____

_____

صبح کی چمک نے کیرت کے گھر کی عمارت کو بھی چمچما دیا تھا۔۔۔۔۔دھوپ کی ہلکی کرنیں بھی اب قابلِ برداشت نہ ہوتی تھیں۔۔۔۔۔چھت کے برآمدے میں بچھی چارپائی پہ سوئی کیرت کسمساتی ہوئی نیند کا دامن چھوڑ کر۔۔۔۔انگڑائی۔۔۔۔۔اور جمائی لیتی۔۔۔۔۔خود سے چادر ہٹاتی چارپائی پہ بیٹھ گئی۔۔۔۔۔۔سامنے نیلے آسمان پہ پرندے اڑ رہے تھے۔۔۔۔دھویں کی طرح کے کمزور بادل کہیں کہیں دکھائی دیتے تھے۔۔۔۔۔اسنے دور آسمان کو دیکھتے سرہانے کے پاس سے اپنا دوپٹہ اٹھایا۔۔۔۔۔کہ کچھ گرنے کی آواز

سے وہ چونکی۔۔۔۔اسنے سرہانے کی طرف نیچے فرش پہ دیکھا۔۔۔۔۔۔بھنویں سکوڑ گئیں۔۔۔۔۔کچھ حیرت سے،۔۔۔۔وہ جھکی۔۔۔۔۔اور فرش پہ پڑی چاکلیٹ جس پہ گلاب کا تازہ پھول ٹیپ سے لگا تھا۔۔۔۔اور ایک سفید پرچی۔۔۔۔جو تہ شدہ تھی، کو اٹھایا۔۔۔۔وہ حیرت سے چاکلیٹ اور پھول کو دیکھ رہی تھی۔۔۔۔پھر اس نے گلاب کے پیچھے سے سفید تہ شدہ پرچی نکالی۔۔۔۔۔کھول کر دیکھا تو اس پہ ایک سطر درج تھی۔۔۔

تم روتی اچھی نہیں لگتیں۔۔۔۔۔تمہارے آنسوں انمول ہیں انہیں ضائع مت کیا کرو"۔۔۔۔۔"

"اپنے چاند کا چکور"

سطر پڑھ کر اسے جیسے جھٹکا لگا۔۔۔۔اسنے فوراً ادھر ادھر دیکھا۔۔۔۔۔چھت پہ کوئی نہیں تھا۔۔۔۔۔"شاید ابو لائے ہوں"۔۔۔۔اسنے دل میں سوچا۔۔۔پھر دوبارہ پرچی کو بغور دیکھا۔۔۔۔۔اور اسکا دل ڈوب گیا۔۔۔۔یہ اسکے ابو کی لکھائی نہیں تھی۔۔۔۔۔پھر رات کو کون آیا تھا جس نے اسے روتے دیکھا۔۔۔؟؟کیرت نے دوپٹہ جلدی سے سر پہ

لیا۔۔۔اور چارپائی سے کھڑی ہو کر پوری چھت پہ چکر لگایا۔۔۔پر چھت پہ کوئی بھی نہیں تھا۔۔۔۔انکے ہمسائیوں میں سے بھی کوئی ایسی حرکت نہیں کر سکتا تھا۔۔۔۔یہ بات کیرت اچھی طرح جانتی تھی۔۔۔۔پھر۔۔۔؟ وہ بری طرح الجھ گئی تھی۔۔۔۔اسنے چاکلیٹ اور پھول کو دیکھا۔۔۔اسے ان دونوں چیزوں سے ہی خوف محسوس ہوا۔۔۔۔۔ابھی وہ اپنی سوچوں میں گم تھی کہ نیچے امی کی آواز آئی تو وہ جیسے ہوش میں آئی۔۔۔۔اسنے جلدی جلدی پھول اور چاکلیٹ اندر کمرے کی الماری میں رکھی اور بستر طے کر کے۔۔۔اپنا آپ نارمل کیا اور نیچے آگئی۔۔۔۔

نیچے آئی تو دادی نے اسکے آتے ہی آنکھیں دکھائیں۔۔۔

ارے محترمہ اٹھ گئیں آپ۔۔۔؟ ابھی بھی کیوں اٹھیں۔۔؟ سوئے رہنا" تھا"۔۔۔دادی طنزیہ لہجے سے بول رہی تھیں۔۔۔کیرت نے بس گہرا سانس لیا اور منہ ہاتھ دھونے چلی گئی۔۔۔اتنے علیزہ بھی اٹھ گئی تھی۔۔۔کیرت منہ دھو کر امی کی مدد کے لیے کچن میں آگئی۔۔۔۔

آپی میری یونیفارم تو استری کر دیں"۔۔۔۔کچن کے دروازے پہ کھڑے ہو کر علیزہ" مسکرا کر بولی۔۔۔۔کیرت اس وقت چائے بنا رہی تھی۔۔۔اور امی پراٹھے۔۔۔۔دونوں نے علیزہ کو دیکھا۔۔۔

میں چائے بنا رہی ہوں"۔۔۔۔۔کیرت نے سپاٹ لہجے سے کہا اور دوبارہ پین کی طرف متوجہ ہوگئی۔۔۔۔امی بھی اپنے کام میں لگ گئیں۔۔۔۔۔علیزہ کو کیرت کا جواب برا لگا۔۔۔۔۔پر وہ ضبط کر گئی۔۔۔۔

چائے امی دیکھ لیں گی آپ میرا یونیفارم استری کر دیں۔۔۔۔کالج سے دیر ہو جائے گی"۔۔۔۔۔۔کیرت نے شانے اچکائے

ہو جائے۔۔۔۔۔دیر تمہیں ہوگی۔۔۔۔مجھے نہیں"۔۔۔۔۔وہ بے نیازی سے بولی تھی۔۔۔۔۔علیزہ کے سر پہ لگی اور تلوؤں پہ بجھی۔۔۔۔

ہائے توبہ ہے۔۔۔۔۔جب ان سے اچھے طریقے سے بات کر لو تو یہ یوں جواب دیتی ہیں جیسے جانتی ہی نہ ہوں۔۔۔۔ایک یونیفارم استری کرنے میں کیا ہو جائے گا"۔۔۔۔؟؟اسنے پہلو پہ ہاتھ رکھ کر کہا۔۔۔۔کیرت نے پر سکون چہرے سے علیزہ کو دیکھا۔۔۔۔

وہی جو تمہیں ہو جائے گا۔۔۔۔۔۔اور میری بہن مجھ سے اچھے طریقے سے نہ بولو مہربانی ہوگی تمہاری"۔۔۔۔۔۔

بھاڑ میں جاؤ"۔۔۔۔۔ علیزہ نے زور دے کر کہا اور پیر پٹختی کمرے میں چلی
گئی۔۔۔۔ کیرت نے تلخی سے مسکرا کر سر جھٹک دیا۔۔۔۔۔
علیزہ پھر بھن بھن کرتی اپنی وردی استری کر کے کالج چلی گئی۔۔۔۔۔ کیرت بھی ناشتے
سے فارغ ہوئی تو اسنے اپنے ابو کو مخاطب کیا۔۔۔۔
میں نوکری کرنا چاہتی ہوں ابو"۔۔۔۔۔۔؟ انور جو ابھی علیزہ کو کالج چھوڑ کر آ کر بیٹھے"
چائے پی رہے تھے اسکی بات پہ کچھ نا سمجھی سے اسے دیکھنے لگے۔۔۔۔۔
کیوں۔۔۔۔؟ میرا مطلب ہے پیسوں کی ضرورت ہے تو مجھ سے لے لو"۔۔۔۔؟"
کیرت نے نہ میں سر ہلایا۔۔۔۔
گھر میں دل نہیں لگتا ابو"۔۔۔۔۔۔ وہ ابھی کچھ اور کہتی کہ"

دادی اپنی عادت سے مجبور بولیں
ہاں اس کالی بلی کے پیر کہاں ٹکے ہیں گھر میں۔۔۔۔ یہ کتے کی طرح سڑکیں ناپتی"
پھرے گی"۔۔۔۔۔ ابو نے تند خونگاہوں سے انہیں گھورا تو وہ خاموش
ہو گئیں۔۔۔۔۔ پھر انہوں نے کیرت کو دیکھا۔۔۔

مجھے کوئی مسئلہ نہیں۔۔۔۔۔ تمہارا جو دل کرے کرو"۔۔۔۔۔ اتنا کہہ کر وہ خاموش "
ہوئے۔۔۔۔ دادی نے انکی بات پہ ناک چڑھائی۔۔۔۔ اور ٹی وی دیکھنے
لگیں۔۔۔۔۔ کیرت کے چہرے پہ خوشی کی لہر دوڑ گئی تھی۔۔۔۔۔
بہت شکریہ ابو"۔۔۔۔۔ اسکا دل کیا وہ اپنے ابو کے گلے لگ جائے۔۔۔۔ پر اسے "
نجانے کیوں ہچکچاہٹ محسوس ہوئی۔۔۔۔۔ شاید اسے ڈر تھا کہ دادی کچھ الٹا پھر سے نہ کہہ
دیں۔۔۔۔۔ انور نے چائے کا کپ رکھا اور کیرت کا چہرہ دیکھتے وہ کھڑے
ہو گئے۔۔۔۔۔
ابو کے گلے لگ جایا کرو جب بھی تمہارا دل کرے"۔۔۔۔۔ انہوں نے اسے اپنے سینے "
سے لگا کر محبت سے کہا۔۔۔۔ کیرت کے گلے میں آنسوؤں کا گول اٹک گیا۔۔۔۔۔ وہ کچھ
بول نہ سکی۔۔۔۔۔ دادی اسے اپنے بیٹے کے گلے لگا دیکھ پتہ نہیں کیا کیا منہ ہی منہ بولنے
لگیں۔۔۔۔ پر وہ دونوں بے نیاز تھے۔۔۔۔۔ انور نے اسے خود سے الگ کیا اور پھر
پوچھنے لگے۔۔۔۔
پر نوکری کرو گی کہاں"۔۔۔؟؟"

میں نے جیا کو نوکری کا کہا تھا۔۔۔ کل اسنے ایک آفس کا پتہ میسج کیا تھا۔۔۔ وہاں " سیکرٹری کی ضرورت ہے۔۔ آج وہیں جاؤں گی "۔۔۔۔۔ وہ پرجوش لہجے سے ساری تفصیل بتانے لگی ابو اسکے کھلے چہرے کو مسکرا کر دیکھ رہے تھے۔۔۔۔ کیرت

بھی پھول اور چاکلیٹ والا معمہ بھول گئی تھی۔۔۔۔ فلحال۔۔۔۔

&&&&&&_____

&&&&&&&&&&&&&&&&&&&&&&&&&&_____

_____

دوپہر نے جب لاہور کا رخ کیا تو کیرت بھی گھر لوٹ آئی۔۔۔ آفس میں سی وی جمع کروا کر وہ اب واپس آرہی تھی۔۔۔۔ ریسپشن پہ کھڑی لڑکی نے اسے کہہ دیا تھا کہ وہ اسے خود کال کر کے انٹرویو کے لیے بلالیں گے۔۔۔۔ کیرت سمجھنے والے انداز سے سر ہلاتی وہاں سے نکل آئی۔۔۔ آفس کی عمارت دیکھ کر ہی وہ اپنا اعتماد کھو چکی تھی۔۔۔۔ اور پھر اندر جا کر اسکی بچی کھچی ہمت بھی جواب دے گئی۔۔۔۔ آفس خاصا بڑا اور پر تعیش تھا۔۔۔ عمارت کانچ کی بنی نظر آتی تھی۔۔۔ " پتہ نہیں جیا نے کیا سوچ کر مجھے یہاں بھیج دیا۔۔۔ مجھے تو نہیں لگتا کہ یہاں نوکری ملے گی "۔۔۔۔ وہ جب تک وہاں بیٹھی یہ ہی سوچتی رہی۔۔۔۔

اورابھی بھی اسکا ذہن اسی جنگ سے الجھا تھا۔۔۔۔کیرت اپنی گلی میں داخل ہوئی تو کچھ پل کے لیے نانی کے گھر کے دروازے کے آگے اسکے قدم رک گئے۔۔۔۔۔۔دل کسی نے مٹھی میں لے لیا۔۔۔۔۔اب اس گھر میں اسکی نانی نہیں تھیں۔۔۔۔۔وہ بہت دور چلی گئیں۔۔۔۔۔کیرت کی آنکھیں بھیگ گئیں۔۔۔۔۔اسنے چادر کے پلو سے آنکھیں رگڑیں اورا پنے گھر کی جانب بڑھ گئی۔۔۔۔

گھر داخل ہوتے ہی اسے شور سے اندازہ ہوگیا کہ فرحت آگئی ہے۔۔۔۔وہ بہت کم کم آیا کرتی تھی۔۔۔۔۔آتی تو نخرے میں رہتی۔۔۔۔بات بات پہ کہتی۔۔۔

شکیل کا دل نہیں لگتا میرے بنا۔۔۔۔۔میں جلدی چلی جاؤں گی"۔۔۔۔۔امی اس" بات پہ ٹوکتیں۔۔۔

باپ کا لحاظ کرلیا کرو بہن یوں خصم) شوہر (کا نام جپنا اچھا لگتا ہے"۔۔۔۔۔؟"

اب اس میں برا لگنے والی بھی کونسی بات ہے۔؟اپنی چیز کو اپنا نہ کہوں تو کیا"

کہوں"۔۔۔۔؟؟وہ لاپروائی سے جواب دیتی۔۔۔۔امی جل کر رہ جاتیں۔۔۔

شادی کے بعد تو بالکل ہی بے غیرت ہوگئی ہے"۔۔۔۔امی کہہ کر چلی جاتیں اوروہ تن" فن کرتی رہ جاتی۔۔۔۔۔پر شکیل شکیل کرنے سے باز نہ آتی۔۔۔۔۔علیزہ اوروہ خاص کر

کیرت کے سامنے شکیل کی ایک ایک بات خوب جتا جتا کر کرتیں۔۔۔۔ شاید اسے ابھی بھی لگتا تھا کہ کیرت کے دل سے شکیل کی محبت نہیں نکلی۔۔۔۔۔ "پر اسے کون بتائے کے سانپ کہاں ایک بل میں رہتے ہیں۔۔۔؟ جگاہیں بدلنا انکی عادت ہوتی ہے"۔۔۔۔ کیرت دل میں سوچتی اور لاتعلق ہو کر بیٹھی رہتی۔۔۔۔۔ اسکی کسی بات پہ توجہ نہ دیتی۔۔۔۔ اور اس نے آج بھی یہ ہی کرنا تھا۔۔۔۔

کیرت نے گہرا سانس لیا۔۔۔۔ آج پھر اس گھر میں شکیل نامہ پڑھا جائے گا۔۔۔۔۔ اور اسے جلانے کی ہر ممکن کوشش بھی کی جائے گی۔۔۔۔۔۔ "پر ان لوگوں کو کیا پتہ مجھے اب فرق نہیں پڑتا"۔۔۔۔ وہ نیم کے درخت پہ نظریں جما کر زیرِ لب بولی تھی۔۔۔۔ نیم کے درخت کی شاخیں ہوا سے ہلنے لگیں۔۔۔۔ جیسے کیرت کی بات کی تائید کر رہی ہوں۔۔۔۔۔۔

کیرت چادر اتار کر بڑے کمرے میں آئی تو سامنے دادی کے ساتھ پھوپو بیٹھی تھیں فرحت علیزہ کے ساتھ اپنے کمرے میں تھی۔۔۔۔۔ کیرت نے انہیں سلام کیا۔۔۔۔

کہاں سے آ رہی ہو"۔۔۔؟؟ پھوپو جانچتی نظروں سے اسے دیکھ رہی" تھیں۔۔۔۔۔ کیرت کے بجائے امی نے جواب دیا۔۔۔

For more visit: https://exponovels.com/ mailto:exponovels@gmail.com

نوکری کے لیے سی وی جمع کروانے گئی تھی"۔۔۔۔۔پھوپو پہلے چونکیں۔۔۔۔پھر لب بھینچ کر سر ہلایا۔۔۔

"ہاں اچھی بات ہے رشتہ ہونے کی تو امید نہیں ہے چلو نوکری کر کے ہی دل بہلا لے گی"۔۔۔۔وہ ہمدردی کرتے لہجے سے گویا ہوئی تھیں پر اس میں چھپا طعنہ کیرت کو گھائل کر گیا تھا۔۔۔۔۔پر وہ مسکراتی رہی۔۔۔۔

"ہاں پھوپو صحیح کہا آپ نے"۔۔۔۔۔وہ چلتی پھوپو کے سر پہ آ گئی تھی۔۔۔۔امی پیچھے چارپائی پہ بیٹھی اسکی پشت دیکھ رہی تھیں۔۔۔۔۔دادی نے آنکھیں سکوڑ کر کیرت کو بغور دیکھا۔۔۔۔وہ شرمندہ نہیں ہوئی تھی بے عزتی پہ۔۔۔۔۔

وہ پھوپو شکیل کو کہنا کہ میرے پیسے کب دے رہا ہے"۔۔۔۔؟؟"

کون سے پیسے"۔۔۔۔؟؟ پھوپو تنک کر بولیں۔۔۔۔کیرت کی مسکراہٹ مزید گہری ہو گئی۔۔۔۔

"وہی پیسے جو کبھی وہ اپنے سوٹ خریدنے کے لیے ادھار لے گیا تھا تو کبھی کسی دوست کو دعوت دینے کے لیے لے کر گیا تھا"۔۔۔۔۔۔۔۔

پھوپو کو بات سمجھ آ گئی تھی پر وہ انجان بن کر بولیں۔۔۔

ہونہہ تم سے کیوں لے گا۔۔۔؟اسکے پاس پیسوں کی کمی ہے"۔۔۔۔؟؟کیرت نے فوراً" ناں میں گردن ہلائی۔۔۔

کمی پیسوں کی نہیں ہوگی۔۔۔۔پر کچھ لوگ مانگنے کی عادت سے مجبور ہوتے ہیں اور شکیل" بھی انہیں میں سے ایک ہے"۔۔۔۔۔

زبان سنبھال لے کیرت۔۔۔۔۔منہ توڑدوں گی جو میرے بچے کے بارے میں الٹا" سیدھا کچھ بکا تو"۔۔۔۔۔۔پھوپو پھنکاریں۔۔۔۔دادی

نے بھی بولنے کے لیے لب کھولے پر ان سے پہلے کیرت بول پڑی۔۔۔۔

اچھا نہیں بولتی۔۔۔۔بس میرے پیسے دلوادیں اس سے"۔۔۔۔۔وہ یہ کہہ کر کمرے" سے نکل گئی۔۔۔۔پیچھے سے نجانے پھوپو اور دادی کیا کیا بولتی رہیں پر اسنے توجہ نہ دی۔۔۔۔۔اور اپنے کمرے میں آگئی۔۔۔۔علیزہ کے بیڈ پہ فرحت سیدھی لیٹی ہوئی تھی۔۔۔۔اور علیزہ اس پہ جھک کر اسکی بھنویں سنوار رہی تھی ساتھ ساتھ بول بھی رہی تھی۔۔۔۔

اے بہن۔۔۔۔۔کیا ہوگیا ہے تمہیں یہ بھنویں مردوں جیسی کیوں بڑھا کر پھر رہی "
ہو۔۔۔۔کتنا عرصہ ہوگیا تمہیں یہ بنوائے "۔۔۔؟؟؟ وہ منہ میں دھاگے کا ایک سرا دبا کر
بھنچے لبوں سے بول رہی تھی۔۔۔۔فرحت نے آنکھیں بند کی ہوئی تھیں۔۔۔۔
بس نہ پوچھو۔۔۔۔۔یہ پھوپو منحوس ماری کہیں جانے ہی نہیں دیتیں۔۔۔۔ایک دو بار "
شکیل سے پارلر کے پیسے مانگے تھے۔۔۔جب پارلر جانے لگی تو پھوپو بھی کھڑی
ہوگئیں۔۔۔کہنے لگیں میں بھی ویکس کروا کر آؤں گی۔۔۔۔چہرے اور ہاتھوں پہ رواں
آگیا ہے۔۔۔۔میرے تو تن بدن میں آگ لگ گئی۔۔۔۔پر نئی نئی دلہن تھی کچھ نہ کہہ
سکی۔۔۔۔اور لے کر جانا پڑ گیا پھوپو کو بھی پارلر "۔۔۔۔اس نے رک کر سانس
لیا۔۔۔۔کیرت خاموشی سے اپنے سنگل بیڈ پہ بیٹھ گئی۔۔۔۔۔علیزہ نے اچٹتی نظروں
سے کیرت کو دیکھا پھر فرحت کی بھنوں پہ دھاگا چلانے لگی۔۔۔فرحت نے اپنی بات
دوبارہ جاری کی۔۔۔۔آنکھیں مضبوطی سے بند کی ہوئی تھیں۔۔۔
پارلر جا کر انکا تو کرسی سے اٹھنے کو دل ہی نہیں کر رہا تھا۔۔۔۔پتہ نہیں کیا کیا کروانے لگ "
گئیں۔۔۔۔اور جب چہرے کے

سارے بال اڑ گئے تو یقین کرو علیزہ پھوپو کھسرہ لگ رہی تھیں۔۔۔۔ یوں لگ رہا تھا کسی مرد نے تازی تازی شیو کروائی ہو"۔۔۔۔۔ علیزہ بے ساختہ اس بات پہ ہنسی تھی۔۔۔۔۔

اچھا دیکھو شیشے میں کیسی بنی ہیں"۔۔۔۔؟ علیزہ نے دھاگا انگلی پہ لپیٹ کر فرحت کو" کہا۔۔۔۔ فرحت کھڑی ہو کر خود کو شیشے میں دیکھنے لگی۔۔۔۔ شیشے میں کیرت کا عکس بھی اسنے دیکھ لیا تھا پر نظر انداز کر گئی۔۔۔۔۔

ہاں ٹھیک لگ رہی ہیں۔۔۔۔ بس اپر لپس بھی بنا دو"۔۔۔۔۔ وہ دوبارہ علیزہ کے" سامنے بیٹھ گئی۔۔۔۔

ہاں اپر لیپس بنوانے کی تمہیں بہت ضرورت ہے۔۔۔۔ اگر اب بھی نہ بنوائے تو یقین" کرو۔۔۔۔ شکیل سے بڑی مونچھیں تمہاری ہو جائیں گی"۔۔۔۔۔ وہ ہنسی دبا کر بولی۔۔۔۔۔ اور فرحت جل بھن گئی۔۔۔۔

بکو مت"۔۔۔۔ وہ خفگی سے بولی تھی۔۔۔۔۔"

میں نے شام کو شکیل کے ساتھ انکے کسی دوست کے گھر جانا ہے"۔۔۔۔۔ وہ شوخی" سے بتانے لگی۔۔۔۔ کنکھیوں سے کیرت کو بھی دیکھ رہی تھی۔۔۔۔۔۔ "سوٹ کے پیسے دیے ہیں کہہ رہے تھے جا کر نیا سوٹ لے لینا"۔۔۔۔۔

واہ بھئی۔۔۔۔کتنے دیے"۔۔۔؟؟"

چار ہزار"۔۔۔۔۔اسنے بلند آواز سے کہا۔۔۔۔علیزہ کی آنکھیں حیرت سے پھیل"
گئیں۔۔۔۔۔

پھوپو کے سامنے دیے"۔۔۔؟؟ فرحت نے ناں میں سر ہلایا۔۔۔۔کیرت ان دونوں"
کی باتوں سے لاتعلق بیٹھی تھی۔۔۔۔پر ان دونوں کو لگ رہا تھا کہ وہ بظاہر نہیں سن
رہی۔۔۔پر اسکے کان انکی طرف ہی ہیں

نہیں پھوپو مر نہ جاتیں اگر وہ انکے سامنے پیسے دیتا تو۔۔۔۔چھپ کے دیے"
ہیں۔۔۔۔شکیل بہت ڈرتے ہیں پھوپو سے۔۔۔۔۔بات بات پہ کہتے ہیں۔۔۔۔امی کو
نہ پتہ چل جائے۔۔۔۔میں نے تو کہہ دیا۔۔۔۔شکیل مجھے یہ زنخے) بزدل (مردوں جیسی
حرکتیں زہر لگتی ہیں۔۔۔۔خدارا انہیں چھوڑ دیں"۔۔۔۔۔علیزہ اسکی ساری بات بڑی
دلچسپی سے سن رہی تھی۔۔۔۔۔

اب کچھ بہتر ہوئے ہیں۔۔۔۔بول لیتے ہیں میرے حق میں۔۔۔۔شادی کے کچھ"
عرصے بعد پھوپو کہہ رہی تھیں مجھے کہ پڑھائی جاری کر لوں"۔۔۔۔۔

پھر"۔۔۔؟؟ علیزہ نے فوراً پوچھا۔۔۔۔"

For more visit: https://exponovels.com/ mailto:exponovels@gmail.com

پھر کیا۔۔۔؟ صاف منع کر دیا۔۔۔۔ میں نے شادی کروائی ہی اس لیے ہیں تاکہ کتابوں "
کی نحوست سے بچ سکوں "۔۔۔۔۔
پھوپو نے کچھ کہا نہیں "۔۔۔۔؟؟"
ارے نہ پوچھو بہن۔۔۔ ہر روز واویلا مچاتی تھیں۔۔۔۔ انکا ارادہ تھا کہ میں پڑھنے لگ "
جاؤں کسی طرح نرسینگ کرلوں تاکہ میں گھر میں بھی کام کروں اور کما کر بھی
لاؤں۔۔۔۔ ایک دو بار شکیل نے بھی اصرار کیا۔۔۔۔ میں نے تو ایک نہ
سنی۔۔۔۔ ارے بہن شادی کے بعد بھی میں نے ہی کمانا تھا تو یہ شوہر جیسا عذاب ضرور
پالنا تھا۔۔۔؟ میں نے تو پھوپو کو ایک دن دھر لیا۔۔۔۔ کہا میں کیوں کروں نوکریاں۔۔۔؟
میرا کیا شوہر مر گیا ہے جو میں سڑکوں پہ جوتیاں چٹخاتی پھروں۔۔۔۔۔ میری بات پہ پھوپو
نے تو دل پہ ہاتھ رکھ لیا۔۔۔۔ پھر دوبارہ مجھے نوکری یا پڑھائی کا نہیں
کہا "۔۔۔۔۔۔۔۔۔ یہ بتا کر فرحت ہلکا سا ہنسی تھی۔۔۔۔ علیزہ نے بھی پورا پورا ساتھ
دیا۔۔۔۔ پھر فرحت نے گہرا سانس لیا۔۔۔۔

دیکھو بہن۔۔۔۔ مرد برا نہیں ہوتا بے شک یہ فضول مخلوق ہے پر پھر بھی برا نہیں "
ہوتا۔۔۔۔ بس یہ انکی مائیں۔۔۔ اور بہن مر جائیں نا جو پھن پھیلائے سسرال میں مری

ہوتی ہیں تو بڑا سکون ہو جائے۔۔۔۔۔ جب تک یہ بدبختیں زندہ رہتی ہیں یونہی سینے پہ مونگ دلتی ہیں۔۔۔۔ اس لیے میں تو اب ہر دعا میں پھوپو کی موت مانگتی ہوں۔۔۔۔ تاکہ میں بھی فخر سے کہہ سکوں کے میری ساس مر چکی ہے اور ماشاءاللہ اکیلی ہوں"۔۔۔۔۔۔

علیزہ اسکی سفاک باتوں سے محظوظ ہو رہی تھی۔۔۔۔ کیرت نے اب کی بار اسے افسوس سے دیکھا تھا۔۔۔۔ کیسی بہنیں تھیں اسکی کتنے آرام سے کسی کی موت کی دعا کر رہی تھیں۔۔۔۔ کیرت سے مزید وہاں نہ بیٹھا گیا تو اٹھ کرامی کے پاس چلی گئی تاکہ پوچھ لے دوپہر کے کھانے میں کیا بنانا ہے۔۔؟

______________________________&&&&&&&&&&&&&&&&&&&&&&&&&&&&&&&&&&&&&&&&&&&____

____

شام ڈھلتے فرحت پھوپو کے ساتھ اپنے سسرال واپس چلی گئی شکیل آکر انہیں لے گیا تھا۔۔۔۔ کیرت بھی گھر کا کام سیمٹ کر چھت پہ آگئی تھی۔۔۔۔۔ چھت پہ آکر اسنے الماری کھولی۔۔۔۔ وہاں پھول اور چاکلیٹ ویسی ہی رکھی تھیں۔۔۔۔۔ پھول اب مرجھا گیا تھا۔۔۔۔ پورے دن رہ رہ کر اسے یہ دونوں چیزیں یاد آتی رہی تھیں۔۔۔۔۔ دل بھی بے چین رہا۔۔۔۔ پتہ نہیں وہ کون تھا جو رات کو دبے قدموں سے آیا اور اسکے سرہانے یہ سب رکھ گیا۔۔۔۔ اور کیرت کو پتہ بھی نہ چلا۔۔۔۔

کیرت نے دونوں چیزیں دوبارہ الماری میں رکھیں اور چارپائی

پہ بستر بچھا کر لیٹ گئی۔۔۔۔۔ کچھ دیر میں ہی وہ سو گئی تھی۔۔۔۔ اگلی صبح بھی اسکے سرہانے پھول اور چاکلیٹ رکھی تھیں۔۔۔۔ پھر یہ سلسلہ ہر روز کا بن گیا۔۔۔۔۔ اب اسے اوپر چھت پہ سونے سے خوف محسوس ہونے لگا تھا۔۔۔۔۔۔

اس رات وہ بار بار ہوا سے ہونے والی آہٹ سے بھی اٹھ رہی تھی۔۔۔۔ عجیب ہی خوف تھا جو اسے گھیرے ہوئے تھا۔۔۔۔ پر وہ کہیں نہ کہیں متجسس بھی تھی کہ وہ دیکھے آخر کون آدھی رات کو آکر یہ سب رکھ کر چلا جاتا ہے۔۔۔۔۔ وہ آنکھیں موندے پڑی تھی۔۔۔۔۔ رات موم کی طرح پگھلتی جا رہی تھی۔۔۔۔ ٹھنڈی ہوا سی چل رہی تھی۔۔۔۔ گھپ اندھیرے میں تاروں کی چمک تھی۔۔۔۔۔ آج چاند آسمان پہ موجود نہ تھا۔۔۔۔۔ کیرت کا دل بری طرح سے دھڑک رہا تھا۔۔۔۔۔ اس نے زرا سی آنکھیں کھول کر چھت پہ دیکھا۔۔۔۔۔ پر ابھی چھت پہ اسکے علاوہ کوئی بھی نہیں تھا۔۔۔۔ اس نے دوبارہ آنکھیں بند کر لیں۔۔۔۔

For more visit: https://exponovels.com/ mailto:exponovels@gmail.com

اسے ابھی آنکھیں بند کیے کچھ دیر ہی ہوئی تھی کہ اسے اپنے قریب۔۔۔۔۔۔ بہت قریب۔۔۔۔۔ کسی کے ہونے کا احساس ہوا۔۔۔۔۔ کیرت کا دل ڈوب گیا۔۔۔۔۔۔ وہ جو کوئی بھی تھا۔۔۔۔ آگیا تھا

کیرت نے آنکھیں نہ کھولیں۔۔۔۔۔ کسی کی نظریں کیرت کو اپنے چہرے پہ جمی محسوس ہورہی تھیں۔۔۔۔۔ پر اسکی ہمت نہ ہوئی کہ وہ آنکھیں کھول کر شور ہی مچا دے۔۔۔۔۔۔۔ وہ چپ لیٹی رہی۔۔۔۔۔ بغیر کسی حرکت کے۔۔۔۔ تب اسکی سماعت سے گھمبیر لہجہ ٹکرایا۔۔۔۔۔

مجھے پتہ ہے تم اٹھی ہوئی ہو"۔۔۔۔۔۔ کیرت کی جان نکل گئی۔۔۔۔۔ اس نے آہستگی سے آنکھیں کھولیں۔۔۔۔۔ وہ سرہانے کھڑا تھا۔۔۔۔ سیاہ ریشمی لبادے میں، ہڈ سر پہ تھا، کالے بالے ماتھے

پہ بکھرے تھے۔۔۔۔۔ چہرے پہ کالا ماسک تھا۔۔۔۔۔ آنکھوں کی پتلیاں کالی اور چمکیلی تھیں۔۔۔۔ ہاتھوں میں گلوز پہنے وہ کیرت کو دیکھ رہا تھا۔۔۔۔۔ کیرت کا اسے دیکھ کر تنفس تیز ہوگیا۔۔۔۔۔ اس نے چیخنے کے لیے منہ کھولا۔۔۔۔ پر اسکے حلق سے آواز نہ نکلی۔۔۔۔۔۔ ہڈ والے کا ہاتھ اسکے منہ پہ تھا۔۔۔۔

چیخنا مت۔۔۔۔۔کوئی فائدہ نہیں ہوگا۔۔۔۔۔کسی کے بھی آنے سے پہلے میں یہاں سے دور چلا جاؤں گا"۔۔۔۔۔۔وہ کیرت کے قریب تھا۔۔۔اسکی آنکھوں میں آنکھیں ڈالے وہ بھوری کانپتی پتلیوں کی لرزش دیکھ رہا تھا۔۔۔۔۔ہڈوالے کی آنکھیں پرسکون تھیں۔۔۔۔۔جیسے کیرت کو دیکھ کر ان آنکھوں کو ٹھنڈک مل رہی ہو۔۔۔۔۔چھت پہ ہوا تیز چلنے لگی تھی۔۔۔۔۔اسکا پہنا لبادہ ہوا سے اڑاڑ جا رہا تھا۔۔۔۔۔کیرت شل تھی۔۔۔۔۔پر جب وہ سنبھلی تو اسنے اسکا ہاتھ اپنے منہ سے ہٹانا چاہا۔۔۔۔۔۔

میں ہٹا لیتا ہوں ہاتھ پر وعدہ کرو چیخوگی نہیں"۔۔۔؟؟؟وہ ویسے ہی پرسکون لہجے سے بول رہا تھا۔۔۔۔۔کیرت بے بسی سے اسے دیکھنے لگی۔۔۔۔۔پھر اسکی آنکھوں سے آنسوں گرنے لگے۔۔۔۔۔ہڈوالا گھبرا گیا۔۔۔۔۔

اچھا۔۔۔اچھا۔۔۔ٹھیک ہے میں ہاتھ ہٹا رہا ہوں۔۔۔۔۔پر رونا مت"۔۔۔۔اس نے یہ کہہ کر ہاتھ ہٹا لیا اور کیرت سے دور ہو گیا۔۔۔۔۔۔۔۔کیرت فوراً چارپائی سے اٹھی اور دیوار سے لگ کر کھڑی ہو گئی۔۔۔۔۔

میں تمہیں یہاں ڈرانے نہیں آیا"۔۔۔۔۔وہ بولتا قدم اٹھنے لگا۔۔۔۔اسکے قدم اٹھتے ہی کیرت دیوار سے اور چپک گئی۔۔۔۔اسکے قدم وہیں رک گئے۔۔۔۔ہوا سے لبادہ ویسے ہی اڑ رہا تھا۔۔۔۔۔

For more visit: https://exponovels.com/ mailto:exponovels@gmail.com

ک۔۔۔کو۔۔۔کون ہو تم"۔۔۔۔؟؟اب کی بار کیرت نے ہمت کر کے"

سوال کر لیا۔۔۔۔۔آواز بھرائی ہوئی تھی۔۔۔۔۔کالی آنکھوں والے کی آنکھیں چمکیں۔۔۔۔۔اس نے ہاتھ سینے پہ باندھ لیے۔۔۔۔

میں"۔۔۔؟؟اسنے سینے پہ انگلی رکھ کر پوچھا۔۔۔۔کیرت کے آنسوں بہہ کر اسکے گالوں پہ آ گئے تھے۔۔۔۔۔کیرت نے جواب نہ دیا تو وہ بولا۔۔۔۔۔

اپنا بارے میں بتانے سے پہلے میں تمہیں یہ بتانا چاہوں گا کہ تم میرے لیے کیا ہو"۔۔۔۔۔وہ اتنا کہہ کر خاموش ہوا۔۔۔۔کیرت دم سادھے اسے سن رہی تھی۔۔۔۔ہڈوالا پھر بولنے لگا۔۔۔۔

تم میرا"چاند"ہو۔۔۔۔۔۔اور جانتی ہو چاند کے لیے راتوں کو کون سفر کرتا ہے"۔۔۔۔؟؟اسکا لہجہ سوالیہ تھا۔۔۔۔۔کیرت آنکھیں پھاڑے بس اسے دیکھ رہی تھی۔۔۔۔آنسوں جو آنکھوں سے نکلے تھے۔۔۔۔ایک لکیر کی صورت سوکھ گئے تھے۔۔۔۔آنکھیں بھیگی ہوئی تھیں۔۔۔پر آنسوں اب نہیں نکل رہے تھے۔۔۔۔۔کیرت کے جواب نہ دینے پہ اس نے اپنی بات مکمل کی۔۔۔

چاند کے پاس راتوں کو سفر چکور کرتا ہے۔۔۔۔۔وہ پوری رات چاند کے پاس جانے "
کی کوشش کرتا ہے۔۔۔۔کیونکہ وہ چاند کا دیوانہ ہوتا ہے جیسے میں تمہارا
ہوں"۔۔۔۔۔وہ یہ کہہ کر اچانک ہی پلٹ گیا۔۔۔۔۔۔پھر منڈیر تک جا کر رکا۔۔۔۔
میں کل پھر آؤں گا۔۔۔۔۔اور اب ہر اس جگہ آؤں گا جہاں تم جاؤ گی۔۔۔۔۔یاد"
رکھنا"۔۔۔۔۔۔وہ بغیر کیرت کی طرف رخ کیے کہہ کر منڈیر ٹاپ گیا تھا۔۔۔۔کسی بلی کی
طرح وہ دیواروں پہ چڑھتا۔۔۔۔پھلانگتا بہت دور نکل گیا تھا۔۔۔۔۔کیرت ساکت سی
وہیں دیوار سے لگی کھڑی تھی۔۔۔۔۔وہ تھا کون۔۔۔؟ جو یوں محبت کا اظہار کر گیا
تھا۔۔۔۔۔کیرت مریل قدموں سے چارپائی تک آئی۔۔۔۔وہاں پھول اور چاکلیٹ رکھی
تھی جن میں ایک

پرچی بھی تھی۔۔۔۔۔۔۔کیرت نے انہیں اٹھایا۔۔۔۔۔پرچی کھولی۔۔۔۔
"اپنے چاند کا چکور"

ایک کونے میں اتنا ہی لکھا تھا۔۔۔۔کیرت خوف زدہ سی دور پھیلی چھتوں کو دیکھنے لگی۔۔۔۔جہاں سے ابھی چکور گیا تھا۔۔۔۔۔۔وہ کیرت کی نیندیں بھی چرا لے گیا تھا۔۔۔۔۔

&&&&&&&&&_____

&&&&&&&&&&&&&&&&&&&&&&&&&&&&&&&&&___

_____

لاہور کو سورج نے روشنیوں کی نوید بخشی تھی۔۔۔۔نیلا آسمان آج صاف تھا۔۔۔۔نیم کا درخت بادِ صبا سے جھوم رہا تھا۔۔۔۔صحن خاموش تھا۔۔۔۔پر بڑے کمرے سے نعتوں کی آوازیں آرہی تھیں۔۔۔۔کیرت کی امی کچن میں آٹا گوندھ رہی تھیں۔۔۔۔۔سورج آہستہ آہستہ انکے صحن کے اوپر آرہا تھا۔۔۔۔۔

علیزہ الارم کی آواز سے اٹھ گئی تھی۔۔۔۔تیار ہو کر ناشتہ کیا پھر ابو کے ساتھ کالج چلی گئی۔۔۔۔۔ابو بھی دکان پہ چلے گئے تھے۔۔۔۔کیرت ابھی تک نیچے نہیں آئی تھی۔۔۔۔۔

خوب چھوٹ دے رہے ہو تم سب اس کمینی کو۔۔۔۔اچھی بھلی"

پہلے تڑکے) صبح سویرے (تڑکے اٹھ جاوے تھی۔۔۔۔ پر اب دن چڑھے تک۔۔۔ لاش کی طرح پڑی رہ وے ہے۔۔۔۔ ہائے میں کہوں پوری رات وہ کرے کیا ہے جو صبح آنکھ کھلنے میں اتنی دیر ہوجاوے ہے"۔۔۔۔؟؟؟ دادی کیرت کو کوس رہی تھیں۔۔۔۔ کچن سمیٹتی امی کو بھی انکی بات پہ پریشانی ہوئی تو وہ اوپر جانے لگیں۔۔۔ پر صحن میں ہی رک گئیں۔۔۔۔ کیرت زینوں سے اترتی آرہی تھی۔۔۔۔ وہ بڑے کھوئے ہوئے قدموں سے چلتی امی کے پاس آگئی تھی۔۔۔۔

تمہاری طبیعت تو ٹھیک ہے نا"۔۔۔۔؟؟ امی نے فکر سے پوچھا۔۔۔۔۔۔ پر وہ اپنی ہی" دھن میں چلتی آگے نکل گئی۔۔۔۔ اسکی امی کو جھٹکا لگا۔۔۔۔

کیرت"۔۔۔؟؟ وہ اب کی بار بلند آواز میں بولی تھیں۔۔۔۔ کیرت چونک کر پلٹی۔۔۔۔"

ج۔۔۔ جی امی"۔۔۔۔؟؟؟"

کیا ہوا کیرت تمہاری طبیعت خراب لگ رہی ہے"۔۔۔۔؟ امی اسکے پاس" آگئیں۔۔۔۔ کیرت کے ذہن میں پھر سے وہ ہڈوالا گھومنے لگا۔۔۔۔ اسکی باتوں کی بازگشت پھر سے اسکی سماعتوں سے ٹکرانے لگی۔۔۔۔ اسنے بڑی مشکل سے خود پہ قابو کیا۔۔۔۔

میں ٹھیک ہوں امی۔۔۔۔۔بس آج انٹرویو ہے نا اس لیے تھوڑی پریشانی ہو رہی ہے"۔۔۔۔۔کیرت نے اپنی طرف سے بات بنائی۔۔۔۔انٹرویو تو تھا اسکا پر اسے اسکی پریشانی نہیں تھی۔۔۔۔کل جب انٹرویو کے لیے کال آئی تھی وہ تب سے پر سکون تھی۔۔۔۔پر رات اس شخص کو دیکھ کر وہ بری طرح سے مضطرب ہو گئی تھی۔۔۔۔پتہ نہیں وہ کون تھا جو اپنا نام چکور بتا رہا

تھا۔۔۔۔۔کیرت کا ذہن ایک بار پھر چکور کی طرف لگنے لگا تھا۔۔۔۔۔کہ امی بول پڑیں۔۔۔

پریشانی کیسی۔؟ دیکھنا سب اچھا ہو گا"۔۔۔۔وہ زبردستی سا مسکرا کر فریش ہونے چلی گئی۔۔۔۔۔پورا سورا سا ناشتہ کر کے وہ آفس کے لیے تیار ہو گئی۔۔۔۔

اورنج گھٹنوں تک آتی قمیص کے ساتھ وائٹ کھلے پائنچوں والا ٹراؤزر اور سفید شفون کا دوپٹہ جو اسنے سر پہ لیا ہوا تھا۔۔۔۔بھوری غزال آنکھوں میں کاجل کی دھار۔۔۔۔ہلکا لپ گلوز لگا کر اس نے اپنے کالے لمبے بولوں کو چٹیا میں گوندھا۔۔۔۔۔پف کی صورت کٹی لٹوں کو اس نے پنوں سے سر پہ جما لیا تھا۔۔۔۔اسٹریپس والے سفید چپٹے تلے والے سینڈلز پہن

کر اس نے اپنا تیز بھرے رنگ کا پرس کاندھے پہ لٹکایا کالی چادر لپیٹی۔۔۔۔اور گھر سے نکل گئی۔۔۔۔۔

_____&&&&&&&&

&&&&&&&&&&&&&&&&&&&&&&_____

_____

اس کیفے میں دوپہرے کے وقت کافی رش لگا تھا۔۔۔۔۔لوگ ٹیبلز پہ بیٹھے اپنی کافی اور سنیکس سے لطف اندوز ہو رہے تھے کیفے میں کافی بینز سحر انگیز خوشبو پھیلی تھی۔۔۔۔کیفے میں لگیں انہیں ٹیبلز میں سے ایک پہ علیزہ اپنے مخصوص کالج کے یونیفارم میں ملبوس بیٹھی تھی۔۔۔۔چہرے پہ غصہ سا تھا۔۔۔۔بالوں کی چٹیا کاندھو پہ ڈالی ہوئی تھی۔۔۔۔اور کالج کا دوپٹہ گلے میں تھا۔۔۔۔۔

اچھا اب ناراض مت ہو۔۔۔۔اب دوبارہ نہیں کہوں گا ملنے کا"۔۔۔۔۔"

سامنے بیٹھے ایش نے سنجیدگی سے کہا تو علیزہ نے سر جھٹکا۔۔۔

تمہیں کیا پتہ کتنی مشکل سے آتی ہوں میں تم سے ملنے۔۔۔۔اور پھر جب میں منع کرتی ہوں" تو تم ناراض ہونے کی دھمکیاں دیتے ہو۔۔۔دیکھو ایش میں ہر روز تم سے ملنے کالج سے

فرار نہیں سکتی۔۔۔ گھر پتہ چل گیا تو میری قبر بن جائے گی"۔۔۔۔۔ وہ خفگی سے بول رہی تھی۔۔۔۔ ایش نے میز پہ رکھے اسکے مرمریں ہاتھ تھام لیے۔۔۔۔

اچھا اب نہیں بلاؤں گا۔۔۔۔۔۔ نہ یہ کہوں گا کہ نہ آئیں تو ناراض ہوجاؤں گا۔۔۔۔۔ پر" میرا ایک کام کردو"۔۔۔۔۔ علیزہ نے سوالیہ نظروں سے اسے دیکھا۔۔۔ ایش کے لبوں پہ مسکراہٹ در آئی۔۔۔

میرے اس دل کو سمجھا دو۔۔۔ یہ بہت ضدی ہے۔۔۔ مانتا ہی نہیں۔۔۔۔۔ یہ مجھے" مجبور کرتا ہے۔۔۔۔۔ ورنہ سچی میں تمہیں پریشان نہیں کرنا چاہتا"۔۔۔۔۔۔ نیلی ٹی شرٹ اور آسمانی جینز کی پینٹ پہنے وہ علیزہ کو دیکھ رہا تھا۔۔۔ اسکے مضبوط ہاتھ میں ابھی تک علیزہ کا ہاتھ تھا۔۔۔ اسکے بال ہمیشہ کی طرح چھوٹے فوجی کٹنگ میں کٹے تھے۔۔۔۔ آنکھیں شریر تھیں۔۔۔۔ علیزہ اسکی بات پہ جھینپ گئی۔۔۔۔۔ اس نے اپنا ہاتھ چھڑایا۔۔۔۔۔ اور نظریں جھکا کر بیٹھ گئی۔۔۔۔ ایش کچھ دیر اسے دیکھتا رہا پھر بولا۔۔۔

تمہیں پتہ ہے علیزہ تم بہت خوبصورت ہو۔۔۔ جب میں تمہیں ایک بار دیکھتا ہوں تو" دل کرتا ہے دیکھتا رہوں۔۔۔ میں نے آج تک کسی لڑکی میں اتنی اٹریکشن نہیں دیکھی

جتنی تم میں ہے۔۔۔۔۔ میرا گزارا اب تمہارے بغیر نہیں ہے"۔۔۔۔۔۔۔ ایش جذبوں سے اٹے لہجے سے بول رہا تھا۔۔۔۔ انکی مسلسل ہونے والی بات

اور ملاقاتوں نے انہیں بہت قریب کر دیا تھا۔۔۔۔۔ علیزہ پھر بھی سنبھل کر رہتی تھی۔۔۔۔۔ پر ایش دن میں کئی کئی بار اپنی محبت کا اظہار کرتا تھا۔۔۔۔ علیزہ اسکی دیوانگی پہ پھولے نہ سماتی۔۔۔۔۔۔ اسکا انتخاب غلط ثابت نہیں ہوا تھا۔۔۔۔۔

علیزہ نے نظریں اٹھا کر ایش کو دیکھا۔۔۔۔

میں جاؤں اب۔؟۔۔۔۔۔ بہت دیر ہو گئی ہے"۔۔۔۔ ایش کا منہ بن گیا۔۔۔۔۔"

ٹھیک ہے جاؤ۔۔۔۔ نہیں روکوں گا"۔۔۔۔۔ وہ کہہ کر کھڑا ہو گیا۔۔۔ علیزہ بھی اسکی" ناراضی سے محظوظ ہوتی کھڑی ہو گئی۔۔۔۔۔

اگر روکو گے تو رک جاؤں گی"۔۔۔۔۔ وہ ہنسی دبا کر بولی۔۔۔۔"

جانتا ہوں مذاق کر رہی ہو"۔۔۔۔۔ وہ خفگی سے گویا ہوا تو علیزہ نے مسکرا کر اسے" دیکھا۔۔۔۔

بہت پیارے لگتے ہو جب تمہارا یہ منہ بن جاتا ہے"۔۔۔۔۔ ایش سے مزید ناراض نہ" ہو گیا۔۔۔۔ وہ مسکرا دیا۔۔۔۔۔

میں چھوڑ دوں تمہیں"۔۔۔۔؟؟ علیزہ نے ناں میں سر ہلایا۔۔"
نہیں تمہیں نہیں پتہ ہمارے محلے والے بہت ذلیل لوگ ہیں کسی نے مجھے تمہارے ساتھ"
دیکھ لیا تو ڈھول لے کر گائیں گے اس لیے میں خود چلی جاؤں گی"۔۔۔۔۔۔ ایش نے
سمجھنے والے انداز سے سر ہلا دیا اور علیزہ کے ہمراہ کیفے سے باہر نکل گیا۔۔۔۔۔
&&&&&&&&&&_____
&&&&&&&&&&&&&&&&&&&&&&&&&&&&&&&&&&&&_
_____

عمارت کے شیشے دھوپ سے انگارے کی مانند جل رہے تھے۔۔۔۔۔

چمکتا سورج بے رحمی سے ضامن کے آفس کی عمارت کے عین سر پہ کھڑا تھا۔۔۔۔۔ پر
اندر چلتے ائیر کنڈیشنز اسٹاف کو گرمی سے محفوظ کیے ہوئے تھے۔۔۔۔
وہ اس وقت ضامن کے کیبن میں بیٹھی تھی۔۔۔۔۔ آنکھوں میں بھرے استعجاب سے وہ
سبز مائل آنکھوں والے کو دیکھ رہی تھی۔۔۔۔۔ عام آفسرز کے باس سے وہ بالکل
مختلف دکھائی دیتا تھا۔۔۔۔ کم عمر، وجیہہ، نک چڑھا، مغرور اور بیزار سا۔۔۔۔۔ بلیک جینز
کی پینٹ پہ تیز سبز ٹی شرٹ اور اس پہ کالی سلیولیس جیکٹ پہنے وہ پاور چئیر سنبھالے ہوئے

تھا۔۔۔۔ سبز مائل آنکھیں سامنے رکھی سی وی پہ جمی تھیں۔۔۔۔ بال جیل سے گوندھ کر انکا پف بنایا ہوا تھا۔۔۔۔ ہلکی شیو فرنچ کٹ میں ڈھلی تھی۔۔۔۔۔

کیرت یک ٹک اسے دیکھ رہی تھی۔۔۔۔ اسکی امید کسی ادھیڑ عمر رسیدہ باس کی تھی۔۔۔۔ ایک ایسا باس جو موٹے چشمہ لگا کر بیٹھا ہوگا۔۔۔۔۔ بات بات پہ رکے گا۔۔۔۔ سانس لے گا۔۔۔۔۔ پھر اپنی سانس بحال ہونے پہ دوبارہ بات جاری کرے گا۔۔۔۔۔ سفید بالوں اور کمزور نظر والا باس۔۔۔۔۔۔ کیرت نے اپنے دماغ میں جو باس کا سانچہ تیار کیا تھا۔۔۔۔۔ وہ سب دھرا کا دھرا رہ گیا۔۔۔۔۔ کیبن میں جب داخل ہوئی اس وقت ضامن پاور چئیر دوسری جانب کیے بیٹھا تھا۔۔۔۔ قدِ آدم کھڑکی پہ فولڈرز گرے تھے۔۔۔۔ کیرت کی اجازت طلب آواز پہ وہ پلٹا تھا۔۔۔۔۔ اور پلٹ کر سامنے والی بھوری آنکھوں والی کو مبہوت کر گیا تھا۔۔۔۔۔ سحر کے حصار میں وہ چلتی سامنے کرسی پہ ڈھے گئی۔۔۔۔۔ بے دھیانی میں سی وی نکالی۔۔۔۔۔ اور سامنے میز پہ رکھ دی۔۔۔۔۔ وہ سی وی دیکھ رہا تھا۔۔۔۔ اور کیرت اسے۔۔۔۔۔

تو آپ پہلے بھی جاب کر چکی ہیں کچھ آفسز میں"۔۔۔۔؟ اسکا انداز بالکل پرفیشنل" تھا۔۔۔۔۔ لہجہ اردو بولنے پہ بھی اس بات کی چغلی کر رہا تھا کہ سامنے والے کو انگریزی لب

ولہجے پہ بھی مکمل دسترس حاصل ہے۔۔۔۔۔۔کیرت نے بمشکل اس پہ سے نظریں ہٹائیں۔۔۔۔۔انہیں جھکا لیا۔۔۔۔۔

"جی"۔۔۔۔مختصر جواب دیا۔۔۔۔۔ضامن نے نظریں اٹھا کر اسے گھورا۔۔۔۔۔پھر بولا۔۔۔

"نظریں اوپر کریں"۔۔۔کیرت کا دل ایک ایک سیڑھی سے اترتا ڈوب رہا تھا۔۔۔۔چلمن سی پلکیں اٹھا کر بھوری آنکھوں نے سبز مائل آنکھوں والے کو دیکھا۔۔۔۔۔

"آپ کا انٹرویو ہو رہا ہے۔۔۔۔۔آپ کو پراعتمادی سے بیٹھنا چاہیے"۔۔۔۔۔وہ سنجیدگی بھری نرمی سے بولا تو کیرت نے ہلکا سا سر کو خم دیا۔۔۔۔خود پہ دوبارہ قابو کیا۔۔۔ضامن اس سے اب چند دوسرے سوال کر رہا تھا۔۔۔۔۔کیرت ترکی بہ ترکی جواب دے رہی تھی۔۔۔۔۔اس نے ضامن کی بات مان لی تھی۔۔۔۔۔اب وہ پراعتماد تھی۔۔۔۔۔

"صحیح ہے آپ کل سے آجائیے گا"۔۔۔۔۔۔سی وی کو کیرت کی طرف کرتے وہ بیک سے پشت ٹکا کر بیٹھ گیا۔۔۔۔۔پھر بولا۔۔۔

نوکری کی نوعیت اور سیلری وغیرہ کا آپکو وسیم صاحب میرے منیجر بتا دیں گے آپ"
اب جا سکتی ہیں"۔۔۔۔۔یہ کہہ کر اس نے جیب سے موبائل نکالا اور نمبر ڈائل کرنے
لگا۔۔۔۔کیرت نے اپنی سی وی اٹھائی اور ہلکی مسکراہٹ سے سر کو خم دے کر وہ کیبن
سے نکل گئی۔۔۔۔۔

ضامن نے فون کان سے لگا لیا تھا۔۔۔۔وہ شاید کسی کو کال کر رہا تھا۔۔۔۔۔دوسری
بیل پہ کال اٹھا لی گئی تھی۔۔۔۔

میں ضامن جعفر بات کر رہا ہوں میں پہلے بھی آپ کے اسکول آیا تھا۔۔۔۔مجھے پرنسپل"
ثانیہ کا مکمل پتہ چاہیے۔۔۔۔جتنی جلدی ہو سکے"۔۔۔۔۔وہ حکمی انداز سے بول رہا
تھا۔۔۔۔اس اسکول پہ اسکے ڈیڈ کے بہت سے احسانات تھے۔۔۔۔تبھی وہ یوں
تمکینت سے بات کر رہا تھا۔۔۔۔دوسری جانب کا جواب سن کر اس نے نفی میں گردن
ہلائی۔۔۔۔

نہیں نہیں۔۔۔۔دو ہفتے نہیں۔۔۔۔اتنا وقت آپ لوگ کیوں لے رہے"
ہیں۔۔۔۔ایک ایڈیس ہی معلوم کرنا ہے"۔۔۔۔اب کی بار وہ رکھائی سے بولا
تھا۔۔۔۔

ٹھیک۔۔۔۔ ٹھیک ہے۔۔۔۔ پر مجھے ایک ہفتے سے بھی پہلے ایڈریس "
چاہیے"۔۔۔۔ ناگوار سے سر جھٹک کر اس نے کال کاٹ دی۔۔۔۔۔ پھر وہ جیب میں
موبائل رکھ کر کھڑا ہو گیا۔۔۔۔۔ کھڑکی سے فولڈرز ہٹا کر باہر بہتی ٹریفک دیکھنے
لگا۔۔۔۔۔ ٹریفک سے نظر وہ دور پھیلے لاہور پہ لے گیا۔۔۔۔۔۔ دھوپ کی کرنیں
آفس میں داخل ہو گئی تھیں۔۔۔۔ ضامن پورا دھوپ میں نہا گیا تھا۔۔۔۔۔ پر وہ بے نیاز
سا کھڑا رہا۔۔۔۔۔
مجھے اگر لاہور کا ایک ایک گھر بھی چھاننا پڑ گیا تو میں وہ بھی کر گزروں گا۔۔۔۔۔ پر تمہیں "
پریشے کہیں سے بھی ڈھونڈ نکال لوں گا۔۔۔۔۔ میں نے دس سال محبت کا روگ پالا
ہے۔۔۔۔۔ اب محبوب نہ ملا تو محبت کو اس شہر سمیت آگ لگا دوں گا"۔۔۔۔۔۔
وہ دور پھیلے شہر کو دیکھتا زیرِ لب بول رہا تھا۔۔۔۔۔ شہر نے ضامن کو ناگواری سے
دیکھا۔۔۔۔۔ پر وہ فولڈرز دوبارہ گراتا چئیر پہ بیٹھ گیا تھا۔۔۔۔۔ کرنوں کا راستہ ایک بار
پھر رک گیا تھا۔۔۔۔۔

شہرِ یاراں۔۔۔۔۔ شہرِ یارم۔۔۔۔۔ شہرِ دل۔۔۔۔۔ شہرِ حُب۔۔۔۔ تاروں سے سجا
آسمان سر پہ لیے کھڑا تھا۔۔۔۔۔ چاند نکل گیا تھا آج۔۔۔۔۔۔ ماحول خوشگوار

تھا۔۔۔۔۔ پر اس کے لیے نہیں جو ڈری ڈری سی چھت پہ بیٹھی تھی۔۔۔۔۔ رات ہو گئی۔۔۔۔۔ کیا وہ آج بھی آئے گا۔۔۔؟

ایک پل کے لیے اس نے سوچا کہ آج نیچے ہی سو جائے گی۔۔۔۔۔ اپنے کمرے میں اپنے بیڈ پہ۔۔۔۔۔

پر۔۔۔۔۔ پر اگر وہ نیچے بھی آ گیا تو۔۔۔۔؟ کسی نے دیکھ لیا تو۔۔۔؟ اگر دادی نے دیکھ لیا تو سینہ پیٹ پیٹ کر کہیں گی۔۔۔۔

ہائے اللہ میں تو کہوں تھی یہ چھنال لونڈے پھانستی پھرے "

ہے۔۔۔۔۔ تبھی۔۔۔۔ تبھی تو چھڑے چھانٹ دیورایں پھلانگ کے گھر گھنسے ہیں۔۔۔۔۔ وہ بھی آدھی رین) رات (کو۔۔۔۔۔ ہائے۔۔۔۔ ہائے۔۔۔۔ انور مبارک ہو تیری کالو نے تیری دو دن کی چھوٹ کو بہت اچھے طریقے سے تیرے منہ پہ چھتر کی طرح دے ماری۔۔۔۔۔ لے اب لے مزے۔۔۔۔ اور بھیج بھروسے کا سبق پڑھا کر اس نیچ کو باہر۔۔۔۔۔ لے آئی نا دھگڑے) یار (گھر تک "۔۔۔۔۔۔

دادی کی متوقع باتوں کو سوچتی وہ چھت پہ آ گئی۔۔۔۔

نیچے ذلیل ہو کر مرنے سے بہتر ہے اوپر اس چھلاوے کے "

سامنے ہاتھ جوڑلوں۔۔۔۔کہ مجھے معاف کرے۔۔۔۔کسی اور کی زندگی عذاب بنائے۔۔۔۔میری تو پہلے ہی ماشاءاللہ سے جہنم کا نچلا درج ہے"۔۔۔۔۔کیرت خود کلامی کرتی چارپائی کو دیوار سے لگا کر اس پہ بیٹھی۔۔۔اور کمر دیوار سے ٹکا لی۔۔۔۔۔درود شریف پڑھنے لگی۔۔۔۔آسمان پہ کھڑا قمر) چاند (اسکی حالت سے محظوظ ہو رہا تھا۔۔۔۔۔۔

رات آہستہ آہستہ ڈھل رہی تھی۔۔۔۔۔لاہور کی روشنیاں بجھ رہی تھیں۔۔۔۔۔اندھیرا اپنے پنجے گاڑھ رہا تھا۔۔۔۔۔کیرت کی بیٹھے بیٹھے کب آنکھ لگ گئی اسے احساس ہی نہ ہوا۔۔۔۔۔

بغیر آہٹ کے کوئی چارپائی کے قریب، بالکل کیرت کے سامنے آ کھڑا ہوا تھا۔۔۔۔۔کالی آنکھوں کے پاس کی جلد سکوڑ سی گئی تھی۔۔۔۔وہ شاید مسکرا رہا تھا۔۔۔۔آج بھی وہ ٹخنوں تک آتے کالے لبادے میں ملبوس تھا۔۔۔۔۔ہاتھوں میں دستانے۔۔۔سر پہ ہڈ۔۔۔چہرے پہ ماسک اور اسکی کشادہ جبین) ماتھا (پہ اسکے کالے بال پڑے تھے۔۔۔۔

اس نے لبادے سے پھول اور چاکلیٹ نکالا کر کیرت کے سرہانے رکھی۔۔۔۔۔

میرا انتظار کر رہی تھیں"۔۔۔۔؟؟ اسنے کیرت کے سامنے چٹکی بجائی۔۔۔۔ کیرت" ہڑابڑا سی گئی۔۔۔۔ آنکھوں کے سامنے کالے بھوت نما شخص کو دیکھ کر ایک پل کو تو اسکی جان حلق میں آ گئی۔۔۔۔ چیخ نکلتی نکلتی رہ گئی۔۔۔۔۔ دل بند ہو جانے کو تھا۔۔۔۔۔

میں نے پوچھا۔۔۔۔ حضور میرے انتظار میں تھے"۔۔۔۔؟؟ وہ شگفتگی سے گویا" ہوا۔۔۔۔۔ کیرت کو اسکی یہ شگفتگی زہر لگی۔۔۔۔۔ غصہ انگ انگ میں دوڑ گیا۔۔۔۔۔ جو تنفس کل ڈر سے پھول رہا تھا آج غصے سے پھولنے لگا۔۔۔۔۔ دوپٹہ درست کرتی

وہ ہڈوالے کو گھورتی کھڑی ہو گئی۔۔۔۔۔ ہڈوالا دلچسپی سے اسے دیکھ رہا تھا۔۔۔۔۔ کون ہو تم اور کیوں آتے ہو میرے گھر"۔۔۔۔؟؟ وہ درشتی سے بولی تھی۔۔۔۔۔ چکور" نے سینے پہ ہاتھ باندھ لیے۔۔۔۔

چکور چاند پانا چاہتا ہے۔۔۔۔۔ بتاؤ ملے گا اسے چاند"۔۔۔؟؟ وہ پرسکون لہجے میں" بولا۔۔۔۔ کیرت کی درشتی غصہ سب نظر انداز کر گیا تھا۔۔۔۔۔ کیرت جھنجھلائی۔۔۔۔ دیکھو مجھے تنگ مت کرو۔۔۔۔۔ میری زندگی پہلے ہی عذاب ہے"۔۔۔۔۔۔۔۔"

میں جانتا ہوں۔۔۔۔۔ تمہاری دادی بہت بری ہیں۔۔۔۔ اتنی تیز اور بدزبان ہیں کہ اللہ بچائے۔۔۔۔۔ اور تمہاری وہ دو بہنیں بھی انکی ٹوکاپی ہیں۔۔۔۔۔ بہرحال اب ابو امی کا رویہ تم سے بہتر ہے"۔۔۔۔ اسکے الفاظ تھے کہ کیا۔۔۔۔ کیرت کو بے جان کر گئے۔۔۔۔۔ وہ کیرت کے بارے میں ایک ایک بات جانتا تھا۔۔۔۔۔ اسکا سر چکرا گیا۔۔۔۔۔

ت۔۔۔ تم۔۔۔۔ تم ہو کون"۔۔۔۔؟؟ کیرت نے چکراتے سر سے بدقت پوچھا تھا۔۔۔۔۔

بتایا تو چکور ہوں۔۔۔۔۔ اب یہ بتاؤ میرا انتظار کر رہی تھیں"۔۔۔۔؟؟؟ اسکی لہجے میں دلچسپی در آئی تھی۔۔۔۔ آنکھوں کی چمک بڑھ گئی۔۔۔۔ کیرت کو اپنا آپ ایک بار پھر بے بس محسوس ہوا۔۔۔۔۔ اس نے بغیر وقت ضائع کیے ہاتھ جوڑ لیے۔۔۔۔

دیکھو بھائی مجھے پریشان نہ کرو"۔۔۔۔۔ کیرت ابھی کچھ اور کہتی کہ وہ چلایا۔۔۔"

چپ"۔۔۔۔ کیرت نے فوراً منہ پہ ہاتھ رکھ لیا۔۔۔۔۔ وہ غصے سے آگے بڑھا۔۔۔۔"

میں تمہارا بھائی وائی نہیں ہوں۔۔۔۔۔ آدھی رات کو چھتیں ٹاپ کر میں یہ بہنا پا قائم کرنے نہیں آتا۔۔۔۔۔ خبردار جو مجھے آئندہ

بھائی کہا تو۔۔۔۔ ورنہ تمہیں ساتھ لے جاؤں گا سمجھیں"۔۔۔۔؟؟ وہ کیرت کی آنکھوں میں آنکھیں ڈال کر بڑی بے رحمی اور رکھائی سے بولا تھا۔۔۔۔ کیرت نے جلدی سے سر اثبات میں ہلایا تو وہ اس سے دور ہوگیا۔۔۔۔ کیرت نے تھوک نگلا۔۔۔۔

مجھ پہ مہربانی کرو مت آیا کرو کسی کو پتہ چل گیا تو میں پورے محلے میں رسوا ہوجاؤں" گی"۔۔۔۔۔؟ وہ التجا کرنے لگی۔۔۔۔

تمہارے رسوا ہونے سے پہلے میں تمہیں اپنا بنالوں گا۔۔۔۔۔ مہربان تم" بنو۔۔۔۔۔ مہربانی تم کرو۔۔۔۔ سونپ دو اپنا آپ مجھے۔۔۔۔۔ میں بھی خوش نصیب بننا چاہتوں۔۔۔۔ تمہیں چاہ کر۔۔۔۔ تمہیں پاکر"۔۔۔۔۔ کیرت کو سمجھ نہ آئی کہ اب وہ اور کیا کہے۔۔۔۔؟

وہ کچھ دیر اسے دیکھتا رہا۔۔۔۔۔ پھر جانے کے لیے پلٹ گیا۔۔۔۔۔ منڈیر کے پاس جا کر رکا۔۔۔۔۔ اپنا رخ کیرت کی طرف کیا۔۔۔۔

میری بات پہ توجہ دینا۔۔۔۔ میں تمہیں اپنانا چاہتا ہوں۔۔۔۔ تم اور میں ایک" دوسرے کے لیے بنے ہیں"۔۔۔۔ اتنا کہہ کر رکا کیرت کے پریشان چہرے کو دیکھا۔۔۔۔۔

چاکلیٹ کھالیا کرو۔۔۔۔الماری میں مت رکھا کرو"۔۔۔۔۔۔وہ کہہ کر منڈیر پھلانگ گیا۔۔۔۔۔اور ادھیروں میں گم ہوگیا۔۔۔۔۔کیرت اسکی آخری بات پہ ہل کر رہ گئی۔۔۔۔۔اسے کیسے پتہ چلا کہ کیرت چاکلیٹ الماری میں رکھ رہی ہے۔۔۔۔کھاتی نہیں۔۔۔۔۔الماری کو تو تالا لگا ہوتا تھا۔۔۔۔۔کیرت چارپائی پہ بیٹھنے کی بجائے کمرے میں بھاگی۔۔۔۔۔تالا چیک کیا۔۔۔۔لگا ہوا تھا۔۔۔۔۔۔چابیاں بھی اسی جگہ رکھی تھیں۔۔۔۔جہاں ہمیشہ سے رکھی ہوتی تھیں۔۔۔۔اور اس جگہ کوئی گھس بھی نہیں سکتا تھا۔۔۔۔۔پر پھر وہ کیسے۔۔۔؟؟

کیرت واپس آکر چارپائی پہ اپنا سر پکڑ کر بیٹھ گئی۔۔۔۔۔۔اسے اب کوئی چاہنے لگا تھا تو بھی وہ پریشان ہو رہی تھی۔۔۔۔۔"ناشکری کہیں کی ہونہہ"۔۔۔چاند اور تاروں نے یک زباں ہو کر کہا تھا۔۔۔۔۔

&&&&&&&&&&&&_____
&&&&&&&&&&&&&&&&&&&&&&&&&&&&&&&&&&&&_____
_____

اسکا آفس کا پہلا دن بہت اچھا رہا۔۔۔۔۔وسیم صاحب نے اسے نوکری کی نوعیت اور اسکی سیلری بتا دی تھی۔۔۔۔۔سیلری بھی بہت اچھی تھی۔۔۔۔۔وہ ضامن کی پرسنل

سیکرٹری تھی۔۔۔۔۔اور پرسنل سیکرٹری کا مطلب ہر وقت ضامن کے ساتھ ساتھ رہنا۔۔۔۔اسکی ہر میٹنگ، کانفرنس، اور دیگر امور میں اسکی ہمراہی رہنا۔۔۔۔۔صبح آفس آتے ہی ضامن کو ایک مگ بلیک کافی دینی ہوتی تھی۔۔۔۔پھر اسکے اس دن کی میٹنگ کے شڈول کے بارے میں آگاہ کرنا۔۔۔۔۔فائلز چیک کرنا۔۔۔۔ضروری دستاویز پہ اس کے سائن کروانا۔۔۔۔۔

کیرت کو سننے میں کام کافی آسان لگا۔۔۔۔۔کیونکہ پہلے ہی دن اسکا باس چھٹی پہ تھا۔۔۔۔۔اور اسے بس یہ کام سمجھنے پڑے۔۔۔۔کرنے نہیں پڑے۔۔۔۔اسے وسیم صاحب نے بتا دیا تھا

سر آج آفس نہیں آرہے"۔۔۔۔۔وہ کہہ کر چلے گئے۔۔۔۔تو کیرت بھی اپنے کیبن" میں آگئی۔۔۔۔۔وہ پورا دن تقریباً فارغ ہی بیٹھی رہی۔۔۔۔۔

آفس سے جب وہ گھر واپس آئی تو ابو اسکی نوکری لگنے کی خوشی میں مٹھائی لے آئے تھے۔۔۔۔۔فرحت پھوپو اور شکیل

بھی آج شام میں آ گئے تھے۔۔۔۔۔ صحن میں لگے نیم کے درخت پہ روشنی پھیلی تھی۔۔۔۔ جو صحن میں لگے ایل ای ڈی بلب سے تھی۔۔۔۔ بڑے کمرے میں شور برپا تھا۔۔۔۔۔ پر یہ شور اچانک تھم سا گیا جب کیرت نے اپنی سیلری بتائی۔۔۔۔۔

ابو میری سیلری ساٹھ ہزار ہے"۔۔۔۔۔ وہ ابو کے گلے لگ کر خوشی سے بتا رہی تھی۔۔۔۔۔ کمرے میں سناٹا چھا گیا۔۔۔۔ فرحت اور علیزہ نے بے ساختہ ایک دوسرے کو دیکھا۔۔۔۔۔ شکیل کا رس گلہ کھاتا ہاتھ ہوا میں ہی رک گیا۔۔۔۔ پھوپو کی آنکھیں ابل کر باہر گرنے کو ہو گئیں۔۔۔۔۔ دادی منہ کھولے کیرت کو دیکھ رہی تھیں۔۔۔۔ امی کے چہرے پہ حیرت زدہ مسکراہٹ تھی۔۔۔۔۔ انور نے کیرت کا ماتھا چوما۔۔۔۔

مجھے بہت خوشی ہو رہی ہے کیرت تمہارے لیے"۔۔۔۔۔ انہوں نے اسکے سر پہ ہاتھ پھیر کر اسے اپنے ساتھ بٹھا لیا۔۔۔۔۔ شکیل کے منہ میں جو تھوڑا بہت پہلے والا رس گلہ تھا اس نے وہ نگلا۔۔۔۔ اور اپنی امی کو دیکھا۔۔۔۔۔ پھوپو ابھی تک ساکت سی بیٹھی تھیں۔۔۔۔ البتہ علیزہ کھڑی ہوئی۔۔۔۔

آپی بہت مبارک ہو"۔۔۔۔۔ وہ پرجوش انداز میں بولی تھی۔۔۔۔۔"

چل پڑی چاپلوس کہیں کی"۔۔۔۔ فرحت نے ناگواری سے علیزہ کو دیکھ کر زیر لب کہا۔۔۔۔

کیرت نے بس علیزہ کو دیکھ کر مسکرا کر سر کو خم دیا۔۔۔۔وہ بھی علیزہ کی عادت سے واقف تھی۔۔۔۔آج سے علیزہ کو کیرت بہت اچھی لگنے لگ جائے گی۔۔۔۔۔اتنی اچھی کہ وہ اس سے پیسے مانگنے میں زرا نہیں ہچکچائے گی۔۔۔۔۔

پھوپو نے بھی کیرت کے سر پہ ہاتھ پھیر دیا۔۔۔۔انکی آنکھوں میں افسوس سا تھا۔۔۔۔۔کاش وہ جلد بازی نہ کرتیں۔۔۔۔۔کیرت

کو ہی اپنی بہو بنا لیتیں تو آج یہ ساٹھ ہزار انکے گھر آتے پر۔۔۔۔۔۔

شکیل نے اپنی امی کو خشم آلود نظروں سے دیکھا۔۔۔۔یعنی کہا بھی تھا کیرت سے کر دیں میری شادی پر آپ۔۔۔۔۔۔۔پھوپو نے اسکی نظروں میں درج سطر پڑھ لی تھی تبھی وہ نظریں چرا گئیں۔۔۔۔۔

جاتے وقت بھی پھوپو اور شکیل شکستہ قدموں سے نکلے تھے۔۔۔۔شکیل کو ایک دم سے ہی فرحت زہر جیسی لگنے لگی تھی۔۔۔۔پر اب کچھ بھی نہیں ہو سکتا تھا۔۔۔۔۔اس لیے وہ خاموشی سے چلا گیا۔۔۔۔۔

رات گہری ہوئی تو وہ بھی چھت پہ آ گئی۔۔۔۔ایک پلیٹ میں مٹھائی لا کر اس نے سرہانے کے پاس رکھ لی۔۔۔۔۔دیوار سے ٹیک لگا وہ چکور کا انتظار کرنے لگی۔۔۔۔۔کچھ دیر میں

اسکی آنکھ لگ گئی۔۔۔۔پھر آہٹ سے آنکھ کھلی تو وہ سامنے سیاہ لبادے میں ماسک لگائے کھڑا تھا بال ہمیشہ کی طرح ماتھے پہ گرے تھے۔۔۔کیرت جلدی سے کھڑی ہوگئی۔۔۔۔دل دھک دھکانے لگا۔۔۔۔اس نے سر پہ دوپٹہ لیا۔۔۔۔

"بیٹھ جاؤ"۔۔۔۔۔وہ جو سامنے کھڑا تھا کیرت کی بات پہ چونکا۔۔۔۔اسکی آنکھوں میں حیرت در آئی۔۔۔۔۔

"تم مجھے بیٹھنے کا کہہ رہی ہو۔۔۔؟خیرت تو ہے۔؟طبیعت ٹھیک ہے تمہاری"۔۔۔؟؟ لبادے والے کو یقین نہ آیا کہ بیٹھنے کا اسے ہی کہا جارہا ہے۔۔۔۔کیرت نے سر کو خم دیا۔۔۔۔

"اتنی دیواریں پھلانگ کر آتے ہو تھک جاتے ہوگے۔۔۔۔اس لیے کہہ دیا بیٹھ جاؤ۔۔۔نہیں بیٹھنا تو مرضی تمہاری"۔۔۔۔۔کیرت نے کہہ کر سر جھٹکا آنکھیں بھی جھکالیں۔۔۔۔چکور نے بغور

کیرت کا چہرہ دیکھا۔۔۔۔ایک بھنوا چکالی۔۔۔۔۔کیرت کنکھیوں سے اسے دیکھ رہی تھی۔۔۔۔۔کچھ دیر دونوں کے درمیان خاموشی رہی۔۔۔۔پھر وہ چارپائی پہ بیٹھ گیا۔۔۔۔۔کیرت نے فوراً مٹھائی کی پلیٹ اٹھائی۔۔۔۔

یہ تمہارے لیے"۔۔۔۔وہ پلیٹ لے کر چکور کے سامنے آکر کھڑی ہوگئی۔۔۔۔۔چکور" کو اس کی اس مہربانی پہ ایک اور جھٹکا لگا۔۔۔۔پر کیرت کی معصوم مسکراہٹ اسکے دل میں کچھ کچھ کر گئی۔۔۔۔

میری نوکری لگ گئی ہے۔۔۔ابو مٹھائی لائے تھے سوچا تم ہر روز میرے لیے چاکلیٹ" لاتے ہو۔۔۔۔۔آج میں تمہارے لیے مٹھائی لے جاتی ہوں"۔۔۔۔۔وہ پوری بات دھیرج سے کہتی مسکرا رہی تھی۔۔۔۔

کہیں اس میں زہر تو نہیں ہے"۔۔۔۔؟؟ چکور نے بھنویں سکوڑ کر کیرت کو دیکھ کر پوچھا" تھا۔۔۔۔۔چھت پہ چاند کی روشنی تھی۔۔۔۔لبادے کے ہڈ اور ماسک ہونے کے باوجود بھی اسکی پیشانی پہ بکھرے بال اور گہری بھنویں صاف نظر آتی تھیں۔۔۔۔۔کیرت نے افسوس سے اسے دیکھا۔۔۔۔۔پھر خاموشی سے پلیٹ سے مٹھائی اٹھائی کر کھالی۔۔۔۔

میں مری۔؟ نہیں نا۔؟ تم بھی نہیں مرو گے۔۔۔۔اس میں کچھ بھی نہیں ملا" ہوا"۔۔۔۔۔وہ یوں بول رہی تھی جیسے چکور کی بات اسے بری لگی ہو۔۔۔۔۔چکور اسے دیکھتا چارپائی سے کھڑا ہوگیا۔۔۔۔کیرت کے پیٹ میں گولا سا بنا۔۔۔۔پر وہ پراعتماد سی کھڑی رہی۔۔۔۔چکور نے پلیٹ سے مٹھائی اٹھالی۔۔۔۔

For more visit: https://exponovels.com/ mailto:exponovels@gmail.com

کھاؤ"۔۔۔۔۔کیرت نے فوراکہا۔۔۔۔۔چکور نے مٹھائی کو دیکھا۔۔۔۔وہ اسے اپنے" منہ کے قریب لے گیا۔۔۔۔۔کیرت کے چہرے پہ ہلکی

سی فاتحانہ مسکراہٹ پھیل گئی۔۔۔۔اب وہ ماسک اتارے گا۔۔۔۔۔اور کیرت اسکا چہرہ دیکھ لے گی۔۔۔۔۔پر اسکا سارا پلان دھرا کا دھرا رہ گیا۔۔۔۔۔۔

چکور نے زور کا قہقہہ لگایا۔۔۔۔۔مٹھائی دوبارہ پلیٹ میں رکھ دی۔۔۔۔۔۔"میں تمہیں بے وقوف لگتا ہوں۔۔۔؟کہ تمہارا کھیل سمجھ نہیں سکوں گا۔۔؟میں اس وقت ہی سب سمجھ گیا تھا جب میں نے تمہارے سرہانے مٹھائی دیکھی تھی۔۔۔۔۔مجھے پتہ تھا آج تم کھیل کھیلنے کے موڈ ہو"۔۔۔۔۔وہ اتنا کہہ کر خاموش ہوا۔۔۔۔کیرت کے رنگ اڑ گئے۔۔۔۔وہ گھبرا گئی۔۔۔۔ہاتھ کانپنے لگے۔۔۔۔۔چکور نے ایک قدم اسکی طرف بڑھایا۔۔۔۔چمکتی کالی آنکھیں کیرت پہ جمی تھیں

تم اپنی قوت میرا چہرہ دیکھنے کی کوشش میں ضائع نہ کرو۔۔۔۔۔جس دن مجھے یقین" آجائے گا کہ تمہارے دل میں میرے لیے کوئی جذبہ پیدا ہو گیا ہے۔۔۔۔اس دن میں خود تمہیں اپنا چہرہ دکھا دوں گا"۔۔۔۔۔۔اس نے پلیٹ سے مٹھائی اٹھا۔۔۔۔""یہ لے کر جا رہا ہوں۔۔۔۔یہاں سے جا کر کھاؤں گا۔۔۔۔۔تم لائی تو"میرے" لیے ہی

تھیں"۔۔۔۔اسنے میرے پہ زور دیا۔۔۔۔ایک آنکھ دبائی اور شوخی سے پلٹ گیا۔۔۔۔۔کیرت جامد کھڑی رہ گئی۔۔۔۔وہ اندھیروں میں اسے گم ہوتا نظر آرہا تھا۔۔۔۔۔

_____&&&&&&&&&&
&&&&&&&&&&&&&&&&&&&&_____
_____

باب پانچواں

تلاشِ یارم

کتنے عرصے بعد اس شہر میں لوٹے ہیں ہم
نجانے کتنا وقت لگے گا اب تلاشِ یارم میں

نسیم) نرم ہوا (چلتی لاہور پہ فدا ہوتی دکھائی دیتی تھی۔۔۔۔۔ہلکی سی سورج کی روشنی پوری چھت پہ پھیل گئی تھی۔۔۔۔۔وہ بھی آج جلدی اٹھ گئی تھی۔۔۔۔بستر طے کرکے اس نے کمرے میں رکھا اور چاکلیٹ بھی۔۔۔۔۔کچھ پل کے لیے اسکے قدم رکے

For more visit: https://exponovels.com/ mailto:exponovels@gmail.com

تھے۔۔۔۔ نظریں بھی۔۔۔۔۔ الماری میں بہت سی چاکلیٹ جمع ہوگئی تھیں۔۔۔۔ کہیں سے اسکے کان میں سرگوشی ہوئی

چاکلیٹ کھالیا کرو الماری میں نہ رکھا کرو"۔۔۔۔۔ ہوا کمرے کے داخلی دروازے سے " بھاگ کر اندر آئی اور اسکے بال بکھیر گئی۔۔۔۔۔ اپنے بالوں کو سیمٹ کر اس نے تھکا ہوا سانس لیا اور الماری بند کر کے وہ نیچے آگئی۔۔۔۔۔ نیچے آتے ہی دادی کے طنعے شروع ہو گئے۔۔۔۔ وہ پتھر کی مروت بنی رہی۔۔۔۔ جسے نہ کچھ سنتا ہو نہ کچھ محسوس ہوتا ہو۔۔۔۔۔۔ خاموشی سے ناشتہ کیا اور آفس کے لیے تیار ہونے لگی۔۔۔۔

ہلکی گلابی قیمص، سفید ٹراؤزر اور سفید دوپٹے کو گلے میں ڈال کر اس نے اپنے گیسوئے شبگوں) سیاہ بال (میں کنگھی کی اور انہیں کھلا رہنے دیا۔۔۔۔ نہانے کی وجہ سے بال ابھی گیلے تھے۔۔۔۔۔ جوتوں کو پاؤں میں اڑس کر اسنے کالی چادر کو

خود پہ لپیٹ لیا اور گھر سے نکل گئی۔۔۔۔۔

نام کیرت انور۔۔۔۔ جائے رہائش لاہور دہلی گیٹ۔۔۔۔۔ ماں باپ کی پہلی) ** اولاد۔۔۔۔ تین بہنوں میں سب سے بڑی بہن۔۔۔۔۔ بچپن سے ہی کم بولنے اور چھپ

چھپ کے کرونے والی لڑکی۔۔۔۔۔اپنی کم صورت پہ گھر میں دادی سے طعنے اور بہنوں سے بد کلامی برادشت کی۔۔۔۔۔گھر میں دادی کی چلتی تھی اس لیے ماں باپ بھی اسکی طرفداری کم ہی کرتے تھے۔۔۔۔۔کیرت تقریباً تنہا ہی ہوتی اپنے دکھ سکھ میں اگر اسکی نانی اسے اپنے قریب نہ کرتیں۔۔۔۔نانی نے اسے خود سے قریب کیا اور پھر کتابوں سے)**

آفس میں آتے ہی اسنے ضامن کے کیبن کا رخ کیا۔۔۔۔وہ ابھی آیا نہیں تھا۔۔۔۔۔پر اس نے وہاں جا کر ساری فائلز کو ترتیب دینی تھی۔۔۔۔۔اس لیے آتے ہی اپنے کام میں لگ گئی۔۔۔۔۔

کتابیں پڑھنے والی کیرت کتابی دنیا میں ہی رہنے لگی۔۔۔۔اس نے اپنی ایک تخلیقی) ** دنیا بنالی تھی۔۔۔۔جہاں اس نے سنڈریلا کی طرح سب کی باتیں برداشت کرنی تھیں۔۔۔۔کمرے کی کھڑکی پہ آکر بیٹھنے والی چڑیا گھر میں ادھر ادھر پھدکنے والے چوہوں سے دوستی کرنی تھی۔۔۔۔۔پھر ایک دن اسکی بھی زندگی میں وہ رات آئے گی جس میں ایک پری آئے گی اور اس پہ جادو کرے گی بگھی بنائے گی چوہوں کا کوچوان اور اسے

شہزادی۔۔۔۔۔اُس رات پھر کیرت کو شہزادہ مل جائے گا جو پہلی نظر میں ہی کیرت کا اسیر ہو جائے گا اور اسے اپنے ساتھ دور کسی محل نہ سہی ایک پر سکون ماحول

میں لے جائے جہاں طعنے تشنے نہیں ہوں گے اسکے کالے رنگ کا مذاق نہیں اڑیا جائے گا)**

ضامن آفس آگیا تھا۔۔۔۔۔کیرت نے اسے ترنت سارا شڈول کسی طوطے کی طرح بتا دیا تھا۔۔۔۔۔بلیک شرٹ جینز کی پینٹ اور شرٹ پہ جیکٹ پہنے وہ کیرت کی ساری بات سن رہا تھا۔۔۔۔کیرت جب بھی اس سے نظر ملاتی تو اسکا اعتماد کھونے لگتا۔۔۔۔۔پر اسے اُس ابلق چشم) خوبصورت آنکھوں والا(سے ڈر بھی لگتا تھا وہ بہت سنجیدہ رہتا تھا کام کے وقت ہی کیرت کو مخاطب کرتا ورنہ چپ۔۔۔۔۔پر اسکے چہرے سے لگتا تھا جیسے وہ اندر ہی اندر ایک طوفان کو سنبھالے بیٹھا ہو۔۔۔۔۔پر جیسے جیسے دن گزرتے گئے کیرت نے خود پہ قابو کرلیا۔۔۔۔۔وہ اب ان سبز مائل آنکھوں میں دیکھتی تھی پر ان میں ڈوب نہیں جاتی تھی۔۔۔۔۔

For more visit: https://exponovels.com/ mailto:exponovels@gmail.com

کیرت کی دسویں جماعت میں ایک دوست بنی "جیا" جو ایک ہاتھ سے معذور) **
تھی۔۔۔۔ پر اچھے گھرانے سے تھی۔۔۔۔ کیرت کی اس سے دوستی ہوگئی۔۔۔۔ کیونکہ
"پوری کلاس میں ان دونوں سے کم ہی کوئی بولتا تھا۔۔۔۔۔ کیرت کو جیا پیار سے "پریشے
بلایا کرتی تھی۔۔۔۔ اسے کیرت کہنے سے کہیں ذیادہ پریشے کہنا پسند تھا۔۔۔۔ کیرت کو بھی
یہ نام اچھا لگنے لگا۔۔۔۔۔ کیونکہ اسے اپنا نام پسند نہیں تھا۔۔۔۔۔ ان دونوں نے ساتھ
ہی کالج میں بھی پڑھائی کی۔۔۔ آخری سمسٹر سے چند ماہ پہلے جیا نے کالج آنا چھوڑ دیا اور
اسکول میں جاب کرنے لگی۔۔۔۔۔۔ جس میں ایک ماہ کے لیے کیرت نے بھی جاب
کی۔۔۔۔۔ اور وہاں

**(اسکی ملاقات ہوئی ضامن سے

ضامن ایک اکڑو باس ثابت ہوا تھا۔۔۔۔۔ کیرت کو اسکے ساتھ کام کرنا جتنا آسان لگ رہا
تھا۔۔۔۔ اب وہ اتنا ہی مشکل ہوگیا تھا۔۔۔۔۔ ضامن کو تاخیر سے کیے جانے والے
کام برے لگتے تھے۔۔۔۔ وہ ایک منٹ کی دیری بھی برداشت نہیں کرتا تھا۔۔۔۔۔ ہر
چیز وقت پہ۔۔۔۔ اور اگر کیرت منٹ دو منٹ دیر کر دیتی تو ضامن اسے خوب آڑے

ہاتھوں لیتا۔۔۔۔۔کیرت کچھ کہہ نہ پاتی بس نظریں جھکا لیتی اور آنکھیں آنسوؤں سے بھر لیتی۔۔۔۔۔اور اسکی نم آنکھیں دیکھ کر ضامن کا اور پارہ ہائی ہو جاتی اور وہ بس چیخ کر کہتا گیٹ آؤٹ "کیرت بغیر تامل بھاگنے کے انداز سے کیبن سے نکلتی اور اپنے کیبن میں" آکر جی بھر روتی۔۔۔۔۔۔

اسکول میں کیرت کو نرسری کے لیے رکھا گیا تھا پر اسکی میتھس اچھی تھی۔۔۔۔اور) ** ضامن کی بری۔۔۔۔۔اس لیے کیرت کو ضامن کو پڑھانے کی ذمہ داری دے دی گئی۔۔۔۔۔اسکول میں جیا کی دیکھا دیکھی سب کیرت کو پریشے ہی بلاتے تھے۔۔۔۔۔اور اسطرح ضامن کو کیرت کا اصل نام کبھی پتہ ہی نہیں چلا۔۔۔۔کیرت کی معصوم شخصیت نے ضامن کو اسکی طرف قدم بڑھانے پہ مجبور کر دیا۔۔۔۔۔اور وہ ٹین ایج **(میں کیرت سے پہلا عشق کر بیٹھا

کیرت ہر روز سوچتی تھی کہ اب وہ کل سے نہیں آئے گی۔۔۔۔کیونکہ اسے لگتا تھا کہ ضامن کہیں اور کا غصہ اس پہ اترتا ہے۔۔۔۔۔پر وہ اگلے دن پھر آفس آجاتی۔۔۔۔۔گھر میں کونسا اسے

پھولوں پہ بٹھایا جاتا ہے وہاں بھی تو یہی ڈانٹ پھٹکار پڑتی ہے۔۔۔۔۔وہ یہ سب سوچتی اور آفس چھوڑنے کا فیصلہ ترک کر دیتی۔۔۔۔۔پر ضامن کا رویہ اس کے ساتھ ویسا ہی تھا۔۔۔۔اگر اسے پتہ ہوتا پرسنل سیکرٹری کا مطلب اتنی بے عزتی ہے تو وہ یہاں کبھی کام نہ کرتی۔۔۔۔

ایک دن ضامن نے کیرت کے سامنے اپنی محبت کا اظہار کر دیا۔۔۔۔۔اس کے بعد)** بہت ہنگامہ ہوا اور ضامن کو نیویارک بھیج دیا گیا۔۔۔۔کیرت کے لیے یہ سب اتنا قابلِ توجہ نہیں تھا اس لیے اس نے ضامن کو چند مہینوں میں بھلا دیا۔۔۔۔۔کیونکہ اسکے لیے ضامن اسکا ایک اسٹوڈینٹ ہی تھا۔۔۔۔پر ضامن اسے نہ بھلا سکا۔۔۔۔اور زندگی کے ہر دن وہ کیرت کو یاد کرتا رہا اسکی دی ہوئی چیزیں سنبھالتا رہا۔۔۔۔۔پر لاہور میں رہنے والی کیرت اپنی زندگی میں آگے بڑھ گئی۔۔۔۔مختلف جگاہوں پہ نوکریاں کیں۔۔۔۔پر اسے اسکا شہزادہ نہ ملا۔۔۔۔جس کی وجہ سے وہ آج تک اکیلی ہے۔۔۔۔اور وہیں کھڑی ہے **(جہاں دس سال پہلے کھڑی تھی

For more visit: https://exponovels.com/ mailto:exponovels@gmail.com

_____&&&&&&&&&&
&&&&&&&&&&&&&&&&&&&&&&&&&&&&_____
_____

اس روز وہ ایک فائل لے کر ضامن کے کیبن میں آئی۔۔۔ضامن پاور چیئر پہ بیٹھا لیپ ٹاپ میں مصروف تھا۔۔۔۔کیرت نے فائل اسکے سامنے رکھی اور خود چیئر پہ بیٹھ گئی۔۔۔۔ضامن نے اچٹتی نظروں سے کیرت کو دیکھا۔۔۔پھر فائل اٹھالی۔۔۔۔

جیسے جیسے اسکی نظریں فائل پہ پھسلتی گئیں اسکے لب سختی سے بھنچ گئے۔۔۔۔۔
"میں نے یہ فائل لانے کا کہا تھا"۔۔۔۔؟؟اسنے زور سے فائل کانچ کی ٹیبل پہ پٹخی۔۔۔۔کیرت کی جان نکل کر رہ گئی۔۔۔۔دل بری طرح سے دھڑکنے لگا۔۔۔۔اسے سمجھ نہ آیا وہ ہاں کرے یا نہ
"میں کچھ پوچھ رہا ہوں"۔۔۔۔؟؟وہ چلایا۔۔۔۔کیرت کے گلے میں آنسوؤں کا غول اٹک گیا۔۔۔۔
"س۔۔۔سر مجھ۔۔۔۔مجھے لگا"۔۔۔۔ضامن نے اسکی بات درمیان میں ہی کاٹ دی۔۔۔

کیا لگا تمہیں"۔۔۔؟ لیپ ٹاپ ٹھک سے بند کیا۔۔۔۔ اور چیئر سے کھڑا ہو گیا۔۔۔۔"
اور مجھے ایک بات بتاؤ۔۔۔؟ جو تمہیں لگے گا تم وہی کرو گی۔۔۔؟؟ تم باس ہو یا میں"
۔۔۔۔؟؟ ٹیبل پہ ہتھیلیاں جما کر وہ اسکی طرف جھکا ہوا تھا۔۔۔۔۔ کیرت کی آنکھیں"
ڈبڈبا گئیں۔۔۔۔ اسکے لب سل گئے۔۔۔۔ الفاظ گم ہو گئے۔۔۔۔۔ آنسوں ٹوٹا اور گال
پہ پھسل گیا۔۔۔۔ اس کے آب گریہ) آنسو (دیکھ کر ضامن اپٹنا) بگڑ کر (بولا۔۔۔
تم یہاں رونے آتی ہو یا کام کرنے۔۔؟ ہر بات پہ رونے بیٹھ جاتی ہو۔۔۔۔ انہیں"
صاف کرو"۔۔۔۔ اسکے آنسوؤں کی طرف اشارہ کیا "اور جاؤ یہاں سے دوسری فائل
لاؤ"۔۔۔۔۔۔ درشتی سے کہہ کر وہ رخ موڑ گیا تھا۔۔۔۔۔ کیرت خفت سے بیٹھی آنسوں
بہا رہی تھی کہ وہ دوبارہ چلایا "جاؤ بھی"۔۔۔۔ اسکے کہتے ہی کیرت برقی رفتار سے اٹھی اور
دوسری فائل لینے چلی گی۔۔۔۔ باہر کیبن سے نکلتے ہی اسکی نظر اسٹاف پہ پڑی۔۔۔۔ جو
اپنے کام چھوڑ کر بیٹھا کیرت کو دیکھ رہا تھا۔۔۔۔ کیرت نے اپنی آنکھیں

صاف کیں اور وہاں سے اپنے کیبن میں چلی گی۔۔۔۔ دوسری فائل اٹھائی اور ضامن کے
کیبن میں دینے آ گئی۔۔۔

ہاں یہ والی"۔۔۔۔فائل تھام کر وہ بولا تھا "کام دھیان سے کیا کرو"۔۔۔۔۔لہجہ اب کی بار نرم تھا۔۔۔۔۔کیرت نے کوئی جواب نہ دیا۔۔۔۔بس سر کو خم دیا اور کیبن سے نکل گئی۔۔۔۔۔۔

&&&&&&&&&&&&&_____

&&&&&&&&&&&&&&&&&&&&&&&&&&&&&&&&&&&&&_____

_____

کیرت کی تمام انفارمیشن دینے کے بعد اب وہ جاسوس خاموشی سے اندھیرے میں بیٹھے اس شخص کو دیکھ رہا تھا جس کا چہرہ اور وجود تاریکی میں ڈوبا تھا۔۔۔۔پر وہ جانتا تھا سامنے بیٹھا شخص کوئی عورت ہے۔۔۔۔۔وہ عورت اس ساری گفتگو میں خاموش رہی تھی۔۔۔۔۔پھر وہ کھنکار کر بولی۔۔۔۔

میں نے اس لڑکی کو راستے سے ہٹانا ہے۔۔۔۔اسے لاہور سے کہیں دور بھجوا دو۔۔۔۔دھمکیاں دو۔۔۔چاہے کچھ بھی کرو اسے لاہور چھوڑنے پہ مجبور کردو"۔۔۔۔۔۔اسکا لہجہ انتہائی سخت تھا۔۔۔۔۔

جاسوس نے فوراً سر کو خم دیا۔۔۔۔۔

جی ٹھیک ہے ہم اس کو ڈرا دھمکا کر اس شہر سے کہیں دور جانے پہ مجبور کردیں۔۔۔۔۔پر"۔۔۔۔۔

کیا پر"۔۔۔؟؟ وہ عورت فوراً بولی۔۔۔"

اگر اس نے شہر نہ چھوڑا تو"۔۔۔۔؟؟

تو پھر اسے کسی جنگل میں اٹھا کر پھینک دینا۔۔۔۔۔پر مجھے"

وہ لاہور میں نظر نہیں آنی چاہیے"۔۔۔۔وہ سرد مہری سے کہہ کر کھڑی ہو گئی تھی۔۔۔۔یہ جاسوس کے لیے اشارہ تھا کہ وہ اب جا سکتا ہے۔۔۔۔۔۔

جب جاسوس چلا گیا۔۔۔۔۔وہ قدم قدم چلتی۔۔۔۔۔سامنے دیوار آویز بورڈ کی طرف آئی۔۔۔اور اس پہ سے سیاہ کپڑا اتارا۔۔۔۔۔

پھر بلیک پوائنٹر اٹھا کر اس بورڈ پہ چسپاں کیرت کی تصویر پہ ایک کراس لگایا اور کمرے سے نکل گئی۔۔۔۔۔کیرت کی تصویر یہ سب بے بسی سے دیکھتی رہ گئی۔۔۔۔۔

&&&&&&&&&&_____

&&&&&&&&&&&&&&&&&&&&&&&&&&&&&&&&&&___

_____

رات کی تیرگی لاہور کو اپنے آغوش میں بھر چکی تھی۔۔۔۔۔وہ اس کے سامنے منڈیر پہ بیٹھا تھا۔۔۔۔سیاہ لبادے، اور ماسک لگا کر۔۔۔۔چمکتی آنکھوں سے وہ کیرت کا چہرہ غور سے دیکھ رہا تھا جو بالکل سپاٹ سی سامنے چارپائی پہ بیٹھی تھی۔۔۔۔۔آج ہڈاس نے پیچھے

گرایا ہوا تھا۔۔۔کالے بال ماتھے پہ بکھرے تھے۔۔۔۔کیرت نے اب اس سے ڈرنا چھوڑ دیا۔۔۔اسکے ہر وز کے آنے سے کیرت کے سارے ڈر رفعہ ہو گئے تھے۔۔۔۔

تم پریشان ہو"۔۔۔؟؟ کافی دیر کی خاموشی کو چکور نے توڑا۔۔۔کیرت نے نظریں جھکا" لیں۔۔۔آسمان پہ چمکتے تارے اور چاند انہیں دیکھ رہے تھے۔۔۔۔ہوا دم سادھے خاموشی سے چلتی جا رہی تھی۔۔۔

نہیں"۔۔۔کیرت کے جواب پہ چکور نے بھنویں سکوڑیں۔۔۔"

تم جھوٹ بول رہی ہو"۔۔۔؟ کیرت نے جھکی آہو چشم) ہرن"

جیسی آنکھیں (اٹھا کر سامنے سیاہ لبادے والے، متفکر آنکھوں والے کو دیکھا۔۔۔

ظاہر ہے میں جھوٹ بول رہی ہوں"۔۔۔کیرت نے ہلکے سے شانے اچکائے"

تو بتاؤ کیوں پریشان ہو"۔۔۔؟ اس نے فوراً پوچھا۔۔۔"

تم جان کر کیا کرو گے"۔۔۔؟"

پریشانی دور"۔۔۔وہ ترنت بولا۔۔۔"

اور اگر نہ کر پائے تو"۔۔۔۔؟ کیرت کے لہجے میں دلچسپی در آئی۔۔۔۔ اسکی پر اعتماد دی"
اسے محظوظ کر رہی تھی۔۔۔۔
میں سب کر سکتا ہوں تم بس بتاؤ"۔۔۔۔۔ کیرت نے ناں میں گردن ہلائی۔۔۔"
تمہارا شکریہ۔۔۔۔ پر میں اب کسی پہ انحصار نہیں کرنا چاہتی۔۔۔ میں اپنے مسئلے حل"
کر سکتی ہوں"۔۔۔۔۔ کیرت کہہ کر کھڑی ہو گئی۔۔۔۔
کچھ کھاؤ گے"۔۔۔۔؟؟ وہ ایسے پوچھ رہی تھی جیسے وہ ہاں کر دے گا۔۔۔۔ امید کے"
عین مطابق اس نے گردن نفی میں ہلا دی
نہیں بس جا رہا ہوں"۔۔۔۔۔ وہ اسکے پریشانی نہ بتانے پہ مزید اصرار کیے بغیر کھڑا"
ہو گیا۔۔۔۔۔ کیرت خاموش سے اسے دیکھنے لگی۔۔۔۔
تم کب مانو گی"۔۔۔؟؟ وہ جاتا جاتا رک گیا۔۔۔۔"
مرد کو باوفا نہیں مان سکتی"۔۔۔۔ کیرت نے صاف گوئی کی۔۔۔۔"
سب ایک سے نہیں ہوتے"۔۔۔۔۔ چکور کی آواز بدل سی گئی تھی۔۔۔۔ التجا کی نمی اس"
میں محسوس ہوتی تھی۔۔۔۔۔
نہ ہوں"۔۔۔۔ اسنے شانے اچکائے "پر مجھے اب ڈر لگتا ہے مردوں"
سے"۔۔۔۔۔۔ چکور اسکی بات پہ خاموش سا ہو گیا۔۔۔۔۔ پھر کچھ دیر بعد بولا۔۔۔۔

مجھے تم سے محبت ہے"۔۔۔۔؟"

مجھ سے کوئی محبت نہیں کر سکتا"۔۔۔۔۔کیرت تلخی سے مسکرائی تھی۔۔۔۔"

میں کرتا ہوں"۔۔۔وہ دو قدم آگے ہوا۔۔۔۔ہوا سے اسکا لبادہ اڑ رہا تھا۔۔۔۔۔"

پر میں نہیں کرتی۔۔۔۔تم یہاں اپنی مرضی سے آتے۔۔۔۔میں تمہارا کچھ نہیں کر سکتی"

اس لیے تمہیں برداشت کر لیتی ہوں۔۔۔۔ورنہ کبھی تم سے یوں آدھی رات بیٹھ کر باتیں

نہ کرتی"۔۔۔۔۔۔وہ نجانے کیوں تلخ سے لہجہ سخت کر گئی تھی۔۔۔۔چکور کی آنکھوں میں

افسوس ابھرا۔۔۔۔۔پر وہ خاموش رہا۔۔۔۔جانے کے لیے پلٹ گیا۔۔۔۔۔کیرت

چارپائی پہ لیٹ گئی۔۔۔۔چکور بھی دیواریں پھلانگتا اندھیروں میں گم ہو گیا۔۔۔۔۔

&&&&&&&&_____

&&&&&&&&&&&&&&&&&&&&&&&&&&&&&_____

اگلی صبح وہ دل پہ جبر کر کے آفس آ گئی۔۔۔۔پورا دن بہت محتاط رہی۔۔۔ہر کام کرنے

سے پہلے اچھی طرح تسلی کرتی پھر ضامن کے سامنے جاتی۔۔۔۔۔اس وقت وہ اپنے کیبن

میں بیٹھی تھی جب ریشپشن سے کال آئی کہ ضامن سے ملنے اسکا کوئی دوست آیا

ہے۔۔۔۔۔۔

میں سر سے پوچھ کر بتاتی ہوں ایک منٹ"۔۔۔۔۔ اسنے ریسیور رکھا اور ضامن کے "
کیبن میں چلی گئی۔۔۔۔

ڈارک گرے کلر شرٹ پہ جیکٹ اور بلیو جینز کی پینٹ پہن کر وہ پاور چیئر پہ بیٹھا
تھا۔۔۔۔ سبز آنکھیں مصروف تھیں۔۔۔۔ کیرت نے کیبن کا دروازہ ناک کیا تو اسنے
نظریں اٹھا کر دیکھا۔۔۔ کیرت کو سامنے دیکھ کر اسنے اندر آنے کا اشارہ کیا۔۔۔۔ کیرت
سپاٹ چہرے سے اندر داخل ہوگئی۔۔۔۔۔

سر وہ آپ کے دوست نبیل صاحب آئے ہیں۔۔۔ اگر آپ فری ہیں تو میں انہیں اندر"
بھیج دوں"۔۔۔؟؟ ضامن نے فائل بند کی۔۔۔۔ ایک گہرا سانس لیا۔۔۔۔۔

ہاں اسے اندر بھیج دو۔۔۔۔ اور تم یہ فائل"۔۔۔ میز پہ رکھی فائل کی طرف اشارہ کیا"
یہیں بیٹھ کر ایک بار ریڈ کر لو"۔۔۔۔۔ کیرت نے سر اثبات میں ہلایا اور نبیل کو اندر بلا کر"
وہ خود کیبن کی دیوار کے ساتھ رکھے صوفے پہ فائل لے کر بیٹھ گئی۔۔۔۔۔

ضامن کافی گرم جوشی سے نبیل سے ملا تھا۔۔۔۔ خیر خیریت کے بعد اس نے ریسیو سے
دو کافی آرڈر کیں اور نبیل کی طرف متوجہ ہوگیا۔۔۔۔

تم سے ایک کام تھا"۔۔۔۔۔اس نے نبیل کو دیکھتے کہا۔۔۔۔نبیل خوش شکل ضامن" کی عمر کا ہی لڑکا تھا بلیک تھریپس میں وہ خاصا پرکشش لگ رہا تھا۔۔۔۔نبیل نے فوراً گردن ہلائی۔۔۔

ہاں ہاں بولو"۔۔۔۔۔ضامن نے دونوں ہاتھ میز پہ رکھ لیے۔۔۔۔وہ ابھی بات شروع" کرتا کہ پیون کافی کے مگ لے آیا۔۔۔۔کافی انکے سامنے رکھ کر جب وہ چلا گیا تو صامن نے کافی کے اڑتے دھویں کو دیکھتے اپنی بات جاری کی۔۔۔۔کیرت فائل ریڈ کرتی دانستہ انکی طرف متوجہ تھی۔۔۔۔اس نے آفس میں اڑتی اڑتی

سی بات سنی تھی کہ اس کے باس کسی لڑکی کو تلاش رہے ہیں۔۔۔۔جو دس سال پہلے ان سے بچھڑ گئی تھی۔۔۔۔کیرت کو یہ بات سن کر بہت حیرت ہوئی۔۔۔۔دس سال بچھڑنے کے بعد بھی اسکے باس نے اس لڑکی کو یاد رکھا۔۔۔۔۔کیرت کو اس لڑکی کی قسمت پہ رشک آیا۔۔۔۔۔آفس میں بہت ساری لڑکیاں ضامن کو دیکھ کر اس لڑکی کی قسمت پہ رشک کرتی تھیں جسے ضامن ڈھونڈ رہا تھا۔۔۔۔۔

مجھے وہ نہیں مل رہی میں اس اسکول بھی گیا پر وہاں سے بھی کچھ حاصل نہیں ہوا پورا اسٹاف" چینج ہو گیا ہے۔۔۔۔بہت مشکل سے پرنسپل میم کا ایڈریس ملا ہے۔۔۔۔جو حیدر آباد

شفٹ ہوگئی ہیں میں کل حیدر آباد کے لیے نکلوں گا"۔۔۔۔ ضامن کافی شکستہ لہجے سے بول رہا تھا نبیل پوری توجہ سے اسے سن رہا تھا۔۔۔

میں چاہتا ہوں تم میری غیر موجودگی میں ڈیڈ کے سامنے یہ ظاہر کرو کہ میں تمہارے ساتھ" ہوں ڈیڈ کو میری محبت پاگل پن لگتی ہے"۔۔۔۔۔ نبیل اس بات پہ ہنسا۔۔۔۔۔۔ سبز آنکھوں میں ناگواری پھیل گئی۔۔۔۔

تو ٹھیک لگتا ہے ضامن تم ایک لڑکی کے پیچھے اتنے پاگل کیوں ہو گئے ہو۔۔؟ کیا وہ بہت" زیادہ خوبصورت تھی"۔۔۔؟؟ ضامن نے بھاپ اڑاتی کافی کے مگ پہ انگلی پھیری۔۔۔۔ پتہ نہیں یاد نہیں وہ کیسی تھی۔۔۔ مجھے بس اتنا یاد ہے کہ میں اس سے محبت کرتا ہوں" اور میں نے اسے حاصل کرنا ہے ہر قیمت پہ"۔۔۔۔۔۔ نبیل نے کافی کا مگ ہنٹوں سے لگا کر ایک سپ لی۔۔

اچھا نام کیا تھا اسکا"۔۔۔۔؟؟ کیرت نے فائل ریڈ کرلی تھی۔۔۔۔"

اب وہ بس انکی باتیں سننے کے لیے بیٹھی تھی۔۔۔۔ نام والے سوال پہ کیرت اور متوجہ ہوگئی۔۔۔۔۔ پر پھر اگلے ہی لمحے اسے ضامن کے جواب پہ بہت برا جھٹکا لگا۔۔۔۔

اسکا نام پریشے تھا"۔۔۔۔۔کیرت نے بے ساختہ نظریں اٹھا کر ضامن کو"
دیکھا۔۔۔۔۔جو نبیل کو پریشے کے متعلق بتا رہا تھا۔۔۔۔
میں نے اسے پہلی بار اپنے اسکول میں دیکھا تھا وہ مجھے میتھس کروایا کرتی تھی۔۔۔۔اور"
تمہیں پتہ ہے وہ ٹشو کے پھول بناتی تھی وہ ایک غیر اہم چیز کو بھی اتنا اہم بنا دیتی تھی کہ
اسے سنبھال کر رکھا جائے"۔۔۔۔۔۔پریشے کے بارے میں بتاتے اسکے چہرے پہ ہلکی سی
مسکان آگئی تھی جس کی وجہ سے اسکے گال پہ ٹمپل پڑا تھا۔۔۔۔کیرت دم سادھے سب
سن رہی تھی۔۔۔۔۔
&&&&&&&&&&&&_____
&&&&&&&&&&&&&&&&_____
_____

وہ سڑک پہ چل رہی تھی۔۔۔۔لاہور پہ شام اتر رہی تھی۔۔۔۔ہر روز ٹیکسی سے جانے
والی کیرت آج پیدل ہی چل رہی تھی۔۔۔۔ہوا سے اسکی چٹیا سے آزاد لٹیں اسکے چہرے
پہ آرہی تھیں۔۔۔۔۔ضامن کی باتیں اسکے ذہن میں ادھم مچائے ہوئے تھیں۔۔۔۔۔تو
جس لڑکی کو ضامن ڈھونڈ رہا تھا وہ کیرت ہے۔۔۔؟
کیرت سڑک پہ رک گئی۔۔۔۔آنکھیں سختی سے بھینچ لیں۔۔۔۔۔

یہ ضامن جعفر ہیں اس اسکول کے ٹرسٹی کے بیٹے۔۔۔۔آپ")**

آج سے انہیں میتھس کروایا کریں گی"۔۔۔۔وہ پرنسپل کے آفس میں کھڑے اس لڑکے کو دیکھ رہی تھی جو بیزاری سا نظر آرہا تھا**)

کیرت نے اپنی آنکھیں کھولیں۔۔۔۔اور پھر سے سڑک پہ چلنے لگی۔۔۔۔کیرت تو اس اسکول کو بھی بھول چکی تھی جہاں اس نے صرف ایک ماہ کام کیا تھا۔۔۔۔۔اور ضامن تو کچھ عرصے بعد ہی اسکے ذہن سے محو ہوگیا تھا۔۔۔۔۔اور اسکی وہ پھول دینے والی حرکت بھی وہ بھول گئی تھی۔۔۔۔

وہ ضامن کو میتھس کروا رہی تھی۔۔۔۔اور ضامن لاکھ سمجھانے کے بعد بھی سوال غلط)** کر رہا تھا۔۔۔۔کیرت پریشان ہوگئی تھی اسکی میتھس کا حال دیکھ کر۔۔۔۔پرنسپل میم نے کہا تھا کہ وہ اسپیشل لڑکا ہے۔۔۔اس پہ خاص توجہ دینی ہے۔۔۔۔۔۔پر ضامن آسان سوال بھی غلط کر دیتا تھا**)

For more visit: https://exponovels.com/ mailto:exponovels@gmail.com

تمہیں پتہ ہے وہ ٹشو کے پھول بناتی تھی وہ اس غیر اہم چیز کو بھی اتنا اہم بنا دیتی تھی کہ " اسے سنبھال کر رکھا جائے "۔۔۔۔۔ ضامن کی باتوں کی بازگشت چلتی ہوا میں کیرت کے سامنے رقصاں تھی۔۔۔۔۔ کیرت چلتے چلتے تھک گئی تھی۔۔۔۔۔ اس نے سڑک پہ دوڑتی ایک ٹیکسی روکی اور اس میں سوار ہو گئی۔۔۔۔۔ ٹیکسی چلنے لگی تھی۔۔۔۔۔ اندھیرا لاہور پہ اترتا جا رہا تھا۔۔۔۔

وہ کیرت کو ٹشو سے پھول بناتے دیکھ رہا تھا۔۔۔۔ پھر اس)**

نے کہا "اگر میں ٹیسٹ اچھا دوں گا تو آپ مجھے یہ پھول بنا کر دیں گی "۔۔۔؟؟ کیرت نے فوراً گردن اثبات میں ہلائی۔۔۔۔۔ پھر ضامن نے اس دن کے بعد ٹیسٹ اچھے دینے شروع کر دیے۔۔۔۔ اور ایک دن کیرت نے بہت پیارا ٹشو کا پھول ضامن کو بنا کر دے **(دیا۔۔۔۔۔ جس سے ضامن نے پورے اسکول کے سامنے کیرت کو پرپوز کر دیا

For more visit: https://exponovels.com/ mailto:exponovels@gmail.com

وہ گھر پہنچ گئی تھی بغیر کسی سے بات کیے وہ چھت پہ چلی گئی۔۔۔۔کھانا کے لیے بھی اس نے منع کردیا تھا۔۔۔۔بستر بچھا کر وہ لیٹ گئی۔۔۔۔۔لاہور پہ رات مہربان ہوگئی تھی۔۔۔۔تاروں سے سجا آسمان کیرت کو دیکھ رہا تھا۔۔۔۔چھت پہ سفید بلب سے روشنی پھیلی تھی۔۔۔۔۔

کیرت کو اسکے اظہارِ محبت پہ بے انتہا غصہ آیا اور اسنے اسکے منہ پہ ایک تھپڑ رسید)** کردیا۔۔۔۔۔اور وہاں سے جیا کے ساتھ چلی گئی۔۔۔۔وہ دن کیرت کا اسکول میں آخری دن تھا۔۔۔۔تبھی اس نے ہمت کرکے اس بد تمیز لڑکے کو تھپڑ ٹکا دیا تھا۔۔۔۔بہت دنوں تک وہ اس بات کا افسوس کرتی رہی کہ وہ اس لڑکے کو اچھا سمجھتی تھی اور وہ اسکے بارے میں ایسی سوچ رکھتا تھا۔۔۔۔۔پر پھر وہ ساری باتیں وقت کی ریت میں دھندلی اور **(گم ہوگئیں کیرت اپنی زندگی میں آگے بڑھ گئی

کیرت کو عجیب سی بے چینی ہورہی تھی۔۔۔۔اسنے کروٹ لی۔۔۔۔آنکھوں کے سامنے ضامن پھر سے آگیا۔۔۔۔

میں اسکی شکل بھول گیا ہوں نبیل۔۔۔۔یہ میری زندگی کا"

سب سے بڑا دکھ ہے۔۔۔۔ تبھی میں آج اسکی تلاش میں یوں مارا مارا پھر رہا ہوں۔۔۔۔ پر میں ناامید نہیں ہوں۔۔۔۔ میں نیویارک سے صرف اسے ڈھونڈنے آیا ہوں۔۔۔۔۔ بس کل میں حیدرآباد جاؤں گا اور مجھے یقین ہے مجھے وہاں سے اسکے بارے میں کوئی نہ کوئی معلومات ضرور مل جائے گی"۔۔۔۔۔

کیرت نے آنکھیں موند لیں۔۔۔۔۔ جس لڑکی کے پیچھے ضامن اتنا پاگل ہو رہا ہے اگر وہ اب اس لڑکی کو دیکھے گا تو اسکا ردعمل کیسا ہوگا۔۔۔۔؟ وہ ضرور اپنی دیوانگی پہ افسوس منائے گا کہ وہ ایک ڈھلتی عمر اور ناقص عیار صورت لڑکی کو ڈھونڈ رہا تھا۔۔۔۔ جسے اس جیسے لوگوں نے نہیں اپنایا تو ضامن جیسا خوبرو اور وجیہہ شکل و صورت کا مالک کیسے اپنائے گا۔۔؟ ایسا کبھی نہیں ہوگا۔۔۔۔۔ انشااللہ ضامن کو کچھ بھی پتہ چلنے سے پہلے وہ آفس چھوڑ دے گی۔۔۔۔ وہ اپنی بے عزتی نہیں ہونے دے گی۔۔۔۔۔ رات اور تارے کیرت کی سوچوں پہ خاموش تھے۔۔۔۔ کیرت نے آنکھیں بند ہی رکھیں۔۔۔۔

_____&&&&&&&&&&&

&&&&&&&&&&&ً&&&&&&&&&&&&&_____

_____

آفس میں قطار در قطار لگی کرسیوں پہ بیٹھے امپلوئز لیپ ٹاپ پہ انگلیاں چل رہے تھے۔۔۔۔۔ ٹھک ٹھک کی آواز اطراف میں پھیلی تھی۔۔۔۔۔ ایسے میں وہ راہ داری سے چلتی آرہی تھی۔۔۔۔ دوپٹہ کاندھے پہ تھا۔۔۔۔۔ ایک پلو فرش پہ جھاڑو دے رہا تھا۔۔۔۔ اس نے بغیر رکے دوپٹہ اٹھایا اور کاندھوں پہ جچالیا۔۔۔۔۔ کہنی پہ پرس لٹکا تھا۔۔۔۔ جس کی زیپ کھلی تھی۔۔۔۔۔ پرس میں موجود سفید تہہ شدہ کاغذ صاف نظر آرہا تھا۔۔۔۔۔ یہ اسکا

استعفا تھا۔۔۔۔ جو اس نے آفس آتے ہی ٹائپ کرلیا تھا۔۔۔۔۔ وہ چاہ رہی تھی کہ اپنا استعفا منیجر صاحب کو دے کر چلی جائے پر انہوں نے صاف انکار کرکے کہا "جب سر آئیں گے آپ انہیں کو اپنا استعفا دیجئے گا"۔۔۔۔۔ کیرت نے بہت منتیں کی پر وہ مانے ہی نہیں۔۔۔۔ اور اب جب اسے معلوم چلا کہ ضامن آفس آگیا ہے تو وہ بغیر تامل استعفا دینے آگئی۔۔۔۔۔

وہ ضامن کے کیبن کے باہر کھڑی تھی۔۔۔۔ کانچ کے دروازے سے وہ سامنے چئیر پہ بیٹھا نظر آرہا تھا۔۔۔۔۔ ہمیشہ کی طرح بہت خوبصورت چہرے والا۔۔۔۔۔ کیرت دروازہ ناک کرکے اندر داخل ہوگئی۔۔۔۔۔ ضامن نے نظریں اٹھا کر اسے دیکھا۔۔۔۔۔ کیرت

کا دل ڈوب کے ابھرا۔۔۔۔ یہ وہ ہر روز والی نگاہیں نہیں تھیں یہ بدل گئی تھیں۔۔۔۔۔ کچھ اجنبیت، کچھ بیزاری، اور کچھ حقارت۔۔۔۔۔۔ کیرت نے اپنے بکھرتے حوصلے کو سنبھالا اور قدم قدم چلتی عین اسکے سامنے رک گئی۔۔۔۔

یہ میرا استعفا ہے"۔۔۔۔ اس نے کہنی پہ لٹکے پرس سے کاغذ نکال کر میز پہ رکھا اور اس سے بغیر نظریں ملائے واپسی کے لیے پلٹ گئی۔۔۔۔۔ وہ ابھی کیبن کے دروازے تک ہی پہنچی تھی کہ اسے ضامن کی آواز آئی۔۔۔

پریشے"۔۔۔۔؟ کیرت کا وجود پتھرا گیا۔۔۔۔ ضامن اپنی کرسی سے کھڑا ہو گیا" تھا۔۔۔۔ کیرت محسوس کر سکتی تھی کہ وہ اسکی طرف آرہا ہے۔۔۔۔۔۔ ضامن اس سے چند قدموں کے فاصلے پہ رک گیا۔۔۔۔۔

جس پریشے کو میں ڈھونڈ رہا تھا وہ تم تھیں"۔۔۔؟؟ اسکا انداز سوالیہ تھا۔۔۔۔۔ کیرت" نے کوئی جواب نہ دیا۔۔۔۔۔ ضامن نے اسکا بازو پکڑا اور اسکا چہرہ اپنی طرف کیا۔۔۔۔۔ کیرت کی

نظریں جھکی ہوئی تھیں۔۔۔۔۔ پر جب اسنے نظریں اٹھائیں تو اسے ضامن کے چہرے پہ تمسخر دکھائی دیا۔۔۔۔۔

تو وہ تم ہو جسے میں ایک عرصے سے ڈھونڈ رہا تھا"۔۔۔۔۔اس نے کیرت کو اوپر سے نیچے تک دیکھا۔۔۔۔۔کیرت نے اپنا ہاتھ چھڑانا چاہا پر ضامن نے اسکا ہاتھ نہ چھوڑا۔۔۔۔۔

"مجھے اس بات کا افسوس ہے کہ میں ایک ایسی لڑکی کو ڈھونڈ رہا تھا جس کی شکل ہے نہ صورت۔۔۔۔۔پتہ نہیں مجھے تم اس وقت کیسے بھا گئیں۔۔۔۔۔اور میں نے دس سال تمہاری محبت میں گنوا دیے۔۔۔۔کتنا بے وقوف تھا میں"۔۔۔۔۔توقف دیا۔۔۔۔کیرت کی آنکھیں آنسوؤں سے بھر گئیں۔۔۔۔اس نے تو نہیں کہا تھا ضامن کو کہ وہ اس سے محبت کرے۔۔۔۔۔اسے ڈھونڈے۔۔۔۔۔یہ سارے اسکے اپنے فعل تھے۔۔۔۔وہ تو آج بھی نوکری اسی لیے چھوڑ رہی تھی تاکہ ضامن کو کبھی معلوم نہ چلے کہ وہی پریشے ہے۔۔۔۔جو کبھی ضامن کو پڑھایا کرتی تھی۔۔۔۔۔کیرت کے آنسوں دیکھ کر ضامن نے ایک جھٹکے سے اسکا ہاتھ چھوڑا۔۔۔۔

"تم میرے آفس بھی اسی لیے ہی آئی تھیں نا تاکہ تم میرے سامنے رہ کر ایک بار پھر مجھے اپنے عشق میں مبتلا کر دو"۔۔۔۔؟ کیرت کو دھچکا لگا۔۔۔۔اسنے ناں میں گردن ہلائی پر وہ جیسے کچھ دیکھ ہی نہیں رہا تھا۔۔۔۔۔وہ بس اپنی بولے جا رہا تھا۔۔۔۔

نہیں۔۔۔۔ نہیں۔۔۔ تم جانتی تھیں کہ میں تمہیں ڈھونڈ رہا ہوں تم اسی لیے میرے "
آفس میں جاب کرنے لگیں تاکہ میری آنکھوں کے سامنے رہ سکو۔۔۔۔۔ پر تمہیں ایسا
کیوں لگا کہ میں تمہیں پسند کرنے لگ جاؤں گا۔۔۔۔ اپنی شکل دیکھی ہے تم
نے "۔۔۔۔؟؟؟ ضامن کی یہ بات کسی تھپڑ کی طرح کیرت کے منہ

پہ لگی تھی۔۔۔۔ آنسوں ٹوٹ کے گال پہ پھسل گئے۔۔۔۔۔ کیبن میں اچانک سے
اندھیرا چھا گیا۔۔۔۔۔۔ کہیں بجلی کڑکنے کی زوردار آواز آئی تھی۔۔۔۔۔ پر اس سے بھی
کہیں زیادہ تیز اور اونچی آواز ضامن کی تھی۔۔۔۔۔
بہت اچھا کیا تم نے استعفا دے دیا۔۔۔۔۔ اگر نہ دیتیں تو میں خود تمہیں نکال "
دیتا۔۔۔۔۔ تم میں ہے ہی کیا جس کو پسند کیا جائے۔۔۔۔۔ اف۔۔۔۔ میں دس سال
تک تمہارے پیچھے اپنی خوشیاں برباد کرتا رہا تھا۔۔۔۔۔ کتنا بے وقوف تھا۔۔۔۔۔ اب
تم "۔۔۔۔ وہ یک دم ہی کیرت پہ جھکا اور چبا چبا کر بولنے لگا "یہاں سے دفعہ
ہو جاؤ"۔۔۔۔۔ بجلی ایک بار پھر کڑکی۔۔۔۔۔ کیرت نے آنکھیں میچ لیں۔۔۔۔۔ ضامن
اسے جھنجھوڑ کر کہہ رہا تھا کہ وہ اسکی نظروں کے سامنے سے چلی جائے۔۔۔۔۔ کیرت کو
محسوس ہوا۔۔۔۔۔ کہ کہیں ٹپا ٹپ بارش کی بوندیں گرنے کی آواز آ رہی

For more visit: https://exponovels.com/ mailto:exponovels@gmail.com

ہے۔۔۔۔۔بجلی کی چمک اور آواز سے اسنے بے ساختہ آنکھیں کھولیں۔۔۔۔۔تو وہ دم بخود رہ گئی۔۔۔۔۔

وہ اپنے گھر کی چھت پہ تھی۔۔۔۔اپنی چارپائی پہ چھت پہ اندھیرا چھایا تھا۔۔۔۔۔بارش برس رہی تھی۔۔۔۔بجلی چمک رہی تھی۔۔۔۔۔کیرت نے اپنے چہرے پہ ہاتھ پھیرا۔۔۔۔پسینے سے پورا چہرہ بھیگا تھا۔۔۔۔کیرت نے آزو بازو دیکھا۔۔۔۔۔وہ اپنی ہی چھت پہ تھی۔۔۔۔۔تو یہ سب ایک خواب تھا۔۔۔۔؟کیرت کا سر بری طرح دکھنے لگا۔۔۔۔۔وہ اپنا سر ہاتھوں میں گرا کر بیٹھ گئی۔۔۔۔۔اگر یہ سب کل سچ ہو گیا تو۔۔۔؟؟ کیرت کا یہ سوچ کر ہی دم نکلنے کو ہو رہا تھا۔۔۔۔۔وہ دوبارہ اپنی چارپائی پہ لیٹ گئی۔۔۔۔۔اسنے اپنے سرہانے دیکھا تو وہاں چاکلیٹ اور پھول رکھا تھا۔۔۔۔چکور آ کر چلا گیا تھا۔۔۔۔۔کیرت نے پھول پہ انگلی پھیری۔۔۔۔۔اور

آنکھیں بند کر لیں۔۔۔۔۔پر نیند اب روٹھ گئی تھی۔۔۔۔۔بارش کی آواز ویسی ہی اسکی سماعت سے ٹکرا رہی تھی۔۔۔۔۔۔

____&&&&&&&

&&&&&&&&&&&&&&&&&&&&&&&&&&&&&&&_________

____

اگلی صبح وہ دل پہ جبر کر کے آفس آ گئی۔۔۔۔ پورا دن بہت محتاط رہی۔۔۔ ہر کام کرنے سے پہلے اچھی طرح تسلی کرتی پھر ضامن کے سامنے جاتی۔۔۔۔۔ اس وقت وہ اپنے کیبن میں بیٹھی تھی جب ریشپشن سے کال آئی کہ ضامن سے ملنے اسکا کوئی دوست آیا ہے۔۔۔۔۔۔

میں سر سے پوچھ کر بتاتی ہوں ایک منٹ"۔۔۔۔۔ اسنے ریسیور رکھا اور ضامن کے" کیبن میں چلی گئی۔۔۔۔

ڈارک گرے کلر شرٹ پہ جیکٹ اور بلیو جینز کی پینٹ پہن کر وہ پاؤر چیئر پہ بیٹھا تھا۔۔۔۔ سبز آنکھیں مصروف تھیں۔۔۔۔ کیرت نے کیبن کا دروازہ ناک کیا تو اسنے نظریں اٹھا کر دیکھا۔۔۔ کیرت کو سامنے دیکھ کر اسنے اندر آنے کا اشارہ کیا۔۔۔۔ کیرت سپاٹ چہرے سے اندر داخل ہو گئی۔۔۔۔۔

سر وہ آپ کے دوست نبیل صاحب آئے ہیں۔۔۔ اگر آپ فری ہیں تو میں انہیں اندر" بھیج دوں"۔۔۔؟؟ ضامن نے فائل بند کی۔۔۔۔

ایک گہرا سانس لیا۔۔۔۔۔

ہاں اسے اندر بھیج دو۔۔۔۔اور تم یہ فائل"۔۔۔میز پہ رکھی فائل کی طرف اشارہ کیا" یہیں بیٹھ کر ایک بار ریڈ کر لو"۔۔۔۔۔کیرت نے سر اثبات میں ہلایا اور نبیل کو اندر بلا کر" وہ خود کیبن کی دیوار کے ساتھ رکھے صوفے پہ فائل لے کر بیٹھ گئی۔۔۔۔۔

ضامن کافی گرم جوشی سے نبیل سے ملا تھا۔۔۔۔خیر خیریت کے بعد اس نے ریسیو سے دو کافی آرڈر کیں اور نبیل کی طرف متوجہ ہو گیا۔۔۔۔

تم سے ایک کام تھا"۔۔۔۔۔اس نے نبیل کو دیکھتے کہا۔۔۔۔نبیل خوش شکل ضامن" کی عمر کا ہی لڑکا تھا بلیک تھریپس میں وہ خاصا پر کشش لگ رہا تھا۔۔۔۔نبیل نے فوراً گردن ہلائی۔۔۔

ہاں ہاں بولو"۔۔۔۔۔ضامن نے دونوں ہاتھ میز پہ رکھ لیے۔۔۔۔وہ ابھی بات شروع" کرتا کہ پیون کافی کے مگ لے آیا۔۔۔۔کافی انکے سامنے رکھ کر جب وہ چلا گیا تو ضامن نے کافی کے اڑتے دھویں کو دیکھتے اپنی بات جاری کی۔۔۔۔کیرت فائل ریڈ کرتی دانستہ انکی طرف متوجہ تھی۔۔۔۔اس نے آفس میں اڑتی اڑتی سی بات سنی تھی کہ اس کے باس کسی لڑکی کو تلاش رہے ہیں۔۔۔۔جو دس سال پہلے ان سے بچھڑ گئی تھی۔۔۔۔کیرت کو یہ بات سن کر بہت حیرت ہوئی۔۔۔۔دس سال بچھڑنے کے بعد بھی اسکے باس نے اس لڑکی کو یاد رکھا۔۔۔۔۔کیرت کو اس لڑکی کی قسمت پہ رشک آیا۔۔۔۔۔آفس میں بہت

ساری لڑکیاں ضامن کو دیکھ کر اس لڑکی کی قسمت پہ رشک کرتی تھیں جسے ضامن ڈھونڈ رہا تھا۔۔۔۔۔

"مجھے وہ نہیں مل رہی میں اس اسکول بھی گیا پر وہاں سے بھی کچھ حاصل نہیں ہوا پورا اسٹاف چینج ہو گیا ہے۔۔۔۔ بہت

مشکل سے پرنسپل میم کا ایڈریس ملا ہے۔۔۔۔ جو حیدر آباد شفٹ ہو گئی ہیں میں کل حیدر آباد کے لیے نکلوں گا"۔۔۔۔ ضامن کافی شکستہ لہجے سے بول رہا تھا نبیل پوری توجہ سے اسے سن رہا تھا۔۔۔

"میں چاہتا ہوں تم میری غیر موجودگی میں ڈیڈ کے سامنے یہ ظاہر کرو کہ میں تمہارے ساتھ ہوں ڈیڈ کو میری محبت پاگل پن لگتی ہے"۔۔۔۔۔ نبیل اس بات پہ ہنسا۔۔۔۔۔۔ سبز آنکھوں میں ناگواری پھیل گئی۔۔۔۔

"تو ٹھیک لگتا ہے ضامن تم ایک لڑکی کے پیچھے اتنے پاگل کیوں ہو گئے ہو۔۔؟ کیا وہ بہت زیادہ خوبصورت تھی"۔۔۔؟؟ ضامن نے بھاپ اڑاتی کافی کے مگ پہ انگلی پھیری۔۔۔۔

پتہ نہیں یاد نہیں وہ کیسی تھی۔۔۔مجھے بس اتنا یاد ہے کہ میں اس سے محبت کرتا ہوں"
اور میں نے اسے حاصل کرنا ہے ہر قیمت پہ"۔۔۔۔۔۔نبیل نے کافی کا مگ ہنٹوں سے
لگا کر ایک سپ لی۔۔
اچھا نام کیا تھا اسکا"۔۔۔۔؟؟کیرت نے فائل ریڈ کرلی تھی۔۔۔۔اب وہ بس انکی"
باتیں سننے کے لیے بیٹھی تھی۔۔۔۔نام والے سوال پہ کیرت اور متوجہ ہوگئی۔۔۔۔۔پر
پھر اگلے ہی لمحے اسے ضامن کے جواب پہ بہت برا جھٹکا لگا۔۔۔۔
اسکا نام پریشے تھا"۔۔۔۔۔کیرت نے بے ساختہ نظریں اٹھا کر ضامن کو"
دیکھا۔۔۔۔۔جو نبیل کو پریشے کے متعلق بتا رہا تھا۔۔۔۔
میں نے اسے پہلی بار اپنے اسکول میں دیکھا تھا وہ مجھے میتھس کروایا کرتی تھی۔۔۔۔اور"
تمہیں پتہ ہے وہ ٹشو کے پھول بناتی تھی وہ ایک غیر اہم چیز کو بھی اتنا اہم بنا دیتی تھی کہ
اسے سنبھال کر رکھا جائے"۔۔۔۔۔۔پریشے کے بارے میں

بتاتے اسکے چہرے پہ ہلکی سی مسکان آگئی تھی جس کی وجہ سے اسکے گال پہ ٹمپل پڑا
تھا۔۔۔۔کیرت دم سادھے سب سن رہی تھی۔۔۔۔۔

For more visit: https://exponovels.com/ mailto:exponovels@gmail.com

_____&&&&&&&&&&&&
&&&&&&&&&&&&&&&&_____
_____

وہ سڑک پہ چل رہی تھی۔۔۔۔لاہور پہ شام اتر رہی تھی۔۔۔۔ہر روز ٹیکسی سے جانے والی کیرت آج پیدل ہی چل رہی تھی۔۔۔۔ہوا سے اسکی چٹیا سے آزاد لٹیں اسکے چہرے پہ آرہی تھیں۔۔۔۔۔ضامن کی باتیں اسکے ذہن میں ادھم مچائے ہوئے تھیں۔۔۔۔۔تو جس لڑکی کو ضامن ڈھونڈ رہا تھا وہ کیرت ہے۔۔۔؟
کیرت سڑک پہ رک گئی۔۔۔۔آنکھیں سختی سے بھینچ لیں۔۔۔۔۔

یہ ضامن جعفر ہیں اس اسکول کے ٹرسٹی کے بیٹے۔۔۔۔آپ آج سے انہیں")**
میتھس کروایا کریں گی"۔۔۔۔وہ پرنسپل کے آفس میں کھڑے اس لڑکے کو دیکھ رہی تھی
**(جو بیزاری سا نظر آرہا تھا

کیرت نے اپنی آنکھیں کھولیں۔۔۔۔اور پھر سے سڑک پہ چلنے لگی۔۔۔۔کیرت تو اس اسکول کو بھی بھول چکی تھی جہاں اس نے صرف ایک ماہ کام کیا تھا۔۔۔۔۔اور ضامن تو

کچھ عرصے بعد ہی اسکے ذہن سے محو ہوگیا تھا۔۔۔۔اور اسکی وہ پھول دینے والی حرکت بھی وہ بھول گئی تھی۔۔۔۔

وہ ضامن کو میتھس کروا رہی تھی۔۔۔۔اور ضامن لاکھ سمجھانے کے بعد بھی سوال غلط)** کر رہا تھا۔۔۔۔کیرت پریشان ہوگئی تھی اسکی میتھس کا حال دیکھ کر۔۔۔۔پرنسپل میم نے کہا تھا کہ وہ اسپیشل لڑکا ہے۔۔۔اس پہ خاص توجہ دینی ہے۔۔۔۔۔۔پر ضامن آسان **(سوال بھی غلط کر دیتا تھا

تمہیں پتہ ہے وہ ٹشو کے پھول بناتی تھی وہ اس غیر اہم چیز کو بھی اتنا اہم بنا دیتی تھی کہ " اسے سنبھال کر رکھا جائے "۔۔۔۔۔ضامن کی باتوں کی بازگشت چلتی ہوا میں کیرت کے سامنے رقصاں تھی۔۔۔۔۔کیرت چلتے چلتے تھک گئی تھی۔۔۔۔۔اس نے سڑک پہ دوڑتی ایک ٹیکسی روکی اور اس میں سوار ہوگئی۔۔۔۔۔ٹیکسی چلنے لگی تھی۔۔۔۔۔اندھیرا لاہور پہ اترتا جا رہا تھا۔۔۔۔

For more visit: https://exponovels.com/ mailto:exponovels@gmail.com

وہ کیرت کو ٹشو سے پھول بناتے دیکھ رہا تھا۔۔۔۔پھر اس نے کہا "اگر میں ٹیسٹ **)
اچھا دوں گا تو آپ مجھے یہ پھول بنا کر دیں گی"۔۔۔؟؟ کیرت نے فوراً گردن اثبات میں
ہلائی۔۔۔۔۔پھر ضامن نے اس دن کے بعد ٹیسٹ اچھے دینے شروع
کر دیے۔۔۔۔اور ایک دن کیرت نے بہت پیارا ٹشو کا پھول ضامن کو بنا کر دے
**)دیا۔۔۔۔۔جس سے ضامن نے پورے اسکول کے سامنے کیرت کو پرپوز کر دیا

وہ گھر پہنچ گئی تھی بغیر کسی سے بات کیے وہ چھت پہ چلی گئی۔۔۔۔کھانا کے لیے بھی اس
نے منع کر دیا تھا۔۔۔۔بستر بچھا کر وہ لیٹ گئی۔۔۔۔۔لاہور پہ رات مہربان ہو گئی
تھی۔۔۔۔

تاروں سے سجا آسمان کیرت کو دیکھ رہا تھا۔۔۔۔چھت پہ سفید بلب سے روشنی پھیلی
تھی۔۔۔۔۔

کیرت کو اسکے اظہارِ محبت پہ بے انتہا غصہ آیا اور اسنے اسکے منہ پہ ایک تھپڑ رسید **)
کر دیا۔۔۔۔۔اور وہاں سے جیا کے ساتھ چلی گئی۔۔۔۔وہ دن کیرت کا اسکول میں آخری

دن تھا۔۔۔۔ تبھی اس نے ہمت کر کے اس بد تمیز لڑکے کو تھپڑ ٹکا دیا تھا۔۔۔۔ بہت دنوں تک وہ اس بات کا افسوس کرتی رہی کہ وہ اس لڑکے کو اچھا سمجھتی تھی اور وہ اسکے بارے میں ایسی سوچ رکھتا تھا۔۔۔۔۔ پر پھر وہ ساری باتیں وقت کی ریت میں دھندلی اور **(گم ہو گئیں کیرت اپنی زندگی میں آگے بڑھ گئی

کیرت کو عجیب سی بے چینی ہو رہی تھی۔۔۔۔ اسنے کروٹ لی۔۔۔۔ آنکھوں کے سامنے ضامن پھر سے آگیا۔۔۔۔

میں اسکی شکل بھول گیا ہوں نبیل۔۔۔۔ یہ میری زندگی کا سب سے بڑا دکھ "ہے۔۔۔۔ تبھی میں آج اسکی تلاش میں یوں مارا مارا پھر رہا ہوں۔۔۔۔ پر میں نا امید نہیں ہوں۔۔۔۔ میں نیویارک سے صرف اسے ڈھونڈنے آیا ہوں۔۔۔۔۔ بس کل میں حیدر آباد جاؤں گا اور مجھے یقین ہے مجھے وہاں سے اسکے بارے میں کوئی نہ کوئی معلومات ضرور مل جائے گی "۔۔۔۔۔

کیرت نے آنکھیں موند لیں۔۔۔۔۔ جس لڑکی کے پیچھے ضامن اتنا پاگل ہو رہا ہے اگر وہ اب اس لڑکی کو دیکھے گا تو اسکا رد عمل کیسا ہو گا۔۔۔۔؟ وہ ضرور اپنی دیوانگی پہ افسوس

منائے گا کہ وہ ایک ڈھلتی عمر اور ناقص عیار صورت لڑکی کو ڈھونڈ رہا تھا۔۔۔۔جسے اس جیسے لوگوں نے نہیں اپنایا تو

ضامن جیسا خوبرو اور وجیہہ شکل و صورت کا مالک کیسے اپنائے گا۔۔؟ ایسا کبھی نہیں ہوگا۔۔۔۔۔انشااللہ ضامن کو کچھ بھی پتہ چلنے سے پہلے وہ آفس چھوڑ دے گی۔۔۔۔وہ اپنی بے عزتی نہیں ہونے دے گی۔۔۔۔۔۔رات اور تارے کیرت کی سوچوں پہ خاموش تھے۔۔۔۔کیرت نے آنکھیں بند ہی رکھیں۔۔۔۔

_____&&&&&&&&&&&&

&&&&&&&&&&&&ً&&&&&&&&&&&&&_____

_____

آفس میں قطار در قطار لگی کرسیوں پہ بیٹھے امپلوئز لیپ ٹاپ پہ انگلیاں چل رہے تھے۔۔۔۔۔ٹھک ٹھک کی آواز اطراف میں پھیلی تھی۔۔۔۔۔ایسے میں وہ راہ داری سے چلتی آرہی تھی۔۔۔۔دوپٹہ کاندھے پہ تھا۔۔۔۔۔ایک پلو فرش پہ جھاڑو دے رہا تھا۔۔۔۔اس نے بغیر رکے دوپٹہ اٹھایا اور کاندھوں پہ جچالیا۔۔۔۔۔کہنی پہ پرس لٹکا تھا۔۔۔۔جس کی زیپ کھلی تھی۔۔۔۔۔پرس میں موجود سفید تہہ شدہ کاغذ صاف نظر آرہا تھا۔۔۔۔۔یہ اسکا استعفا تھا۔۔۔۔جو اس نے آفس آتے ہی ٹائپ کرلیا تھا۔۔۔۔۔وہ

چاہ رہی تھی کہ اپنا استعفا منیجر صاحب کو دے کر چلی جائے پر انہوں نے صاف انکار کر کے کہا "جب سر آئیں گے آپ انہیں کو اپنا استعفا دیجئے گا"۔۔۔۔۔ کیرت نے بہت منتیں کی پر وہ مانے ہی نہیں۔۔۔۔ اور اب جب اسے معلوم چلا کہ ضامن آفس آگیا ہے تو وہ بغیر تامل استعفا دینے آگئی۔۔۔۔۔

وہ ضامن کے کیبن کے باہر کھڑی تھی۔۔۔۔ کانچ کے دروازے سے وہ سامنے چئیر پہ بیٹھا نظر آرہا تھا۔۔۔۔۔ ہمیشہ کی طرح بہت خوبصورت چہرے والا۔۔۔۔۔ کیرت دروازہ ناک کر کے اندر داخل

ہوگئی۔۔۔۔۔ ضامن نے نظریں اٹھا کر اسے دیکھا۔۔۔۔۔ کیرت کا دل ڈوب کے ابھرا۔۔۔۔ یہ وہ ہر روز والی نگاہیں نہیں تھیں یہ بدل گئی تھیں۔۔۔۔۔ کچھ اجنبیت، کچھ بیزاری، اور کچھ حقارت۔۔۔۔۔۔ کیرت نے اپنے بکھرتے حوصلے کو سنبھالا اور قدم قدم چلتی عین اسکے سامنے رک گئی۔۔۔۔

یہ میرا استعفا ہے"۔۔۔۔ اس نے کہنی پہ لٹکے پرس سے کاغذ نکال کر میز پہ رکھا اور اس سے بغیر نظریں ملائے واپسی کے لیے پلٹ گئی۔۔۔۔۔ وہ ابھی کیبن کے دروازے تک ہی پہنچی تھی کہ اسے ضامن کی آواز آئی۔۔۔

پریشے "۔۔۔۔؟ کیرت کا وجود پتھرا گیا۔۔۔۔ ضامن اپنی کرسی سے کھڑا ہو گیا" تھا۔۔۔۔ کیرت محسوس کر سکتی تھی کہ وہ اسکی طرف آ رہا ہے۔۔۔۔۔۔ ضامن اس سے چند قدموں کے فاصلے پہ رک گیا۔۔۔۔۔

جس پریشے کو میں ڈھونڈ رہا تھا وہ تم تھیں "۔۔۔؟؟ اسکا انداز سوالیہ تھا۔۔۔۔۔ کیرت " نے کوئی جواب نہ دیا۔۔۔۔۔ ضامن نے اسکا بازو پکڑا اور اسکا چہرہ اپنی طرف کیا۔۔۔۔۔ کیرت کی نظریں جھکی ہوئی تھیں۔۔۔۔۔ پر جب اسنے نظریں اٹھائیں تو اسے ضامن کے چہرے پہ تمسخر دکھائی دیا۔۔۔۔۔

تو وہ تم ہو جسے میں ایک عرصے سے ڈھونڈ رہا تھا "۔۔۔۔۔ اس نے کیرت کو اوپر سے " نیچے تک دیکھا۔۔۔۔۔ کیرت نے اپنا ہاتھ چھڑانا چاہا پر ضامن نے اسکا ہاتھ نہ چھوڑا۔۔۔۔۔

مجھے اس بات کا افسوس ہے کہ میں ایک ایسی لڑکی کو ڈھونڈ رہا تھا جس کی شکل ہے نہ " صورت۔۔۔۔۔ پتہ نہیں مجھے تم اس وقت کیسے بھا گئیں۔۔۔۔۔ اور میں نے دس سال تمہاری محبت میں گنوا دیے۔۔۔۔ کتنا بے وقوف تھا میں "۔۔۔۔۔ توقف دیا۔۔۔۔

For more visit: https://exponovels.com/ mailto:exponovels@gmail.com

کیرت کی آنکھیں آنسوؤں سے بھر گئیں۔۔۔۔اس نے تو نہیں کہا تھا ضامن کو کہ وہ اس سے محبت کرے۔۔۔۔۔اسے ڈھونڈے۔۔۔۔۔یہ سارے اسکے اپنے فعل تھے۔۔۔۔وہ تو آج بھی نوکری اسی لیے چھوڑ رہی تھی تاکہ ضامن کو کبھی معلوم نہ چلے کہ وہی پریشے ہے۔۔۔۔جو کبھی ضامن کو پڑھایا کرتی تھی۔۔۔۔۔کیرت کے آنسوں دیکھ کر ضامن نے ایک جھٹکے سے اسکا ہاتھ چھوڑا۔۔۔۔

"تم میرے آفس بھی اسی لیے ہی آئی تھیں نا تاکہ تم میرے سامنے رہ کر ایک بار پھر مجھے اپنے عشق میں مبتلا کر دو"۔۔۔۔؟ کیرت کو دھچکا لگا۔۔۔۔اسنے ناں میں گردن ہلائی پر وہ جیسے کچھ دیکھ ہی نہیں رہا تھا۔۔۔۔۔وہ بس اپنی بولے جا رہا تھا۔۔۔۔

"نہیں۔۔۔۔نہیں۔۔۔تم جانتی تھیں کہ میں تمہیں ڈھونڈ رہا ہوں تم اسی لیے میرے آفس میں جاب کرنے لگیں تاکہ میری آنکھوں کے سامنے رہ سکو۔۔۔۔۔پر تمہیں ایسا کیوں لگا کہ میں تمہیں پسند کرنے لگ جاؤں گا۔۔۔۔اپنی شکل دیکھی ہے تم نے"۔۔۔۔؟؟؟ ضامن کی یہ بات کسی تھپڑ کی طرح کیرت کے منہ پہ لگی تھی۔۔۔۔آنسوں ٹوٹ کے گال پہ پھسل گئے۔۔۔۔۔کیبن میں اچانک سے اندھیرا چھا گیا۔۔۔۔۔کہیں بجلی کڑکنے کی زوردار آواز آئی تھی۔۔۔۔۔پر اس سے بھی کہیں زیادہ تیز اور اونچی آواز ضامن کی تھی۔۔۔۔۔

For more visit: https://exponovels.com/ mailto:exponovels@gmail.com

بہت اچھا کیا تم نے استعفا دے دیا۔۔۔۔۔ اگر نہ دیتیں تو میں خود تمہیں نکال"
دیتا۔۔۔۔۔ تم میں ہے ہی کیا جس کو پسند کیا جائے۔۔۔۔۔ اف۔۔۔۔ میں دس سال
تک تمہارے پیچھے اپنی خوشیاں برباد کرتا رہا تھا۔۔۔۔۔ کتنا بے وقوف تھا۔۔۔۔۔ اب
تم"۔۔۔۔ وہ یک دم ہی کیرت پہ جھکا اور چبا چبا کر بولنے لگا "یہاں سے دفعہ

ہو جاؤ"۔۔۔۔۔ بجلی ایک بار پھر کڑکی۔۔۔۔۔ کیرت نے آنکھیں میچ لیں۔۔۔۔۔ ضامن
اسے جھنجھوڑ کر کہہ رہا تھا کہ وہ اسکی نظروں کے سامنے سے چلی جائے۔۔۔۔۔ کیرت کو
محسوس ہوا۔۔۔۔۔ کہ کہیں ٹپا ٹپ بارش کی بوندیں گرنے کی آواز آ رہی
ہے۔۔۔۔۔ بجلی کی چمک اور آواز سے اسنے بے ساختہ آنکھیں کھولیں۔۔۔۔۔ تو وہ دم
بخود رہ گئی۔۔۔۔۔
وہ اپنے گھر کی چھت پہ تھی۔۔۔۔ اپنی چارپائی پہ چھت پہ اندھیرا چھایا تھا۔۔۔۔۔ بارش
برس رہی تھی۔۔۔۔ بجلی چمک رہی تھی۔۔۔۔۔ کیرت نے اپنے چہرے پہ ہاتھ
پھیرا۔۔۔۔ پسینے سے پورا چہرہ بھیگا تھا۔۔۔۔ کیرت نے آزو بازو دیکھا۔۔۔۔۔ وہ اپنی
ہی چھت پہ تھی۔۔۔۔۔ تو یہ سب ایک خواب تھا۔۔۔۔؟ کیرت کا سر بری طرح دکھنے
لگا۔۔۔۔۔ وہ اپنا سر ہاتھوں میں گرا کر بیٹھ گئی۔۔۔۔۔ اگر یہ سب کل سچ ہو گیا تو۔۔۔؟؟

کیرت کا یہ سوچ کر ہی دم نکلنے کو ہو رہا تھا۔۔۔۔۔وہ دوبارہ اپنی چارپائی پہ لیٹ گئی۔۔۔۔۔اسنے اپنے سرہانے دیکھا تو وہاں چاکلیٹ اور پھول رکھا تھا۔۔۔۔چکور آکر چلا گیا تھا۔۔۔۔۔کیرت نے پھول پہ انگلی پھیری۔۔۔۔۔اور آنکھیں بند کرلیں۔۔۔۔۔پر نیند اب روٹھ گئی تھی۔۔۔۔۔بارش کی آواز ویسی ہی اسکی سماعت سے ٹکرا رہی تھی۔۔۔۔۔۔

&&&&&&&_____

&&&&&&&&&&&&&&&&&&&&&&&&&&&&&&_____

_____

اگلی صبح جب چکمی تو کیرت آفس کے لیے تیار ہو گئی۔۔۔۔گھر سے نکلنے سے پہلے اس نے اپنی امی کو بتا دیا تھا کہ وہ آج آفس چھوڑ کر آئے گی۔۔۔۔امی کو دھچکا لگا۔۔۔۔۔انہوں نے وجہ پوچھی تو اس نے بس اتنا ہی کہا "مجھے کام سمجھ نہیں آرہا"۔۔۔۔۔امی اسکے جواب پہ خاموش ہو گئیں۔۔۔۔۔اور کیرت بھی چادر خود پہ پلیٹ کر گھر سے نکل گئی تھی۔۔۔۔۔

+**********+

حیدر آباد میں اسنے پرنسپل میم کا ایڈریس ڈھونڈ لیا تھا۔۔۔۔۔یہ ایک چوڑی گلی تھی۔۔۔۔جس میں کشادہ مکان ایک ترتیب سے بنے تھے۔۔۔۔۔مکانوں کے درمیان

میں کریانے کی دکانیں بھی تھیں۔۔۔۔ سڑک پہ چہل پہل لگی تھی۔۔۔۔۔ بچے کرکٹ کھیلتے نظر آرہے تھے۔۔۔۔۔۔۔۔ وہ اپنی گاڑی ایک طرف لگا کر گاڑی سے نکلا اور ایک شخص سے اپنی تسلی کے لیے میم کے مکان کا نمبر پوچھ لیا۔۔۔۔۔ آدمی نے سڑک کے کنارے پہ بنے چھوٹے گھر کی طرف اشارہ کیا اور آگے بڑھ گیا۔۔۔۔۔ ضامن نے گھر کی طرف دیکھا۔۔۔۔ اور قدم اٹھانے لگا۔۔۔۔۔۔ ہر قدم پہ دل کی دھڑکن بڑھ رہی تھی۔۔۔۔۔

+**********+

اس نے آفس میں داخل ہوتے ہی اپنا خواب یاد آیا۔۔۔۔۔ دل کسی نے مٹھی میں لے لیا۔۔۔۔ اگر خواب سچ ہوگیا تو۔۔۔۔؟؟ اس سوال پہ اسکی سانسیں اٹکنے لگیں۔۔۔۔۔ اس نے آتے ہی اپنا ریزگنیشن لیٹر ٹائپ کیا اور پھر ریشپشن سے ضامن کا

پوچھا۔۔۔۔۔ ریسپشنسٹ نے اسے بتایا کہ ضامن ابھی نہیں آیا تو وہ جلدی سے مینجر صاحب کو ڈھونڈنے لگی۔۔۔۔۔ مینجر صاحب اسے جیسے ہی ملے اسنے اپنا استعفا انہیں دینا چاہا۔۔۔۔ مینجر صاحب نے اسے تعجب سے دیکھا۔۔۔۔

آپ اچانک یہ جاب کیوں چھوڑ رہی ہیں"۔۔۔۔؟؟؟"

بس میری مجبوری ہے"۔۔۔۔اسنے نظریں چرا کر جواب دیا۔۔۔۔۔میجر صاحب نے" لب بھینچ کر اسے دیکھا۔۔۔۔

+**********+

اسنے ڈور بیل بجا دی تھی۔۔۔۔۔اب وہ دروازہ کھلنے کا انتظار کر رہا تھا۔۔۔۔سڑک پہ کھیلتے بچے شور مچا رہے تھے۔۔۔۔۔ضامن نے کچھ دیر دروازہ کھلنے کا انتظار کیا پھر اسنے دوبارہ ڈور بیل بجائی تو اسے کسی کے قدموں کی چاپ سنائی دی۔۔۔۔۔۔پھر اگلے ہی پل دروازہ کھل گیا۔۔۔۔۔۔سامنے ایک ادھیڑ عمر آدمی کرتہ اور پاجامہ پہنے کھڑا تھا آنکھوں پہ موٹا چشمہ تھا۔۔۔۔۔

جی کون"۔۔۔؟؟"

یہ میم ثانیہ کا گھر ہے"۔۔۔؟؟ضامن نے اپنے تعارف کے بجائے سوال" داغا۔۔۔۔اس آدمی نے سر اثبات میں ہلا دیا۔۔۔۔پھر ضامن جھٹ سے بولا

میں نے ان سے ملنا ہے۔۔۔۔میرا ان سے ملنا بہت ضروری ہے۔۔۔۔وہ گھر پہ تو" ہیں نا"۔۔۔۔؟؟سبز مائل آنکھوں میں اضطراب تھا۔۔۔۔۔آدمی اسے اچنبھے سے دیکھنے لگا۔۔۔۔پھر وہ سامنے سے ہٹ گیا۔۔۔۔اور ضامن کے لیے اندر آنے کی جگہ چھوڑ دی۔۔۔۔۔۔

For more visit: https://exponovels.com/ mailto:exponovels@gmail.com

+**********+

دیکھیں مس کیرت جاب پہ آپ کو ضامن صاحب نے رکھا تھا۔۔۔۔آپ اپنا استعفا" انہیں ہی دیجئے گا"۔۔۔۔۔کیرت نے زور سے ناں میں سر ہلایا۔۔۔۔۔

پلیز سر آپ یہ انہیں خود دے دیجئے گا۔۔۔۔میں نے ابھی گھر واپس جانا ہے"۔۔۔۔۔" وہ التجائیہ لہجے سے بولی۔۔۔۔پر مینجر صاحب نے شانے اچکائے۔۔۔۔

تو آپ کل آکر دے جائیے گا۔۔۔۔پر میں اس سب میں کچھ نہیں کر سکتا" سوری"۔۔۔۔۔وہ کہہ کر چلے گئے۔۔۔۔۔کیرت کے اعصاب میں درد کی ٹیسیں اٹھنے لگیں۔۔۔۔۔اسکا خواب سچ ہوتا جا رہا تھا۔۔۔۔۔وہ مردہ قدموں سے چلتی اپنے کیبن میں آگئی۔۔۔۔۔۔

+**********+

وہ ڈرائنگ روم میں بیٹھا تھا۔۔۔۔سامنے اسکی دس سال پرانی پرنسپل میم بیٹھی تھیں۔۔۔۔۔۔وہ سب بتا چکا تھا۔۔۔۔۔اب انکے جواب کا منتظر تھا۔۔۔۔۔ثانیہ میم اس ابلق چشم کو دیکھتی رہیں۔۔۔۔اسکے وجیہہ چہرے پہ پھیلی پریشانی کو پڑھتی

رہیں۔۔۔۔پھر خاموشی سے اٹھیں۔۔۔۔اور ڈرائنگ روم سے باہر نکل گئیں۔۔۔۔۔کچھ دیر بعد جب وہ آئیں تو انکے ہاتھ میں ایک ڈائری تھی۔۔۔۔۔انہوں نے وہ ڈائرہ ضامن کے سامنے کی اور بولیں۔۔۔۔

اس میں اسکا رابطہ نمبر اور مکمل پتہ موجود ہے اور یہ اسکی تصویر"۔۔۔۔۔انہوں نے ڈائری پہ ایک تصویر رکھی۔۔۔۔۔تصویر الٹی تھی۔۔۔۔۔ضامن نے تشکر آمیز نظروں سے میم کو دیکھا۔۔۔جن کے چہرے پہ ہلکی مسکراہٹ تھی۔۔۔۔۔۔پھر ضامن نے لرزتے ہاتھوں سے تصویر سیدھی کی۔۔۔۔تصویر دیکھ کر

اسکی آنکھیں باہر نکلنے کو ہو گئیں۔۔۔۔۔۔اس نے بے ساختہ میم کو دیکھا۔۔۔۔

آپ کو پکا یقین ہے کہ یہ وہی ہے"۔۔۔۔؟؟؟ میم نے سر اثبات میں ہلایا۔۔۔۔"

مجھے سو فیصد یقین ہے یہ وہی ہے جسے تم ڈھونڈ رہے ہو۔۔۔۔۔میں اسکو کبھی نہیں بھول سکتی۔۔۔۔۔بہت اچھے اخلاق کی لڑکی تھی"۔۔۔۔۔۔میم کی تائید پہ ضامن سناٹے میں چلا گیا تھا۔۔۔۔۔

_____&&&&&&&&&&&&&&&&&&&&&&&&&&&&&&&&&&&&_____

_____

لاہور پہ اترنے والی عصر ضامن کو بھی اپنے ساتھ واپس لے آئی تھی۔۔۔۔اور اب کیرت میں ہمت پیدا نہیں ہو رہی تھی کہ وہ اسکے سامنے جائے۔۔۔۔پر جانا تو تھا ہی۔۔۔۔۔اس ادھیڑ بن میں کچھ لمحے گزرے پھر وہ کھڑی ہو گئی۔۔۔۔اپنا پرس کہنی پہ لٹکایا اور کیبن سے نکل گئی۔۔۔۔۔

آفس میں قطار در قطار لگی کرسیوں پہ بیٹھے امپلوئز لیپ ٹاپ پہ انگلیاں چل رہے تھے۔۔۔۔۔ٹھک ٹھک کی آواز اطراف میں پھیلی تھیں۔۔۔۔۔ایسے میں وہ راہ داری سے چلتی آ رہی تھی۔۔۔۔دوپٹہ کاندھے پہ تھا۔۔۔۔۔ایک پلو فرش پہ جھاڑو دے رہا تھا۔۔۔۔اس نے بغیر رکے دوپٹہ اٹھایا اور کاندھوں پہ جچا لیا۔۔۔۔۔کہنی پہ پرس لٹکا تھا۔۔۔۔جس کی زیپ کھلی تھی۔۔۔۔۔پرس میں موجود سفید تہہ شدہ کاغذ صاف نظر آ رہا تھا۔۔۔۔۔

وہ چلتی ضامن کے کیبن کے دروازے کے سامنے رک گئی۔۔۔۔۔وہ خواب کی طرح سامنے چیئر پہ بیٹھا تھا۔۔۔۔کیرت کا دل بری طرح ڈول رہا تھا۔۔۔۔۔اس نے ہمت کر کے دروازہ ناک کیا اور اندر داخل ہو گئی۔۔۔۔سبز مائل آنکھوں نے آنے والی کو دیکھا۔۔۔۔۔کچھ پل دیکھتا

رہا۔۔۔۔کیرت نے البتہ نظریں نہیں ملائی تھیں۔۔۔۔وہ جھکی نگاہوں سے میز کے پاس آئی۔۔۔۔۔پرس سے کاغذ نکل کر میز پہ دھر دیا۔۔۔۔۔

"میں نوکری چھوڑ رہی ہوں سر میری کچھ پرسنل پرابلمز ہیں اس لیے، یہ میرا استعفا ہے میں کل سے کام پہ نہیں آؤں گی"۔۔۔۔۔۔جلدی سے اپنی بات مکمل کر کے وہ واپسی کے لیے پلٹ گئی۔۔۔۔۔کیا اب وہ اسے روکے گا۔۔۔۔۔؟ پھر اسے ذلیل کرے گا۔۔۔۔؟؟ ہر اٹھتے قدم کے ساتھ اسکے دل میں سوالوں کا طوفان تیز ہو رہا تھا۔۔۔۔۔پر کیرت کو کسی نے پیچھے سے آواز نہ دی۔۔۔۔۔وہ کیبن کا دروازہ عبور کر کے چلی گئی۔۔۔۔۔۔۔ضامن اسکی پشت دیکھ رہا تھا۔۔۔۔۔اسکی آنکھیں سچ میں بدلی ہوئی تھیں۔۔۔۔۔۔

&&&&&&&&&_____
&&&&&&&&&&&&&&&&&&&&&&&&&&&&_____

شام نیم کے درخت پہ جھولتی دکھائی دیتی تھی۔۔۔۔۔شاخیں اداس تھیں۔۔۔۔۔ہوا مضطرب۔۔۔۔۔چڑیا جو ٹہنی پہ بیٹھی تھی یاسیت سے اسے دیکھ رہی تھی جو برآمدے میں بیٹھی صحن کو اندھیروں میں ڈوبتے تک رہی تھی۔۔۔۔۔دل کہیں گم سا ہو گیا تھا۔۔۔۔۔اس نے نہ روکا۔۔۔۔نہ کچھ کہا۔۔۔۔۔جاب چھوڑنے تک کی وجہ نہیں

پوچھی۔۔۔۔۔ضرور اسے معلوم ہوگیا ہوگا۔۔۔۔۔جس لڑکی کے پیچھے وہ مارا مارا پھر رہا تھا۔۔۔۔وہ اسی کی

سیکرٹری کیرت ہے۔۔۔۔جس کی نہ شکل ہے نہ اس جتنی عمر۔۔۔۔۔جسے پا کر بھی وہ نامکمل اور ادھورا رہ جائے گا۔۔۔۔۔

کیرت یک ٹک صحن میں نظریں جمائے بیٹھی تھی۔۔۔۔تبھی واش روم جانے کے لیے باہر آتی دادی نے اسے دیکھا تو بولی۔۔۔

او مظلومہ بیگم۔۔۔۔یہاں کیوں لاش کی طرح بیٹھی ہے۔۔۔؟ بدختی اٹھ مر۔۔۔۔کسی" کام کو ہاتھ لگا لے۔۔۔۔اب نوکری والا تماشا تو ختم کر بیٹھی ہے۔۔۔۔۔اچھے بھلے پیسے آرہے تھے۔۔۔۔۔آنندی) سکھی (مہینہ گزرے تھا پر نہ جی یہ نہ کریں کوئی کام۔۔۔۔گھر میں چھاپا بن کر ہماری چھاتی پہ مونگ دلیں گی"۔۔۔۔۔۔وہ بولتی عین کیرت کے سر پہ آکھڑی ہوئی تھیں۔۔۔۔۔کیرت نے صحن سے نظریں ہٹا کر دادی کو دیکھا۔۔۔۔۔

آپ دعا کریں دادی میں مر جاؤں۔۔۔۔۔زندہ رہی تو یوں ہی ہر ایک کو دکھ پہنچاتی رہوں" گی"۔۔۔۔۔وہ عجیب سے لہجے سے کہہ کر کھڑی ہوگئی اور کچن میں چلی گئی۔۔۔۔۔

For more visit: https://exponovels.com/ mailto:exponovels@gmail.com

اللہ تیری زبان مبارک کرے آمین"۔۔۔۔۔ دادی نے کہہ کر سر جھٹکا اور واش کی"
طرف چل دیں۔۔۔۔۔
تمہیں کیا ہوا ہے کیرت"۔۔۔۔؟ کچن میں آتے ہی اسکی امی نے اس سے"
پوچھا۔۔۔۔ وہ خاموشی سے سینک میں رکھے برتن دھونے لگی۔۔۔۔۔۔
تم سے پوچھ رہی ہوں"۔۔۔؟ سالن کی ہنڈیا میں چمچہ چلا کر امی اسے ڈھانپتیں کیرت کے"
پاس آگئیں۔۔۔۔۔
دکھ تو سارا یہ ہی ہے امی کہ مجھے کچھ نہیں ہوتا۔۔۔۔۔ کچھ ہو جائے تو کتنے ہی لوگوں کو"
سکون مل جائے"۔۔۔۔۔۔ وہ برتنوں پہ صابن لگتی بولی تھی۔۔۔۔۔ امی نے چونک کر
اسے دیکھا۔۔۔۔
کیسی باتیں کر رہی ہو"۔۔۔؟؟؟ اس نے برتنوں پہ پانی ڈالا"

ترتیب سے کاؤنٹر پہ رکھے پھر اپنی امی کو دیکھا۔۔۔۔
ناامیدی کی باتیں"۔۔۔۔۔ دوپٹے سے ہاتھ پونچھ کر اس نے سپاٹ لہجے سے جواب"
دیا۔۔۔۔ اور کچن سے جانے لگی۔۔۔۔

For more visit: https://exponovels.com/ mailto:exponovels@gmail.com

روٹی میں بنا لوں گی آپ بس سالن بنا لیں"۔۔۔۔۔دروازے کے پاس جا کر اسنے بغیر پلٹے کہا تھا۔۔۔۔اسکی امی ساکت سی کھڑی اسکی پشت دیکھتی رہ گئیں۔۔۔۔۔۔۔

&____&&&&&&&&&&&&&&&&&&&&&&&&&&&&&&&&&&&&&&&&____

رات کی کالی چادر میں چھپے تارے لاہور کے آسمان پہ ٹمٹما رہے تھے۔۔۔۔۔نیم کے درخت پہ بیٹھی شام والی چڑیا اب اپنے گھونسلے میں دبکی ہوئی تھی۔۔۔۔۔شاخوں پہ اندھیر ناچ رہا تھا۔۔۔۔۔نیم کا درخت پھر بھی ہوا سے محظوظ ہو رہا تھا۔۔۔۔

بڑے کمرے میں سب کھانا کھا رہے تھے۔۔۔۔ابو دکان سے آ گئے تھے۔۔۔۔۔اس لیے آج سب جلدی کھانا کھا رہے تھے۔۔۔۔۔کیرت نے سب کو کھانا دیا اور خود چارپائی پہ بیٹھ گئی۔۔۔۔۔

تم نہیں کھاؤ گی"۔۔۔۔؟؟ابو نے تعجب سے پوچھا۔۔۔۔۔دادی اور"

علیزہ ٹی وی میں مصروف تھیں۔۔۔۔جبکہ امی پانی کی بوتل فریج سے لینے گئی ہوئی تھیں۔۔۔۔۔

نہیں دل نہیں کر رہا"۔۔۔۔۔۔اس کے جواب پہ ابو نے بھنویں سکوڑیں "
لو یہ کیا بات ہوئی۔۔۔؟ کہتے ہیں رات کو کھانا نہ کھانے سے عمر گھٹتی ہے۔۔۔۔اس "
لیے تھوڑا سا کھا لو"۔۔۔۔۔۔ابو پیار سے اسے سمجھا رہے تھے۔۔۔۔۔امی پانی کی بوتل
لے آئی تھیں۔۔۔۔
لمبی عمر کی آشا بھی نہیں ہے مجھے ابو"۔۔۔۔۔وہ اپنے ابو کو یہ کہنا چاہتی تھی پر بس دل "
میں سوچ کر رہ گئیں۔۔۔۔۔
نہیں ابو ابھی دل نہیں کر رہا۔۔۔بعد میں کھا لوں گی"۔۔۔۔۔۔وہ وہاں سے اٹھ "
گئی۔۔۔۔کمرے سے بھی باہر چلی گئی۔۔۔۔۔۔
پتہ نہیں اسے کیا ہو گیا ہے۔۔۔عجیب عجیب باتیں کر رہی ہے"۔۔۔۔۔اسکے جاتے "
ہی امی نے ابو کو کہا۔۔۔۔ابو نے دادی کی طرف دیکھا۔۔۔۔
آپ نے کیرت کو کچھ کہا ہے"۔۔۔۔؟؟ دادی جوٹی وی میں مصروف "
تھیں۔۔۔۔۔سوال پہ چونک کر گردن ترچھی کر کے بولیں۔۔۔۔
اوئی۔۔۔۔۔ہم کیوں کچھ کہووے گے اس لاڑکی بچی کو۔۔۔۔۔ہم نے گھر سے نکلنا "
ہے"۔۔۔؟ بھرپور طنز سے جواب دے کر وہ دوبارہ ٹی دیکھنے لگیں۔۔۔۔علیزہ نے بس

ایک بار سرسری سا ابو اور دادی کو دیکھا تھا پھر دوبارہ ٹی وی کی طرف رخ کر لیا تھا۔۔۔۔۔ ابو دادی کے جواب پہ گہرا سانس لے کر رہ گئے۔۔۔۔۔۔

"میں بعد میں اس سے بات کر لوں گا"۔۔۔۔۔ انہوں نے کچھ دیر بعد کیرت کی امی کو تسلی دی تھی۔۔۔۔ کیرت کی امی خاموش رہیں۔۔۔۔۔۔

کمرے سے باہر اندھیروں میں ڈوبے صحن میں آؤ تو۔۔۔۔۔ وہاں سفید روشنی کی کچھ چمک بکھری تھی۔۔۔۔ جو اوپر چھت پہ جلتے بلب سے آ رہی تھی۔۔۔۔۔ کیرت کمرے سے اوپر چھت پہ چلی گئی تھی۔۔۔۔۔ چھت پہ اپنی چارپائی کو وہ برآمدے سے باہر لے آئی تھی کھلے آسمان تلے وہ گود میں موبائل رکھ کر بیٹھی آسمان کو دیکھ رہی تھی۔۔۔۔۔ تبھی اسکا موبائل بجا۔۔۔۔۔ اس نے بجنے دیا۔۔۔۔۔۔ موبائل بجتے بجتے خاموش ہو گیا۔۔۔۔۔۔ پر اسنے نظریں آسمان سے نہ ہٹائیں۔۔۔۔۔ موبائل پھر بجا۔۔۔۔۔۔ اب کی بار اسے بے دلی سے موبائل دیکھنا پڑا۔۔۔۔۔ اسکرین دیکھتے ہی اسکا دل ڈوبا۔۔۔۔۔۔ آنکھیں حیرت سے باہر آنے کو ہو گئیں۔۔۔۔۔ کال ضامن کی تھی۔۔۔۔۔ اسکے نمبر پہ کیرت نے باس لکھا ہوا تھا۔۔۔۔۔۔ وہ کال کیوں کر رہا

تھا۔۔۔؟کیا وہ اب کال پہ کیرت کو یہ کہے گا کہ کیرت اسے اب کبھی نظر نہ آئے۔۔۔۔۔

کیرت کی ہمت نہیں ہو رہی تھی کال اٹھانے کی۔۔۔۔پر موبائل مسلسل بجتا جا رہا تھا۔۔۔۔ہاتھوں میں لرزش ہونے لگی۔۔۔۔۔کیرت نے رعشہ ہاتھوں سے کال پک کر کے فون کان سے لگایا۔۔۔۔۔

تمہارے گھر کے باہر ایک گاڑی کھڑی ہے۔۔۔۔۔اس میں میرا ڈرائیور" ہے۔۔۔۔۔مجھے تم سے ابھی ملنا ہے"۔۔۔۔وہ چھوٹتے ہی بولا تھا۔۔۔۔کیرت کو دھچکا لگا۔۔۔۔وہ بے ساختہ کھڑی ہو گئی۔۔۔۔۔

ک۔۔کیا۔"۔۔۔۔؟؟؟اس نے بدقت پوچھا۔۔۔۔"

تمہارے گھر کے باہر گاڑی کھڑی ہے اس میں بیٹھ کر آؤ مجھے تم سے ابھی ملنا" ہے"۔۔۔۔۔اب کی بار اس نے ہر لفظ کو الگ الگ اور چبا چبا کر کہا تھا۔۔۔۔۔۔کیرت نے کان سے فون ہٹا کر دیکھا۔۔۔۔۔پھر کان پہ لگایا۔۔۔۔

پر کیوں۔۔۔؟؟اس وقت۔۔۔؟میں جاب چھوڑ چکی ہوں"۔۔۔۔۔۔۔اسے سمجھ نہ آیا" وہ کیا کہے۔۔۔۔۔دوسری طرف چند پلوں کی

خاموشی رہی پھر وہ بولا۔۔۔۔۔

سوال نہ کرو۔۔۔۔جو کہہ کر رہا ہوں وہ کرو"۔۔۔۔۔۔انداز عجیب حکمانہ"

تھا۔۔۔۔۔جیسے وہ ابھی بھی کیرت کو اپنی سیکرٹری ہی سمجھتا ہو۔۔۔۔۔۔کیرت کو اسکا انداز برا لگا۔۔۔۔

میں نہیں آرہی"۔۔۔۔۔۔"

پھر میں آجاؤں گا"۔۔۔۔۔"

پر کیوں"۔۔۔؟؟"

تمہیں اٹھا کر لے جانے"۔۔۔۔۔"

دماغ خراب ہوگیا ہے آپ کا"۔۔۔۔۔۔وہ چڑ گئی"

ہاں ہوگیا ہے۔۔۔۔تبھی کہہ رہا ہوں خود آجاؤ"۔۔۔۔۔۔۔"

میں نہیں آرہی سمجھے آپ"۔۔۔۔۔اس نے اپنی بات پہ زور دے کر" کہا۔۔۔۔۔۔دوسری طرف موجود خوبصورت آنکھوں والے نے "آہ" کیا پھر بولا۔۔۔۔۔

ٹھیک ہے دس منٹ بعد میں تمہارے گھر ہوں گا۔۔۔۔پھر نہ کہنا کہ مجھے ہاتھ مت" لگاؤ۔۔۔۔۔میں قسم سے اٹھا کر لے جاؤں گا تمہیں"۔۔۔۔۔۔وہ دھمکیوں پہ اتر آیا

تھا۔۔۔۔کیرت کا دماغ پل بھر کے لیے ماؤف ہوا۔۔۔۔ایک فلم سی آنکھوں کے سامنے چلنے لگی۔۔۔۔

وہ گھر میں گھس آیا ہے۔۔۔۔سب صحن میں کھڑے ہیں۔۔۔۔وہ آگے بڑھ کر کیرت کا ہاتھ پکڑ کر اسے اپنے ساتھ لے جا رہا ہے۔۔۔۔دادی سر پیٹ رہی ہیں۔۔۔۔ہائے اللہ اب یہ دن دیکھنے رہ گئے تھے۔۔۔۔یہ اچھال چھکا۔۔۔۔باچی) ذلیل (" منحوس لونڈے یوں پیچھے لگا کر لے آوے گی کہ وہ غنڈا گردی کرتے گھر میں گھسے گے۔۔۔۔ہائے اب ہم محلے میں کیا منہ دکھائیں گے۔۔۔؟ ہائے انور میں کہوں تھی۔۔۔۔اس بدچلن کٹنی کو گھر میں ہی

مرار ہنے دے "۔۔۔۔۔۔

تبھی انور ضامن کو روکنے آگے آتے ہیں پر وہ ایک جھٹکے سے انہیں دکھا دیتا ہے۔۔۔۔کیرت کے ابو صحن میں گر جاتے ہیں۔۔۔۔ساتھ ہی کیرت کی خیالی پلاؤ کی دیگ بھی الٹ جاتی ہے۔۔۔۔

ساری سوچوں کو ذہن سے جھٹک کر اسنے جھر جھری لی پھر جلدی سے بولی۔۔۔۔

میں آرہی ہوں "۔۔۔۔"

گڈ گرل "۔۔۔۔ وہ جیسے مسکرایا تھا اب کی بار۔۔۔۔۔ "جلدی آؤ میں انتظار کر رہا"
ہوں "۔۔۔۔۔ اس نے کہہ کر فون بند کر دیا۔۔۔۔۔۔ کیرت کا سر گھومنے لگا۔۔۔۔۔ وہ
بھاری قدموں سے چلتی منڈیر تک آئی۔۔۔ نیچے دیکھا۔۔۔۔۔ وہاں کالی گاڑی کھڑی
تھی۔۔۔۔۔ وہ لڑکھڑا سی گئی۔۔۔۔ اسنے منڈیر تھام لیا۔۔۔۔۔ اب وہ رات کو باہر
جانے کا کیا جواز دے گی۔۔۔؟؟؟ ایک نئی پریشانی نے اسے گھیر لیا تھا۔۔۔۔۔۔ اب
ذہن تیزی سے کام کرنے لگا تھا۔۔۔۔ سارے حساب منٹوں میں لگاتے ہی وہ نیچے
بھاگی۔۔۔۔۔۔
مجھے ابھی آفس جانا ہے۔۔۔۔ میں نے ایک ضروری فائل رکھی تھی جواب انہیں نہیں مل "
رہی۔۔۔۔۔ ابھی کچھ دیر میں کانٹریکٹ سائن ہونا ہے۔۔۔۔ جس میں اس فائل کی بہت
ضرورت ہے "۔۔۔۔۔۔ اسنے کمرے میں آتے ہی روانی سے جھوٹ داغ
دیا۔۔۔۔۔۔ ابو نے اچنبھے سے اسے دیکھا۔۔۔۔ ساتھ دادی نے علیزہ نے اور امی نے
بھی۔۔۔۔ جیسے انڈیا کے ڈراموں میں ہوتا ہے۔۔۔۔ ہر ایک کے چہرے پہ کیمرہ لے
جا کر "ڈز" "ڈز"۔۔۔۔ یہاں بھی سین کچھ ایسا ہی ہوا تھا۔۔۔۔۔ کیرت سب کی نظروں
سے کنفیوژ ہوئی۔۔۔۔۔ حلق میں باقی کا بہانہ پھنس گیا۔۔۔۔
میں جاؤں "۔۔۔۔؟ وہ بس اتنا ہی کہہ پائی۔۔۔۔۔۔ "

اس وقت کیسے جاؤ گی"۔۔۔۔؟؟؟ امی نے پوچھا۔۔۔۔ابو کے لب بھی کھلے"
تھے۔۔۔۔۔پر کچھ کہا نہیں علیزہ اور دادی نظروں میں اسے پرکھ رہی تھیں۔۔۔۔)ضرور
یہ کہیں اور جاوے ہے (دادی نے علیزہ کی طرف دیکھا۔۔۔۔یہ بات آنکھوں آنکھوں
میں کہی۔۔۔۔)مجھے بھی یہ ہی لگ رہا ہے (علیزہ نے پلکوں سے تائید کی۔۔۔۔۔
وہ باہر آفس کی گاڑی آئی ہوئی ہے"۔۔۔۔۔۔کیرت نے امی کو جواب"
دیا۔۔۔۔۔دادی نے دوبارہ علیزہ کو دیکھا۔۔۔۔نظروں کا تبادلہ ہوا۔۔۔۔)کہا تھا نا(
دونوں نے ایک دوسرے کو اشارہ سے کہا۔۔۔۔۔ابو اب کی بار پھر کچھ بولتے کے دادی
بازی لے گئیں۔۔۔۔
چل میں چلوں ہوں تیرے ساتھ۔۔۔۔جوان جہان کو یوں اکیلا کیسے بھیج دیوے۔۔۔۔؟"
وہ بھی آدھی رات کو"۔۔۔۔۔دادی نے نہ میں سر ہلایا ساتھ بولیں "نہ بھیاء نہ بھیاء ہم نہ
بھیجیں"۔۔۔۔۔کیرت پہ دادی کی بات سے بم گرا۔۔۔۔۔دھم سے۔۔۔۔کیرت نے
فوراً نہ میں سر ہلایا۔۔۔۔۔۔
وہاں دیر ہو جائے گی"۔۔۔۔۔"

میں سویر تک انتظار کرلوں گی"۔۔۔۔۔کیرت کے کہتے ہی دادی نے سنجیدگی سے"
جواب دیا۔۔۔۔کیرت بے بس ہوگئی۔۔۔۔ابو کو دیکھا۔۔۔جن بیچارے کے
ہونٹ ویسے ہی نیم وا تھے۔۔۔۔بولنے کے لیے بے قرار۔۔۔۔علیزہ کی آنکھوں میں
اب دلچسپی در آئی تھی۔۔۔سین مزے کا ہوگیا تھا۔۔۔۔۔
دادی آپ سمجھ کیوں نہیں رہیں"۔۔۔۔۔؟؟"
سمجھ رہی ہوں تبھی تو ساتھ چلنے کا کہوں ہوں"۔۔۔۔۔دادی نے ذو معنی بات"
کی۔۔۔۔کیرت پہ گھڑوں پانی آن گرا۔۔۔۔کچھ دیر خاموشی ہوگئی کمرے میں۔۔۔۔ابو
کو اللہ اللہ کر کے بولنے

کا موقع مل گیا۔۔۔۔۔
تم جاؤ کیرت مجھے تم پہ یقین ہے"۔۔۔۔۔جملہ تھا یا کیا۔۔۔۔کیرت پہ جیسے شبنم"
برس گئی ہو۔۔۔۔۔اس نے تشکر سے ابو کو دیکھا۔۔۔۔۔
لو یہ کیا بات ہوئی۔۔۔۔ایسے کیسے اکیلا بھیج رہا ہے تو"۔۔۔؟؟ دادی بول رہی"
تھیں۔۔۔۔کیرت نے چادر اٹھائی خود پہ لپیٹی۔۔۔۔

For more visit: https://exponovels.com/ mailto:exponovels@gmail.com

مجھ کیرت پہ یقین ہے اماں کام سے ہی جا رہی ہوگی"۔۔۔۔۔وہ کمرے سے باہر نکل گئی۔۔۔۔۔ابو اور دادی کی آوازیں اب دور ہوتی جا رہی تھیں۔۔۔۔۔وہ جلدی سے گھر سے نکلی۔۔۔۔۔۔علیزہ بھی بھاگ کر ننگے پاؤں کمرے سے نکل۔۔۔۔۔دروازے کی طرف آ گئی۔۔۔۔۔وہاں کیرت نے گاڑی کا دروازہ کھولا۔۔۔۔۔یہاں علیزہ نے گھر کے دروازے سے اسے دیکھا۔۔۔۔۔متلاشی نگاہیں گاڑی میں شوفر کے علاوہ کسی اور کو بھی ڈھونڈ رہی تھیں۔۔۔۔۔پر وہاں کوئی نہیں تھا۔۔۔۔۔کیرت نے گاڑی کا دروازہ بند کیا۔۔۔۔۔۔علیزہ ننگے پاؤں کھڑی گاڑی کو اسٹارٹ ہوتے۔۔۔۔پھر دور جاتے دیکھتی رہ گئی۔۔۔۔گاڑی کا دھواں اسے منہ چڑا رہا تھا۔۔۔۔۔

&&&&&____

&&&&&&&&&&&&&&&&&&&&&&&&&&&&&&&&

_____________________________&&&&&

چلتی گاڑی میں وہ پریشان بیٹھی تھی۔۔۔۔سڑک پہ گاڑی دوڑ رہی تھی۔۔۔۔۔پورا لاہور آنکھیں پھاڑے گاڑی میں بیٹھی لڑکی کو دیکھ رہا تھا۔۔۔۔۔)ایسا کیرت کو لگ رہا تھا(۔۔۔تبھی وہ باہر بھی نہیں دیکھ رہی تھی۔۔۔۔۔پتہ نہیں وہ کیا کہے گا۔۔۔؟؟ دل میں بہت سے سوال سر اٹھا رہے تھے۔۔۔۔۔تبھی اسکے موبائل پہ

میسج بپ ہوئی۔۔۔۔۔

گڈ گرل جلدی سے آؤ"۔۔۔۔۔کیرت نے میسج پڑھا۔۔۔۔۔پھر ڈرائیور کو دیکھا۔۔۔۔"

فتنہ کہیں کا"۔۔۔۔۔زیرِلب وہ بولی تھی۔۔۔۔اسے اندازہ ہوگیا تھا کہ ڈرائیور نے ہی"

ضامن کو اطلاع دی ہوگی۔۔۔۔۔۔

اللہ کرے یہ گاڑی کسی چیز سے ٹکرا جائے اور میں مرجاؤں"۔۔۔۔۔۔اس نے یہ دعا"

مانگ کر آمین کہا۔۔۔۔۔پر دعا قبول نہ ہوئی۔۔۔۔۔وہ صحیح سلامت وہاں پہنچ گئی جہاں

اسے شاید بلایا گیا تھا۔۔۔۔۔شوفر نے اسکی طرف کا دروازہ کھولا۔۔۔۔۔وہ باہر نکلی کچھ

قدم آگے بڑھی۔۔۔۔۔پیچھے گاڑی اسٹارٹ ہوکر چلی گئی۔۔۔۔کیرت کی اور جان نکل

گئی۔۔۔۔۔

اندر آجاؤ"۔۔۔۔۔وہ ابھی سوچ رہی تھی کہ کیا کروں۔۔۔؟کہ اسکے موبائل پہ میسج"

آگیا۔۔۔۔کیرت کا میسج دیکھ کر خون جل کر رہ گیا۔۔۔۔۔پر وہ چھوٹے قدم بھرتی بڑے

سے دروازے سے اندر داخل ہوگئی۔۔۔۔۔اندر بڑا سا باغ تھا جس میں جگہ جگہ درخت لگے

تھے۔۔۔۔۔۔اور سامنے اندھیرے میں کھڑا بنگلہ تھا۔۔۔۔۔جس کی شمعائیں گل تھیں

یہ کوئی فارم ہاؤس لگ رہا تھا۔۔۔۔فارم ہاؤس میں اندھیرا حد سے بڑھ کر

تھا۔۔۔۔۔تاروں والا آسمان بھی اب بادلوں سے ڈھکتا جارہا تھا۔۔۔۔۔وہ چلتی جارہی

تھی۔۔۔۔ سنبھل سنبھل کر وہ کچھ قدم اٹھا کر رک گئی۔۔۔۔۔۔۔ سمجھ نہ آیا اب آگے کہا جائے۔۔۔۔۔ تبھی کہیں سے چٹکی بجنے کی آواز آئی۔۔۔۔۔ اور ساتھ باغ میں روشنی ہوئی۔۔۔۔۔ ایک درخت پہ چھوٹی چھوٹی لائٹوں کا جال بچھا تھا۔۔۔۔ جواب چمک رہا تھا۔۔۔۔۔ کیرت اس درخت کی طرف چلی گئی۔۔۔۔۔ درخت کے پاس پہنچ کر اس نے ضامن کو ڈھونڈا۔۔۔۔۔ پر اسکی نظر درخت

پہ اٹکی چٹ پہ رک گئی۔۔۔۔۔

میری پہلی محبت "۔۔۔۔۔۔ کیرت نے چٹ پڑھی۔۔۔۔ کہ دوسری چٹکی کی آواز" آئی۔۔۔۔۔ ایک اور درخت لائٹوں سے روشن ہوگیا۔۔۔۔۔ وہ چٹ ہاتھ میں تھام کر اس درخت کی جانب چل دی۔۔۔۔۔ وہاں بھی ایک چٹ لگی تھی۔۔۔۔

بہت ڈھونڈا تمہیں۔۔۔۔۔ تمہاری محبت کو دور رہ کر بھی نہیں بھلایا میں"

نے۔۔۔۔۔ تمہیں چاہا۔۔۔۔۔ تمہیں یاد کیا۔۔۔۔۔ تمہیں ہی مانگا"۔۔۔۔۔۔۔۔ اس نے چٹ پڑھ کر نظریں اٹھائیں۔۔۔۔۔ چٹک کی آواز پھر سے سنسان باغ میں گونجی۔۔۔۔۔ تیسرا درخت بھی روشنی کے قمقموں سے روشن ہوگیا۔۔۔۔۔۔ وہ اس کی طرف بڑھ گئی۔۔۔۔ دل دھک دھک کر رہا تھا۔۔۔۔ ضامن نہ جانے خود کہاں تھا۔۔۔۔

تم مجھے ڈھونڈ رہی ہوگی۔۔۔۔۔غصہ بھی آرہا ہوگا مجھ پہ۔۔۔۔۔سوچ رہا ہوں گم "
رہوں۔۔۔۔۔تمہارا کیا بھروسہ پھر تھپڑ مار دو جیسے پہلے مارا تھا) اس بات کو پڑھ کر کیرت کا
دل مسکرایا تھا پر چہرہ سپاٹ رہا (پر نہیں میں تم پہ بھروسہ کر رہا ہوں۔۔۔۔۔اس لیے
نظریں اٹھاؤ اور سامنے دیکھو میں تمہارے سامنے ہوں "۔۔۔۔۔کیرت نے نگاہیں
اٹھائیں۔۔۔۔۔وہ باغ سے کچھ فاصلے پہ بنگلے کے سامنے بنے پول کے کنارے سینے پہ
ہاتھ باندھ کر کھڑا تھا۔۔۔۔ریڈ ٹی شرٹ پہ سلیولیس بلیک جیکٹ اور بیلک ہی جینز کی پینٹ
اس نے پہن رکھی تھی۔۔۔۔۔بال ماتھے پہ بکھرے تھے۔۔۔۔۔ضامن کے عین سر
پہ ایک سفید سپورٹ لائٹ جل رہی تھی۔۔۔۔سبز مائل آنکھیں اس میں چمک رہی
تھیں۔۔۔۔۔نفاست سے تخلیق کیے گئے نقوش والے خوبرو چہرے پہ مسکراہٹ
تھی۔۔۔۔دونوں گالوں پہ پڑے ڈمپلز کیرت

دور سے بھی دیکھ سکتی تھی۔۔۔۔۔۔کیرت وہیں کھڑی رہی۔۔۔۔۔وہ اسے دیکھتا
رہا۔۔۔۔۔۔
جسے ڈھونڈتے ہیں۔۔۔۔اس کے مل جانے پہ۔۔۔۔۔اسے اپنی حصار میں لینے میں دیر "
نہیں لگانی چاہیے "۔۔۔۔۔۔وہ بلند آواز میں بولا۔۔۔۔۔برٹیش لہجے والا اپنے الفاظ سے

سحر پھونکنا جانتا تھا۔۔۔۔۔ آسمان پہ پھیلے بادل چاند سے ہلکے ہلکے چھٹنے لگے۔۔۔۔۔ چاند پول کے نیلے پانی میں اترنے لگا۔۔۔۔۔ کیرت سبز مائل آنکھوں میں۔۔۔۔۔ ہوا نے زور پکڑا۔۔۔۔۔۔ اسکا دوپٹہ اڑنے لگا۔۔۔۔۔۔ دل کی طرح۔۔۔۔۔ بے قابو ہوگیا۔۔۔۔۔ قدم لاشعوری میں اٹھنے لگے۔۔۔۔۔ وہ اس تک جانے لگی۔۔۔۔ چند سے بادل چھٹتے جارہے تھے۔۔۔۔ چاند پول میں پل پل اتر رہا تھا۔۔۔۔۔ سبز مائل آنکھیں دریا نیل جیسی گہری تھیں۔۔۔۔۔ وہ بھی ان میں ڈوب رہی تھی۔۔۔۔۔ دماغ ماؤف ہوگیا۔۔۔۔۔۔ دل نے پورے جسم پہ کنٹرول کرلیا۔۔۔۔۔۔ حکم جاری کردیا۔۔۔۔۔ محبت کا۔۔۔۔۔۔

کیرت اس کے پاس پہنچ گئی۔۔۔۔ دونوں میں چند قدموں کا فاصلہ تھا۔۔۔۔۔ چاند پورا پول میں اتر گیا تھا۔۔۔۔۔ اور کیرت سبز آنکھوں میں۔۔۔۔۔۔ اب یہ تقریباً چھ قدموں کا فاصلہ ضامن نے طے کیا۔۔۔۔۔

ضامن جعفر ایک اسپیشل لڑکا

ضامن نے ایک قدم اٹھایا۔۔۔۔ ماضی کیرت اور ضامن کے درمیان میں سلو موشن میں چلنے لگا۔۔۔۔۔

وہ ضامن کو میتھس کروا رہی ہے۔۔۔ ضامن سوال سے زیادہ اس پہ توجہ دے رہا**
**ہے

ضامن نے دوسرا قدم اٹھایا۔۔۔۔ کیرت وہیں کھڑی اسکو اپنے قریب آتے دیکھ رہی تھی۔۔۔۔ چاند پہ بادل حاوی ہونے لگے

تھے۔۔۔ چاند چاندنی سمیت بادلوں کے آغوش میں جا رہا تھا۔۔۔ پول کا پانی انہیں دیکھ رہا تھا۔۔۔۔

ضامن گراؤنڈ میں سب سے بے نیاز اسکے سامنے گھٹنوں کے بل بیٹھا اسے پھول دے**
**رہا ہے

وہ تیسرا قدم بھر چکا تھا۔۔۔۔ ہوا تیز چلنے لگی تھی۔۔۔۔ کیرت کی چٹیا سے آزاد لٹیں اسکے چہرے پہ آ رہی تھیں۔۔۔ دوپٹہ کاندھے سے ڈھلک گیا تھا۔۔۔۔ پول میں چاند کا عکس مدھم ہوتا جا رہا تھا۔۔۔ بادل چاندنی کو اپنی بانہوں میں چھپا رہے تھے۔۔۔۔

وہ ضامن کے سامنے اسکے کیبن میں بیٹھی ہے۔۔۔ ضامن اسے نظریں اوپر کرنے**
**کے لیے کہہ رہا ہے

وہ چوتھا قدم اسکی طرف لے چکا تھا۔۔۔ سپورٹ لائٹ کی روشنی پیچھے رہ گئی۔۔۔۔ اندھیرے میں ہلکی درختوں پہ چمکتے قمقموں کی روشنی ماحول کو خوابناک بنا رہی تھی۔۔۔۔۔

ضامن اسے آفس میں ڈانٹ رہا ہے۔۔۔ بھوری آنکھیں برس رہی ہیں۔۔۔۔ اور**

**ضامن اس پہ چلا رہا ہے

ضامن کو پانچوے قدم پہ یہ یاد آیا تو وہ ہلکا سا ہنس دیا۔۔۔۔ کیرت اسکی ہنسی سے بے گانی تھی۔۔۔۔ آنکھوں کا سحر ٹوٹ کے ہی نہ دے رہا تھا۔۔۔ پول کا چند بادلوں کی بانہوں میں چاندنی سمیت گم ہوگیا تھا۔۔۔۔۔ وہ بھی چھٹا قدم اٹھا کر بالکل اسکے مقابل آکر کھڑا ہوگیا تھا۔۔۔۔ سلو موشن فلم رک گئی۔۔۔۔ آنکھوں کا جادو نہ ٹوٹا۔۔۔۔ سبز مائل آنکھوں والا۔۔۔ اسے دیکھ رہا تھا جس کے چہرے پہ لٹیں شرارت کر رہی تھیں۔۔۔ اسنے ہاتھ اٹھایا۔۔۔۔ اسکے چہرے پہ سے لٹیں ہٹائیں۔۔۔۔ کیرت نے آنکھیں میچ لیں۔۔۔۔ خوابناک اندھیرا، سحر اور جسم پہ دل کا کنٹرول اچانک سے ختم ہوگیا۔۔۔۔۔ کیرت نے آنکھیں کھولیں تو اندھیرا تھا۔۔۔۔ کچھ روشنی تھی وہ تھا۔۔۔۔ اور بس۔۔۔۔ کچھ خاص تو نہیں

تھا۔۔۔۔۔بے شک بادلوں نے چاند کو چاندنی سمیت بانہوں میں بھر رکھا تھا۔۔۔۔پر اسے کیا۔۔۔؟؟ سبز مائل آنکھیں اس پہ جمی تھیں پر اسے کیا۔۔۔۔؟

کیرت نے ایک جھٹکے سے ضامن کا ہاتھ اپنے چہرے سے ہٹایا۔۔۔۔ضامن کی مسکراہٹ مدھم پڑ گئی۔۔۔۔۔ڈمپل بھی۔۔۔۔آنکھوں کی چمک بھی۔۔۔۔۔۔

کیوں بلایا ہے مجھے یہاں"۔۔۔؟؟؟ وہ غصے سے بولی۔۔۔۔۔"

ابھی بھی پوچھ رہی ہو"۔۔۔؟؟ ضامن کو جیسے حیرت ہوئی۔۔۔۔۔"

ہاں پوچھ رہی ہوں۔۔۔۔میں نے جاب چھوڑ دی ہے۔۔۔۔اب آپ بھی میرا پیچھا" چھوڑ دیں۔۔۔۔۔اور دوبارہ مجھے کال کرنے کی ضرورت نہیں ہے"۔۔۔۔۔۔وہ نظریں چرا کر بول رہی تھی۔۔۔۔ضامن کے لب بھنچے۔۔۔۔۔پھر اسنے جیب سے سفید کاغذ نکالا۔۔۔اور لائٹر بھی۔۔۔۔۔۔۔کیرت نے نظریں اٹھا کر دیکھا۔۔۔۔وہ کیرت کا استعفا جلا رہا تھا۔۔۔۔۔

یہ کیا کر رہے ہیں آپ"۔۔۔۔؟؟ وہ جھنجھلا کر بولی۔۔۔۔"

ایک دوری مٹا رہا ہوں"۔۔۔۔جلتے کاغذ کی آگ اسکی آنکھوں میں اتر رہی" تھی۔۔۔۔۔لہجہ پر سکون تھا۔۔۔۔۔۔کیرت خاموش سی ہو گئی۔۔۔۔۔ضامن نے

نظریں اٹھائیں۔۔۔۔۔جلتا کاغذ زمین پہ چھوڑ دیا۔۔۔۔۔زمین پہ گرتے ہی اسکی راکھ ہوا سے پول میں گرنے لگی۔۔۔۔استعفا ادھ جلا رہ گیا۔۔۔۔۔

میں نے تمہیں بہت ڈھونڈ ہے پریشے"۔۔۔۔۔"

میرا نام کیرت ہے"۔۔۔۔اس نے ضامن کی بات کاٹی۔۔۔۔۔کاغذ کی"

آگ ضامن کی آنکھوں میں ابھی تک کیرت کو نظر آرہی تھی۔۔۔۔۔

میری بات ابھی مکمل نہیں ہوئی"۔۔۔۔اس نے خشم آلود لہجے سے کہا تو کیرت فوراً" بولی۔۔۔۔

میری ہوگئی ہے۔۔۔۔میں جارہی ہوں"۔۔۔۔۔وہ پلٹ گئی۔۔۔۔قدم" اٹھائے۔۔۔۔۔پر آگے کیسے بڑھتی وہ اسکی کلائی تھام چکا تھا۔۔۔۔

میری بات نہیں ہوئی پوری۔۔۔۔۔بات ادھوری ہے۔۔۔میری" طرح"۔۔۔۔کیرت کو ایک جھٹکے سے اپنی طرف کیا۔۔۔۔۔اپنے سینے کے قریب۔۔۔۔۔اسکی کمر پہ بازو حائل کرلیا۔۔۔۔۔۔آنکھوں میں آنکھیں ڈالیں۔۔۔۔۔اور بولا۔۔۔۔۔

میری بات مکمل ہونے دو۔۔۔۔۔ تاکہ میں بھی مکمل ہو سکوں "۔۔۔۔۔ کیرت کے "
الفاظ گم ہو گئے۔۔۔۔۔۔ پر ضامن نے اپنی بات جاری رکھی۔۔۔۔
میں نے تمہیں بہت ڈھونڈ لیا۔۔۔۔۔ اب تم مجھے مل جاؤ۔۔۔۔۔ ورنہ میں تمہیں تم سے "
چھین لوں گا۔۔۔۔ مجھے آزماؤ مت "۔۔۔۔۔۔ وہ ایک بار پھر دھمکی پہ اتر آیا
تھا۔۔۔۔۔ ہوا سے بادل چاند سے ہٹنے لگے تھے۔۔۔ چاندنی پھیلنے لگی۔۔۔۔۔۔۔
مجھے چھوڑیں "۔۔۔۔۔ وہ اسکی گرفت سے آزاد ہونا چاہ رہی تھی۔۔۔۔۔۔۔ "
میں نے تمہیں چھوڑنے کے لیے نہیں ڈھونڈا "۔۔۔۔۔ کسمساتی کیرت کو سختی سے "
اپنے قریب کیا۔۔۔۔۔
تمہیں میں نے اب بس اپنے قریب کرنا ہے۔۔۔۔۔ چاہے مجھے کچھ بھی کرنا "
پڑے۔۔۔۔۔ تم اب چاہ کر بھی مجھ سے دور نہیں ہو سکتیں "۔۔۔۔۔۔ اسنے کہہ کر اپنا
بازو کیرت کی کمر سے ہٹا لیا۔۔۔۔۔ اور ایک قدم دور ہو گیا۔۔۔۔۔

میں جا رہی ہوں "۔۔۔۔۔ اسے کچھ سمجھ نہ آیا تو یہ کہہ دیا۔۔۔۔۔ "
جہاں جاؤ گی میں تمہارے ساتھ جاؤں گا۔۔۔۔۔ مجھے چھوڑ کر جانے کا اب سوچنا بھی "
مت "۔۔۔۔۔۔۔ ضامن سنجیدگی سے بولا۔۔۔۔۔ کیرت کو اس کی بات پہ جھنجھلاہٹ

ہوئی۔۔۔۔۔اب پھر کوئی اس سے محبت کی شطرنج کھیلنا چاہ رہا تھا۔۔۔۔۔اور وہ بھی ایک شہزادہ۔۔۔۔۔کیرت کو تو اس جیسے لوگوں نے ٹھکرا دیا۔۔۔۔۔۔تو یہ کیسے اپنائے گا۔۔۔۔؟ نہیں اپنائے گا۔۔۔۔محبت کا کھیل کھیلے گا۔۔۔۔۔اور ہار جیت سے پہلے ہی چھوڑ جائے گا۔۔۔۔۔۔ہاں وہ چھوڑ جائے گا۔۔۔۔کیرت کے دل کے اندیشے چیخنے لگے تھے۔۔۔۔۔۔

مجھ سے دور رہیں آپ"۔۔۔۔وہ چلا کر بولی۔۔۔۔۔"

آزمانہ چاہتی ہو مجھے"۔۔۔۔۔؟"

نہیں آپ سے دور جانا چاہتی ہوں"۔۔۔۔۔وہ رخ موڑ کر بولی۔۔۔۔"

یعنی دل توڑنا چاہتی ہو"۔۔۔۔۔۔وہ اسکا مڑا رخ دیکھ کر اداسی سے بولا۔۔۔۔۔"

آپ سے دور ہونے کی شرط یہی ہے تو ہاں میں دل ہی توڑ رہی ہوں"۔۔۔۔۔۔وہ سرد لہجے سے بولی۔۔۔۔۔پر وہ ہنس دیا۔۔۔۔۔کیرت نے چونک کر اسے دیکھا۔۔۔۔۔۔

چلو پھر توڑ کر دکھاؤ میرا دل"۔۔۔۔۔آگے بڑھ کر کیرت کو شانوں سے پکڑا۔۔۔۔۔"

تمہاری جان نہ لی تو پھر کہنا"۔۔۔۔۔جلے کاغذ کی آگ کب کی ٹھنڈی ہو گئی تھی۔۔۔۔پر ضامن کے لہجے میں اب وہی آگ سر اٹھانے لگی تھی۔۔۔۔۔کیرت شل رہ گئی۔۔۔۔۔وہ اسے مارنے کی دھمکی دے رہا تھا۔۔۔۔؟؟؟

میں نے گھر جانا ہے"۔۔۔۔۔وہ ڈری سہمی سی بولی۔۔۔۔۔ضامن نے اسکے شانے
چھوڑ دیے۔۔۔۔۔۔۔

ٹھیک ہے میں چھوڑ دیتا ہوں"۔۔۔۔۔اس نے اپنا لہجہ درست کیا۔۔۔۔وہ شاید
کیرت کا ڈر محسوس کر گیا تھا۔۔۔۔۔کیرت نے ناں میں گردن ہلائی۔۔۔۔۔
نہیں میں چلی جاؤں گی"۔۔۔۔۔"
جا کر دکھاؤ"۔۔۔۔۔وہ سنجیدگی سے بولا لہجے میں چیلنج تھا۔۔۔۔۔کیرت کے اٹھتے قدم
وہیں رک گئے۔۔۔۔۔۔اس نے بیچارگی سے ضامن کو دیکھا۔۔۔۔۔
میں کہہ رہا ہوں نا میں چھوڑ دوں گا تو پھر"۔۔۔۔؟؟اس نے نرمی سے کہا کیرت نے
نظریں جھکا لیں۔۔۔۔۔۔وہ اس شخص سے بحث نہیں کر سکتی تھی۔۔۔۔۔۔اسنے
کیرت کا ہاتھ پکڑا کیرت نے چونک کر اسے دیکھا۔۔۔۔۔پر وہ بے نیاز سا قدم اٹھانے لگا
تھا۔۔۔۔۔کیرت نے بھی اپنا ہاتھ چھڑانے کی کوشش نہ کی۔۔۔۔
گاڑی میں وہ اسکے ساتھ فرنٹ سیٹ پہ بیٹھی تھی۔۔۔۔۔ضامن نے جب گاڑی اسکے گھر
کے دروازے کے سامنے روکی تو وہ بولا۔۔۔۔۔

کل آفس وقت پہ آجانا"۔۔۔۔۔کیرت نے بے بسی سے اسے دیکھا اور گاڑی سے"
اتر گئی۔۔۔۔۔ضامن نے گاڑی موڑی لی اور چلا گیا۔۔۔۔۔۔وہ دروازے کے پاس
جا کر رک گئی اور اسکی گاڑی کو دور جاتے دیکھنے لگی۔۔۔۔۔۔۔
_____&&&&&&&&&
&&&&&&&&&&&&&&&&&&&&&&&&&&&&_____
_____

باب چھٹا

دشوار جدائی اب

وہ بہار کی رت تھی۔۔۔۔۔
جب میری ان بنجر آنکھوں نے۔۔۔۔۔
تمہیں پھولوں کو چھوتے۔۔۔۔
انہیں اپنے لمس سے امر کرتے۔۔۔۔
دیکھا۔۔۔۔۔اور محسوس کیا تھا۔۔۔۔۔
اور اس احساس پہ ہی۔۔۔۔۔
میں نے دل ہارا تھا۔۔۔۔۔۔

جان واری تھی۔۔۔۔۔۔

تمہیں جان بنانا۔۔۔۔

تم سے محبت کرنا۔۔۔۔۔

اتنا مشکل تو نہ تھا۔۔۔۔۔

جتنا اب تم سے دور رہنا۔۔۔۔

محال ہوگیا ہے۔۔۔۔۔۔

میں تم سے محبت نہیں مانگتا۔۔۔۔۔

گزارش کرتا ہوں۔۔۔۔۔

ساتھ رہو۔۔۔۔۔ساتھ دو نہ دو۔۔۔۔۔

پر ساتھ رہو۔۔۔۔۔۔

پر تم سے اب جدائی دشوار ہے۔۔۔۔۔

بہت دشوار۔۔۔۔۔۔

_____&&&&&&&
&&&&&&&&&&&&&&&&&&

&&&&&&&_____

اسکی گاڑی نکڑ پار گئی تھی۔۔۔۔۔وہ تو چلا گیا تھا۔۔۔۔۔پر کیرت کی دھڑکنیں ابھی تک نہ سنبھلی تھیں۔۔۔۔۔۔وہ عجیب حال کا شکار ہو گئی تھی۔۔۔۔۔منتشر ذہن کو بڑی مشکل سے بس میں کرتی وہ گھر میں داخل ہو گئی تھی۔۔۔گھر کے دروازے کھلے تھے۔۔۔۔یعنی سب ابھی اٹھے ہوئے تھے۔۔۔۔بہت سے سوال اسکا انتظار کر رہے تھے۔۔۔۔۔وہ چلتی صحن میں آئی۔۔۔۔۔نیم کا درخت اسے آنکھیں دکھاتا نظر آیا۔۔۔۔۔اسکے پتوں میں چھپے گھونسلے میں بیٹھی چڑیا بھی بڑی منتظر نگاہوں سے کیرت کو دیکھ رہی تھی۔۔۔۔۔کیرت کی نظریں درخت سے پھسلتی صحن میں بچھی چارپائیوں پہ پڑیں۔۔۔۔۔دادی، علیزہ، امی، اور ابو سب کیرت کو دیکھ رہے تھے۔۔۔۔۔سب سے پہلے دادی بولیں۔۔۔۔

آ گئی"۔۔۔؟؟ایک بھنوا چکائی ہوئی تھی۔۔۔۔انداز جانچتا سا تھا۔۔۔۔جیسے وہ کیرت" میں کچھ تلاش کرنا چاہتی ہوں۔۔۔۔۔

نہیں راستے میں ہوں"۔۔۔۔۔۔کیرت نے چڑ کر جواب دیا۔۔۔۔وہ پہلے ہی پریشان" تھی۔۔۔۔اوپر سے دادی کا بے تکا سوال اسے شعلے کی طرح لگا۔۔۔۔۔دادی نے ناک چڑھا لی۔۔۔۔

For more visit: https://exponovels.com/ mailto:exponovels@gmail.com

راستے میں ہی مر جائیو۔۔۔۔ گھر نہ پہنچیو"۔۔۔۔۔۔ وہ کہہ کر اس سے رخ موڑ" گئیں۔۔۔۔ ابو نے دادی کو گھورا تھا۔۔۔۔ پر وہ انکی نظروں کی تاپ خود پہ محسوس نہیں کر رہی تھیں۔۔۔۔

دے آئیں فائل"۔۔۔؟؟ ابو نے قدرِ نرم لہجے سے سوال کیا تھا۔۔۔۔ کیرت نے" اثبات میں سر ہلا دیا۔۔۔۔۔۔ چڑیا اور نیم کا درخت دونوں بڑی توجہ سے کیرت سے ہونے والے سوال سن رہے تھے۔۔۔۔۔۔

میں سونے جا رہی ہوں"۔۔۔۔ اس سے مزید وہاں کھڑا نہ ہوا گیا اس لیے کھسنے" لگی۔۔۔۔۔ "ٹھیک ہے"۔۔۔۔ امی نے سر ہلایا تو وہ تیز قدموں سے چھت پہ چلی گئی۔۔۔۔۔۔ چڑیا بھی گھونسلے میں دراز ہو گئی۔۔۔۔ نیم کے درخت نے رات اپنی آنکھوں میں بھر کر نگاہیں موند لیں۔۔۔۔۔ ابو اور امی صحن سے اٹھ کر کمرے میں چلے گئے۔۔۔۔۔ پر دادی اور علیزہ بیٹھی رہیں۔۔۔۔۔۔

آپ کو کیا لگتا ہے کہاں سے آ رہی ہیں آپی"۔۔۔۔؟؟ علیزہ چارپائی سے اٹھ کر دادی" کے بالکل قریب آ گئی۔۔۔۔۔ دادی نے سوچتی نظروں سے زینوں کو دیکھا۔۔۔۔ جہاں کیرت کے قدموں کے نشان تھے۔۔۔۔

For more visit: https://exponovels.com/ mailto:exponovels@gmail.com

کچھ چھپاوے یہ اچھال چھکا۔۔۔۔ دیکھا نہیں۔۔۔۔۔کیسے نظر بچاتی ہر سوال کا جواب" دے وے تھی۔۔۔۔ یہ آفس نہیں گئی تھی کہیں اور مری تھی پر بتاوے نہیں ہے"۔۔۔۔۔۔ علیزہ بڑے غور سے دادی کی پوری بات سن کر جلدی سے بولی۔۔۔۔ میں نظر رکھوں گی ان پہ اب"۔۔۔۔۔ دادی نے زینوں سے نظریں ہٹا لیں۔۔۔۔۔" ہاں اس کٹنی کو رنگے ہاتھوں پکڑیں گے۔۔۔۔۔ بڑا مان ہے انور کو اپنی اس کالی جبشن پہ۔۔۔ دیکھیو اس مان کی ہی دھجیاں اڑاویں گے ہم"۔۔۔۔۔۔ نیم کے درخت نے بوجھل آنکھیں کھولیں۔۔۔اور یاسیت سے دادی کو دیکھنے لگا۔۔۔۔۔ البتہ چڑیا بے نیاز سی سو رہی تھی۔۔۔۔ علیزہ نے پر عزم انداز میں سر ہلایا۔۔۔۔ اور چھت کو دیکھنے لگی۔۔۔۔۔ آج سے ایک مشن شروع ہو گیا تھا۔۔۔ اور علیزہ تو ویسے ہی جاسوس رسالے پڑھ کر خود کو کسی جاسوس سے کم نہیں سمجھتی تھی۔۔۔۔۔۔۔

_____&&&&&&&&&&&&&&&&&&&&&&&&&&&&&&&&&&&&&&&&&&&&______________________________

یہ رات ضامن کے اس مغرور اندھیروں کو مات دیتے بنگلے پہ شادمانی لیے اتری تھی۔۔۔ بڑا سا لان اور ساتھی پورچ میں کھڑی گاڑیاں تھکی تھکی سی لگتی

تھیں۔۔۔۔ڈرائیورز اپنے اپنے کوارٹرز میں جا چکے تھے۔۔۔۔۔اندر اب بس چند ایک ملازمائیں تھیں جو رات کے کھانے کو بڑی میز پہ سجا رہی تھیں۔۔۔۔۔سربراہی کرسی پہ بیٹھے جعفر صاحب سنجیدگی سے اپنی بیگم کو دیکھ رہے تھے۔۔۔جو ابھی نائٹی ملبوس کر کے آئی تھیں۔۔۔۔ریشمی ٹخنوں تک آتی نائٹی۔۔۔چہرے پہ ہلکا میک اپ۔۔۔۔بالوں کو کاندھوں پہ بکھیرے وہ اپنی ازلی مسکان سے آکر کرسی پہ بیٹھ گئیں تھیں۔۔۔۔۔۔

"وہ کہاں ہے"۔۔۔۔؟؟انہوں نے سوال کیا۔۔۔۔ملازمہ سالن اور چاول کے ڈونگے رکھ کر جا چکی تھی۔۔۔۔۔کچن کے دروازے میں کھڑی وہ کسی بھی قسم کی مطلوبہ شے دینے کے لیے تیار نظر آتی تھی۔۔۔۔۔ڈائننگ ٹیبل کے اوپر جلتا کرسٹل فانوس روشن تھا۔۔۔۔۔

"کمرے میں ہے ابھی آیا تھا۔۔۔۔کہہ رہا تھا کھانا ساتھ کھائے گا"۔۔۔۔۔۔۔وہ خوشی سے بتا رہی تھیں۔۔۔۔۔نظریں اپنے سفید کرتے پاجامے میں ملبوس شوہر پہ تھیں۔۔۔۔جن کے نقوش ضامن سے کافی میل کھاتے تھے پر ضامن کی آنکھیں اپنے مرحوم دادا جیسی تھیں۔۔۔۔۔بیگم کی بات پہ انہوں نے محض سر کو خم دیا۔۔۔۔۔بولے کچھ نہیں۔۔۔۔۔

For more visit: https://exponovels.com/ mailto:exponovels@gmail.com

کچھ دیر میں وہ بھی اپنے کمرے سے باہر آگیا۔۔۔۔۔سیاہ ٹی شرٹ اور ٹراؤزر پہنے وہ توقیر سے چلتا آرہا تھا۔۔۔۔۔سبز مائل

آنکھیں روشن تھیں۔۔۔۔۔چہرے پہ آج مسکان تھی۔۔۔۔۔گال کا ڈمپل واضح نظر آتا تھا۔۔۔۔بال ماتھے پہ بکھرے تھے۔۔۔جو کچھ کچھ گیلے تھے۔۔۔۔وہ ابھی فریش ہوکر آیا تھا۔۔۔۔۔چہرے پہ تھکان کے آثار بالکل نہ تھے۔۔۔۔وہ آکر کرسی گھسیٹ کر بیٹھ گیا۔۔۔۔۔بیٹھنے سے پہلے اس نے اپنے ڈیڈ سے سلام کرلیا تھا۔۔۔۔۔جس پہ اسکے ڈیڈ کو کچھ تعجب ہوا۔۔۔۔۔۔وہ کبھی اسطرح کے تکلف میں نہیں پڑتا تھا۔۔۔۔اپنے انداز سے وہ کافی بدتمیزوں میں شمار ہوتا تھا۔۔۔۔۔اسکے ڈیڈ کا ضامن کے سلام سے ہی پچھلے کچھ دنوں کا غصہ زائل ہوگیا تھا۔۔۔۔۔

"آفس کیسا جارہا ہے تمہارا۔۔۔۔کام سمجھ میں تو آرہا ہے نا"۔۔۔۔؟؟ضامن کی دسترس میں جو آفس تھا وہ جمعفر صاحب کے آفس کی ایک برانچ تھی۔۔۔۔جہاں کی ذمہ داری اب ضامن پہ تھی۔۔۔۔۔

"ہاں جی سب ٹھیک ہے۔۔۔۔آپ بتائیں آپ کی طبیعت کیسی ہے"۔۔۔؟؟اسکی ممی بھی اب کی بار اسکے سوال پہ چونکی تھیں۔۔۔۔جعفر صاحب کو بھی دھچکا لگا۔۔۔۔پر وہ ان

سب سے بے نیاز سا اپنے لیے چاول ڈالنے لگا۔۔۔۔۔"یہ کھڑکی کھول دو"۔۔۔۔۔ڈائننگ ہال میں بنی ایک واحد کھڑکی جو لان کا پچھلا حصہ ظاہر کرتی تھی اسے کھولنے کا ملازمہ کو کہہ کر اسنے چاولوں کا چمچ اپنے منہ ڈالا۔۔۔۔۔۔اسکے ڈیڈ اور ممی اسکی اس خوش مزاجی کی وجہ اس کے چہرے پہ پڑھنا چاہتے تھے۔۔۔۔۔۔ملازمہ نے کھڑکی کھول دی تھی۔۔۔۔۔ضامن نے چاول چباتے کھڑکی سے باہر اترتی رات اور اندکار کو دیکھا جو درختوں کو اپنی لپیٹ میں لے چکا تھا۔۔۔۔۔۔کھڑکی سے ہوا اندر آنے لگی تھی۔۔۔۔۔

جب اسکی ممی اور ڈیڈ اسکا چہرہ پڑھنے میں ناکام ہو گئے تو انہوں نے بس اپنے حال چال کا جواب دے کر کھانے سے انصاف شروع کر دیا۔۔۔۔۔ممی بڑے لاڈ سے ضامن کو کھانا کھلا رہی تھیں۔۔۔۔۔کھانے سے فرغات حاصل کرتے ہی اسکے ڈیڈ اپنے کمرے میں چلے گئے۔۔۔۔۔۔۔۔اسکی ممی اور وہ بھی اٹھ کر لاؤنج میں آ گئے۔۔۔۔۔۔

آپ کافی پیئیں گی"۔۔۔؟؟وہ صوفے پہ بیٹھتی اپنی ممی سے پوچھنے لگا۔۔۔۔۔"

تم بناؤ گے تو ضرور"۔۔۔۔انہوں نے مسکرا کر شانے اچکا دیے۔۔۔۔وہ بھی مسکرا دیا۔۔۔۔۔

کچن میں آکر وہ کافی بنانے لگا۔۔۔۔اسکی ممی بھی کچن میں آگئیں۔۔۔۔۔وہ کچن میں بہت کم آیا کرتی تھیں۔۔۔۔ملازماؤں کی ایک بڑی تعداد انہیں میسر تھی۔۔۔۔اس وجہ سے انہیں گھر کے کاموں کو ہاتھ لگائے ایک عرصہ ہوگیا تھا۔۔۔۔انہوں نے ڈائننگ ٹیبل سمیٹ کر کھڑی ملازمہ کو اسکے کواٹر میں جانے کا اشارہ کیا۔۔۔۔۔

"کھڑکی بند کردو"۔۔۔۔۔انہوں نے ملازمہ کو کہا۔۔۔۔وہ سر کو جنبش دے کر کھڑکی بند کرکے چلی گئی۔۔۔۔۔باہر کا اندھیرا۔۔۔۔اور ہوا باہر ہی رہ گئے۔۔۔۔۔۔بس فانوس چمکتا ڈائننگ ٹیبل پہ جھول رہا تھا۔۔۔۔۔

"تم آج کافی خوش لگ رہے ہو"۔۔۔۔؟؟ کچن میں وہ ضامن کے برابر آکر کھڑی ہوگئی تھیں۔۔۔۔۔ضامن نے کافی بنالی تھی۔۔۔کافی کو مگ میں بھرتے ایک شوخ نگاہ اپنی ممی پہ ڈالی۔۔۔۔

"جسے خوشی ملے۔۔۔۔۔وہ خوش تو ہوگا نا"۔۔۔۔۔۔اسکے چہرے پہ مسٹری مسکان تھی۔۔۔۔"مسٹری مین"۔۔۔۔۔۔اسکی ممی نے دل

میں سوچا۔۔۔۔۔

خوشی کا نام کیا ہے"۔۔۔۔؟؟ وہ کڑی سے کڑی ملانا چاہتی تھیں۔۔۔۔۔ضامن گہرا"
مسکرایا۔۔۔۔ایک مگ میں کافی بھر کر اسنے اپنی ممی کی طرف بڑھایا۔۔۔۔۔۔
خوشی کا ایک نام نہیں ہے۔۔۔۔۔بہت سے نام ہیں۔۔۔۔آپ بتائیں آپ کونسا"
سننا چاہیں گی"۔۔۔۔؟؟ ڈمپلز سے پڑے گڑھے اور سبز مائل آنکھوں میں دنیا کا ہر رنگ
تھا۔۔۔۔اسنے اپنے مگ میں کافی ڈالی اور برتن سینک میں چھوڑ دیے۔۔۔۔۔مگ سے
اٹھتی کافی کی مہکی ماحول میں سحر پھونک رہی تھی۔۔۔۔۔۔
جس نام سے تم خوشی کو پکارو گے وہ بتا دو"۔۔۔۔۔اسکی ممی کافی کا سپ لے کر بولی"
تھیں۔۔۔۔۔
ہارٹ بیٹ"۔۔۔۔۔وہ انکے کان کے پاس جھکا اور چپکے سے کہہ کر کچن سے نکل"
گیا۔۔۔۔اسکی ممی کچھ پل کے لیے تھم سی گئیں۔۔۔۔ذہن نے دوڑ
لگائی۔۔۔۔۔۔کڑیاں پزل کے ٹکڑوں کی طرح ملنے لگیں۔۔۔۔۔اور پزل پہ جو نام بنا وہ
انکے دماغ کو چکرا گیا۔۔۔۔۔کافی انکے حلق سے اترنی مشکل ہو گئی۔۔۔۔بدقت اسے گلے
سے اتار کر وہ لاؤنج میں ضامن کے پاس آ گئیں۔۔۔۔۔۔
ڈونٹ ٹیل می کہ تم نے اسے ڈھونڈ لیا ہے"۔۔۔۔۔۔وہ اب بار بیزاری سے بولیں"
تھیں۔۔۔۔۔۔لاؤنج کے سنگل صوفے پہ بیٹھا ابلق چشم مسکرا دیا۔۔۔۔۔۔

For more visit: https://exponovels.com/ mailto:exponovels@gmail.com

آپ بہت جلدی لیس کر گئیں ممی"۔۔۔۔۔اسکی ممی بے جان سی ہو کر صوفے ڈھے گئیں۔۔۔مگ کو کانچ کی ٹیبل پہ رکھ دیا۔۔۔۔کافی انہیں بہت کڑوی محسوس ہونے لگی۔۔۔۔۔۔

ضامن وہ تمہاری ٹیچر تھی"۔۔۔۔۔"

تھی اب نہیں ہے"۔۔۔۔وہ لاپروائی سے بولا تھا۔۔۔کافی کے مگ"

کو ہونٹوں سے لگا کر وہ سپ سپ پی رہا تھا۔۔۔۔کتنے دنوں بعد بلیک کافی بھی میٹھی لگ رہی تھی اسے۔۔۔۔۔۔

پر ضامن بات وہ نہیں ہے جو تم سمجھ رہے ہو"۔۔۔۔۔اسکی ممی نے اسکی طرف رخ کیا ہوا تھا۔۔۔۔۔انکی کافی انہیں منتظر نظروں سے دیکھ رہی تھی۔۔۔۔۔

تو پھر کیا ہے"۔۔۔۔؟؟وہ انکی طرف نہیں دیکھ رہا تھا۔۔۔۔اسکی ساری توجہ کافی پہ تھی۔۔۔۔۔

ضامن وہ تم سے تب بھی بڑی تھی وہ آج بھی تم سے بڑی ہوگی"۔۔۔۔۔۔اس بات پہ ضامن نے ناگواری سے اپنی ممی کو دیکھا۔۔۔۔۔۔۔

محبت عمر دیکھ کر کی جاتی ہے"۔۔۔۔؟؟اسکے سوال پہ اسکی ممی جھنجھلائیں۔۔۔۔۔"

احمقوں والے جملے نہ بولو ضامن۔۔۔۔۔یہ محبت اور اسکی شاعری نما باتیں مجھے سمجھ"
نہیں آتیں۔۔۔۔۔ہم پریکٹکل لوگ ہیں"۔۔۔۔۔ضامن نے انکی بات کاٹی۔۔۔۔
آپ ہوں گی پریکٹکل میں نہیں ہوں"۔۔۔۔اپنا مگ میز پہ رکھ دیا۔۔۔۔۔مگ سے"
بھانپ اڑ رہی تھی۔۔۔۔۔اس نے اپنی بات جاری رکھی۔۔۔۔
اور اب آپ محبت اور اسکی شاعری نما بتائیں سمجھانا شروع کر دیں۔۔۔۔۔مجھے اب"
وہی باتیں آتی ہیں"۔۔۔۔۔انکی آنکھوں میں جھانکتا وہ سنجیدگی سے گویا ہوا
تھا۔۔۔۔۔۔۔
ضامن تم سمجھ کیوں نہیں رہے"۔۔۔۔؟؟انہوں نے بے بسی سے کہا۔۔۔۔۔"
کیونکہ میں سمجھدار نہیں ہوں"۔۔۔۔۔"
تو بن جاؤ"۔۔۔۔۔وہ ترنت بولیں۔۔۔۔"

جو عاشق ہوں وہ کبھی سمجھدار نہیں ہوتے۔۔۔۔۔اور جو سمجھدار ہوں وہ عاشق نہیں"
ہوتے"۔۔۔۔۔۔وہ کہہ کر کھڑا ہو گیا۔۔۔۔۔۔اسکی ممی بھی کھڑی ہو گئیں۔۔۔۔۔
ضامن"۔۔۔۔وہ بس اتنا ہی کہہ پائیں۔۔۔۔۔پر وہ انکی پکار کو اَن سنا کرتا اپنے کمرے"
کی جانب بڑھ گیا۔۔۔۔۔اسکی ممی کے سر میں درد کی ٹیسیں اٹھنے لگیں۔۔۔۔۔۔گھر ایک

میدانِ جنگ بنتا انہیں صاف دکھائی دے رہا تھا۔۔۔۔۔۔وہ بھی بے جان قدموں سے کمرے میں چلی گئیں۔۔۔۔۔کافی کے مگ انہیں جاتا دیکھ اداس ہو گئے۔۔۔۔۔کافی سے اب بھانپ نہیں نکل رہی تھی۔۔۔۔۔۔۔

&&&&&&&&&

&&&&&&&&&&&&&&&&&&&&&&&&&&&&&&&&&&&&&

تاروں سے ڈھکے آسمان کو دیکھنے والی۔۔۔۔۔پریشان تھی۔۔۔۔۔

ضامن کی جلتی سانسیں اسے ابھی تک اپنے چہرے پہ محسوس ہو رہی تھیں۔۔۔۔۔اسکی سرد باتیں اور لہجہ ابھی تک اسکے ذہن میں ادھم مچا رہا تھا۔۔۔۔۔۔اسکی چنگاریاں اڑاتی آنکھیں وہ بھول کر بھی نہ بھول پا رہی تھی۔۔۔۔۔۔اسے سمجھ نہیں آ رہا تھا کہ وہ خوش ہو یا دکھ منائے۔۔۔۔۔برسوں محبت کے پیچھے بھاگنے والی کیرت کو اب محبت بانہیں پھلائے

اپنی پاس بلا رہی تھی۔۔۔۔۔پر اب وہ ڈر رہی تھی۔۔۔۔۔۔اسے محبت اب بس ایک چھلاوا لگ رہی تھی۔۔۔۔۔اور جائے بھی تو کس طرح جائے۔۔۔؟ کیا وہ اس وجاہت کی مثال کے ساتھ اچھی لگے گی۔۔۔؟ اسکے لائق لگے گی۔۔۔؟ اسکی لگے لگی۔۔۔؟

نہیں یہ جوڑ بے ڈھنگا ہی رہے گا۔۔۔۔۔ بھلا چاند کب رات کا کہلاتا ہے۔۔۔؟ رات "
میں آنے والا چاند بھی اپنی چاندنی کا ہی ہے جو اسکے ساتھ جچتی ہے۔۔۔۔۔ رات کا
نہیں۔۔۔۔۔ ویسے ہی ضامن ہے ایک چاند۔۔۔۔۔ اور میں ڈھلتی ہوئی
رات۔۔۔۔ جس کے پہلو میں بس اندھیروں کے سوا کچھ نہیں"۔۔۔۔ اسنے کروٹ لے
کر سوچا تھا۔۔۔۔۔
اب وہ کرے کیا۔۔۔۔؟ کل آفس جائے۔۔۔۔؟ کیرت نے ناں میں گردن
ہلائی۔۔۔۔۔ "نہیں میں نہیں جاؤں گی مجھے ضامن سے دور رہنا چاہیے"۔۔۔۔۔ وہ
بڑبڑاتی چارپائی سے کھڑی ہوگئی۔۔۔۔۔ اور کمرہ کا دروازہ کھول کر اندر اپنی پرانی کتابیں
کھنگالنے لگی۔۔۔۔۔ وہ اپنی کتاب بڑا سنبھال کر رکھتی۔۔۔۔۔ اسے عادت نہیں تھی پیپرز
ہوتے ہی ردی والے سے ٹکوں میں علم بیچنے کی۔۔۔۔۔ کتاب کو ادھر ادھر کرتے
اسے اپنی مطلوبہ کتاب مل گئی۔۔۔۔۔ وہ کتاب لے کر باہر آگئی۔۔۔۔۔ چارپائی پہ بیٹھ
کر اس نے کتاب کھولی۔۔۔۔۔ اندر کتاب کے پہلے صفحے پہ اس نے اپنا ہاتھ پھیرا
پریشے"۔۔۔۔ اسنے زیر لب صفحے پہ لکھا نام پکارا۔۔۔۔۔ ایک آزردہ مسکراہٹ اس "
کے چہرہ پہ پھیل گئی۔۔۔۔۔ ماضی نے اسکی آنکھوں کے سامنے انگڑائی لی۔۔۔۔۔ اسے
وہ دن یاد آیا جب اسکی جیا سے دوستی ہوئی تھی۔۔۔۔ دوستی وقت کے ساتھ گہری ہوگئی

تھی۔۔۔۔ایک دن جیا نے کیرت سے اسکے نام کا مطلب پوچھا تو اس نے لاعلمی کا مظاہرہ کیا۔۔۔۔۔

ٹھیک ہے میں کل چیک کر کے آؤں گی"۔۔۔۔جیا کو اسکا نام کافی منفرد لگا تھا کیرت" ق" سے نہیں بنایا کرتی تھی اپنا نام "کیرت" لکھتی تھی۔۔۔۔۔اکثر لوگ پہلے اسے ٹوک" بھی دیا کرتے تھے کہ وہ اپنا نام غلط لکھ رہی ہے۔۔۔۔۔پر اسنے اپنے فارم پہ یہ اس طرح کا نام درج دیکھا تھا۔۔۔۔۔بس کبھی مطلب جاننے کی کوشش نہ کی۔۔۔۔۔ مطلب سے کیا ہوتا"۔۔۔۔وہ بے نیازی سے سوچتی۔۔۔۔۔"

اگلے دن جیا آئی تو کیرت نے اس سے اپنے نام کا مطلب پوچھا تو وہ کچھ ہچکچائی۔۔۔۔۔ مطلب تو اچھا ہے"۔۔۔۔۔وہ بجھے ہوئے لہجے سے بولی تھی۔۔۔۔"

پھر اتنے ٹھنڈے انداز سے کیوں بتا رہی ہو"۔۔۔۔۔؟جیا نے کیرت کا ہاتھ" پکڑا۔۔۔۔۔

تمہارے نام کا مطلب "شہرت" ہے۔۔۔۔۔پر یہ ہندوؤں میں لڑکوں کا نام رکھا جاتا" ہے"۔۔۔۔۔یہ بتاتے جیا کی ہنسی نکل گئی۔۔۔۔اور کیرت پہ گھڑوں پانی آن

گرا۔۔۔۔۔ پہلے اسکے الٹے نام گھر میں کم تھے جو اسکا اصل نام بھی اسکا مذاق اڑنے کے لیے رکھا گیا۔۔۔۔۔ کیرت نے گھر آکر اپنی امی سے پوچھا

میرا نام کس نے رکھا تھا"۔۔۔۔۔؟؟ امی سوچ میں پڑ گئیں۔۔۔۔۔"

شاید تمہاری دادی نے"۔۔۔۔۔ امی کو ٹھیک سے یاد نہیں تھا۔۔۔۔ اس لیے انہوں" نے اندازلگایا۔۔۔۔۔۔ پر یہاں نام کس نے رکھا مسئلہ نہیں تھا۔۔۔۔۔ کمیٹی میں نام کس نے درج کروایا اصل مسئلہ یہ تھا۔۔۔۔۔۔ کیرت نے "کمیٹی میں نام کس نے درج کروایا تھا"۔۔۔۔؟ یہ سوال کیا تو اسکی ممی نے حیرت سے اسے دیکھا۔۔۔۔۔

تمہارے ابو نے کروایا تھا۔۔۔۔ اس میں پوچھنے والی کونسی بات ہے"۔۔۔۔؟؟ امی یہ" کہہ کر چلی گئیں۔۔۔۔۔۔ اور کیرت کو رونا

سا آگیا۔۔۔۔۔ کاش اسکے ابو میٹرک فیل نہ ہوتے۔۔۔۔ تو انکی اردو اچھی ہوتی۔۔۔۔۔۔۔

اگلے دن کیرت کافی خاموش خاموش رہی۔۔۔۔۔ جو بھی اسے پکارتا۔۔۔۔۔ وہ اسکے سامنے جاتے ہچکچاتی۔۔۔۔ کہیں وہ بھی کیرت کے نام کا مطلب نہ جان جائے۔۔۔۔۔ اگر جان گیا تو۔۔۔؟؟ اف۔۔۔۔۔۔ وہ یہ سوچ کر ہی جھرجھری

لیتی۔۔۔۔۔جیا کو اب اسکے نام کا مطلب بتانے پہ افسوس ہو رہا تھا۔۔۔۔۔۔اس روز اس نے کیرت کو اپنے سامنے بٹھایا۔۔۔۔۔اسکی کتاب اٹھائی اور چپکے سے کچھ لکھا۔۔۔۔۔پھر اسے کہا۔۔۔۔

کھولو اسے"۔۔۔۔کیرت نے بے دلی سے پہلا صفحہ کھولا تو اس پہ پریشے لکھا تھا کیرت" نے نا سمجھی سے اسے دیکھا۔۔۔۔۔

آج سے میں تمہیں اس نام سے بلایا کروں گی"۔۔۔۔۔۔کیرت اداسی سے" مسکرائی۔۔۔۔

اس سے کیا ہو گا"۔۔۔۔؟؟کیرت کے سوال پہ جیا اچھل کر اسکے سامنے" بیٹھی۔۔۔۔معذور ہاتھ والی جیا زندگی سے بھرپور لڑکی تھی۔۔۔۔۔۔اس نے کیرت کا ہاتھ پکڑا۔۔۔

میں نے اپنی بہن سے تمہارا زائچہ نکلوایا تھا۔۔۔۔۔تم پہ حرف "پ" کا نام سوٹ کرتا" ہے۔۔۔۔اور یہ نام تمہارے لیے خوش قسمتی لائے گا"۔۔۔اسکی بات پہ کیرت کے چہرے پہ تلخی پھیل گئی۔۔۔۔۔۔

ناموں سے کچھ نہیں ہوتا"۔۔۔۔۔جیا نے اسکی بات کاٹی۔۔۔۔"

"ہوتا ہے بھئی۔۔۔۔ ہمارے سب دیکھ بھال کر نام رکھتے ہیں مطلب لکی نمبر، لکی پتھر ہر چیز دیکھ کر اور یقین کرو یہ سب بہت فائدہ دیتا ہے"۔۔۔۔۔۔ وہ جیا کے ساتھ بحث نہیں کرنا چاہتی اس لیے خاموش ہوگئی۔۔۔۔ اسکی خاموشی جیا نے ہاں سمجھی۔۔۔۔۔ اور اسے پریشے بلانے لگی۔۔۔۔ اسکی دیکھا دیکھی اکثر لڑکیاں اسے پریشے ہی کہنے لگیں۔۔۔۔ وقت کے ساتھ ساتھ کیرت کو "پریشے" نام سے محبت ہوگئی۔۔۔۔ اور اپنے اصل نام سے نفرت۔۔۔۔۔۔۔ پر گھر میں اسے کیرت ہی پکارا جاتا۔۔۔۔۔۔ اور وہ یہاں کہہ بھی نہیں سکتی تھی کہ "مجھے پریشے پکارا جائے"۔۔۔۔ اسے پتہ تھا۔۔۔۔ پریشے تو کیا پکاریں گے۔۔۔۔ الٹا اسکی بہنیں ہنسیں گی۔۔۔۔۔ اور اسکا مذاق بنا کر رکھ دیں گی۔۔۔۔۔

کیرت کو اسکول کالج چھوڑنے کے بعد جیا ہی اس نام سے بلاتی تھی۔۔۔۔ جب بھی اسکی جیا سے بات ہوتی تو جیا اسے پریشے ہی کہتی۔۔۔۔۔ اور جب ضامن نے اسے اس نام سے پکارا تو پل بھر کے لیے وہ ساکت رہ گئی تھی۔۔۔۔۔ کوئی اور بھی تھا جو اس نام کو پسند کرتا تھا۔۔۔۔۔ اور اس نام والی کو بھی۔۔۔۔۔۔

کیا یہ میری خوش قسمتی ہے"۔۔۔۔؟؟ وہ ضامن کی دیوانگی کو سامنے رکھتے سوچ میں پڑ" گئی۔۔۔۔۔کتاب اس نے بند کردی تھی۔۔۔۔ماضی انگڑائی لے کر پھر اندھیروں گھل گیا تھا۔۔۔۔۔۔

اپنے سوال پہ وہ خود تلخی سے مسکرائی۔۔۔۔۔

میں کبھی "خوش قسمت" نہیں ہو سکتی"۔۔۔۔۔وہ کتاب دوبارہ کمرے میں رکھ" آئی۔۔۔۔۔چارپائی پہ لیٹ کر اسنے آنکھیں موند لیں۔۔۔۔۔رات کا اندھیرا۔۔۔۔۔اسے سوتے دیکھنے لگا۔۔۔۔۔۔۔۔

&&&&&&&&&&_____

&&&&&&&&&&&&&&&&&&&&&&&&&&&&_____

_____

روشنیوں نے لاہور پہ اترنا شروع کیا تو وہ بھی چمک کی آنکھوں میں ہونے والی چبھن سے اٹھ گئی۔۔۔۔آنکھیں مسلتے

وہ خود پہ دوپٹہ لپیٹنے لگی۔۔۔۔۔پھر اسنے آنکھیں کھولیں تو سرہانے پھول اور چاکلیٹ رکھی تھی۔۔۔۔۔ساتھ ایک چٹ تھی۔۔۔۔۔کیرت نے چٹ اٹھالی۔۔۔۔۔

مجھے تمہارے جواب کا انتظار ہے"۔۔۔۔ چکور کی لکھی تحریر اسے ایک پل کے لیے" اداس کر گئی تھی۔۔۔۔۔ تحریر پڑھتے ہی اسے ضامن کی باتیں یاد آنے لگیں۔۔۔۔۔ کبھی کبھی محبت کرنے والوں میں اضافہ بھی نقصان دہ ثابت ہوتا ہے۔۔۔۔۔ کیرت نے گہری سانس لی۔۔۔۔۔ بستر سے اٹھ کر اسے سمیٹا اور کمرے میں رکھ کر نیچے آ گئی۔۔۔۔۔

نیچے آ کر اس نے امی کے ساتھ ناشتہ بنایا۔۔۔۔ پھر جب ابو اور علیزہ ناشتہ کر کے چلے گئے تو وہ خود بھی ناشتہ کرنے بیٹھ گئی۔۔۔۔ وہ آفس کے لیے تیار نہیں ہوئی تھی۔۔۔۔ اس نے اپنے فیصلے پہ ثابت قدم رہنا تھا۔۔۔۔ پر رہ نہیں پائے گی۔۔۔۔۔ وہ ابھی ناشتہ کر ہی رہی تھی کہ اسکے موبائل پہ میسج بیپ ہوئی۔۔۔۔ اسنے اٹھا کر دیکھا تو میسج ضامن کا تھا۔۔۔۔

میں تمہیں لینے آؤں۔۔۔۔؟ یا تم خود آؤ گی آفس"۔۔۔۔؟؟ کیرت کے گلے میں ناشتہ" پھنس گیا۔۔۔۔۔ اس نے وقت دیکھا۔۔۔۔ دس بج رہے تھے۔۔۔۔ ضرور وہ آفس پہنچ گیا تھا۔۔۔۔ اور جب کیرت اسے وہاں دکھائی نہ دی تو اس نے کیرت کو میسج کر دیا۔۔۔۔ کیرت کا دل دھک دھک کرنے لگا۔۔۔۔ اب وہ کیا کرے۔۔۔؟ منع

کردے۔۔۔؟ "ہاں میں منع کردیتی ہوں"۔۔۔۔۔کیرت نے سوچتے ہی میسج ٹائپ کیا۔۔۔۔

میں آفس نہیں آرہی میں نے کل استعفا دے دیا تھا"۔۔۔۔۔میسج بھیج کر اسنے موبائل سائیڈ پہ رکھ دیا۔۔۔۔۔کمرے میں چلتے ٹی وی کی آواز گونج رہی تھی۔۔۔۔۔دادی بڑے انہماک سے ٹی

وی دیکھ رہی تھیں۔۔۔۔امی باہر صحن میں تھیں۔۔۔۔۔۔کیرت کا اب ناشتہ کرنے کا دل بالکل نہیں کررہا تھا۔۔۔۔اس نے ٹرے سامنے سے کھسکا دی۔۔۔۔۔اگلے ہی پل اسکا موبائل چیخ اٹھا۔۔۔۔۔کیرت کی جان نکل گئی۔۔۔۔۔اس نے رعشہ ہاتھوں سے موبائل اٹھایا۔۔۔۔کال اسی کی تھی۔۔۔۔کیرت نے کال کاٹ دی۔۔۔۔۔اسکا فوراً میسج آیا۔۔۔۔۔

تم مجھے اکساؤ مت کہ میں تمہارے ساتھ زور زبردستی کروں۔۔۔۔تم مجھے جانتی نہیں ابھی"۔۔۔۔۔اسکا یہ میسج کیرت کا حلق سکھا گیا۔۔۔۔۔گلے میں بے شمار کانٹے اگ آئے۔۔۔۔۔۔۔

خدارا میرا پیچھا چھوڑ دیں۔۔۔۔۔میں نہیں آنا چاہتی آفس۔۔۔۔۔آپ مجھے مجبور کیوں کر رہے ہیں"۔۔۔۔؟؟؟کیرت نے یہ بے بسی سے اٹا میسج ضامن کو بھیجا اور موبائل لے کر کمرے سے دبے پاؤں نکل کر علیزہ کے کمرے میں آگئی۔۔۔۔۔اسکے کمرے میں آتے ہی موبائل پہ پھر سے ضامن کی کال آنے لگی۔۔۔۔۔کال مسلسل آرہی تھی۔۔۔۔اسے مجبوراً کال اٹھانی پڑی۔۔۔۔۔

تم آئی کیوں نہیں"۔۔۔۔؟؟وہ چھوٹتے ہی بولا۔۔۔۔۔کیرت کے چہرے پہ بے بسی پھیل گئی۔۔۔۔۔

آپ سمجھ کیوں نہیں رہے"۔۔۔۔؟؟اسکی آواز بھرا سی گئی۔۔۔۔۔"

کیونکہ میں سمجھنا ہی نہیں چاہتا۔۔۔۔آجاؤ ورنہ میں لینے آجاؤں گا۔۔۔مرضی تمہاری ہے"۔۔۔۔۔۔وہ پر سکون لہجے سے بول رہا تھا۔۔۔۔دن میں بھی کیرت کو کمرے میں ہر طرف اندھیرا ہی اندھیرا دکھائی دینے لگا۔۔۔۔۔

آپ مجھے اسطرح پریشان نہیں کر سکتے"۔۔۔۔۔۔۔وہ ہمت کر کے تھوڑے سخت لہجے میں بولی تھی۔۔۔۔آنکھیں آنسوؤں سے بھر گئیں تھیں۔۔۔۔یہ شخص اسکے لیے امتحان بنتا جا رہا تھا۔۔۔۔۔

دوسری طرف وہ کچھ پل کے لیے خاموش ہوا۔۔۔۔پھر بولا۔۔۔۔

میں کچھ بھی کر سکتا ہوں۔۔۔۔۔پریشان بھی اور تنگ بھی۔۔۔۔میں بار بار کہہ رہا ہوں "
مجھے آزماؤ مت۔۔۔۔۔میں اپنی آئی پہ آگیا تو تمہیں ہمیشہ کے لیے اٹھا کر اپنے ساتھ لے
جاؤں گا۔۔۔۔اور پھر دیکھوں گا تمہیں بچانے کون آتا ہے "۔۔۔۔۔۔؟ وہ کیرت سے
بھی کئی گنا زیادہ کھردرے لہجے سے گویا ہوا۔۔۔۔۔

تم نہ آئیں تو میں اپنی کوئی نس کاٹ لوں گا اور اگر میری موت ہوگئی تو اس کی ذمہ دار بس "
تم ہوگی "۔۔۔۔۔۔کیرت کو دھکا لگا کیا وہ مذاق کر رہا ہے۔۔؟۔۔۔۔۔اسکی آنکھیں
ضامن کی بات پہ ابل کے باہر گرنے کو ہوگئیں۔۔۔۔

ک۔۔۔کیا۔۔۔کیا کہہ رہے ہیں یہ آپ "۔۔۔۔؟؟ وہ بڑی مشکل سے بول سکی "
تھی۔۔۔۔گلے کے کانٹے گلا چھیل رہے تھے۔۔۔۔خون قطرہ قطرہ روح میں اتر رہا
تھا۔۔۔۔۔

وہ جو تمہیں سنائی دے رہا۔۔۔۔میں سچ کہہ رہا ہوں پریشے۔۔۔۔۔تم مجھ سے دور ہونے "
کی جتنی کوشش کرو گی میں اپنی سانسیں اتنی ہی کم کرتا جاؤں گا۔۔۔۔۔تم میری دیوانگی
سے واقف نہیں ہوا بھی "۔۔۔۔۔۔۔وہ اپنی بات مکمل کر کے خاموش
ہوگیا۔۔۔۔۔کیرت شل رہ گئی۔۔۔۔کتنے ہی پل لگے اسے سنبھلنے میں۔۔۔۔پر اسکے

پاس ضامن کی بات کا جواب نہیں تھا۔۔۔۔۔کیرت کی خاموشی محسوس کرتے وہ دوبارہ بولا۔۔۔۔

آفس آرہی ہو یا ہسپتال میں مجھے رونے آؤ گی"۔۔۔۔؟؟کیرت کی آنکھوں سے آنسوں" ٹوٹ کر بہنے لگے۔۔۔۔۔۔۔

میں آرہی ہوں"۔۔۔۔۔کیرت نے رندھی ہوئی آواز سے کہا۔۔۔۔۔"

شاباش۔۔۔۔۔بہت اچھی ہو تم۔۔۔۔۔گڈ گرل"۔۔۔۔۔۔۔وہ جیسے مسکرا رہا" تھا۔۔۔۔۔اسنے کہہ کر فون رکھ دیا۔۔۔۔کیرت کا ہاتھ بھی بے

جان ہو کر پہلو میں گر گیا تھا۔۔۔۔۔۔اب اسے ایک اور جھوٹ بولنا تھا۔۔۔۔۔اپنے آفس جانے کا۔۔۔۔۔۔اپنے آفس ہر روز جانے کا۔۔۔۔۔۔اسنے اپنے ہاتھ کی پشت سے آنکھیں رگڑیں اور کمرے سے نکل گئی۔۔۔۔۔

_____&&&&&&&&&
&&&&&&&&&&&&&&&&&&&&&&&&&&&_____
_____

ضامن کے آفس کی عمارت دھوپ سے جل رہی تھی۔۔۔۔۔وہ لفٹ میں سوار اوپر جا رہی تھی۔۔۔۔۔لفٹ جب رکی تو وہ بے جان قدم گھسیٹتی راہداری میں آ گئی۔۔۔۔۔کتنا مشکل تھا اسکا آفس آنا۔۔۔۔امی نے کتنے سوال کیے۔۔۔۔دادی نے کتنا کچھ سنایا۔۔۔۔۔پر وہ نہ آتی تو ضامن آ جاتا۔۔۔۔۔۔اور وہ آ جاتا تو کیرت کے پاس کچھ نہ رہتا۔۔۔۔۔وہ نام نہاد عزت بھی، جو ابھی اسکے ابو کی وجہ سے اسے گھر میں ملنے لگی تھی۔۔۔۔۔۔

تمہیں سر نے کیبن میں بلایا ہے"۔۔۔۔۔ریسپشن کے پاس سے گزرتے اسے ریسپشنسٹ نے اطلاع دی۔۔۔۔کیرت نے اسکی بات کا کوئی جواب نہ دیا۔۔۔۔۔نیلے لون کے سوٹ میں ملبوس وہ شانوں پہ کالی چادر ڈال کر سر کو دوپٹے سے ڈھانپے ہوئے تھی۔۔۔۔۔چہرہ سپاٹ تھا۔۔۔۔کہنی پہ پرس لٹکا کر وہ ضامن کے کیبن کے دروازے تک پہنچ گئی۔۔۔۔۔دروازہ ناک کیا۔۔۔۔۔سبز مائل آنکھوں والے نے نظریں اٹھا کر اسے دیکھا۔۔۔۔۔گہرا سا مسکرایا۔۔۔۔۔۔اور اپنی کرسی سے کھڑا ہو کر دروازے کے پاس آ گیا۔۔۔۔۔ضامن نے کیرت کے لیے دروازہ کھولا۔۔۔۔۔۔

تمہیں اجازت کی ضرورت نہیں ہے"۔۔۔۔وہ اسکے لیے جگہ

چھوڑ کر بولا۔۔۔۔۔ کیرت سپاٹ چہرے سے اندر آ گئی۔۔۔۔۔ ضامن نے اسکا ہاتھ پکڑ لیا۔۔۔۔۔ کیرت نے ہاتھ چھڑوانے کی زحمت نہ کی۔۔۔۔ کسی بے جان مجسمے کی مانند وہ اب ضامن کی ہمراہی میں چل رہی تھی۔۔۔۔۔ کیرت کو اپنی پاور چئیر کے سامنے والی کرسی پہ بٹھا کر وہ خود اسکے سامنے بیٹھ گیا۔۔۔۔۔۔ قدِ آدم کھڑکی پہ پردے گرے تھے۔۔۔۔۔ ایل ای ڈی بلب سے کیبن روشن تھا۔۔۔۔ اے سی کی ٹھنڈ جسم کو سکون پہنچا رہی تھی۔۔۔۔۔۔

ناراض ہو"۔۔۔۔؟؟ وہ اسکا سپاٹ چہرہ دیکھ کر پوچھنے لگا۔۔۔۔ کیرت نے نظریں" جھکا لیں۔۔۔ بولی کچھ نہیں۔۔۔۔۔ کیبن میں خاموشی چھا گئی۔۔۔۔۔ گھڑی کی ٹک ٹک سنائی دینے لگی۔۔۔۔۔

تم سے پوچھ رہا ہوں ناراض ہو"۔۔۔۔؟؟؟ اسنے دوبارہ سوال کیا۔۔۔۔ پر جواب میں" بس خاموشی۔۔۔۔۔ ضامن اسے دیکھتا رہا۔۔۔ وہ خاموشی سے بیٹھی رہی نظریں جھکا کر۔۔۔۔۔ ضامن نے لب بھینچ لیے۔۔۔۔۔ اسنے ٹیبل پہ رکھے پین باکس سے پیپر کٹر اٹھا لیا۔۔۔۔۔۔

تم جواب نہیں دوگی"۔۔۔۔؟؟اسنے کٹر کھول لیا۔۔۔۔کیرت نے نظریں نہ"
ٹھائیں۔۔۔۔ضامن کے ہر سوال کا جواب جیسے گھڑی کی سوئیاں دے رہی
ہوں۔۔۔۔۔۔اس نے کٹر کھول کر کلائی پہ رکھ لیا۔۔۔۔۔۔
ٹھیک ہے رہو ناراض"۔۔۔۔۔ضامن نے اتنا کہہ کر کٹر کی ایک ضرب اپنی کلائی پہ"
لگائی۔۔۔۔۔درد کی "سی" اسکے لبوں سے بے ساختہ نکلی تھی۔۔۔۔کیرت نے اس غیر
متوقع آواز پہ آنکھیں اٹھائیں۔۔۔۔اور وہ پتھر کی مورت بن کر رہ گئی۔۔۔۔ضامن کی
کلائی سے خون ابل رہا تھا۔۔۔۔کانچ کی ٹیبل پہ ٹپ ٹپ خون گرتا جا رہا تھا۔۔۔۔۔کیرت
کے لبوں سے چیخ بھی نہ نکل کسی۔۔۔۔وہ خوف سے کھڑی ہو گئی۔۔۔۔۔ضامن کلائی
ٹیبل پہ گرائے

کیرت کو دیکھ رہا تھا۔۔۔۔۔خون کی اسے پروا نہ تھی۔۔۔۔۔
یہ۔۔۔۔یہ کیا۔۔۔؟کیا آپ نے"۔۔۔۔؟؟وہ بے ساختہ اسکی طرف گئی۔۔۔۔اسکی"
کلائی تھامی۔۔۔۔۔پر اسنے کیرت کا ہاتھ جھٹک دیا۔۔۔۔۔
تم مجھ سے ناراض ہو۔۔۔۔۔ناراض رہو۔۔۔۔کیوں فکر کر رہی ہو"۔۔۔۔۔؟وہ درد"
بھری آواز سے بول رہا تھا۔۔۔۔خون قطرہ قطرہ گرتا جا رہا تھا۔۔۔۔کیرت بوکھلائی سی

کھڑی ضامن کو دیکھ رہی تھی۔۔۔۔اسکے اوسان جواب دینے لگے۔۔۔۔۔بہت مشکل سے خود پہ قابو کرتی وہ دوبارہ اسکا ہاتھ پکڑ کر بولی۔۔۔۔۔

آپ ڈاکٹر کے پاس چلیں۔۔۔۔۔خون۔۔۔۔خون نکل رہا ہے"۔۔۔۔۔۔۔ضامن" نے دوسرے ہاتھ سے کیرت کا بازو جکڑا۔۔۔۔۔

ناراض ہو مجھ سے"۔۔۔۔۔؟؟؟ کیرت چلائی۔۔۔۔"

پاگل ہو گئے ہیں آپ۔۔۔۔آپ نے یہ کیا کر لیا"۔۔۔۔وہ اسکی کلائی سے بہتے خون کو" دیکھ کر رو دی۔۔۔۔۔ضامن نے درد سے لب آپس میں پیوست کیے۔۔۔۔۔اسکا سر چکرانے لگا تھا۔۔۔۔۔

جواب دو ناراض ہوا بھی بھی"۔۔۔۔؟؟؟ وہ اپنی بات کا جواب پانے پہ بضد" تھا۔۔۔۔۔کیرت نے بغیر تامل کہا۔۔۔

ن۔۔نہی۔۔۔نہیں ہوں۔۔۔۔نہیں ہوں میں ناراض۔۔۔۔آپ اس پہ پٹی" کروائیں"۔۔۔۔۔وہ اپنا بازو چھڑا کر بیگ سے رومال لے آئی۔۔۔۔اور اسکی کلائی پہ لپیٹنے لگی۔۔۔۔۔۔ضامن نے کچھ کہنا چاہا پر کہہ نہ پایا۔۔۔۔۔سر چکراتا جا رہا تھا۔۔۔۔۔وہ کرسی پہ ڈھے گیا۔۔۔۔۔کیرت نے اسکا گال تھپکا۔۔۔۔۔ضامن کی آنکھیں بند ہونے لگیں۔۔۔۔۔پر اسکے چہرے پہ مسکراہٹ تھی۔۔۔۔۔کیرت کیبن

سے باہر کی طرف بھاگی۔۔۔۔۔ کچھ کولیگز کو اسنے بلایا۔۔۔۔۔۔ کیرت کے اڑے رنگ دیکھ کر سب کیبن کی طرف بھاگے تھے۔۔۔۔۔۔

_____&&&&&&&&&&
&&&&&&&&&&&&&&&&&&&&&&&&&&&&_____
_____

وہ ہسپتال میں ہاتھ پہ پٹی کروا کر بیڈ پہ لیٹا تھا۔۔۔۔۔ آفس کا کچھ اسٹاف اسکے گرد کھڑا تھا۔۔۔۔ کیرت ان سب سے پیچھے کھڑی ضامن کا ہاتھ کٹنے کا جواز سن رہی تھی۔۔۔۔ وہ کہہ رہا تھا کہ لاشعوری میں اسکے ہاتھ پہ کٹر لگ گیا۔۔۔۔۔ یہ بات کوئی ماننے کو تیار نہیں تھا۔۔۔۔۔ پر باس سے زیادہ سوال کون کر سکتا تھا۔۔۔۔؟ اس لیے سب خاموش ہو گئے۔۔۔۔۔ کچھ دیر میں ضامن کی ممی بھی ہسپتال آ گئیں تو سب وارڈ سے نکل کر راہداری میں آ گئے۔۔۔۔۔۔ کیرت سب سے نظریں چراتی پھر رہی تھی۔۔۔۔ اسے لگ رہا تھا جیسے سب جان گئے ہیں کہ ضامن نے اسکی وجہ سے کلائی کاٹی تھی۔۔۔۔۔ اور وہ بھی صرف اس لیے کہ وہ ضامن کی بات کا جواب نہیں دے رہی تھی۔۔۔۔۔۔ "یا خدا"۔۔۔۔ وہ بے بسی سے بینچ پہ بیٹھ گئی۔۔۔۔۔ سر دونوں ہاتھ میں گرا لیا۔۔۔۔۔۔

تم بتاؤ کیرت کیبن میں کیا ہوا تھا تم تو وہیں تھیں"۔۔۔۔؟ اسکی ایک کولیگ اسکے ہمراہ"
آکر بیٹھ گئی۔۔۔۔۔ کیرت اندر تک سہم گئی۔۔۔۔۔ اسنے اپنا چہرہ اوپر
اٹھایا۔۔۔۔۔ اس لڑکی کی

نظروں کی تپش اسے شعلے کی طرح اپنے چہرے پہ محسوس ہو رہی تھی۔۔۔۔۔۔ آنکھوں میں رونے کی وجہ سے سرخی ظاہر ہونے لگی تھی۔۔۔۔ باقی کے کچھ کولیگز دور کھڑے تھے۔۔۔۔۔۔

مجھے کچھ نہیں پتہ"۔۔۔۔۔ کیرت نے نظریں چرا کر جواب دیا۔۔۔۔۔"
تمہیں سب پتہ ہے بس تم بتا نہیں رہیں"۔۔۔۔۔ وہ لڑکی عجیب سے لہجے سے بولی"
تھی۔۔۔۔۔ کیرت نے اسے کھا جانے والی نظروں سے دیکھا۔۔۔۔
ہاں مجھے سب پتہ ہے پر نہیں بتاؤں گی تمہیں کیا تکلیف ہے"۔۔۔۔؟؟؟ وہ لڑکی جوابی"
مسکرائی۔۔۔۔۔
تکلیف تمہیں ہوگی بعد میں۔۔۔۔۔ دلگی بری چیز ہوتی ہے۔۔۔ اور اگر یہ لگی اپنے سے"
اونچے لوگوں سے ہو جائے تو یہ جان لیوا بن جاتی ہے"۔۔۔۔۔۔ اسنے کیرت کا کاندھا
تھپکا۔۔۔۔ جیسے کیرت سے ہمدردی جتا رہی ہو۔۔۔۔ "تم اپنا دھیان رکھنا"۔۔۔۔۔ وہ

کہہ کر کیرت سے دور چلی گئی۔۔۔۔۔۔کیرت نے دوبارہ اپنا چہرہ ہاتھوں میں چھپا لیا۔۔۔۔۔۔وہ کیسے بھول گئی کہ لوگوں کو وہ سب، سب سے پہلے دکھائی دیتا ہے جو ہم چھپا رہے ہوں۔۔۔۔۔۔کیرت بے کس سی سوچ اور رو رہی تھی۔۔۔۔۔۔۔

&&&&&&&&&_____
&&&&&&&&&&&&&&&&&&&&&&&&&&_____
_____

وہ شکستہ قدموں سے اپنے گھر میں داخل ہوئی تھی۔۔۔۔۔عصر کا وقت ہوا چاہتا تھا۔۔۔۔۔گرمی کی شدت آج کچھ زیادہ ہی تھی۔۔۔۔گرم ہوا منہ پہ تھپڑ مارتی محسوس ہوتی تھی۔۔۔۔

صحن میں آکر اس نے نیم کے درخت کو نظر اٹھا کر نہ دیکھا۔۔۔۔۔وہ سیدھی چلتی بڑے کمرے میں آگئی۔۔۔۔۔علیزہ اپنے کمرے میں شاید سو رہی تھی۔۔۔۔۔بڑے کمرے میں دادی اور امی ہی تھیں۔۔۔۔۔

ہائیں۔۔۔؟؟ تم جلدی آگئیں"۔۔۔۔۔؟؟؟ امی نے اس کے اندر آتے ہی تعجب سے" پوچھا۔۔۔۔۔دادی نے ٹی وی کا والیم کم کر دیا۔۔۔۔۔کیرت نے چادر اتار کر استری اسٹینڈ پہ رکھی

ہاں جی کام کم تھا"۔۔۔۔۔وہ بجھے لہجے۔۔۔۔۔جھکے چہرے سے جواب دے رہی"
تھی۔۔۔۔۔اب کی بار دادی بولیں۔۔۔۔
کبھی وہ تجھے آدھی رات کو بلا لیے ویں ہیں۔۔۔۔تو کبھی چھٹی سے پہلے ہی گھر بھیج دے"
وے ہیں۔۔۔۔۔حیرت ہے"۔۔۔۔۔۔دادی کی بات وہ کہیں نہ کہیں سمجھ گئی
تھی۔۔۔۔۔پر اس نے جواب نہ دیا۔۔۔۔۔اسکے تو سارے الفاظ ہی ختم ہو گئے تھے
آج۔۔۔۔۔۔ضامن کی کلائی کا بہتا خون اسکی آنکھیں ابھی تک جلا رہا تھا۔۔۔۔۔۔وہ
ابھی آتے وقت بھی اس سے بغیر ملے گھر آ گئی تھی۔۔۔۔۔وہاں موجود لوگوں کی نظریں
اسے اپنے وجود پہ چبھتی محسوس ہو رہی تھیں۔۔۔۔۔
کیرت نے پرس بھی استری اسٹینڈ پہ رکھا اور دوپٹہ سینے پہ پھیلا کر ہاتھ منہ دھونے چلی
گئی۔۔۔۔۔دادی اسی کو دیکھے جا رہی تھیں۔۔۔۔۔اسے صحن میں آ کر منہ دھوتے دیکھ
امی کمرے کے دروازے سے بولیں۔۔۔۔۔
کھانا کھاؤ گی"۔۔۔۔۔؟؟کیرت نے منہ پہ ٹھنڈے پانی کے چھنٹے مارے بال منہ پہ لٹوں"
کی صورت چپک گئے۔۔۔۔۔
نہیں بھوک نہیں ہے"۔۔۔۔۔وہ بغیر نظریں ملائے جواب دے رہی"
تھی۔۔۔۔۔۔اسکی امی سر ہلاتی کچن میں چلی گئیں۔۔۔۔منہ دھو

کر کیرت دوبارہ کمرے میں آئی۔۔۔۔۔ابھی وہ چارپائی پہ بیٹھی ہی تھی کہ دادی جو اسکا چہرہ انہماک سے تک رہی تھیں۔۔۔۔۔پوچھنے لگیں۔۔۔۔

روکے آئی ہے"۔۔۔۔؟؟ کیرت سٹپٹا گئی۔۔۔۔"

نہ۔۔۔ نہی۔۔۔ نہیں تو۔۔۔۔۔آتے ہوئے مٹی چلی گئی تھی آنکھوں میں"۔۔۔۔۔۔"

پہلے تو کبھی ایسی مٹی تیرے ان دیدوں میں نہ پڑی تھی کہ یہ یوں سرخ"

ہوجاوے"۔۔۔۔۔دادی پکی کھلاڑی تھیں۔۔۔۔۔کیرت کی جان نکل گئی۔۔۔۔۔اس نے خشک ہونٹوں پہ زبان پھیری۔۔۔۔۔

ہر روز ٹیکسی سے آتی تھی آج رکشے سے آئی ہوں اس لیے"۔۔۔۔۔وہ کھڑی"

ہوگئی۔۔۔۔۔"میں سونے جارہی ہوں امی"۔۔۔۔۔اپنی امی کو مخاطب کر کے وہ کمرے سے بھاگنے کے انداز سے نکلی تھی۔۔۔۔۔دادی بہت کچھ سمجھنے لگی تھیں

اب۔۔۔۔۔۔۔انہوں نے دوبارہ ٹی وی کا والیم تیز کرلیا اور ڈرامہ دیکھنے لگیں۔۔۔۔۔۔

دیر شام وہ سوتی رہی تھی۔۔۔۔۔جب اٹھی تو اسکے ابو آ گئے تھے۔۔۔۔اور وہ اسی کے انتظار میں تھے۔۔۔۔۔علیزہ نے آکر اسے کہا

آپکو ابو بلا رہے ہیں"۔۔۔۔۔۔کیرت نے ہلکا سا سر کو خم دیا اور بڑے کمرے میں"
آ گئی۔۔۔۔۔ابو دادی کے ساتھ تخت پہ بیٹھے تھے۔۔۔۔وہ انکے سامنے چارپائی پہ بیٹھ
گئی۔۔۔۔۔
تم نے دوبارہ آفس جانا شروع کر دیا"۔۔۔۔۔؟؟"
ہاں جی آفس والے چھوڑنے نہیں دے رہے"۔۔۔۔۔۔اس بات پہ دادی فوراً"
بولیں۔۔۔۔
ہاں آفس والوں کو اس سے محبت ہو گئی ہے۔۔۔۔۔دل نہ لگے ہے اس کے بغیر"
انکا۔۔۔۔تبھی رات بہ رات بھی بلا لیویں ہیں"۔۔۔۔۔۔

دادی کی بات پہ کیرت کا دل کٹ کے رہ گیا۔۔۔۔وہ دادی کو دیکھنے لگی۔۔۔۔۔
کیا کھاوے گی"۔۔۔۔؟؟اسکی نظریں خود پہ جمی پا کر دادی نے تنی بھنو سے سوال"
کیا۔۔۔۔۔علیزہ محظوظ سی ساری باتیں سن رہی تھی۔۔۔۔۔امی افسوس سے دادی کو
دیکھ رہی تھیں۔۔۔۔۔ابو نے اپنے ساتھ بیٹھی دادی کو کہا۔۔۔۔
میں بات کر لوں"۔۔۔۔؟؟انہوں نے سنجیدگی سے دادی سے پوچھا تو انہوں نے انجان"
بن کر شانے اچکا دیے۔۔۔۔۔

کیوں نہیں چھوڑنے دے رہے۔۔۔۔اگر تمہیں کام سمجھ میں نہیں آرہا تو وہ زبردستی" کیسے کرسکتے ہیں"۔۔۔۔۔؟؟انہوں نے کیرت سے سوال کیا تھا۔۔۔۔۔کیرت کے ذہن میں آج جو کچھ ہوا وہ سب پھر فلم کی طرح چلنے لگا۔۔۔۔۔۔۔"وہ سب کرسکتے ہیں"۔۔۔۔کیرت نے دل میں سوچا تھا۔۔۔۔۔پھر بولی۔۔۔۔

ابو اس نوکری کا میں نے کانٹریکٹ سائن کیا تھا۔۔۔۔میں ابھی نوکری نہیں چھوڑ" سکتی۔۔۔۔۔ورنہ وہ مجھ پہ قانونی کاروائی کرسکتے ہیں۔۔۔۔۔اور کام اتنا بھی مشکل نہیں ہے میں کوشش کروں گی کہ سیکھ جاؤں"۔۔۔۔۔اسکے ابو نے سمجھنے والے انداز سے سر ہلادیا۔۔۔۔۔۔کیرت بھی خاموش ہوگئی تھی۔۔۔۔۔علیزہ اپنے موبائل میں لگ گئی تھی۔۔۔۔۔۔امی کھانا کا دسترخوان لگانے لگیں تو انکی مدد کرنے کے لیے کیرت بھی کھڑی ہوگئی تھی۔۔۔۔۔باہر صحن میں لائٹ نہ جلی ہونے کی وجہ سے اندھیرا پھیل گیا تھا۔۔۔۔۔نیم کا درخت گھونسلے میں بیٹھی چڑیا سنگ اندھیرا میں کھوسا گیا تھا۔۔۔۔۔۔

_____&&&&&&&&&

&&&&&&&&&&&&&&&&&&&&&&

&&&_____

کمرے کی تمام روشنیاں جلی تھیں۔۔۔۔وہ بیڈ پہ نیم دراز تھا۔۔۔۔زخمی کلائی پہ پٹی کی ہوئی تھی۔۔۔۔۔۔اسکے ڈیڈ اور ممی اسکے قریب متفکر سے بیٹھے تھے۔۔۔۔۔

ایسے کیسے کٹر لگ گیا۔۔۔۔۔تمہارا دھیان کہاں تھا"۔۔۔۔۔؟؟اسکے ڈیڈ نے پوچھا تھا"

وہ ہلکے سے شانے اچکا کر بولا۔۔۔۔۔

دھیان تو آفس میں ہی تھا پر پتہ نہیں کیسے لگ گیا"۔۔۔۔۔اسکے ڈیڈ نے برہمی سے سر"

جھٹکا۔۔۔۔۔ضامن کی ممی البتہ خاموشی سے بیٹھی ضامن کے چہرے کو غور سے دیکھ رہی تھیں۔۔۔۔۔۔جعفر صاحب کچھ دیر ضامن کے پاس رکے پھر وہ کمرے سے نکل گئے۔۔۔انہیں ایک بزنس ڈنر پہ جانا تھا۔۔۔۔۔انکے جاتے ہی ثریا ضامن کے عین سامنے بیٹھ گئیں۔۔۔۔ضامن نے اپنی ممی کو دیکھا۔۔۔۔

کیا ہوا۔۔۔۔۔؟؟"

سچ بتاؤ یہ کس لیے کیا تم نے"۔۔۔۔؟؟اسکی ممی نے پٹی کی طرف اشارہ کیا۔۔۔۔سبز"

مائل آنکھوں والے نے بھنویں سکوڑیں۔۔۔۔۔

آپ کو لگ رہا ہے میں جھوٹ بول رہا ہوں"۔۔۔۔۔؟؟"

مجھے یقین ہے تم جھوٹ بول رہے تبھی کہہ رہی ہوں مجھے سچ بتاؤ"۔۔۔۔وہ آنکھوں میں غصہ بھر کر چبا چبا کر بول رہی تھیں۔۔۔۔۔۔سفید شرٹ اور جینز کی پینٹ میں ملبوس ضامن کے ماتھے پہ بال بکھرے تھے۔۔۔۔اپنی ممی کے سوال پہ وہ مسکایا۔۔۔۔

میں سچ کہہ رہا ہوں"۔۔۔۔۔۔اسکی ممی کے تنے اعصاب ڈھیلے پڑ گئے۔۔۔۔۔اور آنکھوں میں نمی۔۔۔۔

ضامن کیوں اس طرح ہمارا امتحان لے رہے ہو۔۔۔؟ایک لڑکی کے لیے اپنی زندگی خراب مت کرو۔۔۔۔ہماری زندگی خراب مت کرو۔۔۔۔۔اس نے ایسا کیا کہہ دیا تھا کہ تم نے اپنی کلائی کاٹ لی"۔۔۔۔۔۔وہ بھرائی آواز میں بولی تھیں۔۔۔۔۔ضامن کی مسکراہٹ دم توڑ گئی۔۔۔۔۔

وہ۔۔۔۔۔۔وہ ناراض تھی مجھ سے مان نہیں رہی تھی"۔۔۔۔۔۔۔ضامن کسی بچے کی طرح بولا تھا اس کی بات پہ اسکی ممی نے صدمے سے اسے دیکھا۔۔۔۔۔

تو تم نے اپنی جان داؤ پہ لگا دی"۔۔۔۔۔؟؟"

میری جان پہ بن گئی تھی ممی اسکی ناراضی۔۔۔۔۔یہ نہ کرتا تو وہ نہ مانتی۔۔۔۔۔اور وہ نہ مانتی تو بھی میں مر ہی جاتا"۔۔۔۔۔۔۔ثریا کا دل کیا وہ اپنا سر پیٹ لیں۔۔۔۔۔۔۔

ممی میں۔۔۔۔۔ میں اسے اب کھونا نہیں چاہتا۔۔۔۔۔ مجھے بس وہ چاہیے کیسے "
بھی۔۔۔۔۔ بس وہ چاہیے "۔۔۔۔۔۔ وہ ضد کر رہا تھا جیسے کسی کھلونے کے لیے کی جاتی
ہے۔۔۔۔۔ اسکی ممی کی آنکھوں سے آنسوں گرنے لگے۔۔۔۔۔۔ اپنے بیٹے کی دیوانگی
اور اسکا پاگل پن دیکھ کر وہ بے بس ہو گئی تھیں۔۔۔۔۔۔
کہاں رہتی ہے وہ "۔۔۔۔۔؟؟ ضامن نے چونک کر اپنی ممی کو دیکھا۔۔۔۔۔۔ "
بتاؤ کہاں سے ملتی وہ۔۔۔۔۔ میں لے آؤں گی اسے تمہارے لیے "۔۔۔۔ انہوں نے "
ضامن کا ہاتھ پکڑ لیا۔۔۔۔۔ ضامن کے لبوں کو مسکراہٹ چھو گئی۔۔۔۔ وہ انہیں کیرت
کے بارے میں بتانے لگا۔۔۔۔۔۔ جب اس نے کیرت کے بارے میں سب بتا دیا تو
اسکی ممی کمرے سے جانے کے لیے کھڑی ہو گئیں۔۔۔۔۔

میں اس سے بات کروں گی۔۔۔۔۔ پر اب تم وعدہ کرو ایسا کچھ بھی دوبارہ نہیں کرو "
گے "۔۔۔۔۔۔۔ ضامن نے سر ہاں میں ہلا دیا تو وہ کمرے سے نکل گئیں۔۔۔۔۔ "میں
اپنے بیٹے کے لیے سب کو منا لوں گی۔۔۔۔۔ اسے بھی اور ضامن کے ڈیڈ کو
بھی "۔۔۔۔۔۔۔ اسکی ممی نے دل میں سوچا تھا۔۔۔۔۔ پیچھے ضامن اپنے موبائل میں
مصروف ہو گیا۔۔۔۔۔

_____&&&&&&&
&&&&&&&&&&&&&&&&&&&&&&&&&&&&&&_____

_____

رات کا اندکارا سے اپنے وجود میں قطرہ قطرہ اترتا محسوس ہورہا تھا۔۔۔آسمان پہ موجود تارے بھی آج بہت کم تھے۔۔۔۔نجانے سب تارے کہاں چلے گئے تھے۔۔۔۔جسے وہ کل تک اپنی خوش قسمتی سمجھ رہی تھی آج وہی شخص اس کے لیے خوف کا۔۔۔۔ڈر کا باعث بن گیا۔۔۔۔۔ضامن نے آج جو اپنے ساتھ کیا۔۔۔۔کیا وہ اسے کرنا چاہیے تھا۔۔۔؟اگر آج اسے کچھ ہوجاتا تو کیرت ایک قاتل بن کر رہ جاتی پوری زندگی خود سے نظریں نہ ملا پاتی۔۔۔۔۔وہ اسکی ناراضی بھی برداشت نہیں کر پا رہا تھا۔۔۔۔"کیا اسے سچ میں مجھ سے اتنی شدید محبت ہے"۔۔۔؟؟اسنے خود سے سوال کیا۔۔۔۔چھت کے صحن میں چارپائی ڈال کر وہ اس پہ بیٹھی اپنے بازو گھٹنوں کے گرد حائل کیے ہوئے تھی۔۔۔۔آنکھیں ابھی تک اداس اور پریشان تھیں۔۔۔۔اسے خود سے کیے گئے سوال کا جواب نہ ملا۔۔۔۔۔

وہ اگر ضامن کی دیوانگی کو محبت کا نام دے بھی دے گی تو کیا ہوگا۔۔۔؟کیرت اس کے لائق ہے بھی۔۔؟شکل صورت،

حیثیت کچھ بھی تو نہیں ہے کیرت کے پاس ضامن جیسا اور یہ رشتہ کتنا عجیب لگے گا۔۔۔۔کہ ایک کم عمر لڑکے کی شادی ایک بڑی عمر واجبی شکل کی لڑکی سے۔۔۔۔۔۔ کتنا مذاق بنے گا انکے جوڑ کا۔۔۔۔۔

کیرت نے سرہانے کے قریب رکھا موبائل اٹھایا۔۔۔"پتہ نہیں اب وہ کیسے ہوں گے"۔۔۔۔؟؟ موبائل پہ ضامن کا نمبر نکالتے اس نے سوچا تھا دل کہہ رہا تھا کہ وہ ضامن سے اسکا حال دریافت کرلے۔۔۔۔ ضامن نے کیا تو وہ سب کیرت کی وجہ سے ہی تھا۔۔۔۔۔ کچھ دیر اسی ادھیڑ بن میں گزری۔۔۔۔ پھر اس نے ضامن کے نمبر پہ کال کردی۔۔۔۔۔ پہلی رنگ پہ ہی اس نے کال اٹھالی تھی۔۔۔۔۔

میری یاد آرہی تھی"۔۔۔۔؟؟ دوسری جانب سے وہ شوخی سے بولا۔۔۔۔۔کیرت" نے آسمان کی طرف دیکھا۔۔۔۔چہرہ سپاٹ تھا۔۔۔"نہیں۔۔۔۔۔یاد نہیں آرہی بس پوچھنا تھا اب ہاتھ کیسا ہے"۔۔۔۔؟؟ اس نے صاف گوئی کی۔۔۔۔۔کچھ پل کی خاموشی دونوں طرف حائل رہی۔۔۔۔پھر وہ بولا۔۔۔

ہاتھ ٹھیک ہے۔۔۔۔اس کا نہ پوچھو۔۔۔۔۔۔اگر پوچھنا ہی ہے تو میرا پوچھو، یہ پوچھو" کہ تمہارے بغیر میں کیسا ہوں۔۔۔؟ پریشے تمہاری یہ سرد مہری مجھے کتنی اذیت دیتی ہے تمہیں اندازہ بھی نہیں ہے"۔۔۔۔۔۔کیرت کو اسکی بے بسی پہ دکھ ہوا۔۔۔۔۔اور اپنے

حال پہ رونا آیا۔۔۔وہ رونے لگی۔۔۔۔خاموشی سے آنکھوں میں آنسوں بھر لیے۔۔۔۔۔وہ اٹھ کر چھت پہ چلنے لگی ہلکی ہوا اس کے ساتھ ساتھ تھی۔۔۔۔۔

"آپ سے میں کچھ مانگوں"۔۔۔؟؟؟ آنکھوں کے آنسوں ماحول کو دھندلا کر گئے تھے۔۔۔۔اندھیرا اور تارے کیرت کو دیکھ رہے تھے۔۔۔۔چھت سے نظر آتی عمارتیں روشنیوں سے نہائی ہوئی

تھیں۔۔۔۔

"جان مانگنا مت کیونکہ میری جان تم میں دل تمہارا بہت پہلے سے ہے۔۔۔۔۔۔جان مانگنا مت کیونکہ میری جان تم میں ہے۔۔۔۔اس کے علاوہ کچھ بھی مانگ لو"۔۔۔۔۔وہ فوراً بولا تھا۔۔۔۔کیرت کی ایک آنکھ کا آنسو پھسل کر اسکے گال پہ آگیا۔۔۔۔۔وہ چھوٹے چھوٹے قدموں سے چلتی منڈیر کے پاس آگئی۔۔۔۔

"آپ مجھ سے محبت نہ کریں"۔۔۔۔۔کیرت کو نہ جان چاہیے تھی نہ دل اسکا تقاضا تو کچھ اور ہی تھا۔۔۔۔۔

"میں نے کہا تھا جان مت مانگنا"۔۔۔۔۔وہ دوسری جانب سے سنجیدگی سے بولا۔۔۔۔۔

میں نے جان نہیں مانگی بس چاہتی ہوں آپ مجھے اپنے قریب نہ کریں۔۔۔۔ مجھ سے دور" رہیں۔۔۔۔۔ یا مجھے دور رہنے دیں آج جو کچھ آپ نے کیا"۔۔۔۔۔ کیرت ابھی کچھ اور کہتی کہ وہ درمیان میں ہی بول پڑا۔۔۔

اب کبھی نہیں کروں گا ایسا کچھ بھی، پر تم یہ دوری کی باتیں نہ کرو۔۔۔۔ پریشے میں نے" دس سال تمہیں چاہا ہے اب تمہیں نہیں چھوڑ سکتا۔۔۔۔۔ تم کہہ رہی ہو کہ تم جان نہیں مانگ رہیں پر یقین کرو تم دور جاؤ گی تو میری جان نکلنے لگے گی"۔۔۔۔۔ اس کے جواب پہ کیرت لاجواب ہو گئی۔۔۔۔ آنسو گال پہ ہی سوکھ گیا تھا۔۔۔۔ دوسری آنکھ کا آنسو اسنے ہاتھ کی پشت سے رگڑ دیا۔۔۔۔۔ کیرت کی خاموشی محسوس کرتے وہ دوسری جانب سے بولا۔۔۔۔

اب تم سو جاؤ ہارٹ بیٹ بہت رات ہو گئی ہے اور میں ٹھیک ہوں"۔۔۔۔ توقف دیا" پر جب تک تم میرے ساتھ ہو۔۔۔۔ اگر تم نے مجھے چھوڑنے کا سوچا بھی تو اچھا نہیں" ہو گا۔۔۔۔۔ میں کچھ

بھی کر سکتا ہوں یاد رکھنا"۔۔۔۔ بات کے اختتام پہ اسکا نرم لہجہ سرد پڑ گیا۔۔۔۔ کیرت کی ریڑھ کی ہڈی میں سنسنی دوڑ گئی۔۔۔۔۔ ضامن نے کل کاٹ دی تھی۔۔۔۔ کیرت کو

اب رونا بھی نہیں آرہا تھا۔۔۔۔دماغ نے کام کرنا چھوڑ دیا تھا۔۔۔وہ اپنے سن پڑتے وجود کو گھسیٹتی چارپائی تک لے آئی۔۔۔۔وہ چارپائی پہ لیٹ گئی تھی۔۔۔اسے نیند نہیں آرہی تھی۔۔۔۔رات موم کی طرح پگھلتی جارہی تھی۔۔۔۔۔

_____&&&&&&&&&

&&&&&&&&&&&&&&&&&&&&&&&&&&_____

_____

رات کا دوسرا پہر تھا۔۔۔۔۔چاند چلتا کیرت کے سر پہ آگیا تھا۔۔۔۔۔ہوا بھی چل رہی تھی۔۔۔۔۔۔لاہور نیند میں کھویا ہوا تھا۔۔۔۔۔ایسے میں سامنے والے منڈیر پہ دیکھو تو وہ بیٹھا تھا۔۔۔۔۔۔سیاہ لبادے میں ہمیشہ کی طرح اپنے آپ کو چھپائے وہ کیرت کو دیکھ رہا تھا۔۔۔۔۔۔۔ہاتھ میں چاکلیٹ اور پھول تھا۔۔۔۔۔۔وہ کچھ دیر اسے دیکھتا رہا۔۔۔۔پھر چل کر اسکے قریب آگیا۔۔۔۔۔سرہانے چاکلیٹ اور پھول رکھ کر وہ کیرت کا چہرہ دیکھنے لگا۔۔۔۔۔۔

جب نیند نے نہ آنا ہو تو آنکھیں بند کرنے سے بھی نہیں"

آتی"۔۔۔۔۔اس کے جملے پہ کیرت نے آنکھیں کھول لیں۔۔۔۔۔اور چکور کی آنکھیں چھوٹی چھوٹی ہو گئیں۔۔۔۔جیسے وہ مسکرایا ہو۔۔۔۔۔۔

کیرت خاموشی سے بیٹھ گئی۔۔۔۔۔اور اسے دیکھنے لگی۔۔۔۔۔۔وہ بھی کیرت کو دیکھتا رہا۔۔۔۔

"بتاؤ کیا کہنا چاہتی ہو"۔۔۔۔؟؟ وہ اسکے چہرے کو پڑھ رہا تھا۔۔۔۔۔کیرت نے نظریں جھکا لیں۔۔۔۔۔

"نظریں اٹھا کر بات کرنا۔۔۔۔۔جھکی نظریں جھوٹ بولتی ہیں"۔۔۔۔۔۔اسنے کیرت کی جھکی نظروں پہ تبصرہ کیا۔۔۔۔۔۔

"میں نظریں ملانے لائق نہیں سمجھتی خود کو"۔۔۔۔۔۔اس نے نظریں نہ اٹھائیں۔۔۔۔۔چکور کا دل مسل سا گیا۔۔۔۔۔وہ بے ساختہ بولا۔۔۔۔

"تمہارے سمجھنے سے کیا ہوتا ہے۔۔۔؟ انکا سوچو جو اس ایک نظر کے اسیر ہو گئے ہیں"۔۔۔۔۔کیرت کے چہرے پہ تلخی پھیل گئی۔۔۔۔۔

"اسیر ہونے والے ہو گئے۔۔۔۔جس کی نظریں تھیں وہ خود اپنی ہی نظروں میں گرتی جا رہی ہے"۔۔۔۔۔۔۔

"کیوں کر رہی ہو ایسی باتیں"۔۔۔۔؟؟

"مجھے ایک بات بتاؤ"۔۔۔۔؟؟ کیرت نے اسکا سوال نظر انداز کر کے اپنا سوال کیا۔۔۔۔۔ساتھ اسے بیٹھنے کا اشارہ بھی کر دیا۔۔۔۔۔چکور شش و پنج میں مبتلا

ہوگیا۔۔۔۔۔پھر ہچکچاتے ہوئے وہ کیرت سے کچھ فاصلے پہ بیٹھ گیا۔۔۔۔۔۔کالی آنکھیں بھوری آنکھوں کو دیکھ رہی تھیں۔۔۔۔جو اداس لگتی تھیں۔۔۔۔۔چاندان دونوں کو باتیں کرتے سن رہا تھا۔۔۔۔۔۔۔

پوچھو کیا پوچھ رہی تھیں"۔۔۔۔؟؟کیرت نے گہرا سانس لیا۔۔۔"

پھر بولی۔۔۔۔

محبت کسی کے لیے جنون کب بنتی ہے"۔۔۔۔؟؟اسکے سوال پہ چکور نے کچھ حیرت" سے کیرت کو دیکھا۔۔۔۔

محبت جنون تب بنتی ہے جب کوئی زمانے سے خود کو بچا کر آپ کے پاس لے" آئے۔۔۔۔پر اسے رکھنے کے لیے آپ بھی تیار نہ ہوں تو وہ اپنے قابو میں نہیں رہتا۔۔۔۔۔۔وہ ساتھ مانگنے سے پھر چھننے حق جمانے پہ آجاتا ہے۔۔۔۔۔اسکی محبت اسکا جنون بن جاتی ہے۔۔۔۔۔اور جنونی محبت عشق سے بری اور طوفانوں سے خطرناک ہوتی ہے"۔۔۔۔۔چکور کے جواب پہ کیرت کے سامنے ضامن آگیا۔۔۔۔۔اسکی محبت بھی تو جنونی ہے۔۔۔۔۔وہ بھی تو اسکے سامنے کسی پہاڑ کی طرح ڈٹ کے کھڑا ہے۔۔۔۔۔جسے عبور کرنا کیرت کے لیے بہت محال ہے۔۔۔۔۔۔۔

For more visit: https://exponovels.com/ mailto:exponovels@gmail.com

کیا تمہیں کسی سے محبت ہوگئی ہے"۔۔۔۔؟؟اسکی خاموشی دیکھتے چکور نے پوچھا۔۔۔۔۔لہجے میں ایک عجیب سا ڈر تھا۔۔۔کیرت رنج سے مسکرادی۔۔۔۔۔ نہیں مجھے محبت نہیں ہوئی۔۔۔۔۔اور نہ ہوگی۔۔۔۔مجھے اس کھیل سے بہت ڈر لگتا ہے"۔۔۔۔۔

کیوں لگتا ہے"۔۔۔۔؟؟اسنے فوراً سوال کیا۔۔۔۔۔کیرت نے اسکی آنکھوں میں آنکھیں ڈالیں۔۔۔۔

محبت ریاضی کی تقسیم جیسی ہوتی ہے۔۔۔۔۔جس میں محبت خود باہر کھڑی ہو کر دو لوگوں کو ایسا تقسیم کرتی ہے کہ حاصلِ ضرب صفر اور ریمائینڈر سونکلتا ہے۔۔۔۔۔اور یہ ریمائنڈر وہ خسارہ ہوتا ہے جو محبت کرنے والے محبت کے بدلے حاصل کرتے ہیں"۔۔۔۔۔۔وہ اسکی آنکھوں میں جھانکتی اپنی بات مکمل کر چکی تھی۔۔۔۔چکور کچھ پل کے لیے تھم

گیا۔۔۔۔اسے کیرت کی بات سے خوف محسوس ہوا۔۔۔۔وہ کھڑا ہوگیا۔۔۔۔۔ ایسا نہیں ہوتا"۔۔۔۔وہ رخ موڑ کر بولا تھا۔۔۔۔۔کیرت بھی چارپائی سے کھڑی ہوگئی۔۔۔۔

For more visit: https://exponovels.com/ mailto:exponovels@gmail.com

اگر کھیل محبت کا ہے تو اس میں کچھ بھی، کبھی بھی اور کہیں بھی ہو سکتا ہے یاد"
رکھنا"۔۔۔۔۔۔۔وہ کافی سرد مہری سے بول رہی تھی۔۔۔۔۔۔چکور نے اسکی طرف
رخ کیا۔۔۔۔۔
مجھے بتاؤ اس میں جدائی کی چال پہ کونسا مہرہ چلنا پڑتا ہے۔۔۔؟ چاہے اس مہرے سے ہار"
جائیں پر جدا نہ ہوں"۔۔۔۔۔۔
جدا نہ ہوئے تو جیت جاؤ گے۔۔۔۔۔اور جیت گئے تو وہ ہار جائے گا جسے تم نے جیتا"
ہوگا۔۔۔۔۔پر یاد رکھنا ہارنے والا کبھی بھی خوشی سے نہیں ملتا"۔۔۔۔۔کیرت کی ایک
ایک بات چکور کے دل پہ ہتھوڑے چلا رہی تھی۔۔۔۔۔اس نے اپنی حالت پہ قابو
کیا۔۔۔۔۔
مجھے لگتا ہے تمہیں محبت ہو گئی ہے"۔۔۔۔۔چکور اسے اب جانچتی نظروں سے دیکھ رہا"
تھا۔۔۔۔۔کیرت کے تاثر بدلے۔۔۔۔۔چہرہ اداس اداس نظر آنے لگے۔۔۔۔۔
مجھے محبت نہیں ہوگی"۔۔۔۔۔"
کیوں نہیں ہوگی"۔۔۔۔؟؟
کیونکہ میں اس کھیل میں دو مرتبہ پہلی باری میں ہی ہار کر آئی ہوں۔۔۔۔۔جو دو بار ہار گیا ہو"
اس میں تیسری بار ہارنے کی ہمت نہیں ہوتی۔۔۔۔۔محبت کے کھیل میں جو تیسری بار

ہارتا ہے وہ تباہ ہو جاتا ہے"۔۔۔۔۔۔ہوا کا تیز جھونکا کیرت کی آزاد لٹیں اسکے چہرے پہ لے آیا تھا۔۔۔۔چکور کا لبادہ اڑنے لگا۔۔۔۔۔۔

ہو سکتا ہے تم تیسری بار جیت جاؤ"۔۔۔۔۔؟؟اسنے امید دلائی۔۔۔۔۔"

میں جیتنا نہیں چاہتی"۔۔۔۔۔۔"

تو ہار جاؤ مجھے جیتنے دو"۔۔۔۔۔۔اسکی بات پہ کیرت"

چونکی۔۔۔۔وہ بھول گئی تھی۔۔۔۔کہ چکور بھی تو اسے ہی جیتنے آتا ہے۔۔۔۔۔۔اس بات پہ وہ خاموش رہی۔۔۔۔۔یوں ہو گئی جیسے سنا ہی نہ ہو۔۔۔۔۔

تم مت آیا کرو۔۔۔۔۔یہاں آنے سے تمہیں کچھ نہیں ملے گا"۔۔۔۔۔وہ اسے سمجھانے لگی۔۔۔۔۔اس بات پہ چکور ہلکا سا ہنسا۔۔۔۔۔۔۔۔

محبوب کے در سے بھلا کبھی کوئی خالی ہاتھ گیا ہے۔۔۔؟ محبوب ملے نہ ملے پر درد ضرور ملتا ہے"۔۔۔۔۔۔

تم درد لینا کیوں چاہتے ہو"۔۔۔۔۔؟؟"

For more visit: https://exponovels.com/ mailto:exponovels@gmail.com

کیونکہ مجھے محبوب نہیں ملے گا۔۔۔۔اب کسی ایک چیز پہ تو میرا بھی حق"
ہے۔۔۔۔ محبوب نہ سہی۔۔۔۔۔ درد ہی سہی"۔۔۔۔۔اسکے لہجے میں دکھ سمٹ گیا
تھا۔۔۔۔۔

تم آنا چھوڑ دو"۔۔۔۔۔۔کیرت کو سمجھ نہیں آرہا تھا کہ وہ ایسا کیا کہے کہ چکور"
آنا۔۔۔اسے چاہنا چھوڑ دے۔۔۔۔۔۔۔

آنا چھوڑ دیتا اگر میرے بس میں اپنی لکیریں بدلنے کا ہنر ہوتا پر افسوس میرے پاس یہ"
ہنر نہیں ہے"۔۔۔۔۔۔وہ اتنا کہہ کر خاموش ہوا۔۔۔۔پھر اسنے آہستگی سے کیرت کے
دونوں بازو تھامے کیرت ہڑبڑائی تھی پر وہ اسکی حالت سے بے نیاز اسکا چہرہ اپنے قریب
کر کے اسکی آنکھوں میں آنکھیں ڈال کر بولا۔۔۔۔۔۔

میں اس دن آنا چھوڑ دوں گا جب مجھے تمہاری ان آنکھوں میں کسی اور کا سایہ دکھائی دینے"
لگے لگا۔۔۔۔۔ابھی یہ آنکھیں کسی کی نہیں ہیں۔۔۔۔جب کسی کی ہوں گی۔۔۔۔اس
دن میں آنا چھوڑ دوں گا"۔۔۔۔۔۔ہوا سے چہرے پہ آئی لٹیں کیرت کے چہرے پہ ہی
تھیں۔۔۔۔۔چکور کا سیاہ لبادہ اڑ رہا تھا۔۔۔۔۔۔کالی آنکھوں والا بنا پلک جھپکائے
بھوری آنکھوں میں دیکھ رہا تھا۔۔۔۔۔۔

For more visit: https://exponovels.com/ mailto:exponovels@gmail.com

چاند کی روشنی دونوں پہ اوس کی طرح گرنے لگی۔۔۔۔۔ایک سحر ماحول میں رقصاں ہوا۔۔۔۔۔کیرت اسکے ہاتھوں میں کسمسائی تو چکور کا سحر ٹوٹ گیا۔۔۔۔۔اسنے کیرت کو چھوڑ دیا۔۔۔۔۔پلٹ گیا۔۔۔۔۔جانے لگا۔۔۔۔

مت آیا کرو میں نہیں چاہتی تمہیں درد ملے"۔۔۔۔۔وہ پیچھے سے بولی۔۔۔۔۔چکور" کے قدم رک گئے۔۔۔۔۔

ہمدردی بھی مت کرو جب ہمدم نہیں بن سکتیں"۔۔۔۔۔وہ بغیر اسکی طرف مڑے بول" کر منڈیر سے کود گیا تھا۔۔۔۔۔کیرت تیزی سے اسکی طرف لپکی تھی۔۔۔۔۔وہ منٹوں میں ایک سے دوسری چھت پھر دور سڑک پہ چلتا نظر آیا۔۔۔۔۔کیرت اس سیاہ لبادے والے کو جاتے دیکھتی رہ گئی۔۔۔۔۔

جب محبت میں کسی ایک کو چاہنے والے دو لوگ ہوں تو وہ ایک شخص کسی کٹی پتنگ جیسا" ہوتا ہے ملتا ہے تو ایک کو ملتا ہے۔۔۔۔اگر دونوں حق جمائیں تو وہ مسمار ہو جاتا ہے۔۔۔۔ٹکڑے ٹکڑے ہو جاتا ہے"۔۔۔۔اور کیرت کو بھی اپنا آپ ٹکڑے ٹکڑے ہوتا نظر آرہا تھا۔۔۔ایک آکر آزما رہا ہے۔۔۔۔۔دوسرا بلا کر آزماتا ہے۔۔۔۔۔دعوٰ دونوں کا محبت کا ہے۔۔۔۔۔اور دونوں ہی کیرت کی نہیں سن رہے۔۔۔۔۔

کیرت منڈیر پہ ہی کھڑی اب اس سنسان سڑک کو دیکھ رہی تھی۔۔۔۔جہاں سے کچھ دیر پہلے چکور گیا تھا۔۔۔۔۔۔

_____&&&&&&&&&&&&
&&&&&&&&&&&&&&&&&&&&&&&&&&&&&&&&&&___
_____

اگلے روز وہ وقت پہ آفس پہنچ گئی تھی۔۔۔۔۔اسے امید تھی وہ

نہیں آئے گا۔۔۔۔۔پر آگیا۔۔۔۔۔آتے ہی کیرت کو بلایا۔۔۔۔۔وہ اسکے کیبن میں داخل ہوئی تو وہ اپنی سیٹ سے کھڑا ہوگیا۔۔۔۔۔اسکی نظریں کیرت پہ تھیں۔۔۔۔۔کیرت کی اسکی کلائی پہ، جس پہ پٹی ہوئی ہوئی تھی۔۔۔۔۔۔

"مجھے لگا تھا آج آپ نہیں آئیں گے"۔۔۔۔۔وہ چلتی ٹیبل کے پاس آگئی۔۔۔۔۔"

"نہ آتا تو چین نہ آتا۔۔۔۔۔اور چین تمہیں دیکھ کر ملتا ہے"۔۔۔۔۔وہ مسکرا کر بولا۔۔۔۔۔کیرت خاموش ہوگئی۔۔۔۔

"ابھی بھی ناراض ہو"۔۔۔۔؟؟کیرت نے زور سے نفی میں سر ہلایا۔۔۔۔"

"میری خاموشی ناراضی نہیں ہوتی"۔۔۔۔۔وہ بے ساختہ بولی تو ضامن ہنس دیا۔۔۔۔۔"

"پھر کیا ہوتی ہے"۔۔۔۔۔؟؟وہ دلچسپی سے پوچھنے لگا۔۔۔۔۔۔"

بے بسی"۔۔۔۔۔۔وہ نظریں جھکا کر مدہم لہجے سے بولی۔۔۔۔۔ضامن کے لب بھنچ گئے۔۔۔۔۔۔وہ کرسی پہ بیٹھ گیا۔۔۔۔۔

بیٹھو گی نہیں"۔۔۔۔۔؟؟اسنے بات بدل دی۔۔۔۔۔وہ اس کے کہتے ہی بیٹھ گئی۔۔۔۔۔ضامن کو وہ بہت معصوم لگی اس کے چہرے پہ مسکراہٹ بکھر گئی۔۔۔۔۔

کیسی ہو"۔۔۔۔؟؟اس نے خوشگوار لہجے سے پوچھا۔۔۔۔۔"

آپ کو کیسے لگ رہی ہوں"۔۔۔۔۔؟؟وہ سنجیدگی سے پوچھنے گی۔۔۔۔۔"

بہت خوبصورت"۔۔۔۔۔وہ دلکشی سے بولا۔۔۔۔۔کیرت کو لگا وہ اسکا مذاق اڑا رہا ہے۔۔۔۔کیرت اور خوبصورت۔۔۔۔۔۔ہونہہ اسنے دل میں کیا۔۔۔۔۔

تم کل ڈر گئی تھیں"۔۔۔۔۔؟؟اسنے اپنا ہاتھ ٹیبل پہ پھیلا کر"

رکھ لیا۔۔۔۔۔کیرت نے اسکی طرف دیکھا۔۔۔۔۔ضامن نے اپنے ہاتھ کی طرف اشارہ کیا۔۔۔۔۔۔کیرت نے اپنا ہاتھ اسکے ہاتھ پہ رکھ دیا۔۔۔۔۔ضامن نے اسے تھام لیا تھا۔۔۔۔۔کیرت کی دھڑکنیں بے ترتیب سی ہونے لگیں۔۔۔۔۔۔وہ اسکے ہاتھ کی پشت کو انگوٹھے سے سہلا رہا تھا۔۔۔۔۔۔

نہیں میں نہیں ڈری تھی"۔۔۔۔۔ضامن نے بھنویں سکوڑ کر اسے دیکھا۔۔۔۔۔"

تم جھوٹ بھی بولتی ہو"۔۔۔۔۔؟؟"

ہاں جی اکثر"۔۔۔۔۔وہ کیرت کی صاف گوئی پہ بے اختیار ہنس دیا۔۔۔۔۔کیرت نے"
ضامن کے مسکراتے چہرے کو دیکھا۔۔۔۔۔اسکے گال پہ پڑتے ڈمپلز کو
دیکھا۔۔۔۔۔جن میں وہ کھونے لگی۔۔۔۔سبز مائل آنکھیں اسے کسی بھنور جیسی
لگیں۔۔۔۔۔جینز کی پینٹ پہ بلیک ہاف آستینوں والی شرٹ پہ اسنے سلیولیس جیکٹ پہن
رکھی تھی۔۔۔۔جس کا ہڈ بھی تھا۔۔۔۔بال جیل سے گوندھ کر سیٹ کیے ہوئے
تھے۔۔۔۔۔کیرت اسکے وجیہہ چہرے کو دیکھتی جا رہی تھی۔۔۔۔۔کہ وہ بولا
یعنی تم کل ڈر گئی تھیں"۔۔۔۔!!کیرت نے بس سر کو خم دے دیا۔۔۔۔۔۔"
مجھے انکار مت کیا کرو پریشے۔۔۔۔۔نہ مجھ سے ناراض ہوا کرو۔۔۔۔۔۔میں تمہیں رلانا"
نہیں چاہتا۔۔۔۔۔پہلے ہی اَن جانے میں بہت بار تمہیں ڈانٹ کر رلا چکا ہوں اب نہیں
رلانا چاہتا تم بس میری بات مان جایا کرو"۔۔۔۔۔وہ نرمی سے بول رہا
تھا۔۔۔۔۔کیرت نے آہستگی سے اس سے اپنا ہاتھ چھڑایا۔۔۔۔۔اور کھڑی
ہو گئی۔۔۔۔۔
ٹھیک ہے"۔۔۔۔۔۔اسکی پوری بات کا جواب کیرت نے ان دو"

لفظوں میں دیا تھا۔۔۔۔۔ضامن کو غصہ آیا۔۔۔۔۔پر وہ پی گیا۔۔۔۔۔

میں جا سکتی ہوں سر"۔۔۔۔؟؟اس کا انداز جتانے والا تھا کہ وہ اسکا باس ہی

ہے۔۔۔۔۔

ٹھیک ہے جاؤ"۔۔۔۔۔کیرت سر ہلاتی کیبن سے نکل گئی۔۔۔۔۔۔ضامن کا چہرہ"

سپاٹ ہو گیا تھا۔۔۔۔۔"تم مجھے مجبور کر رہی ہو کہ میں تمہیں رلاؤں"۔۔۔۔۔۔اسنے

کیرت کے جانے کے بعد سوچا تھا۔۔۔۔۔

____________________________________&&&&&&&&

&&&&&&&&&&&&&&&&&&&&&&&&&&&&____

____

یہ شام لاہور پہ پر سکون ہواؤں کے ساتھ اتری تھی۔۔۔۔۔وہ آفس سے کچھ دیر پہلے آئی

تھی۔۔۔۔ضامن ہی اسے چھوڑ کر گیا تھا۔۔۔۔۔۔اس نے منع کیا تھا پر وہ مانا ہی

نہیں۔۔۔۔اس لیے اسے مجبوراً اسکے ساتھ آنا پڑا۔۔۔۔۔پورے راستے دعا کرتی آئی کہ

گلی میں کوئی بھی نہ جو اسے ضامن کی گاڑی سے اترتے دیکھ لے۔۔۔۔۔اور یہ بات پھر وہ

اسکے گھر تک بھی پہنچا دے۔۔۔۔۔۔

کیرت کی دعا قبول ہو گئی۔۔۔۔جب وہ گاڑی سے اتری اس وقت گلی سنسان پڑی

تھی۔۔۔۔وہ تیز قدموں سے گھر میں داخل ہو گئی تھی۔۔۔۔۔گھر آتے ہی وہ امی کے

ساتھ کچن میں جت گئی۔۔۔۔۔۔وہ ابھی کھانا بنوا رہی تھی کہ گھر کا دروازہ بجا۔۔۔۔۔اسنے علیزہ کو آواز دے کر کھولنے کا کہا پر اس نے کوئی جواب نہ دیا۔۔۔۔۔تو امی بولیں۔۔۔۔ منحوس ہے پوری ایک بار میں سنتی ہی نہیں جاؤ کیرت تم "

ہی دیکھو کون ہے "۔۔۔۔۔۔کیرت سر کو جنبش دے کر دروازہ کھولنے آ گئی۔۔۔۔دروازے کے پاس ایک باکس اور لفافہ رکھا تھا۔۔۔۔۔کیرت کو تعجب ہوا۔۔۔۔۔وہ دروازے تھوڑی گردن نکال کر ادھر ادھر دیکھنے لگی۔۔۔۔۔پر گلی میں کوئی نہیں تھا۔۔۔۔۔اس نے پھر وہ باکس اور لفافہ اٹھا لیا۔۔۔۔۔کچھ دیر وہ دروازے میں ہی کھڑی سوچتی رہی کہ یہ کس نے بھیجا ہو گا۔۔۔۔؟

چکور نے "۔۔۔۔؟؟ اسنے دل میں سوچا۔۔۔۔"ہاں یہ اسی نے بھیجا ہو گا "۔۔۔۔۔وہ" لفافہ اور باکس کھولنے لگی کے رک گئی۔۔۔۔۔"یہاں کھولا تو سب دیکھ لیں گے اور پتہ نہیں اس نے کیا بھیجا ہو گا "۔۔۔۔۔؟؟؟ اسی لیے وہ چپکے سے چھت پہ آ گئی۔۔۔۔۔امی کو اسنے زینے چڑھتے ہوئے کہہ دیا تھا "بچے تھے دروازے پہ بجا کر بھاگ گئے "۔۔۔۔۔۔امی انہیں گالیاں دینے لگیں اور وہ خود اوپر آ گئی۔۔۔۔۔آ کر اسنے احتیاط سے باکس اور لفافہ الماری میں رکھ دیا اور خود نیچے آ گئی۔۔۔۔۔

رات کو کھانے وغیرہ سے فارغ ہو کر جب وہ اوپر آئی تو باکس اور لفافہ نکل کر چارپائی پہ بیٹھ گئی۔۔۔۔۔اس نے پہلے باکس کھولا۔۔۔۔۔۔اور جو باکس سے نکلا اسے دیکھ کر کیرت دہل کر رہ گئی۔۔۔۔۔

باکس میں ایک بھیانک سی گڑیا تھی۔۔۔۔۔جس کے چہرے پہ خون کے نشان اور زخم تھے۔۔۔۔۔کیرت نے خوف سے اس گڑیا کو چارپائی پہ اچھال دیا۔۔۔۔اسکا دل بری طرح سے دھڑکنے لگا تھا۔۔۔۔۔پھر اسنے کانپتے ہاتھوں سے لفافہ کھولا جس میں ایک تہہ شدہ پرچہ تھا۔۔۔۔۔۔پرچہ پہ کچھ لکھا تھا۔۔۔۔

"جنگل میں آگ لگنے والی ہے۔۔۔۔۔جو تمہیں جلا دے گی۔۔۔۔اگر تم اس آگ سے بچنا چاہتی ہو تو بھاگ جاؤ۔۔۔۔۔کیونکہ تمہاری

جان تمہارے بھاگنے سے ہی بچے گی"۔۔۔۔۔تحریر پڑھ کر کیرت کی ریڑھ کی ہڈی میں سنسنی دوڑ گئی۔۔۔۔۔۔پرچہ اسکے ہاتھ سے چارپائی پہ گر گیا۔۔۔۔۔۔یہ چکور نے تو نہیں بھیجا تھا۔۔۔۔۔۔اتنا تو وہ جان گئی تھی پھر اب یہ کون ہے جو اسے اسکی جان کی دھمکی دے رہا ہے۔۔۔۔۔کیرت کا سر بری طرح سے دکھنے لگا۔۔۔۔۔۔ابھی وہ اپنے حواس میں واپس بھی نہیں آئی تھی کہ اسے کسی کے اوپر آنے کی آہٹ سنائی دی۔۔۔۔۔کیرت

نے جلدی سے گڑیا چادر میں اور لفافہ اور پرچہ تکیے کے نیچے رکھ دیا۔۔۔۔۔اتنے میں علیزہ اوپر آگئی۔۔۔۔۔وہ کچھ دیر ادھر ادھر گھومتی رہی پھر نیچے چلی گئی۔۔۔۔۔کیرت نے لفافہ نکال کر دوبارہ دیکھا۔۔۔۔۔۔

ہوسکتا ہے یہ علیزہ کے کام ہوں۔۔۔۔۔تبھی وہ اوپر آئی تھی تاکہ وہ میرے خوف زدہ" چہرے کو دیکھ سکے"۔۔۔۔۔۔ایک پل میں ہی کیرت کو علیزہ پہ بے انتہا غصہ آیا۔۔۔۔۔اس نے دونوں چیزیں سامنے دیوار پہ دے ماریں۔۔۔۔۔اور پھر سونے کے لیے لیٹ گئی۔۔۔۔۔۔

_____&&&&&&&&&&

&&&&&&&&&&&&&&_____

_____

باب ساتواں

پرایا چاند

میں تمہیں چاند کہتا تھا۔۔۔۔

اور کہتا تھا تم میرے ہو۔۔۔۔

پر میں یہ بھول گیا تھا کہ۔۔۔۔

چاند کب کسی کا ہوا ہے۔۔؟

آسمان پہ رہنے والا چاند۔۔۔

تو آسمان کا نہیں کہلاتا۔۔۔۔۔

تو میرا کیسے کہلائے گا۔۔۔؟

آسمان کا چاند بھی آسمان کے لیے۔۔۔۔

ہمیشہ پرایا ہی رہتا ہے۔۔۔۔۔

اور تم بھی میرے لیے۔۔۔۔

اسی چاند کی طرح پرائے رہے۔۔۔۔۔

ضامن کی کیرت کو لے کر فکر اور اسکی توجہ۔۔۔۔۔۔اب پورا آفس محسوس کرنے لگا تھا۔۔۔۔۔اس کا بار بار کیرت کو بلانا۔۔۔۔۔۔سب نوٹ کرتے تھے۔۔۔۔۔اب جب وہ کیبن سے نکلتی تھی تو سب کی نظریں خود پہ جمی پاتی۔۔۔۔۔ان نظروں میں چھپے سوال کیرت کو ذلت کا بہت برا احساس کرواتے تھے۔۔۔۔۔کولیگز اسے دیکھ کر کان میں

کھسر پھسر کرنے لگتے۔۔۔۔۔دبا دبا سا ہنستے۔۔۔۔۔وہ سب کچھ نہ کہہ کر بھی بہت کچھ کہہ دیتے تھے۔۔۔۔۔۔اس روز جب ضامن نے کیرت کو اپنے کیبن میں بلایا تو وہ اسکے سامنے جا کر پھٹ پڑی۔۔۔۔

"مجھے بار بار مت بلایا کریں۔۔۔۔کیوں میری نام نہاد عزت کے پیچھے آپ ہاتھ دھو کر پڑ گئے ہیں۔۔۔؟؟کیا آپ کو مجھ پہ زرا ترس نہیں آتا۔۔۔۔میرا آخر قصور کیا ہے"۔۔۔۔؟؟؟وہ اسکے سامنے

ٹیبل پہ دونوں ہتھیلیاں رکھ کر اسکی طرف جھکی ہوئی تھی۔۔۔۔دوپٹہ کاندھے سے سرک کر کلائی تک آگیا تھا۔۔۔۔۔بالوں کی چٹیا بنا کر اس نے کمر پہ ڈالی ہوئی تھی۔۔۔۔ہلکے پیلے سوٹ میں اسکا چہرہ دہک رہا تھا۔۔۔۔۔ضامن اسکے سرخ چہرے کو دیکھتا رہا پھر بولا۔۔۔۔

"کسی نے کچھ کہا ہے"۔۔۔۔؟؟؟وہ پر سکون سے لہجے میں پوچھ رہا تھا۔۔۔۔۔کیرت نے افسوس سے اسے دیکھا۔۔۔۔ہتھیلیاں ٹیبل سے ہٹا لیں۔۔۔۔۔دوپٹہ ٹھیک کیا۔۔۔۔۔۔

For more visit: https://exponovels.com/ mailto:exponovels@gmail.com

تم سے پوچھ رہا ہوں بتاؤ مجھے کیا ہوا ہے "۔۔۔۔۔؟؟ وہ کھڑا ہو گیا تھا۔۔۔۔۔ کیرت "
کے پاس آیا۔۔۔۔ کیرت کو بازو سے پکڑنے لگا کہ کیرت نے اسکا ہاتھ جھٹک دیا۔۔۔۔
باہر میری عزت کا تماشہ لگا ہوا ہے۔۔۔۔ جسے لگانے والے آپ ہیں۔۔۔ میرے "
پاس ہے ہی کیا۔۔۔۔؟؟ ایک عزت جس کے پیچھے آپ ہاتھ دھو کر پڑ گئے
ہیں۔۔۔۔۔ محبت کرتے ہیں نا مجھ سے "۔۔۔۔۔؟؟ وہ اسکی آنکھوں میں دیکھ کر پوچھنے
لگی تھی۔۔۔۔ "بتائیں کرتے ہیں محبت "۔۔۔؟؟ وہ چلائی تھی۔۔۔۔ ضامن سنجیدگی سے
اسے دیکھتا رہا پھر آہستگی سے اس کی کلائی تھام لی۔۔۔ کانچ کے دروازے سے جھانکتا
اسٹاف اپنا کام چھوڑ چکا تھا۔۔۔۔۔
چلو میرے ساتھ "۔۔۔۔۔ گہرے آسمانی رنگ شرٹ اور پینٹ کے ساتھ جیکٹ پہنے "
وہ ہمیشہ کی طرح خوبرو لگ رہا تھا۔۔۔۔ کالے بال پف کی صورت ڈھلے تھے۔۔۔۔۔ سبز
مائل آنکھیں سنجیدہ تھیں۔۔۔۔۔۔ چہرہ سپاٹ۔۔۔۔۔ وہ کیرت کا ہاتھ تھام کر اسے کیبن
سے باہر لے جا رہا تھا۔۔۔۔۔ کیرت نا سمجھی سے اسے دیکھ رہی تھی۔۔۔۔

ضامن کے کیبن سے باہر آتے ہی سب اپنے کام میں لگ گئے۔۔۔۔ ضامن نے ایک
نظر پورے اسٹاف پہ دوڑائی پھر ہاتھ سے تالی بجائی۔۔۔۔

اٹینشن پلیز" ۔۔۔۔۔۔ اسنے با آواز کہا ۔۔۔۔۔ سب کی نظریں اس کی طرف اٹھ
گئیں ۔۔۔۔۔ کیرت نے بے یقینی سے ضامن کو دیکھا ۔۔۔۔۔ وہ اب کیا کرنے والا
تھا ۔۔۔۔؟؟؟ کیرت کا دماغ ماؤف ہونے لگا ۔۔۔۔۔ پر ضامن اسکا ہاتھ تھام کر بول رہا
تھا ۔۔۔۔۔

آپ سب لوگ کافی دنوں سے اس پریشانی میں مبتلا ہیں کہ میرے اور ان کے درمیان کیا"
چل رہا ہے" ۔۔۔۔۔ اس نے کیرت کی طرف آنکھوں سے اشارہ کیا ۔۔۔۔ کیرت کی
نظریں جھک گئیں ۔۔۔۔۔ آج اس تماشے کا آخری سین ضامن مکمل کرنے آگیا
تھا ۔۔۔۔ کیرت جان گئی تھی ۔۔۔۔۔۔ حلق میں آنسوں اٹک گئے ۔۔۔۔۔ آنکھیں بھر
گئیں ۔۔۔۔۔ ضامن اسکی حالت سے بے نیاز بول رہا تھا ۔۔۔۔۔

تو آج میں آپ لوگوں کی پریشانی دور کر دیتا ہوں ۔۔۔۔ میں ان سے محبت کرتا"
ہوں ۔۔۔۔ آج سے نہیں دس سال پہلے سے ۔۔۔۔۔ میرا ان کو دیکھے بغیر گزارہ نہیں
ہوتا ۔۔۔۔۔ میں چاہتا ہوں یہ میری آنکھوں کے سامنے رہیں ۔۔۔۔ اور خوش
رہیں ۔۔۔۔ پر" ۔۔۔۔۔ وہ اتنا کہہ کر خاموش ہوا ۔۔۔۔۔ سب کو ایک بار پھر
دیکھا ۔۔۔۔۔ کیرت کا ہاتھ ابھی تک اسکے ہاتھ میں تھا ۔۔۔۔

For more visit: https://exponovels.com/ mailto:exponovels@gmail.com

پر آپ لوگوں کی یہ معنی خیز نظریں انہیں پریشان کر رہی ہیں۔۔۔۔۔اور یقین "
کریں۔۔۔۔۔میں انہیں پریشان نہیں دیکھ سکتا۔۔۔۔۔تو آپ لوگوں کی بہتری اسی میں
ہی ہے کہ نظریں بدل لیں۔۔۔۔ورنہ آپ سب کو نوکری بدلنی پڑ جائے گی"۔۔۔۔۔۔
اس نے تنبیہ کیا اسٹاف اسکی بات پہ چونک سا گیا پر خاموش رہا۔۔۔۔ضامن کہہ کر خاموش
ہو گیا تھا۔۔۔۔۔آفس میں سناٹا چھا

گیا۔۔۔۔۔۔جیسے سب کو سانپ سونگھ گیا ہو۔۔۔۔کیرت کی آنکھوں سے آنسو ٹوٹ
ٹوٹ گر رہے تھے۔۔۔۔اسکا دل کیا وہ اپنا سر پیٹ لے۔۔۔۔۔وہ کیا سوچ کر ضامن
کے پاس چلی گئی۔۔۔۔۔شاید یہ کہ وہ زمانے کے ڈر سے اپنے قدم روک لے گا پر یہ سب
تو الٹا ہی ہو گیا۔۔۔۔۔ضامن دوبارہ بولا۔۔۔۔
آج سے یہ آپ سب کی نئی باس ہیں۔۔۔۔۔میری مسز۔۔۔۔۔۔مسز"
ضامن۔۔۔۔۔سمجھ میں آ گئی بات"۔۔۔۔۔؟؟اسنے سوالیہ نظروں سے سب کو دیکھا
سب فوراً کھڑے ہو گئے۔۔۔۔اور سر اثبات میں ہلا دیا۔۔۔۔۔کیرت میں ہمت باقی نہ
رہی کہ وہ نظریں ہی اٹھا لے۔۔۔۔۔اس نے ضامن سے اپنا ہاتھ چھڑایا۔۔۔۔اور اپنی

آنکھیں مسلتی وہاں سے بھاگ گئی۔۔۔۔۔ضامن نے بے اختیار اسے پکارا تھا۔۔۔۔پر وہ اسکی آواز پہ نہ پلٹی بس بھاگتی چلی گئی۔۔۔۔۔۔

_____&&&&&&&&&&&&&&&&_____

یہ باغ سنسان پڑا تھا۔۔۔۔۔وہ ایک بینچ پہ اپنا چہرہ ہاتھوں میں گرائے بیٹھی تھی۔۔۔۔۔سر بری طرح دکھ رہا تھا۔۔۔۔ضامن نے اسکا عزت جانے کا ڈر بھی ایک پل میں دور کر دیا۔۔۔۔اسے سب کے سامنے اپنا کر۔۔۔۔۔۔وہ اب اس بات پہ خوش ہو یا روئے۔۔۔؟؟اس نے تو جو کہنا تھا وہ کہہ چکا تھا۔۔۔۔۔اب لوگ کیا کہیں گے۔۔۔۔؟؟؟کیرت کو یہ فکر کھائے جا رہی تھی۔۔۔۔۔آج بہت دنوں بعد اسکا دل کر رہا تھا کہ وہ مر جائے۔۔۔۔۔کسی اور کی آئی موت کیرت کو آ جائے۔۔۔۔۔اس کا موبائل بار بار بج رہا تھا۔۔۔۔وہ نہیں اٹھا رہی تھی۔۔۔۔۔اسے پتہ تھا کال کرنے والا وہ ہی ہو گا۔۔۔۔۔

موبائل اسکے پہلو میں چیخ رہا تھا۔۔۔۔کیرت کا دل کیا وہ

موبائل اٹھا کر کہیں دور پھینک دے۔۔۔۔۔۔۔۔پر وہ ایسا نہ کر سکی۔۔۔۔بار بار کی کالز سے اسے مجبوراً کال اٹھانی پڑی۔۔۔۔۔

کہاں ہو تم"۔۔۔۔؟؟ وہ دوسری طرف سے متفکر سا بولا تھا۔۔۔۔ کیرت نے جواب" نہ دیا۔۔۔۔۔

میری بات کا جواب دو پریشے مجھے بتاؤ تم کہاں ہو"۔۔۔۔؟؟"

جہاں کہیں بھی ہوں آپ کو کیا مسئلہ ہے۔؟ آپ پلیز مجھے اکیلا چھوڑ دیں"۔۔۔۔۔۔ وہ" غرائی تھی۔۔۔۔

میں جو پوچھ رہا ہوں مجھے وہ بتاؤ"۔۔۔۔۔؟؟؟ وہ اپنے سوال پہ مصر تھا۔۔۔۔۔"

میں نہیں بتاؤں گی"۔۔۔۔ کیرت نے آنسوؤں سے بھیگا چہرہ ہاتھ سے صاف" کیا۔۔۔۔ گیلی سانس اندر کھینچی تھی۔۔۔۔

تم چاہتی ہو میں گاڑی کہیں مار لوں۔۔۔؟؟ مر جاؤں۔۔۔۔؟؟ بتاؤ"۔۔۔؟؟ وہ دوسری" طرف سے برہمی سے بولا تھا۔۔۔۔ کیرت کا دل ڈوب گیا۔۔۔۔۔ وہ بینچ سے کھڑی ہو گئی۔۔۔۔۔

اگر تم نے مجھے دو منٹ میں ایڈریس سینڈ نہ کیا تو میں قسم سے گاڑی کہیں مار لوں" گا۔۔۔۔۔ تم مجھے اچھی طرح جانتی ہو"۔۔۔۔۔۔ وہ تنبیہ کرتے لہجے سے گویا ہوا تھا۔۔۔۔۔ کیرت کا دل کیا وہ اپنا گلا اپنے ہاتھوں سے ہی دبا لے۔۔۔۔۔۔

کر رہی ہو سینڈ"۔۔۔۔؟؟ اس نے دوبارہ پوچھا۔۔۔۔۔ کیرت نے جھنجھلا کر کال کاٹ"
دی۔۔۔۔ اور میسج پہ اسے ایڈریس سینڈ کر دیا۔۔۔۔۔ اسکا جوابی میسج فوراً آیا۔۔۔۔
آئی لو یو۔۔۔۔ میں بس ابھی آرہا ہوں"۔۔۔۔۔۔ میسج سے ہی اسکی خوشی معلوم ہوتی"
تھی۔۔۔۔۔ اگلے دس منٹ بعد وہ کیرت کے سامنے کھڑا تھا۔۔۔۔۔۔
وہاں سے چلی کیوں گئی تھیں۔۔۔۔؟ پتہ ہے میں کتنا پریشان"

ہو گیا تھا"۔۔۔۔۔؟؟؟ وہ کیرت کو دیکھتے بول رہا تھا۔۔۔۔ کیرت نے نظریں اس پہ
سے ہٹائی ہوئی تھیں وہ گھاس کو دیکھ رہی تھی۔۔۔۔۔ ضامن چلتا کیرت کے قریب
آگیا۔۔۔۔۔
بتاؤ مجھے مارنا چاہتی ہو تم"۔۔۔۔۔؟؟ کیرت نے نظریں اٹھائیں۔۔۔۔"
میں مرجانا چاہتی ہوں"۔۔۔۔۔۔ ضامن مسکرایا۔۔۔۔"
مجھ پہ مرجاؤ"۔۔۔۔۔ وہ شرارت سے بولا تھا۔۔۔۔ کیرت کو حیرت ہوئی۔۔۔۔ اسنے"
سختی سے اپنے لب بھینچ لیے۔۔۔۔ نظریں دوبارہ اس پہ سے ہٹا لیں۔۔۔۔۔ ضامن نے
اسکے کاندھے پکڑ لیے۔۔۔۔۔

پریشے مجھے دیکھو"۔۔۔۔وہ اب نرمی سے بول رہا تھا۔۔۔۔اس نے کیرت کا چہرہ"
ٹھوڑی سے پکڑ کر اوپر کیا۔۔۔۔۔"دیکھو پریشے۔۔۔۔میں بس چاہتا ہوں تم میری ہو کر
رہو۔۔۔۔۔اس میں غلط کیا ہے۔۔۔۔۔؟ میں تمہیں پسند کرتا ہوں"۔۔۔۔۔وہ اسے
پیار سے سمجھا رہا تھا
پر میں نہیں کرتی"۔۔۔۔۔۔کیرت نے ضامن کا ہاتھ اپنی ٹھوڑی سے"
ہٹایا۔۔۔۔۔ضامن نے اسکا کاندھا بھی چھوڑ دیا۔۔۔۔۔
کسی اور کو پسند کرتی ہو"۔۔۔۔۔؟؟ وہ سنجیدگی سے پوچھ رہا تھا۔۔۔۔۔کیرت نے چونک"
کر اسے دیکھا۔۔۔۔
اگر کہہ دوں ہاں تو کیا آپ مجھ سے دور ہو جائیں گے"۔۔۔۔۔؟؟ وہ ترنت بولی"
تھی۔۔۔۔۔اسکا دماغ تیزی سے کام کرنے لگا۔۔۔۔۔ضامن نے بھنوا اچکا لی۔۔۔۔۔
نہیں میں اسے تم سے دور کر دوں گا۔۔۔۔جان لے لوں گا اسکی سمجھی"۔۔۔۔؟؟ وہ ہلکی"
سی مسکراہٹ سے کہہ رہا تھا۔۔۔۔کیرت نے سر جھٹک دیا۔۔۔۔۔یعنی کوئی فائدہ نہیں
اچھا تم مجھ سے محبت کیوں نہیں کرتیں"۔۔۔۔۔؟؟ وہ"

پوچھنے لگا۔۔۔۔۔کیرت نے اسے دیکھا۔۔۔۔۔

For more visit: https://exponovels.com/ mailto:exponovels@gmail.com

بس نہیں کرتی"۔۔۔۔۔۔ وہ اپنی کیلی آنکھیں صاف کرکے بولی تھی۔۔۔۔ ضامن نے"
اسکا ہاتھ پکڑا اور اسے بینچ پہ بٹھا دیا۔۔۔۔ خود اسکے سامنے گھاس پہ گھٹنوں کے بل بیٹھ
گیا۔۔۔۔۔
مجھے کوئی جواز دو محبت نہ کرنے کا"۔۔۔۔۔۔"
آپ سمجھ جائیں گے وہ جواز"۔۔۔۔۔؟؟ اسنے فوراً پوچھا۔۔۔۔ سبز مائل آنکھوں"
والے نے شانے اچکائے "کوشش کروں گا"۔۔۔۔۔ کیرت کو اسکی بات پہ حوصلہ
ملا۔۔۔۔۔
ضامن میں آپ سے عمر میں بڑی ہوں۔۔۔۔۔ ہمارا کوئی جوڑ نہیں ہے۔۔۔۔۔ آپ کو"
مجھ سے بہت بہتر لڑکی مل سکتی ہے۔۔۔ آپ کیوں مجھے حاصل کرنا چاہتے ہیں۔۔۔ چھوڑ
دیں یہ ضد"۔۔۔۔۔ وہ ضامن کو سمجھا رہی تھی۔۔۔۔ ضامن چپ چاپ اسے سنتا رہا پھر
بولا۔۔۔۔
یہ عمر کیا ہوتی ہے مجھے نہیں پتہ۔۔۔۔۔ میری نظر میں محبت کی کوئی عمر نہیں"
ہوتی۔۔۔۔۔ جس سے ہونی ہوتی ہے اور جب ہونی ہوتی ہے ہو جاتی ہے۔۔۔۔۔ اور
دوسری بات تم سے بہتر لڑکی ملنے کی تو میں تمہیں بتا دوں تم سے بہتر کوئی نہیں
ہے۔۔۔۔ کوئی بھی نہیں۔۔۔۔۔۔ پریشے میں تم سے دور نہیں ہوں گا۔۔۔۔ چاہے کچھ

بھی ہو جائے یہ بات اپنے دماغ میں ڈال لو"۔۔۔۔۔۔کیرت بے بسی سے اسے دیکھتی رہ گئی۔۔۔۔وہ کھڑا ہو گیا۔۔۔۔۔

چلو کچھ کھاتے ہیں۔۔۔۔پھر تمہیں گھر چھوڑ دوں گا"۔۔۔۔وہ اسکا ہاتھ پکڑ کر اسے کھڑا کر چکا تھا۔۔۔۔۔کیرت چپ چاپ اس کے ساتھ جا کر گاڑی میں بیٹھ گئی۔۔۔۔۔۔وہ اس شخص کا کچھ نہیں کر سکتی تھی۔۔۔۔۔۔

&&&&&&&&&&&&&_____

_____&&&&&&&&&

ضامن کی دھمکی کا اچھا خاصا اثر ہوا تھا اسٹاف پہ۔۔۔۔وہ اب ایسے ہو گئے تھے جیسے انہیں کوئی فرق ہی نہیں پڑتا۔۔۔۔۔۔وہ سب بس اپنے کام میں لگے رہتے۔۔۔۔اگر کیرت سے مخاطب ہوتے تو "میم "کہہ کر مخاطب ہوتے۔۔۔۔۔

انہیں دنوں کیرت کی زندگی میں ایک اور واقع کیا ہو۔۔۔۔وہ آفس سے آرہی تھی کہ اسے احساس ہوا کہ کوئی اسکا پیچھا کر رہا ہے۔۔۔۔۔اس نے مڑ کر دیکھا پر کوئی نہ تھا۔۔۔۔۔وہ تیز قدموں سے چلنے لگی۔۔۔۔۔ضامن اپنے کسی دوست کے پاس چلا گیا تھا تبھی وہ اکیلی آرہی تھی۔۔۔۔۔شام لاہور پہ اتر رہی تھی۔۔۔۔۔سڑک پہ بہت سے لوگ آجا رہے

تھے۔۔۔۔۔۔ پر کوئی تھا جو بس کیرت کو اپنے پیچھے آتا محسوس ہو رہا تھا۔۔۔۔۔۔ اور ایسا آج سے نہیں پچھلے کچھ دنوں سے اسے محسوس ہو رہا تھا۔۔۔۔۔۔ ایک دو بار اسے کسی کا چہرہ بھی دکھائی دیا تھا۔۔۔۔۔ صبح آفس آتے ہوئے بھی وہ چہرہ اسے نظر آتا تھا۔۔۔۔۔ ایک بار وہ ٹیکسی میں بیٹھ کر آفس آ رہی تھی کہ اسکی نظر ٹیکسی کے شیشے پہ پڑی۔۔۔۔۔ گنگھرالے بالوں اور گہری مونچھیں داڑھی والا اسے ٹیکسی کو دیکھتا نظر آیا۔۔۔۔۔ کیرت نے توجہ نہ دی۔۔۔۔ پر پھر وہ اکثر جگہ کیرت کو اپنے اردگرد نظر آیا۔۔۔۔۔ ضامن کے ساتھ جب وہ گھر آتی تب بھی وہ آفس کے باہر کھڑا ہوتا تھا۔۔۔۔۔ کیرت کو اس سے خوف سا محسوس ہونے لگا تھا۔۔۔۔۔۔

آج بھی اسے نجانے کیوں لگ رہا تھا کہ وہی گھنگرالے بالوں والا اسکے پیچھے آ رہا ہے۔۔۔۔۔ کیرت تیز تیز چلنے لگی۔۔۔۔۔ ساتھ ساتھ وہ سڑک پہ نظر بھی دوڑا رہی تھی کہ ٹیکسی مل جائے پر ٹیکسی نہ ملی۔۔۔۔ کیرت ایک گلی میں مڑ گئی وہ گلی

سنسان پڑی تھی۔۔۔۔۔ خاموش گلی میں کسی کے بھاری جوتوں کی چرمراہٹ اسے اپنے پیچھے اب صاف سنائی دینے لگی تھی۔۔۔۔۔ کیرت کی کنپٹی سے پسینہ چلتا اسکی ٹھوڑی تک آگیا تھا۔۔۔۔۔۔ کیرت نے بھاگنا شروع کر دیا تھا۔۔۔۔۔ اسکا گھر اب بس کچھ دور ہی

تھا۔۔۔۔وہ بھاگتی جب اپنے گھر کے دروازے تک پہنچی تو اسنے دروازے پہ ایک چٹ لگی دیکھی۔۔۔۔

تمہیں آخری بار کہا جا رہا ہے کہ لاہور چھوڑ دو۔۔۔۔۔اگر تم نہیں چھوڑو گی تو اچھا نہیں ہو گا"۔۔۔۔۔۔۔کیرت نے بے ساختہ پیچھے مڑ کر دیکھا تو دور نکڑ پہ وہی گھنگھرالے بالوں والا کھڑا تھا۔۔۔۔کیرت نے وہ چٹ اتار کر دور پھینک دی اور اندر داخل ہو گئی۔۔۔۔

اسکی سانس پھولی ہوئی تھی۔۔۔وہ کمرے میں نہ گئی بیگ اور چادر باہر صحن میں رکھی چارپائی پہ پٹخے اور واش بیسن کے سامنے کھڑی ہو کر اپنے منہ پہ پانی کے چھینٹے مارنے لگی۔۔۔۔۔کچھ دیر میں ہی اسکا پورہ چہرہ بھیگ گیا تھا۔۔۔۔۔تنفس بھی درست ہو گیا تھا۔۔۔۔۔اسنے ٹوٹی بند کی اور اپنا چہرہ دوپٹے سے پونچھ کر صحن میں ہی بیٹھ گئی۔۔۔۔۔ذہن مضطرب ہو کر رہ گیا تھا۔۔۔

وہ کون ہے جو مجھ پہ نظر رکھ رہا ہے۔۔۔۔میرا پیچھا کر رہا ہے"۔۔۔۔۔۔کیرت نے اپنا سر اپنے ہاتھوں میں تھام لیا۔۔۔۔۔ابھی وہ اپنی سوچوں میں ہی گم تھی کہ اسکا موبائل بجا۔۔۔۔وہ ڈر سی گئی۔۔۔۔پھر اسنے موبائل اٹھایا تو اس پہ ایک غیر شناسا نمبر جگمگا رہا تھا۔۔۔۔۔کیرت نے کال اوکے کی تو دوسری جانب سے کوئی کھردرے لہجے سے بولا۔۔۔۔۔

تم ضامن سے دور رہو۔۔۔۔۔ورنہ اسکی قربت تمہیں بہت مہنگی"

پڑے گی۔۔۔۔۔یاد رکھنا"۔۔۔۔کیرت سناٹے میں چلی گئی۔۔۔۔
کو۔۔۔کون۔۔۔کون"۔۔۔۔۔؟؟وہ بدقت پوچھ پائی تھی۔۔۔۔۔"
جو کہہ رہا ہوں اتنا سمجھ جاؤ"۔۔۔۔۔۔وہ کرختگی سے بولا تھا کیرت کا چہرہ سیاہ پڑنے"
لگا۔۔۔۔۔
تم میرا پیچھا کیوں کر رہے ہو۔۔۔۔کون ہو تم"۔۔۔۔۔؟؟وہ اندازہ لگانا چاہتی تھی کہ"
پیچھا کرنے والا بھی یہی شخص ہے یا کوئی اور۔۔۔۔۔
مجھے لوگ برہان کہتے ہیں۔۔۔۔۔اور تمہیں جتنا میں کہہ رہا ہوں اتنا کرو۔۔۔۔تمہارے حق"
میں بہتر ہوگا"۔۔۔۔۔۔اس نے کہہ کر کال کاٹ دی تھی۔۔۔۔۔کیرت کا ہاتھ بے جان
سا ہو کر گود میں گر گیا۔۔۔۔۔وہ تو خود ضامن سے دور ہونا چاہتی ہے پر ضامن مانتا ہی
نہیں۔۔۔۔۔۔اور وہ لاہور چھوڑ کر کہاں جائے۔۔۔۔؟؟؟کیرت کو اپنا آپ کسی ڈور
میں الجھتا محسوس ہوا۔۔۔۔۔۔اسنے دوبارہ اپنا چہرہ ہاتھوں میں چھپا لیا۔۔۔۔۔۔نیم کا
درخت اس پہ سایہ کیے ہوئے تھا۔۔۔۔چڑیا گھونسلے میں آج نہیں تھی۔۔۔۔۔نجانے

کہاں چلی گئی تھی۔۔۔۔۔۔کیرت پہ اندھیرا یوں اتر رہا تھا کہ اسے بھی تاریک کر رہا تھا۔۔۔۔۔

_____&&&&&&&&&&&&&&&&&&_____

اس شام میں موجود اندھیر ضامن کے بنگلے پہ پھیل رہا تھا۔۔۔۔آج روشنیاں کم جلی تھیں۔۔۔۔۔تبھی اندھیرا جیتتا دکھائی دیتا تھا۔۔۔۔۔وہ اپنے کمرے کی بالکونی میں کھڑا تھا۔۔۔ہاف آستینوں والی شرٹ اور ٹراؤزر پہنے۔۔۔۔بال ماتھے پہ بکھرے تھے۔۔۔۔۔ہوا سے پل پل اڑتے تھے۔۔۔۔۔سبز مائل آنکھیں دور کسی غیر مرئی نقطے کو دیکھ رہی تھیں ہاتھ میں ایک لاکٹ تھا جس پہ جڑا ہیرا چمک رہا تھا۔۔۔۔۔دفعتاً اسکے کمرے کا دروازہ ناک ہوا تو وہ پلٹے کے بولا۔۔۔۔۔

کون ہے"۔۔۔۔۔؟؟ آواز میں بیزاری تھی"

سر آپ کو بڑے صاحب نیچے بلا رہے ہیں"۔۔۔۔۔ملازمہ نے زرا سا دروازہ کھول کر" اسے بتایا تھا۔۔۔۔۔اسکی نظریں متلاشی تھیں۔۔۔۔بالکونی میں کھڑا ضامن اسے دکھائی نہ دیا تھا۔۔۔۔۔

ٹھیک ہے تم جاؤ میں آرہا ہوں"۔۔۔۔۔۔اسنے توقیر سے کہا۔۔۔۔۔ملازمہ متلاشی" نگاہوں کے سنگ پلٹ گئی۔۔۔۔۔۔وہ کچھ دیر بالکونی میں کھڑا رہا پھر ہاتھ کا لاکٹ جیب میں ڈال اور بال درست کرتا نیچے جانے لگا۔۔۔۔۔۔

لاؤنج میں بڑا فانوس چمک رہا تھا۔۔۔۔۔۔پورا لاؤنج روشنیوں سے نہایا ہوا تھا۔۔۔۔۔بڑے صوفے پہ جعفر صاحب ٹانگ پہ ٹانگ رکھے بیٹھے تھے۔۔۔۔کالے آفس سوٹ میں ملبوس انکا سنجیدہ چہرہ فٹنس کی وجہ سے بڑھاپے کو شکست دیے ہوئے تھا۔۔۔۔۔بالوں کو کنگھی سے سر پہ جمایا ہوا تھا۔۔۔۔۔ایک ہاتھ کو صوفے کی پشت پہ پھیلا کر وہ زینوں کو دیکھ رہے تھے۔۔۔۔۔انکے ساتھ ہی بیٹھی ثریا کچھ تذبذب سے اپنے سر تاج کو دیکھ رہی تھیں۔۔۔۔۔۔انہوں نے ہلکے گلابی رنگ کے ٹراؤزر پہ

گھٹنوں تک کی شرٹ پہن کر بالوں کو کرل کیا ہوا تھا۔۔۔۔۔بھورے ڈائی سے ان میں چمک تھی۔۔۔۔کانوں کے جھمکے بالوں میں چھپے تھے۔۔۔۔۔۔

ضامن زینوں سے اترتا جعفر صاحب کے پاس آگیا۔۔۔۔۔چہرہ سپاٹ تھا۔۔۔۔۔اسکے ڈیڈ نے اسے کہا۔۔۔۔۔

بیٹھو"۔۔۔۔۔ سنگل صوفے کی طرف اشارہ کیا۔۔۔۔۔ وہ چپ چاپ بیٹھ
گیا۔۔۔۔۔ ثریا کو اس نے نہ دیکھا تھا۔۔۔۔ پر وہ چاہتی تھیں کہ ضامن انہیں ایک بار دیکھ
لے تاکہ وہ آنکھوں آنکھوں میں اس سے التجا کر لیں کہ وہ خاموش رہے اگر اسکے ڈیڈ اسے
کچھ کہتے ہیں تو۔۔۔۔۔۔۔ پر ضامن نے انہیں نہیں دیکھا تھا۔۔۔۔۔ انکے چہرے پہ
پریشانی سے سلوٹیں پڑنے لگیں۔۔۔۔۔۔
"میں پوچھ سکتا ہوں آفس میں آج کل کیا ہو رہا ہے"۔۔۔۔۔؟؟ انہوں نے صوفے کی
پشت سے ہاتھ ہٹا کر آگے کو جھک کر پوچھا۔۔۔۔۔
"آپ سب سن کر آئے ہیں اور جو سن کر آئے ہیں وہ سچ ہے"۔۔۔۔۔ ضامن نے ٹانگ
پہ ٹانگ رکھی ہاتھ صوفے کی پشت پہ پھیلا لیا۔۔۔۔۔ لہجہ پر سکون تھا۔۔۔۔۔ اسکے ڈیڈ نے
اسے گھورا۔۔۔۔۔ ثریا کچھ بولنے لگیں پر جعفر صاحب بول پڑے۔۔۔۔۔۔
"تم چاہتے کیا ہو۔۔۔۔؟ تمہیں زرا عقل نہیں ہے۔۔۔؟ آفس میں پتہ ہے تمہارے
متعلق کیسی باتیں ہو رہی ہیں۔۔۔؟ اور وہ لڑکی۔۔۔۔ وہ ہے کون تم اسے کل ہی فارغ
کرو گے۔۔۔۔ ایسی لڑکیاں میں اپنے آفس میں برداشت نہیں کر سکتا"۔۔۔۔۔۔۔ انہوں
نے بات کے اختتام پہ ہاتھ جھلایا۔۔۔۔ ضامن کے ماتھے پہ بل پڑے۔۔۔۔۔

وہ کہیں نہیں جائے گی"۔۔۔۔۔۔ضامن کھڑا ہوگیا۔۔۔۔۔ثریا بھی کھڑی"
ہوگئیں۔۔۔۔اسکے ڈیڈ نے اسے کھا جانے والی نظروں سے

دیکھا۔۔۔۔۔پر ضامن نے اپنی بات جاری رکھی۔۔۔۔۔
مجھے فرق نہیں پڑتا کون کیا سوچتا ہے۔۔۔میں اس سے محبت کرتا ہوں۔۔۔۔۔وہ آفس"
نہیں چھوڑے گی۔۔۔۔۔۔چاہے کچھ بھی ہوجائے"۔۔۔۔۔۔۔
بند کرواپنی یہ بکواس"۔۔۔۔وہ گرجے۔۔۔۔۔۔ثریا نے خوف سے آنکھیں میچی"
تھیں۔۔۔۔۔البتہ ضامن رخ موڑے کر کھڑا ہوگیا۔۔۔۔۔اسکے ڈیڈ کھڑے ہو کر چلتے
اسکے مقابل آئے۔۔۔
میری بات کان کھول کر سن لو ضامن میں نے تمہیں تمہاری اسی بے وقوفی کی وجہ سے"
نیویارک بھیجا تھا۔۔۔۔۔مجھے لگتا تھا تم یہ سب وہاں جا کر بھول جاؤ گے۔۔۔۔۔تم نہیں
بھولے۔۔۔۔۔پر خیر"انہوں نے اسکے سامنے انگلی اٹھائی"اب اسے بھول
جاؤ۔۔۔۔تمہارے لیے یہ ہی اچھا ہوگا۔۔۔۔ورنہ"۔۔۔۔۔اب کی بار ضامن نے انکی
بات کاٹی۔۔۔۔

ورنہ کیا"۔۔۔۔۔؟؟اسکے سوال پہ جعفر صاحب کا چہرہ غصے سے دہکنے لگا۔۔۔۔۔ثریا" آگے بڑھ کر ضامن کے پاس آگئیں۔۔۔۔۔

ضامن چپ کر جاؤ"۔۔۔۔انہوں نے ضامن کے کاندھے پہ ہاتھ رکھ کر کہا تھا۔۔۔۔۔" پلیز جعفر میں اسے سمجھا دوں گی"۔۔۔۔۔وہ اور کچھ کہتیں کہ جعفر نے ہاتھ" اٹھایا۔۔۔۔۔ضامن کی نظریں اپنے ڈیڈ پہ ہی تھیں۔۔۔۔اسکے ڈیڈ اسکی طرف جھکے۔۔۔۔

ورنہ میں تمہیں گھر سے نکال دوں گا"۔۔۔۔۔۔۔۔ضامن انکی بات پہ تلخی سے" مسکایا۔۔۔۔۔اپنی ممی کا ہاتھ شانے سے ہٹایا۔۔۔۔

آپ کی یہ خواہش میں ابھی پوری کر دیتا ہوں۔۔۔۔۔۔پر وہ لڑکی کہیں نہیں جائے گی" آفس سے۔۔۔۔۔۔وہ آفس بھی آئے گی۔۔۔۔اور میری زندگی میں بھی۔۔۔۔۔دیکھتا ہوں مجھے کون روکے گا"۔۔۔۔

وہ چیلنج کرتے انداز سے کہتا بڑے ڈگ بھرتا اوپر اپنے کمرے میں چلا گیا۔۔۔۔۔

ضامن۔۔۔۔میری بات سنو"۔۔۔۔۔اسکی ممی اسے آوازیں دیتیں اسکے پیچھے بھاگی" تھیں۔۔۔۔۔جعفر صاحب غصے سے مٹھیاں بھینچ کر کھڑے رہ گئے تھے۔۔۔۔۔۔۔

For more visit: https://exponovels.com/ mailto:exponovels@gmail.com

اسکی ممی جب اسکے کمرے میں آئیں تو وہ اپنے بیگ میں کپڑے رکھ رہا تھا۔۔۔۔۔وہ تیزی سے اسکے پاس آئیں۔۔۔۔

"یہ کیا کر رہے ہو ضامن"۔۔۔۔؟ انہوں نے اسکے ہاتھ سے اسکی شرٹ جھپٹی۔۔۔۔"پاگل ہو گئے ہو۔۔۔۔۔؟ تم کہیں نہیں جا رہے"۔۔۔۔۔۔انہوں نے اسکی شرٹ بیڈ پہ اچھال دی تھی۔۔۔۔اسے شانوں سے پکڑ کر اسکا چہرہ اپنے سامنے کیا۔۔۔۔۔

"میں نے کہا ہے نا میں سب ٹھیک کر دوں گی۔۔۔۔۔میں اس لڑکی کو تمہارے لیے لے آؤں گی۔۔۔۔۔پر تم کوئی الٹا سیدھا قدم مت اٹھاؤ"۔۔۔۔۔۔۔۔انہوں نے اسکا چہرہ اپنے ہاتھوں کے پیالے میں بھر لیا تھا۔۔۔۔سبز مائل آنکھوں نے اپنی ممی کو دیکھا۔۔۔۔

"ممی میں اس سے دور نہیں جانا چاہتا۔۔۔۔۔مجھے آپ لوگ کیوں مارنا چاہتے ہیں"۔۔۔۔۔۔؟؟ ضامن کا گلا رندھ گیا تھا۔۔۔۔۔"می۔۔۔۔میں نہیں رہ سکتا اسکے بغیر۔۔۔۔۔آپ ڈیڈ کو کہہ دیں"۔۔۔۔۔۔اسکی ممی نے اسے اپنے گلے سے لگا لیا۔۔۔۔۔

میں سب کچھ سنبھال لوں گی۔۔۔۔۔ تم پریشان نہ ہو۔۔۔۔ تمہاری ممی سب کچھ سنبھال لے گی"۔۔۔۔۔۔۔ وہ اسکی پشت تھپکتے بول رہی تھیں۔۔۔۔۔۔ ضامن نے اپنی آنکھیں موندلی تھیں۔۔۔۔۔۔

&&&&&&&&&&&&&&&&&&&&&&_____
&_____

یہ رات کا دوسرا پہر تھا۔۔۔۔۔۔۔ لاہور پورا نیند کے آغوش میں

تھا۔۔۔۔۔۔ سنسنان گلی میں بنی اس پرانی عمارت کی چھت پہ وہ آنکھیں موندے پڑی تھی۔۔۔۔۔ ابھی کچھ دیر پہلے ہی وہ سوئی تھی۔۔۔۔۔ وہ اب چکور کے آنے سے پہلے ہی سوجاتی تھی۔۔۔۔ اس میں ہمت نہیں تھی اس سے نظریں ملانے کی۔۔۔۔۔ تبھی وہ جلدی آتی اور سونے کی کوششوں میں لگ جاتی۔۔۔۔ اور کامیاب بھی ہوجاتی۔۔۔۔۔ خود پہ چادر لپیٹے وہ دنیا سے بے خبر تھی۔۔۔۔۔ جب کوئی چلتا اسکی چارپائی کے پاس آیا۔۔۔۔۔ وہ کیرت کی چارپائی کے قریب رک گیا۔۔۔۔۔ پھر کیرت پہ جھکا۔۔۔۔۔ اسکے چہرے پہ آئی لٹوں کو اسنے نرمی سے ہٹایا۔۔۔۔۔ کیرت نے کسی احساس کے تحت آنکھیں زرا زرا کرکے کھولیں تو اس نے دیکھا۔۔۔۔۔

سبز آنکھیں اسکے بالکل قریب تھیں۔۔۔۔۔وجیہہ مسکراتا چہرہ۔۔۔۔اور گالوں پہ ڈمپلز۔۔۔۔۔۔۔وہ کیرت کو دیکھ رہا تھا۔۔۔۔کیرت نے اپنی آنکھیں دوبارہ بند کرلیں۔۔۔۔۔اور کروٹ بدل لی۔۔۔۔"اب وہ خواب میں بھی نظر آنے لگا ہے" کیرت نے سوچا۔۔۔۔۔ضامن کی مسکراہٹ سمٹ گئی۔۔۔۔۔۔اس نے غور سے کیرت کو دیکھا۔۔۔۔۔جو دوبارہ سو چکی تھی۔۔۔۔۔۔ضامن نے ہلکا سا اسکا گال تپھکا۔۔۔۔۔

"ہارٹ بیٹ"۔۔۔۔۔۔وہ سرگوشی میں اسکے کان کے پاس بولا تھا۔۔۔۔۔کیرت کی آنکھیں پٹ سے کھلیں۔۔۔۔۔یہ اسکا خواب نہیں تھا۔۔۔۔وہ بے ساختہ سیدھی ہوئے تو ضامن کا چہرہ بالکل اپنے چہرے کے قریب پایا۔۔۔۔۔کیرت کی آنکھیں باہر گرنے کو ہوگئیں۔۔۔۔۔پر وہ مسکرا رہا تھا۔۔۔۔

"آ۔۔۔۔آپ۔۔۔آپ"۔۔۔۔۔؟؟ وہ ہڑبڑا کر سیدھی ہوئی۔۔۔۔۔ضامن اس سے دور ہوگیا۔۔۔۔۔کیرت نے سرہانے سے دوپٹہ اٹھا کر سینے پہ پھیلا لیا۔۔۔۔۔اور چارپائی سے کھڑی ہوگئی۔۔۔۔۔۔۔۔۔

For more visit: https://exponovels.com/ mailto:exponovels@gmail.com

آپ یہاں کیا کر رہے ہیں"۔۔۔۔۔؟؟ وہ اڑے رنگوں سے بولی تھی۔۔۔۔ آواز" سرگوشی میں ڈھلی تھی۔۔۔۔۔ ضامن نے سینے پہ ہاتھ باندھ لیے۔۔۔۔ ان دونوں کے درمیان چارپائی تھی۔۔۔۔۔

تمہارے لیے کچھ لیا تھا۔۔۔۔ سوچا تھا کل دوں گا پر دل نے کہا محبت میں کل نہیں" ہوتی۔۔۔۔ اس لیے آج ہی آگیا"۔۔۔۔۔ وہ ٹراؤزر شرٹ میں ہی ملبوس تھا۔۔۔۔۔۔ چہرہ چاند کی روشنی سے دمک رہا تھا۔۔۔۔۔ آنکھوں میں دلکشی تھی۔۔۔۔۔ کیرت کا دل کیا وہ رونا شروع کر دے۔۔۔۔۔۔ وہ اس وقت۔۔۔۔ اسکے گھر پہ۔۔۔۔۔ چھت پہ۔۔۔۔۔ کیرت کے ساتھ اور وہ بھی اکیلا۔۔۔۔۔ کسی نے دیکھ لیا تو۔۔۔۔۔؟؟؟ کیرت کی جان حلق میں آگئی۔۔۔۔ اس نے دوسری طرف آکر ضامن کا ہاتھ پکڑا اور کھینچتی ہوئی اسے برآمدے میں لے آئی۔۔۔۔

یہ کیا تھا"۔۔۔۔۔؟؟ ضامن نے برآمدے میں آکر پوچھا۔۔۔۔ کیرت نے اسے" گھورا۔۔۔۔

آپ یہاں اس وقت کیوں آئے ہیں"۔۔۔۔۔۔؟؟"

بتا تو رہا ہوں تمہارے لیے کچھ لایا تھا"۔۔۔۔۔۔ کیرت نے سر پہ ہاتھ مارا۔۔۔۔"

تو میں کیا صبح تک مر جاتی۔۔۔؟؟ جو آپ آدھی رات کو دیواریں پھلانگ کر میرے گھر" آ گئے"۔۔۔۔۔۔ وہ غصے سے بول رہی تھی۔۔۔۔ ضامن اسکی حالت سے محظوظ ہو رہا تھا۔۔۔۔

دروازہ چیک کیا تھا میں نے وہ لاک تھا۔۔۔۔ ورنہ میں نے وہیں سے ہی آنا" تھا"۔۔۔۔۔ وہ معصومیت سے بولا۔۔۔۔۔ کیرت کے جبڑے بھینچ گئے۔۔۔۔۔۔۔۔۔

آپ جائیں یہاں سے پلیز"۔۔۔۔ اسکی بات پہ ضامن نے ناراضی سے اسے" دیکھا۔۔۔۔۔

میں اتنی مشکل سے اوپر آیا ہوں اور تم کہہ رہی ہو کے میں جاؤں"۔۔۔۔۔ اس نے نہ" میں گردن ہلائی "میں نہیں جاؤں گا"۔۔۔۔۔ کیرت کو جھٹکا لگا۔۔۔۔۔

کیا"۔۔۔۔۔؟؟ وہ بدقت بولی۔۔۔۔ ضامن نے گردن ہاں میں ہلائی۔۔۔۔"

میں تو آج ادھر ہی رہوں گا۔۔۔۔ میں نہیں جاؤں گی کہیں بھی"۔۔۔۔۔۔۔۔ کیرت" نے دل پہ ہاتھ رکھ لیا۔۔۔۔ اسے لگا وہ بس مرنے والی ہے۔۔۔۔۔۔۔ ضامن کو اسکی حرکت پہ ہنسی آئی پر اس نے چہرہ سنجیدہ ہی رکھا۔۔۔۔۔

آپ پلیز چلے جائیں"۔۔۔۔۔۔کیرت آگے بڑھی تھی کہ وہ اسے یہاں سے بھیج سکے پر"
ضامن نے اسکے قریب آتے ہی اسکے دونوں ہاتھ پکڑ لیے۔۔۔۔۔اور کمر کے پیچھے لے
گیا۔۔۔۔۔
ی۔۔۔یہ۔۔۔یہ کیا کر رہے ہیں آپ"۔۔۔۔۔؟؟وہ سٹپٹا گئی۔۔۔۔ضامن نے اسکی"
آنکھوں میں دیکھا۔۔۔۔
میں نے کہا نا میں تمہارے لیے کچھ لایا ہوں وہ دے کر جاؤں گا"۔۔۔۔۔۔"
تو پھر دیں جلدی اور پلیز جائیں یہاں سے کوئی آجائے گا"۔۔۔۔۔۔کیرت نے ادھر"
ادھر دیکھا۔۔۔۔۔اسکے ہاتھ اس کی کمر پہ ضامن کے ایک ہاتھ سے بندھے
تھے۔۔۔۔۔ضامن اسکی بات پہ ہلکا سا ہنسا۔۔۔۔۔
ڈرپوکو"۔۔۔۔۔اس نے کیرت کے چہرے کو دیکھتے کہا۔۔۔۔پھر اسکے ہاتھ چھوڑ"
دیے۔۔۔۔۔۔کیرت اس سے دور ہو گئی۔۔۔۔۔پر وہ اسکی طرف قدم اٹھانے
لگا۔۔۔۔۔کیرت کے قدم پیچھے اٹھے۔۔۔۔وہ برآمدے کی دیوار سے لگ
گئی۔۔۔۔ضامن اب اسکے سامنے کھڑا تھا۔۔۔۔۔اس نے اپنے ٹراؤزر کی جیب سے
ایک لاکٹ نکلا جس پہ چھوٹا سا ہیرا چمک رہا تھا۔۔۔۔۔کیرت کے سامنے

For more visit: https://exponovels.com/ mailto:exponovels@gmail.com

لہرایا۔۔۔۔۔

یہ لایا تھا تمہارے لیے"۔۔۔۔۔۔اسنے لہراتے لاکٹ کی طرف اشارہ کیا"

تھا۔۔۔۔کیرت کا دل بری طرح سے دھڑک رہا تھا۔۔۔۔۔پورا وجود کانپ رہا

تھا۔۔۔۔کسی کے آنے کے ڈر سے وہ مضطرب تھی۔۔۔۔۔

پہنا دوں"۔۔۔۔؟؟ ضامن نے پوچھا۔۔۔۔"

نہ۔۔۔نہیں۔۔۔نہیں میں خود پہن لوں گی"۔۔۔۔۔کیرت نے فوراً کہا۔۔۔۔۔ضامن"

نے سر ناں میں ہلایا۔۔۔۔۔

میں پہناؤں گا"۔۔۔۔۔۔وہ کہہ کر کیرت کے اور قریب ہوگیا۔۔۔۔۔کیرت کی"

سانسیں پل بھر میں اکھڑنے لگی تھیں۔۔۔۔۔ضامن نے لاکٹ کا لاک کھولا اور چین کو

دونوں طرف سے پکڑ کر وہ کیرت کی گردن کے پیچھے لے گیا۔۔۔۔وہ کیرت پہ

جھکا۔۔۔۔اور لاکٹ کا لاک بند کرنے لگا۔۔۔۔اس کے پرفیوم کی خوشبو کیرت کی

سانسوں میں گھلتی جا رہی تھی۔۔۔۔۔کیرت نے آنکھیں بند کر لیں۔۔۔۔۔لاک کے بند

ہونے کی ہلکی سی آواز سے اسنے آنکھیں کھولیں تو شل رہ گئی۔۔۔۔۔۔ضامن کے پیچھے

وہ سیاہ لبادے والا جیسے ساکت کھڑا رہ گیا ہو۔۔۔۔۔اسکے ہاتھ میں موجود پھول اور چاکلیٹ

اسکے پہلوں میں تھے۔۔۔۔وہ منڈیر کے پاس کھڑا تھا۔۔۔۔۔کیرت پل بھر کے لیے سن

رہ گئی۔۔۔۔ضامن اس سے دور ہو گیا تھا۔۔۔۔ضامن کی چکور کی طرف پشت تھی۔۔۔۔۔کیرت کی نظریں چکور پہ تھیں۔۔۔۔اور ضامن اسکے گلے میں چمکتے لاکٹ کو دیکھ رہا تھا۔۔۔۔۔چکور وہیں کھڑا تھا۔۔۔۔۔۔پھر اس نے ایک قدم پیچھے اٹھایا۔۔۔۔کیرت ضامن کے سامنے سے ہٹ کر اسکی طرف جانے لگی کہ ضامن نے اسکی کلائی پکڑلی۔۔۔۔ضامن کی پشت ابھی تک چکور کی طرف تھی۔۔۔۔کیرت

نے چکور کو روکنے لیے ہاتھ اٹھایا۔۔۔۔پر ضامن ایک جھٹکے سے اسے واپس کھینچ چکا تھا۔۔۔۔کیرت کا رخ ایک پل کے لیے چکور کی طرف سے ہٹا تھا۔۔۔۔۔اگلے پل جب اسنے سامنے منڈیر پہ دیکھا تو وہاں کوئی بھی نہیں تھا۔۔۔۔۔وہ چلا گیا تھا۔۔۔۔۔محبوب کے درسے درد لے کر وہ چلا گیا تھا۔۔۔۔۔

کیرت کے اندر کچھ ٹوٹ کر بکھرا تھا۔۔۔۔۔ضامن اسے دوبارہ اپنے سامنے کر چکا تھا۔۔۔۔۔شوخی سے کیرت کو دیکھتے اس نے کیرت کے چہرے کو اپنے ہاتھوں میں لیا۔۔۔۔۔اور اسکی پیشانی سے اپنی پیشانی ملالی۔۔۔۔۔اسکی نظریں کیرت کی آنکھوں پہ مرکوز تھیں۔۔۔۔پر کیرت کی آنکھوں میں ابھی تک چکور کا ساکت کھڑے وجود کا عکس

تھا۔۔۔۔اسکی آنکھوں کا ملال کیرت کو اندھیرے میں بھی دکھائی دے گیا تھا۔۔۔۔۔وہ اندر تک بھیگ گئی۔۔۔۔۔

اب آپ جائیں یہاں سے"۔۔۔۔۔اسنے آہستگی سے ضامن کے ہاتھ اپنے گالوں سے ہٹائے۔۔۔۔اور اس سے دور ہو گئی۔۔۔۔۔۔ضامن ہلکا سا مسکایا۔۔۔۔

ٹھیک ہے ہارٹ بیٹ جا رہا ہوں۔۔۔۔۔پر اب تم یہ لاکٹ اتارنا مت۔۔۔۔میں بہت دل سے لایا ہوں تمہارے لیے"۔۔۔۔۔۔۔کیرت نے ہلکا سا سر ہاں میں ہلادیا۔۔۔۔تو وہ جانے کے لیے پلٹ گیا۔۔۔۔۔

وہاں سے مت جائیں"۔۔۔۔وہ منڈیر تک گیا تھا کہ کیرت نے اسے پیچھے سے آواز دی۔۔۔۔۔پھر اس نے ضامن کا ہاتھ پکڑا۔۔۔۔اور اسے کہا"شششش"۔۔۔۔اور دبے پاؤں اٹھا کر اسے نیچے مین گیٹ تک لے گئی۔۔۔۔۔نیم کا درخت اندھیرے میں ڈوبا تھا۔۔۔۔گھونسلے کی چڑیا اس وقت سو رہی تھی۔۔۔۔۔کیرت نے احتیاط

سے دروازے کا لاک کھول دیا۔۔۔۔۔۔ضامن اس پورے عمل میں مسکراتا رہا تھا۔۔۔۔۔

دروازہ کھلتے ہی وہ دروازے سے باہر نکل گیا۔۔۔۔۔۔

آئی لو یو"۔۔۔۔۔۔اسنے کیرت کا ہاتھ پکڑ کر کہا۔۔۔۔۔جواب میں خاموش"
رہی۔۔۔۔۔۔ضامن نے خفگی سے اسے دیکھا۔۔۔۔۔

اسکا جواب بھی ہوتا"۔۔۔۔۔۔"

مجھے نہیں آتا آپ پلیز جائیں یہاں سے"۔۔۔۔وہ تپ کر بولی تھی۔۔۔۔۔۔ضامن"
نے اسے گھورا۔۔۔۔یعنی غصہ۔۔۔۔؟اسنے کیرت کا ہاتھ چھوڑ کر اپنے ہاتھ سینے پہ باندھ
لیے۔۔۔۔۔ابھی جو جا رہا تھا۔۔۔۔اب اس جانے والے کا موڈ بدلتا لگ رہا تھا۔۔۔۔۔

جواب دو ورنہ نہیں جاؤں گا"۔۔۔۔۔۔۔وہ تن کر کھڑا ہو گیا۔۔۔۔کیرت کا"
سر چکرانے لگا تھا۔۔۔۔۔۔

آپ کیوں مجھے تنگ کرتے ہیں۔۔۔۔؟ایسے زور زبردستی سے محبت نہیں ملتی"۔۔۔۔۔"
پیار سے تم مان بھی تو نہیں رہیں۔۔۔۔اس لیے زور زبردستی تو کرنی ہی پڑے"
گی۔۔۔۔۔اور رہی بات تمہیں تنگ کرنے کی تو میں کچھ بھی کر سکتا ہوں۔۔۔۔۔تمہیں
تنگ بھی پریشان بھی اور تمہاری پٹائی بھی اگر تم نے میرے لو یو کا جواب نہ دیا
تو"۔۔۔۔۔۔وہ بے پروائی سے بولا۔۔۔۔۔کیرت کو غصہ آگیا۔۔۔۔۔۔

ٹھیک ہے مت جائیں کھڑے رہیں یہیں"۔۔۔۔۔وہ کہہ کر دروازہ بند کرنے لگی۔۔۔۔کہ اسنے اپنا ہاتھ دروازے پہ رکھ لیا۔۔۔۔۔

"تم نے جواب نہ دیا تو میں یہاں زور زور سے تمہارا نام لے کر اپنی محبت کا اظہار کروں گا"۔۔۔۔۔اس نے پوری گلی میں نظریں گھمائیں۔۔۔۔۔وہ پھر سے دھمکیوں پہ اتر آیا تھا۔۔۔۔۔کیرت بے کسی سے اسے دیکھتی رہی۔۔۔۔

"آئی لو یو"۔۔۔۔۔۔وہ مدہم لہجے سے بولی تھی دل پہ پتھر رکھ کر اس نے کہہ دیا۔۔۔۔ضامن کے چہرے پہ مسکراہٹ پھیل گئی۔۔۔۔۔اپنے ڈیڈ کی ساری باتیں وہ کب کا بھول چکا تھا۔۔۔۔۔

"آئی لو یو ٹو، تھری، اینڈ مینی مور"۔۔۔۔۔۔وہ کہہ کر جانے لگا کیرت دروازے میں کھڑی تھی وہ جاتا جاتا رک گیا۔۔۔۔۔اور کیرت کا سانس بھی۔۔۔۔۔اب پتہ نہیں اسکے دماغ میں کونسی شیطانی جاگ گئی تھی۔۔۔۔۔کیرت کا دم خشک ہوگیا تھا اسکے پلٹنے تک۔۔۔۔پر اس نے پلٹ کر کیرت کی طرف فلائنگ کس اچھالی اور ایک آنکھ دبا کر شرارت سے مسکرایا۔۔۔۔۔پھر اپنی گاڑی میں بیٹھ کر چلا گیا۔۔۔۔۔کیرت نے جلدی سے دروازہ بند کیا۔۔۔۔اسنے دروازے سے پشت لگا کر تھکا ہوا سانس کھینچا۔۔۔۔۔پھر وہ تیز قدموں

سے اوپر گئی تھی۔۔۔۔۔اسکے گزر کے جانے سے گھونسلے میں سوتی چڑیا کسمسائی تھی۔۔۔۔

کیرت نے اوپر آتے ہی چکور کو ادھر ادھر دیکھا۔۔۔۔۔پر وہ جا چکا تھا۔۔۔۔۔۔کیرت کو بہت دکھ ہوا۔۔۔۔۔۔اسے خود پہ بہت سارا غصہ آیا۔۔۔۔۔۔۔اور کہیں زیادہ ضامن پہ۔۔۔۔۔پر وہ اس معمالے میں بے بس تھی۔۔۔۔۔وہ چارپائی پہ بیٹھ کر چکور کے آنے کا انتظار کرنے لگی۔۔۔۔۔۔پر وہ نہ آیا۔۔۔۔۔۔جب چاند ہی پرایا ہوگیا ہو تو چکور کیسے اب چاند کے پاس آئے گا۔۔۔۔؟ وہ نہیں آئے گا۔۔۔۔۔۔رات نے کیرت کو بتایا تھا۔۔۔۔۔۔

_____&&&&&&&&&&&&&&&&_____

یہ صبح ضامن کے بنگلے پہ چمک رہی تھی۔۔۔۔۔دھوپ سے سبزلان بہت خوب صورت لگ رہا تھا۔۔۔۔۔ملازمین اپنے کاموں میں مصروف تھے۔۔۔۔۔۔بنگلے کے اندر ڈائننگ ہال میں ثریا اپنی نگرانی میں ملازمہ سے ناشتے کی ٹیبل سجوا رہی تھیں۔۔۔۔۔اتنے میں سفید کوٹ پینٹ اور بیلوں شرٹ پہنے جعفر صاحب اپنے ازلی سنجیدہ چہرے کے ساتھ آرہے تھے۔۔۔۔بالوں کو سر پہ جما کر وہ سپاٹ نظروں سے ڈائننگ ٹیبل پہ آکر بیٹھ گئے۔۔۔۔ثریا نے ان پہ ایک مسکراتی نظر ڈالی پر وہ جوابی سنجیدہ رہے۔۔۔۔۔ملازمہ کو

جانے کا اشارہ کر کے ثریا انکے ساتھ والی کرسی کھینچ کر بیٹھ گئیں۔۔۔۔۔۔وہ گرے شرٹ اور سفید ٹراوزر میں تیار تھیں۔۔۔۔۔بھورے ڈائی والے بال کاندھوں پہ بکھرے تھے۔۔۔۔۔کانوں کے بڑے بڑے جھمکے بالوں کی چلمن سے جھانک رہے تھے۔۔۔۔۔ہلکے میک اپ سے وہ بہت خوبصورت لگ رہی تھیں۔۔۔۔۔انہوں نے جوس کا جگ اٹھا کر جعفر صاحب کے لیے گلاس بھرا۔۔۔۔۔۔

"وہ کہاں ہے"۔۔۔۔۔؟؟ جعفر صاحب نے جوس کا گلاس تھام کر میز پہ رکھ دیا۔۔۔۔۔۔ڈائننگ ہال کا فانوس بجھا تھا۔۔۔۔کیونکہ قدِ آدم کھڑکی سے صبح کی ٹھنڈی کرنیں آرہی تھیں۔۔۔۔بنگلے کے پچھلی طرف بنے اس لان کے درخت دھوپ سے نہائے ہوئے تھے۔۔۔۔۔

"سو رہا ہے"۔۔۔۔۔انہوں نے مسکرا کر جواب دیا۔۔۔۔۔جبکہ پیٹ میں گولے بن رہے تھے۔۔۔۔۔اپنے شوہر کا سنجیدہ چہرہ انہیں مضطرب کرتا تھا۔۔۔۔۔

"رات کو کہاں گیا تھا وہ"۔۔۔۔۔؟؟ انکے سوال پہ ثریا نے پہلو

بدلا۔۔۔۔وہ نہیں چاہتی تھیں کہ جعفر یہ سوال پوچھیں۔۔۔۔۔مسکراہٹ غائب ہوئی۔۔۔۔پریشانی میں ڈھلی۔۔۔۔۔پھر انہوں نے اپنی حالت پہ منٹوں میں قابو کیا اور پہلے جیسا مسکرائیں۔۔۔۔۔

دوست کے پاس گیا تھا۔۔۔۔۔کوئی ضروری کام تھا۔۔۔۔۔آپ فروٹ سلاد لیں نا"۔۔۔۔۔انہوں نے بات گھڑی۔۔۔۔۔اور ساتھ ہی جعفر صاحب کو دوسرے کام میں الجھانے لگیں۔۔۔۔۔انہوں نے نظریں اٹھا کر اپنی بیگم کو سنیجدگی سے دیکھا۔۔۔۔۔۔

تم اسے صاف الفاظ میں سمجھا دو کے اسکی شادی میں ٹینا سے ہی کروں گا۔۔۔۔۔اور اس لڑکی، جسے وہ آج کل اپنی پرسنل سیکرٹری بنا کر پھر رہا ہے اسے جلد فارغ کرے"۔۔۔۔۔انہوں نے تنفر سے کہا تھا۔۔۔۔۔ثریا کے چہرے کی مسکراہٹ پھر سے دم توڑ گئی۔۔۔۔۔کھڑکی سے آتی کرنوں کی تعداد اب بڑھ گئی تھی۔۔۔۔۔زمین اپنا چکر لے رہی تھی۔۔۔۔۔

وہ نہیں مانے گا"۔۔۔۔۔"

تو مناؤ اسے"۔۔۔۔۔جعفر صاحب نے جوس کا گلاس اپنے لبوں سے لگا لیا۔۔۔۔۔ثریا نے التجائیہ نظروں سے انہیں دیکھا۔۔۔۔

وہ پھر بھی نہیں مانے گا۔۔۔۔آپ کو پتہ وہ کتنا جذباتی ہے۔۔۔۔اور ٹینا سے اسکی نہیں بنتی"۔۔۔۔۔جعفر صاحب نے انکے کمزور جوازوں کو رو کنے کے لیے ہاتھ بلند کیا۔۔۔۔۔جوس کا گلاس رکھ دیا تھا۔۔۔۔

میں باپ ہوں اسکا۔۔۔۔۔وہ میرا باپ نہ بنے تو اس کے لیے اچھا ہوگا۔۔۔۔۔اگر" میں اپنی آئی پہ آگیا تو۔۔۔۔۔اسے اب کی بار اتنی دور بھیج دوں گا کہ پوری زندگی واپس نہیں آسکے گا"۔۔۔۔۔۔

اور اسطرح سے آپ کو لگتا ہے وہ مان جائے گا"۔۔۔۔۔؟؟ وہ"

زخمی سا مسکرا کر پوچھنے لگیں۔۔۔۔جعفر صاحب کا ہاتھ نیچے ہوگیا۔۔۔۔۔۔وہ جاتے تھے ضامن کو۔۔۔۔۔انہوں نے گہرا سانس لیا۔۔۔۔

میں اسکا دشمن نہیں ہوں ٹینا سے شادی اسکے لیے بہت فائدے مند ہوگی"۔۔۔۔۔" آپ کے بزنس کے لیے بھی"۔۔۔۔۔۔انہوں نے تلخی سے کہا۔۔۔۔۔جعفر صاحب" نے ناک سے مکھی اڑائی۔۔۔۔

کم آن ثریا۔۔۔۔۔ایسی بات نہیں ہے۔۔۔۔میں اسکی بھلائی چاہتا ہوں۔۔۔۔وہ" میری اولاد ہے اور میری محبوب اولاد"۔۔۔۔۔۔۔جعفر صاحب کو اپنے والد صاحب

سے بہت محبت تھی۔۔۔۔ضامن کی آنکھیں اپنے دادا جیسی تھیں۔۔۔۔شاید اسی لیے ضامن سے انکی محبت الگ ہی تھی۔۔۔۔۔ثریا انہیں دیکھتی کھڑی ہو گئیں۔۔۔۔۔

"آپ اگر اسکی بھلائی چاہتے ہیں تو ویسا کریں جیسا وہ چاہتا ہے۔۔۔۔۔اور اگر آپ اپنی چلانا چاہتے ہیں تو ایک بات سن لیں جعفر"۔۔۔۔۔۔انہوں نے انکی آنکھوں میں جھانکا اور بولیں۔۔۔۔

"اگر میرے بیٹے کو آپ کی ضد کی وجہ سے کچھ ہو گیا تو میں آپ کو کبھی معاف نہیں کروں گی۔۔۔۔۔وہ دوسری دفعہ مرتا مرتا بچا ہے۔۔۔۔۔پہلی بار والا آپ کو یاد ہو گا۔۔۔۔دوسری بار والا میں یاد کروا دیتی ہیں"۔۔۔۔۔۔جعفر صاحب دم سادھے انہیں سن رہے تھے۔۔۔۔۔سورج اب کچھ کچھ کھڑکی سے دکھائی دینے لگا تھا۔۔۔۔۔کرنیں ہال کو روشن کر رہی تھیں۔۔۔۔۔

"ابھی جو کچھ دنوں پہلے اسکی کلائی کٹی تھی۔۔۔۔وہ بھی اس نے اس لڑکی کی وجہ سے ہی کاٹی تھی۔۔۔۔۔اور پتہ ہے وجہ کیا تھا اتنا بڑا قدم اٹھانے کی"۔۔۔۔۔؟؟انہوں نے رک کر سوال کیا پر وہ خاموش رہے۔۔۔۔ان کی آنکھیں اپنی بیوی پہ جمی تھیں۔۔۔۔۔

وجہ صرف یہ تھی کہ وہ ضامن سے ناراض ہوگئی تھی۔۔۔۔۔۔مان نہیں رہی" تھی۔۔۔۔اور ضامن نے اپنی کلائی کاٹ لی۔۔۔۔۔جعفر اسکی بھلائی اس لڑکی کے ساتھ ہے اپنی مرضی نہ تھوپیں اس پہ"۔۔۔۔۔۔وہ اپنی بات مکمل کرکے تیز قدموں سے ہال سے نکل گئیں۔۔۔۔۔۔جعفر صاحب شاکی نظروں سے انہیں ڈائننگ ہال سے نکلتے دیکھتے رہ گئے۔۔۔۔۔۔۔۔سورج کھڑکی سے اب اندر جھانک رہا تھا۔۔۔۔دھوپ جعفر صاحب کے ایک کاندھے تک آگئی تھی۔۔۔۔۔وہ شل بیٹھے تھے۔۔۔۔۔

_____&&&&&&&&&&&&_____

لاہور کی پرانی منزل پہ سورج اپنی روشنی کیے ہوا تھا۔۔۔۔۔کیرت آفس کے لیے جا چکی تھی۔۔۔۔۔آج علیزہ نے کالج سے چھٹی کی تھی۔۔۔۔۔۔اور اب وہ اوپر آئی ہوئی تھی۔۔۔۔۔آنے سے پہلے دادی کو کہہ کر آئی تھی۔۔۔۔

یہ جو آپی اوپر جا کر سوتی ہیں ضروری اوپر سے ہی کچھ ملے گا"۔۔۔۔۔۔دادی نے اسے" آل دا بیسٹ کہتی نظروں سے دیکھا تو وہ اوپر آگئی۔۔۔۔۔سی آئی ڈی کی طرح اس نے ایک ایک دیوار کو دیکھا۔۔۔۔پھر چلتی کمرے میں آئی۔۔۔۔۔سب سے پہلے اس نے کمرے میں رکھا کیرت کا بستر کھنگالا۔۔۔۔۔پر اس میں سے سوائے کریم کی ڈبی کے علاوہ کچھ نہ نکلا۔۔۔۔۔کریم کی ڈبی دیکھ کر بھی علیزہ نے سینے پہ ہاتھ رکھا۔۔۔۔

یا اللہ اوپر آ کر کریمیں لگائی جاتیں ہیں تبھی تو میں کہوں یہ دن بدن رنگ کیوں نکھرتا جا رہا" ہے یا میرے مولا آپی کتنی

چالو ہیں" ۔۔۔۔۔۔ اسنے کریم کی ڈبی اپنی ہتھیلی میں رکھ لی ۔۔۔۔ کیونکہ اب وہ علیزہ ہو گئی تھی ۔۔۔۔۔۔

وہ کمرے میں ایک ایک چیز کو دیکھ رہی تھی ۔۔۔۔۔ پر کچھ نہ ملا ۔۔۔ وہ جانے لگی ۔۔۔۔ پر پھر رک گئی ۔۔۔۔۔ واپس آئی ۔۔۔۔۔

اسے کھول کر دیکھتی ہوں" ۔۔۔۔۔۔ وہ الماری کے سامنے کھڑی ہو کر بولی" تھی ۔۔۔۔۔ وقت نہ ضائع کرتے اسنے چابیاں ڈھونڈیں اور تالا کھولا ۔۔۔۔ دھڑکتے دل سے الماری کے دروازے ہٹائے ۔۔۔۔۔۔ اور الماری کے کھلتے ہی اسکی آنکھیں بھی پوری کھل گئیں ۔۔۔۔۔۔ کچھ دیر وہ حیرت سے پھٹی آنکھوں سے الماری کو دیکھتی رہی ۔۔۔۔۔۔ پھر مسکرائی ۔۔۔۔۔ فاتحانہ ۔۔۔۔۔۔ آخر اسے بہت کچھ مل گیا تھا الماری سے ۔۔۔۔۔۔۔۔۔

_____&&&&&&&&&&&&&&_____

دوپہر کا وقت تھا آفس کی میں اسٹاف لنچ کے لیے جا رہا تھا تبھی کیرت کے کیبن کا دروازہ کھلا۔۔۔۔۔

آؤ ہارٹ بیٹ لنچ کرنے چلتے ہیں"۔۔۔۔۔وہ شوخ لہجے سے بولتا اندر داخل ہوا" تھا۔۔۔۔۔سفید پینٹ پہ سکائے بلیوں ٹی شرٹ کے ساتھ سلیولیس بلیک جیکٹ پہن کر وہ پینٹ کی جیبوں میں ہاتھ ڈالے اسکے سامنے آکر کھڑا ہو گیا۔۔۔۔۔سبز مائل آنکھیں کیرت پہ جمی تھیں۔۔۔۔بال ماتھے پہ بکھرے چمک رہے تھے کیرت نے ایک نظر اٹھا کر اسے دیکھا۔۔۔۔۔۔

میں نہ آؤں تو"۔۔۔۔۔؟؟ اسنے صرف پوچھا۔۔۔۔بس ویسے ہی۔۔۔۔"

تو میں تمہارا ہاتھ پکڑوں گا اور زبردستی لے جاؤں گا سمپل"۔۔۔۔۔۔وہ بے نیازی سے" بولا۔۔۔۔۔چہرے پہ مسکراہٹ تھی گالوں پہ ٹمپلز۔۔۔۔۔۔۔کیرت گہرا سانس لے کر کھڑی ہو گئی۔۔۔۔۔۔

پرس ہاتھ پہ لٹکایا اور اسکے پاس آگئی۔۔۔۔۔۔بلیک قمیص شلوار اور ہم رنگ دوپٹے کو سینے پہ پھیلا کر اسنے بالوں کی چٹیا بنائی ہوئی تھی۔۔۔۔آنکھوں میں سرما اور لبوں پہ ہلکی سی لپ گلوز۔۔۔۔۔۔

تمہارا لاکٹ کہاں ہے"۔۔۔۔۔؟؟ اسنے کیرت کی گردن سنسان دیکھی تو پوچھنے لگا۔۔۔۔۔ کیرت نے پرس میں ہاتھ ڈالا۔۔۔۔۔ اور لاکٹ نکال کر اسکے سامنے کر دیا۔۔۔۔۔

میں نے کہا تھا اسے تم نہیں اتارو گی"۔۔۔۔۔۔ اسکے چہرے کی مسکراہٹ غائب ہو گیا۔۔۔۔۔ چہرہ سنجیدہ ہو گیا۔۔۔۔۔

پہنے رکھتی اگر میرے آگے پیچھے کوئی نہ ہوتا۔۔۔۔۔ جو مجھ سے پوچھ گچھ نہ کرتا کہ یہ اتنا مہنگا لاکٹ راتوں راتوں میرے پاس کہاں سے آگیا"۔۔۔۔۔؟ ضامن نے بھنویں سکوڑیں۔۔۔۔۔

تو تم بتا دو کہ یہ میں نے دیا ہے"۔۔۔۔۔۔ اسنے شانے اچکائے تھے۔۔۔۔ کیرت نے سر جھٹک دیا۔۔۔۔۔ وہ کسے بتا رہی ہے۔۔۔۔۔ جو کبھی نہیں سمجھے گا۔۔۔۔۔۔۔

اب نہیں اتاروں گی"۔۔۔۔۔ کیرت نے دوبارہ لاکٹ پہن لیا۔۔۔۔۔ ضامن اسکے سامنے آیا۔۔۔۔۔ کیرت نے نظریں اٹھا کر اسے دیکھا۔۔۔۔۔ وہ اپنا ہاتھ کیرت کے چہرے کے پاس لایا۔۔۔۔۔ اور اسکے گال پہ چٹکی بھری۔۔۔۔۔

مائی ہارٹ بیٹ"۔۔۔۔۔۔ کیرت اسکی حرکت پہ جھینپ کر رہ گئی۔۔۔۔ پر وہ اسکا ہاتھ پکڑ کر اسے کیبن سے باہر لے گیا تھا۔۔۔۔۔۔

_____&&&&&&&&&&&&&&&&&&_____

لاہور پہ شام اتر رہی تھی۔۔۔۔۔۔جب وہ اپنی گلی میں داخل ہوئی۔۔۔۔۔آج بھی اسے وہ گھنگھرالے بالوں اور گہری مونچھے داڑھی والا شخص اپنے پیچھے آتا دکھائی دیا تھا۔۔۔۔۔کیرت نے فوراً ٹیکسی پکڑی اور اس میں بیٹھ گئی۔۔۔۔۔کچھ دور جا کر اسنے ٹیکسی کی کھڑکی سے گردن نکال کر پیچھے دیکھا تو وہ نہ تھا۔۔۔۔کیرت نے سکون کا سانس لیا۔۔۔۔اور اسی سکون سے اپنی گلی کے نکڑ پہ اتر گئی۔۔۔۔۔وہ جلدی جلدی قدم اٹھاتی اپنے گھر پہنچ گئی تھی۔۔۔۔۔صحن میں کھڑا نیم کا درخت اسے گھورنے لگا۔۔۔۔۔کیرت نے ایک نظر اسے پہ ڈالی۔۔۔۔۔۔اور ساتھ چڑیا کے گھونسلے پہ۔۔۔۔۔چڑیا آج پھر لاپتہ تھی۔۔۔۔۔۔کیرت گھونسلہ دیکھتی بڑے کمرے میں آ گئی۔۔۔۔۔چادر اتاری پرس رکھا۔۔۔۔اور پلٹی۔۔۔۔۔خطرے کی گھنٹی اسکے اندر بجنے لگی۔۔۔۔۔امی دادی اور علیزہ تخت پہ بیٹھی تھیں۔۔۔۔سر جوڑ کر۔۔۔۔۔اور اسے گھور رہی تھیں۔۔۔۔۔کیرت نے پہلے دادی کا چہرہ دیکھا۔۔۔۔جس پہ دبی دبی مسکان تھی۔۔۔آنکھوں میں لکھا تھا پکڑی گئی نا اچھال چھکے"۔۔۔۔کیرت نے دادی کی آنکھیں پڑھ کر تھوک نگلا پھر علیزہ کو" دیکھا۔۔۔۔۔جس کی ایک بھنو زرا سی اوپر تھی چہرے پہ فاتحانہ مسکراہٹ جو کہہ رہی تھی

ہاں تو ہم سے چھپائیں گی آپ۔۔۔؟؟ ہم سے۔۔۔۔؟؟ ہونہہ سوچ ہے آپ"
کی"۔۔۔۔۔۔کیرت کا سانس اٹک گیا۔۔۔۔اس نے ڈرتے ڈرتے امی کو
دیکھا۔۔۔۔۔امی سنجیدگی سے اسے دیکھ رہی تھیں۔۔۔۔۔

آنکھیں اداس تھیں۔۔۔۔۔"ہماری محبت کا یہ صلہ دیا تم نے"۔۔۔۔۔؟امی کی بولتی
نظروں نے کیرت کا دل مسل دیا۔۔۔۔۔۔
ک۔۔۔کی۔۔۔۔کیا ہوا"۔۔۔۔۔؟؟اس نے خوف کی حالت میں"
پوچھا۔۔۔۔۔خطرے کی گھنٹی زور زور سے بجنے لگی دل کی دھڑکنوں کے
ساتھ۔۔۔۔۔دھک دھک۔۔۔ٹن ٹن۔۔۔۔۔
اوپر کون آوے ہے ناہنجار"۔۔۔۔۔؟؟دادی پھنکاریں۔۔۔۔۔کیرت کا دم نکل"
گیا۔۔۔۔۔دل کیا دونوں ہاتھ کانوں پہ رکھ کر کہے۔۔۔۔
"نہیں یہ جھوٹ ہے"۔۔۔۔۔۔پر وہ یہ کر نہیں سکتی تھی۔۔۔۔کیونکہ چھت پہ تو"کوئی"
آتا تھا۔۔۔۔۔

بول منحوس، مکار، رزیل، کمینی"۔۔۔۔۔۔ دادی نے یہ گالیاں ایک ایک الگ الگ"
خوب انجوائے کر کے دیں۔۔۔۔۔۔ کیرت نے علیزہ کو دیکھا۔۔۔۔۔۔ آنکھوں
آنکھوں میں کہا۔۔۔۔
میری بہن کیا ڈھونڈ لائی تم اوپر سے"۔۔۔۔۔؟؟ علیزہ نے دانت باہر نکال"
لیے۔۔۔۔۔
میں نہیں بتاؤں گی"۔۔۔۔۔ نظروں میں ہی انکار کر دیا۔۔۔۔۔ کیرت نے افسوس سے"
اسے دیکھا پھر ہمت کر کے بولی۔۔۔۔۔
کو۔۔۔۔ کوئی۔۔۔۔ کوئی بھی نہیں۔۔۔۔۔ کس نے آنا ہے چھت پہ اور اگر کوئی آئے"
گا تو نیچے سے ہی ہو کر آئے گا نیچے والے نشہ پی کر تو سوتے نہیں جو کسی کو پتہ نہ چلے
دروازہ کھلنے کا"۔۔۔۔۔ بڑے ہی کمال سے کیرت نے جھوٹ بول دیا۔۔۔۔۔ دادی کچھ
پل کے لیے خاموش ہو گئیں۔۔۔ کیرت کی بات میں وزن تھا۔۔۔۔۔ امی نے علیزہ کو
دیکھا۔۔۔۔۔ علیزہ نے گردن ہلائی۔۔۔۔۔ یعنی میرے پاس ثبوت
ہے۔۔۔۔۔۔۔ اور کھڑی ہو کر نیلا شاپر اٹھا لائی لا کر تخت پہ الٹ دیا۔۔۔۔۔
تو پھر یہ کہاں سے آئیں"۔۔۔۔۔؟؟ کیرت چاکلیٹس دیکھ کر"

For more visit: https://exponovels.com/ mailto:exponovels@gmail.com

سناٹے میں چلی گئی۔۔۔۔۔امی نے سوال کیا تھا۔۔۔۔۔۔اس سے کچھ پل کے لیے سنبھلا نہ گیا۔۔۔۔۔

یہ۔۔۔۔ی۔۔۔۔یہ میں۔۔۔۔لائی تھی۔۔۔۔ہر روز لاتی تھی۔۔۔۔پر کھانے کا دل نہیں کرتا تھا تو اوپر الماری میں رکھ دیں اس میں کونسی بڑی بات ہے"۔۔۔۔۔اس نے اپنی امی کو دیکھا۔۔۔۔۔۔۔"آپ کو پتہ ہی ہے کہ مجھے بچپن سے چیزیں جمع کرنے کا شوق ہے"۔۔۔۔۔۔وہ اب کافی سنبھل چکی تھی۔۔۔۔۔بڑی صفائی سے جھوٹ بول رہی تھی۔۔۔۔۔علیزہ کی مسکراہٹ غائب ہوگئی۔۔۔۔۔کیرت کی صفائی اسکی بے گناہی کے لیے کافی تھی۔۔۔۔یہ بات سب جانتے تھے کہ وہ چیزیں لاکر جمع کرتی ہے۔۔۔۔۔۔۔۔امی نے علیزہ کو دیکھا۔۔۔۔۔افسوس سے ملال سے۔۔۔۔۔۔اور کھڑی ہو کر باہر چلی گئیں۔۔۔۔۔۔کیرت نے سکون کا سانس لیا۔۔۔۔دادی اور علیزہ اب اسے گھور رہی تھیں۔۔۔۔۔اب کی بار کیرت مسکرائی۔۔۔۔۔فاتحانہ۔۔۔۔۔بالوں کی لٹ نکال کر انگلی پہ لپیٹی۔۔۔۔۔۔۔

کوشش اچھی تھی میری بہن۔۔۔۔پر اپنی جاسوسی کا ہوم ورک اچھے سے کروگی تو ایک دن کامیاب بھی ہوجاؤگی"۔۔۔۔۔وہ چلتی علیزہ کے پاس آگئی۔۔۔۔۔علیزہ کچھ بولنے لگی۔۔۔۔۔کہ کیرت نے اسے خاموش ہونے کا اشارہ کیا۔۔۔۔

بولو مت سنو۔۔۔۔۔ بلکہ بتاؤ"۔۔۔۔ وہ خوشگوار لہجے سے اب بول رہی تھی۔۔۔۔"
بتاؤ ایش کیسا ہے"۔۔۔۔۔؟؟ کیرت کا سوال علیزہ پہ بم کی طرح"
گرا۔۔۔۔۔۔ ٹھا۔۔۔۔۔۔ علیزہ پوری گھوم گئی۔۔۔۔۔
ارے تم تو حیران ہو گئیں۔۔۔۔۔ اس میں حیران ہونے والی کونسی بات ہے۔۔۔۔؟"
کافی وقت ہو گیا ہے تمہیں تو اس سے بات کرتے"۔۔۔۔۔ کیرت نے کہہ کر ساری
چاکلیٹس شاپر میں ڈالیں۔۔۔۔ پھر دادی کو دیکھا۔۔۔

مبارک ہو آپ کا داماد ڈھونڈ لیا ہے آپ کی پوتی نے بالکل آپ پہ گئی ہے۔۔۔۔ آپ"
ہی کہتی تھیں نا"۔۔۔۔۔۔۔ وہ دبے الفاظ میں دادی کو دو نمبر کہہ گئی تھی۔۔۔۔ دادی کچھ
بولنے کی حالت میں نہ تھیں۔۔۔ اور علیزہ ابھی تک نہیں سنبھلی تھی۔۔۔۔ کیرت داخلی
دروازے کے پاس جا کر رک گئی۔۔۔۔۔
تم بھول رہی ہو ناولز پڑھنے تم نے مجھ سے ہی سیکھے ہیں۔۔۔۔ تو مجھ پہ نظریں مت رکھو"
اپنی فکر کرو"۔۔۔۔۔۔ کیرت کہہ کر کمرے سے نکل گئی۔۔۔۔ علیزہ نے پیچھے سے تخت
پہ مکا مارا۔۔۔۔۔۔ پر کیرت کمرے سے چلی گئی تھی۔۔۔۔۔۔۔

اوپر آکر اسنے گہرے گہرے سانس لیے۔۔۔۔ خود کو نارمل کیا اور چاکلیٹس دوبارہ الماری میں رکھ دیں۔۔۔۔۔ ساتھ ہی اس نے شکر ادا کیا کہ اس نے پھول پرسوں ہی سارے اٹھا کر باہر پھینک دیے تھے۔۔۔۔۔ اور جو پرچیاں تھیں۔۔۔۔ وہ اسکی کتابوں میں پڑی تھیں۔۔۔۔ اسے گڑیا اور لفافہ نہیں مل رہے تھے۔۔۔۔۔ وہ اگلے دن سے ہی غائب تھے۔۔۔ رات کو جہاں اسنے انہیں پھینکا تھا صبح وہ وہاں نہیں تھے اور کیرت کو انکی بھی ٹینشن تھی اب، اب اسے علم ہو گیا تھا کہ وہ علیزہ کا کام نہیں تھا۔۔۔۔ کوئی اور ہے اسکے پیچھے۔۔۔۔ شاید وہی جو کیرت کا پیچھا کرتا ہے۔۔۔۔ برہان۔۔۔۔۔ پر وہ ایسا کیوں کر رہا ہے یہ بات کیرت کی سمجھ سے باہر تھی۔۔۔۔۔۔ اسنے سر جھٹکا اور ساری چاکلیٹس الماری میں رکھ کر تالا لگایا۔۔۔۔ پھر باہر آ گئی۔۔۔۔۔ شام ڈھل کر رات میں بدل رہی تھی۔۔۔۔۔ چاند نکل آیا تھا۔۔۔۔۔۔ پر چکور نہ آیا تھا۔۔۔۔۔ کیرت چاند دیکھ کر اداس ہو گئی تھی۔۔۔۔۔ اسے چکور یاد آنے لگا تھا۔۔۔۔۔۔۔

_____&&&&&&&&&&&&&&&&&&_____

_____

اس روز جب وہ آفس آئی تو ریسپشنسٹ نے اسے کہا۔۔۔۔

سر کے کیبن میں چلی جائیں"۔۔۔۔۔۔کیرت نے گردن ہلادی۔۔۔۔"
وہ ضامن کے کیبن میں داخل ہوئی تو ٹھٹک کر رک گئی۔۔۔۔۔پاور چیئر پہ کوئی اور بیٹھا تھا
جس کی پشت کیرت کی جانب تھی۔۔۔۔کیرت نے دروازہ ناک کیا۔۔۔۔۔
آجاؤ"۔۔۔۔۔نسوانی آواز اسے الجھا گئی کیرت قدم قدم چلتی آگے بڑھی۔۔۔۔پاور"
چیئر بھی گھومنے لگی۔۔۔۔۔کیرت کے وہاں تک پہنچتے چیئر پہ بیٹھی ضامن کی ممی کا چہرہ
اس کے سامنے تھے۔۔۔۔۔کیرت چہرہ دیکھتے ہی پہچان گئی تھی کہ یہ ضامن کی امی
ہیں۔۔۔۔۔۔اسے سمجھ نہ آیا کہ کیا کہے۔۔۔۔۔خاموشی سے کھڑی
ہوگئی۔۔۔۔۔ضامن کی ممی نے کھڑے ہوکر کیرت کو اوپر سے نیچے تک
دیکھا۔۔۔۔۔چہرے کے تاثر بدل گئے۔۔۔۔۔
تم ہو وہ جسے میرا بیٹا پسند کرتا ہے"۔۔۔۔۔۔؟؟انکا انداز عجیب تھا۔۔۔۔۔۔کیرت کو"
انکا یہ پوچھنا اچھا نہ لگا۔۔۔۔۔جیسے ضامن کی ممی کو کیرت نہیں لگی
تھی۔۔۔۔۔اچھی۔۔۔۔۔انکا بیٹا کہاں اور یہ کہاں۔۔۔۔۔۔بے جوڑ۔۔۔۔۔انہوں
نے دل میں سوچا۔۔۔۔۔اس لڑکی کے لیے ہمدردی جو انکے دل میں یہاں آنے سے
پہلے تھی کیرت کو دیکھتے ہی وہ سب اڑن چھو ہوگئی۔۔۔۔۔
انکے سوال پہ کیرت خاموش رہی۔۔۔۔۔انہوں نے کرسی کی طرف اشارہ کیا۔۔۔۔

بیٹھو"۔۔۔۔۔۔کہہ کر وہ خود دوبارہ چئیر پہ بیٹھ گئیں۔۔۔۔۔۔کیرت خاموشی سے کرسی پہ بیٹھ گئی۔۔۔۔۔

"مجھے دیکھ کر حیران تو ہو گئی ہوں گی تم۔۔۔؟ پر خیر کوئی بات نہیں میں تم سے ملنا چاہتی تھی اس لیے اتنی صبح آفس

آ گئی۔۔۔۔۔وہ ابھی سو رہا تھا۔۔۔۔۔تو میں نے کہا میں جا کر تمہیں کمپنی دے دیتی ہوں"۔۔۔۔۔۔۔وہ کیرت کو چبھتی نظروں سے دیکھ رہی تھیں۔۔۔۔۔۔اسے انکی نگاہیں خود میں تیر کی طرح اترتی محسوس ہوئیں۔۔۔۔۔اسکے کسی قسم کا جواب نہ دینے پہ ضامن کی ممی دوبارہ بولیں۔۔۔۔

"میں جھوٹ نہیں بولتی۔۔۔۔۔میں نے سوچا تھا تم کوئی بہت خوبصورت لڑکی ہو گی جسے دیکھ کر میرا بیٹا پاگل ہو گیا ہے۔۔۔۔۔پر تم میں تو ایسا کچھ بھی نہیں ہے جسے دیکھ کر کوئی اتنا دیوانہ ہو۔۔۔۔۔سوائے آنکھوں کے"۔۔۔۔۔وہ مسکائیں۔۔"تمہاری آنکھیں خوبصورت ہیں بڑی بڑی"۔۔۔۔۔۔انکی باتیں کیرت کو دکھ پہنچا رہی تھیں۔۔۔۔۔انکا یہ طنز۔۔۔۔اسکے دل پہ کسی زنگ آلود کھنجر کی طرح چل رہا تھا۔۔۔۔۔۔کیرت کا خون ابلنے لگا تھا۔۔۔۔۔انہیں کوئی حق نہیں ہے کہ وہ کیرت میں نقص نکالیں۔۔۔۔۔

تم بھی میرے بیٹے سے محبت کرتی ہو"۔۔۔۔۔؟ثریا نے کیرت سے سوال "
کیا۔۔۔۔کیرت نے نظریں اٹھا کر انہیں دیکھا۔۔۔۔۔نظروں میں انگارے سے جلنے
لگے تھے
نہیں میں آپ کے بیٹے سے محبت کیا اسے پسند بھی نہیں کرتی"۔۔۔۔۔۔کیرت کے "
جواب پہ انکے چہرے پہ تلخی زدہ مسکراہٹ آگئی۔۔۔۔۔۔
تمہیں کیا ضرورت ہے محبت کرنے کی میرے بیٹے کی محبت کافی ہے تم کرو نہ "
کرو۔۔۔۔پر وہ تو مرا جا رہا ہے تمہارے پیچھے "۔۔۔۔۔۔
میں نے نہیں کہا اسے کہ وہ مجھ پہ مرے۔۔۔۔۔میں تو چاہتی ہوں وہ زندہ "
رہے۔۔۔۔خوش رہے۔۔۔۔کسی اور کے ساتھ رہے۔۔۔۔میں

جانتی ہوں میں اسکے لائق نہیں ہوں "۔۔۔۔۔۔
تو پھر اسے کہہ کیوں نہیں دیتیں کہ وہ تمہارا پیچھا چھوڑ دے "۔۔۔۔۔انہوں نے ٹیبل پہ "
ہاتھ مارا۔۔۔۔۔لہجہ سخت ہو گیا تھا۔۔۔۔کیرت کا دل بری طرح دھڑکنے لگا۔۔۔۔۔پر
اس نے اپنے حواس پہ قابو رکھا۔۔۔۔۔ہمت سے بولی

آپ کو کیا لگتا ہے میں نے کہا نہیں ہوگا۔۔۔۔؟ ایک بار نہیں ہزار بار کہہ چکی"
ہوں۔۔۔۔۔ اور کہتی رہوں گی۔۔۔۔۔ پر وہ خود کو ختم کرنے کی دھمکی دیتا
ہے۔۔۔۔۔ میں نے تو آفس بھی چھوڑ دیا تھا۔۔۔۔۔ وہ زبردستی واپس لایا ہے
مجھے"۔۔۔۔۔۔۔ کیرت ابھی آگے بولتی کہ ضامن کی ممی نے اسکی بات کاٹی۔۔۔۔
اور تم اسکی زبردستی سے ناراض ہوگئیں تو اس نے اپنی کلائی کاٹ لی"۔۔۔۔ کیرت"
نے نظریں جھکالیں۔۔۔۔ بات مکمل ہو چکی تھی۔۔۔۔
تم کس حق سے اس سے ناراض ہوئی تھیں۔۔۔۔؟ تمہاری وجہ سے وہ دوبار مرتا مرتا بچا"
ہے"۔۔۔۔۔۔ وہ غرائی تھیں۔۔۔۔۔ کیرت نے چونک کر اوپر نظریں کیں۔۔۔
دوبار"۔۔۔۔؟؟ اس نے الجھ کر پوچھا۔۔۔۔"
ہاں دوبار۔۔۔۔ ایک بار جب اس نے تمہیں اسکول میں پھول دیا تھا۔۔۔۔۔ اور اسکے"
ڈیڈ نے اسے تم سے دور رکھنے کے لیے کمرے میں بند کر دیا تھا تب اس نے نیند کی گولیاں
کھالی تھیں۔۔۔۔۔ تب وہ بہت مشکل سے بچا تھا۔۔۔۔۔۔ اسکی حالت کو دیکھتے ہی ہم
نے اسے دس سال خود سے دور رکھا۔۔۔۔۔ پر وہ دوبارہ آگیا۔۔۔۔ اور آکر تمہیں بھی
ڈھونڈ لیا۔۔۔۔ پر اب میری بات سن لو"۔۔۔۔۔۔ وہ کرسی سے کھڑی ہو کر کیرت پہ

جھکیں۔۔۔۔۔ "میرے بیٹے سے دور جانے کا سوچنا بھی مت۔۔۔۔۔۔ یا تو اسے خود سے بدظن

کردو کہ وہ تمہیں چاہنا چھوڑ دے یا اسکی ہو جاؤ۔۔۔۔۔ میں اپنے بیٹے کی خاطر تم جیسا کڑوا گھونٹ پی لوں گی"۔۔۔۔۔۔۔۔۔ کیرت کا دل کیا زمین پھٹ جائے اور وہ اس میں سما جائے۔۔۔۔۔ ضامن کی ممی کہہ کر کیبن سے نکل گئی تھیں۔۔۔۔ کیرت کا چہرہ دھواں دھواں ہو گیا تھا۔۔۔۔۔۔

_____&&&&&&&&&&&&&&&&&&_____

وہ اپنے کمرے میں بیڈ پہ بیٹھی تھیں۔۔۔۔۔ کیرت کا چہرہ انکے سامنے تھا۔۔۔۔۔ ضامن نے اسے پسند کیا۔۔۔۔؟؟؟ اسے۔۔۔۔؟؟ انہوں نے گردن ناں میں ہلائی۔۔۔۔۔ "میرے بیٹے کے ساتھ وہ کہاں جچے گی۔۔۔۔؟؟؟ نہیں میں اپنے بیٹے کو اندھی کھائی میں گرنے نہیں دوں گی۔۔۔۔۔ میں ضامن کو سمجھاؤں گا۔۔۔۔۔ ورنہ اس لڑکی کو ہی راستے سے ہٹا دوں گی۔۔۔۔۔ نہ ہو گی وہ نہ ضامن اسے حاصل کرنے کی ضد کرے گا"۔۔۔۔۔۔ ثریا سوچتی کھڑی ہو گئیں تھیں۔۔۔۔۔۔۔ وہ بہت جلد اب اس کیرت کا کچھ کریں گی انہوں نے سوچ لیا تھا۔۔۔۔۔۔ وہ اپنے کمرے سے نکل کر باہر

آئیں تو سامنے لاؤنج سے آتا ضامن انہیں نظر آیا۔۔۔۔۔وہ اپنی ممی کو دیکھ کر انکے پاس گیا۔۔۔۔

آپ آج آفس گئی تھیں ممی"۔۔۔۔۔؟؟ وہ خوش لگتا تھا۔۔۔۔۔۔اسکی ممی نے بس" سر ہلادیا۔۔۔۔چہرے پہ ضامن کا مسکراتا چہرہ دیکھ مسکان آگئی تھی۔۔۔۔۔

اس سے ملنے گئی تھیں"۔۔۔۔۔؟؟"

ہاں"۔۔۔۔"

پھر کیسی لگی وہ"۔۔۔۔۔؟ وہ چمکتی آنکھوں سے پوچھ رہا تھا۔۔۔۔اسکی ممی نے اسکا" چہرہ اپنے ہاتھوں میں لے لیا۔۔۔۔۔

جیسی تمہیں لگتی ہے"۔۔۔۔۔۔۔ضامن نے اپنی ممی کے ہاتھ تھام"

لیے۔۔۔۔۔

ممی اسکے گھر جائیں میں اسے جلد از جلد اپنا بنانا چاہتا ہوں"۔۔۔۔۔۔۔"

اس نے بتایا ہے تمہیں میرے آفس آنے کا"۔۔۔۔۔؟؟ انہوں نے ضامن کا سوال" نظر انداز کر دیا تھا۔۔۔۔۔ضامن نے ناں میں گردن ہلائی۔۔۔۔

For more visit: https://exponovels.com/ mailto:exponovels@gmail.com

پریشے آج جلدی چلی گئی تھی۔۔۔ میرے جانے سے پہلے۔۔۔۔۔ پر مجھے اسٹاف نے "
بتایا تھا کہ آپ آئی تھیں۔۔۔۔ پھر میں نے اسے فون کیا تو وہ بتا رہی تھی کہ اسکے گھر میں
کوئی کام تھا اس لیے چلی گئی۔۔۔۔ آپ کی بہت تعریف کر رہی تھی ممی
پریشے "۔۔۔۔۔۔۔ وہ کھلے ہوئے چہرے سے انہیں اب کیرت کی کہی باتیں بتا رہا
تھا۔۔۔۔ ثریا چپ کر کے سنتی رہیں۔۔۔۔۔۔ جب وہ چپ ہو گیا تو اسکی ممی نے اس سے
پوچھا۔۔۔۔۔
اگر اسے کچھ ہو جائے تو زندہ رہ لو گے ضامن "۔۔۔۔۔؟؟ ضامن نے نا سمجھی سے اپنی "
ممی کو دیکھا۔۔۔۔۔۔
یہ کیسا سوال ہے "۔۔۔۔۔؟؟"
بتاؤ اگر قدرت تمہیں اس سے جدا کر دے تو رہ لو گے اس کے بغیر "۔۔۔۔۔؟؟ انہوں "
نے اپنا سوال دہرایا۔۔۔۔ ضامن نے لب بھینچ کر انہیں دیکھا۔۔۔۔۔
اسے کبھی بھی کچھ نہیں ہو گا۔۔۔۔۔ اور اگر ہو گیا تو مجھے بھی موت سے ڈر نہیں لگتا "
ممی "۔۔۔۔۔ وہ سرد مہری سے بولا تھا اسکی ممی مسکرا دیں۔۔۔۔

For more visit: https://exponovels.com/ mailto:exponovels@gmail.com

اسے کبھی کچھ نہیں ہوگا۔۔۔۔اسے تمہارے لیے ہی بنایا گیا ہے میں جاؤں گی اسکے گھر" تم اسے بتا دینا"۔۔۔۔۔۔انہوں نے ضامن کا گال چوم کر کہا۔۔۔۔ضامن کے چہرے پہ رنگ بکھر گئے۔۔۔۔وہ

اپنی ممی کے سینے سے لگ گیا تھا

_____&&&&&&&&&&&&&&_____

یہ شام لاہور کو اپنی بانہوں میں بھر رہی تھی۔۔۔۔۔چھٹی کا وقت ہوگیا تھا۔۔۔۔۔۔اسٹاف جا چکا تھا۔۔۔۔۔کیرت کچھ فائلیں ترتیب دے کر اپنے کیبن سے نکل کر ضامن کے کیبن میں چلی گئی۔۔۔۔آج آفس میں بہت کام تھا۔۔۔۔۔تین میٹنگز ضامن کے ساتھ بھگتا کر کیرت بہت تھک گئی تھی۔۔۔۔۔وہ گھر جانا چاہتی پر یہ فائلیں ضامن کے کیبن میں رکھنا ضروری تھیں اس لیے وہ فائلیں اٹھا کر ضامن کے کیبن کے دروازے تک آئی۔۔۔۔۔دروازہ ناک کر کے اجازت مانگی تو تھکا ہارا کرسی پہ بیٹھا ضامن مسکرا دیا۔۔۔۔۔

کیرت سپاٹ چہرے سے اندر داخل ہوگئی۔۔۔۔اسنے ضامن پہ ایک نظر ڈالی پھر فائلیں الماری میں ترتیب سے رکھ کر جانے لگی کہ وہ اسکے عقب سے بولا۔۔۔۔

سنور کو مجھے تم سے بات کرنی ہے پریشے "۔۔۔۔۔"
سوری سر مجھے گھر جانا ہے پہلے ہی بہت دیر ہو گئی ہے آفس کا سارا اسٹاف جا چکا"
ہے "۔۔۔۔۔ اس نے پلٹنے کی زحمت نہ کی اپنا پرس ہاتھ پہ درست کیا اور کیبن سے نکلنے
لگی ابھی وہ دروازے تک ہی پہنچی تھی کہ ضامن نے اسکا ہاتھ پکڑ کر اسکا چہرہ اپنی جانب
کیا۔۔۔
یہ کیا کر رہے ہیں آپ چھوڑیں میرا ہاتھ "۔۔۔۔۔ وہ ضامن کے اس عمل پہ گھبرا گئی"
اس نے اپنا ہاتھ چھڑوانے کی کوشش کی پر ضامن کی گرفت مضبوط تھی اور اس کے بڑھتے
قدم کیرت کے قدم پیچھے کر رہے تھے اسکی پشت کیبن کے کانچ

کے دروازے سے جا لگی ضامن نے اسکا ہاتھ چھوڑ دیا تھا۔۔۔۔
میں نے تم سے بات کرنی ہے "۔۔۔۔۔ کیرت کی سرد مہری اسے غصہ دلا گئی"
تھی۔۔۔۔۔ اس نے کیرت کے دونوں اطراف کانچ کے دروازے پہ ہاتھ رکھے اور اسکی
طرف جھک کر کہا تھا اس کے اتنے قریب ہونے سے کیرت کا جیسے دم نکلنے لگا ہو۔۔۔۔

مجھے آپ سے کوئی بات نہیں کرنی مجھے جانے دیں"۔۔۔۔۔۔۔وہ خشک لہجے سے بولی تھی۔۔۔۔۔ضامن کا چہرہ دیکھتے ہی اسے اسکی ممی کی باتیں یاد آنے لگیں اور اپنی بے عزتی بھی۔۔۔۔۔

ضامن اسکی آنکھوں میں دیکھ رہا تھا۔۔۔۔۔

"ہاں جانتا ہوں تم نے بات نہیں کرنی پر میں نے کرنی ہے میری ممی کچھ دنوں میں تمہارے گھر پرپوزل لے کر آئیں گئی"۔۔۔۔۔۔کیرت کو دھچکا لگا۔۔۔۔۔۔وہ غرائی "کیا بکواس کر رہے ہیں آپ"۔۔۔؟؟کیرت ابھی اور کچھ کہتی کہ اسنے کیرت کی بات کاٹی۔۔۔

"ہاں میں بکواس ہی کر رہا ہوں پر یہ بکواس مذاق نہیں ہے"۔۔۔وہ سرد لہجے سے بولا تو کچھ دیر کے لیے کیرت کی زبان کو تالا لگ گیا۔۔۔۔۔پھر وہ ہمت کر کے بولی۔۔۔۔۔

"میں کل سے آفس نہیں آؤں گی میں رزائن کر رہی ہوں"۔۔۔۔۔اس نے اپنے آفس چھوڑنے کی دھمکی ایسے دی تھی جیسے وہ اس کی دھمکی سے ڈر جائے گا پر وہ اسکی بات پہ مسکایا۔۔۔۔۔۔

"تم آفس بھی آؤ گی اور میرا بھیجا پرپوزل بھی ایکسیپٹ کرو گی"۔۔۔اس کے لہجے میں کمال کا اعتماد تھا اور اسکا یہ اعتماد نہ چاہتے ہوئے بھی کیرت کو تپا گیا۔۔۔۔۔

For more visit: https://exponovels.com/ mailto:exponovels@gmail.com

میں نہ آفس آؤں گی نہ ہی پرپوزل ایکسپٹ کروں گی"

سمجھے آپ"۔۔۔؟اس نے دوٹوک لہجے میں کہا۔۔۔۔۔
تم یہ دونوں کام کروگی ورنہ"۔۔۔۔وہ بڑے سکون سے بول رہا تھا۔۔۔"
ورنہ کیا"۔۔؟"کیا کریں گے آپ"۔۔؟؟وہ بے اختیار غصے سے چلائی۔۔"
ہمممم ورنہ"۔۔۔۔وہ اتنا کہہ کر کچھ دیر خاموش رہا پھر بولا"ورنہ میں تمہیں اٹھا کر لے جاؤں گا سمپل"۔۔۔۔ضامن اپنا دایاں ہاتھ کانچ کے دروازے سے ہٹا کر اسکے چہرے کے قریب لایا اور نرمی سے اسکی ناک پکڑ کر ہلائی پھر مسکراتا ہوا دوسرے دروازے سے باہر نکل گیا۔۔۔
میرا لیپ ٹاپ اٹھاتی لانا میں نیچے گاڑی میں تمہاری انتظار کر رہا ہوں"۔۔۔۔۔"
ضامن نے جاتے جاتے کہا اور وہ پتھر کی بنی دروازے کے ساتھ لگی کھڑی تھی جسم میں جیسے خون نے گردش چھوڑ دی ہو۔۔۔۔۔۔وہ اب کیا کرے گی۔۔۔۔؟؟یہ شخص کسی صورت اسکی نہیں مانتا اور کل جو کچھ اسکی ممی کہہ کر گئیں اس سے کیرت اندر تک زخمی ہوگئی تھی۔۔۔۔۔کیا اسکے گھر والے کم تھے اسے کم تر کہنے اسکے کم صورت ہونے کا

For more visit: https://exponovels.com/ mailto:exponovels@gmail.com

جتانے کے لیے جو ضامن کی ممی بھی اسے کل اتنی سنا گئیں۔۔۔۔۔انکی نظروں کی حقارت اور چبھن نے کیرت کو پوری رات بے چین رکھا تھا۔۔۔۔۔

_____&&&&&&&&&&&&&&&&&_____

باب آٹھواں

سب طلسم ہے

میں نے سایوں کا پیچھا کیا۔۔۔۔

اور اندھیروں میں کھو گیا۔۔۔۔

اندھیروں میں مجھے لوگ ملے۔۔۔۔

ان لوگوں کے کئی چہرے تھے۔۔۔

وہ بات بات بدلتے تھے۔۔۔۔۔

کبھی ہمدرد بنتے تو کبھی غمگسار۔۔۔۔

انکے چہروں پہ کچھ نہ تھا۔۔۔۔

صرف ہمدردی اور سچائی تھی۔۔۔۔

میں نے وقت کے ساتھ سب مانا۔۔۔

ان چہروں کو بھی سچ مانا۔۔۔۔

پر پھر ایک روشن دن ہوا۔۔۔

اس دن پھر کچھ یوں ہوا۔۔۔۔

مجھے چہرے پڑھنے آنے لگے۔۔۔۔

مجھے اس وقت پھر معلوم ہوا۔۔۔۔

یہ جو سارے چہرے ہیں۔۔۔۔

اور ان پہ جو ہمدردی ہے۔۔۔۔

یہ سچ نہیں سب طلسم ہے۔۔۔۔

میرے قریب ہی میرے رقیب ہیں۔۔۔

جو میری جڑیں کاٹ رہے ہیں۔۔۔۔

جو مجھے گرانے، جھکانے میں لگے ہیں۔۔۔۔

For more visit: https://exponovels.com/ mailto:exponovels@gmail.com

وہ اسکا لیپ ٹاپ اٹھا کر آفس سے باہر آئی تو وہ سامنے گاڑی میں بیٹھا تھا۔۔۔۔ فرنٹ سیٹ کا دروازہ اسنے کیرت کے لیے کھول دیا تھا۔۔۔۔۔ وہ بے تاثر چہرے سے چلتی گاڑی تک آئی کھلے دروازے سے لیپ ٹاپ پٹخنے کے انداز سے سیٹ پہ رکھا اور چادر کا پلو زور سے اپنے کاندھے پہ ڈال کر سیدھی چلنے لگی۔۔۔۔۔۔ وہ جو مسکرا رہا تھا۔۔۔۔۔ اسکی مسکان اڑن چھو ہو گئی۔۔۔۔۔ وہ تیزی سے گاڑی کا دروازہ کھول کر باہر آیا۔۔۔۔۔ کیرت نے رفتار بڑھا لی۔۔۔۔۔ ضامن بھاگ کر اسکے سامنے آیا۔۔۔۔۔ گاڑی میں بیٹھو"۔۔۔۔۔ اسنے ضامن کو دیکھا بھی نہیں۔۔۔۔۔ سنا تو کیا ہو" گا۔۔۔۔۔ دوسری طرف ہوئی اور پھر سے چلنے لگی۔۔۔۔۔ وہ چند ثانیے رکا۔۔۔۔۔۔ یہ وہ کیرت نہیں تھی۔۔۔۔۔ جس سے وہ بہت دنوں سے مل رہا تھا۔۔۔۔ کیا ہوا ہے"۔۔۔۔؟ اسنے اب کی بار بڑھ کر اسکی کلائی تھامی تھی۔۔۔۔ کیرت نے سرد" نظروں سے ضامن کو دیکھا۔۔۔۔۔ سختی سے اپنے دوسرے ہاتھ سے اپنی کلائی چھڑائی اور بغیر کچھ کہے چلنے لگی وہ سڑک پہ آ گئی گاڑیاں سڑک پہ رواں تھیں۔۔۔۔۔ کیرت نے ایک ٹیکسی کو ہاتھ بلند کر کے روکا۔۔۔۔۔۔۔ ٹیکسی رک گئی۔۔۔۔ اور اسکا ہوا میں بلند ہاتھ ضامن سختی سے پکڑ چکا تھا۔۔۔۔ پوری قوت سے اسے اپنی طرف کھینچا کہ کیرت لڑکھڑا

گئی۔۔۔۔۔۔اوراس کے سینے سے جا لگی۔۔۔۔۔اس نے کسی کی بھی پروا کیے بغیر اسکی کمر کے گرد بازو حائل کیا۔۔۔۔۔کیرت کی خوف سے آنکھیں بند تھیں۔۔۔۔۔

کیوں نئے نئے بہانوں سے مجھے پریشان کرتی ہو؟۔۔۔۔۔مجھے بتاؤ گی نہیں تو مجھے پتہ کیسے چلے گا کہ تمہیں پریشانی

کیا ہے۔۔۔؟ کیوں مجھے اذیت دیتی رہتی ہو"۔۔۔۔۔؟؟ نہ لہجہ سخت تھا۔۔۔۔نہ نرم۔۔۔۔۔کچھ جذبات تھے جو چھلکنے لگے تھے۔۔۔۔۔کیرت نے دھیرے سے آنکھیں کھولیں۔۔۔۔۔ٹیکسی اسکے پاس آگئی تھی۔۔۔۔ضامن نے ٹیکسی والے کو دیکھا۔۔۔۔

تم جاؤ انہوں نے جہاں جانا ہوگا میں چھوڑ دوں گا"۔۔۔۔۔ٹیکسی والے نے نا سمجھی" سے کیرت کو دیکھا۔۔۔۔۔جس نے ایک جھٹکے سے خود کو ضامن سے دور کیا تھا۔۔۔۔

مجھے جانے دیں سر مجھے دیر ہو رہی ہے"۔۔۔۔۔اسنے سر پہ زور دیا۔۔۔۔۔ضامن" سمجھ گیا تھا کچھ غلط ضرور ہے۔۔۔۔۔ٹیکسی والا کھڑکی سے انہیں دیکھ رہا تھا۔۔۔۔آتی جاتی گاڑیوں سے بھی لوگ انہیں دیکھتے جا رہے تھے۔۔۔۔۔

پریشے بس بہت ہوگیا"۔۔۔۔۔اسکے صبر کا پیمانہ لبریز ہوگیا تو ضامن نے کیرت کا ہاتھ" زبردستی کھینچنا شروع کردیا۔۔۔۔۔ٹیکسی والا مدد کے لیے باہر آیا۔۔۔۔۔کیرت بھی چیخی۔۔۔۔

مسئلہ کیا ہے آپ کے ساتھ چھوڑیں مجھے"۔۔۔۔۔۔ٹیکسی والا بھاگ کر ضامن کے" آگے آیا۔۔۔۔۔

اوہیرو کیوں پریشان کررہا ہے انہیں بلاؤں کیا پولیس کو"۔۔۔؟ ضامن نے اسے کھا" جانے والی نظروں سے گھورا۔۔۔۔۔

اول تو مجھے پولیس سے ڈر نہیں لگتا اور دوسرا تم میں اتنا دم خم ہے کہ ان میڈم کو مجھ سے" چھڑا سکو تو کوشش کرکے دیکھ لو"۔۔۔۔۔۔وہ چبا چبا کر بولا تھا۔۔۔۔۔ٹیکسی والا کچھ دیر اسے دیکھتا رہا پھر آگے بڑھا۔۔۔۔

رہن۔۔۔رہنے دیں آپ جائیں"۔۔۔۔۔کیرت نے شوفر کو فوراً روکا وہ ضامن کی سبز" آنکھوں میں اترتی وحشت صاف دیکھ رہی تھی وہ نہیں چاہتی تھی کہ کسی کو اسکی وجہ سے نقصان ہو۔۔۔۔۔ضامن نے سنجیدگی سے کیرت کو دیکھا اور اسے اپنے

ساتھ لے جانے لگا۔۔۔۔شوفر پیچھے کھڑا رہ گیا۔۔۔۔

For more visit: https://exponovels.com/ mailto:exponovels@gmail.com

کیا ہوا ہے۔؟ بتاؤ مجھے کسی نے کچھ کہا ہے"۔۔۔۔۔؟؟ وہ اسے اپنی گاڑی کے پاس" لے آیا تھا۔۔۔۔۔ آفس کے اس سنسان احاطے میں وہ دونوں تن تنہا کھڑے تھے۔۔۔۔ آسمان پہ بادل تھے۔۔۔۔۔ چاند نہ تھا تارے بھی کم تھے۔۔۔۔۔۔ کہیں کہیں اکا دکا۔۔۔۔۔۔

جامنی قمیض اور سفید ٹراؤزر کے ساتھ ہم رنگ سفید اور جامنی کنٹراس والے شفون کے دوپٹے کو گلے میں ڈال کر اسنے کالی چادر خود پہ لپیٹی ہوئی تھی۔۔۔۔۔ غزالی آنکھوں میں سرما تھا۔۔۔۔۔ ہلکا سا لائنر اور خم دار پلکوں پہ مسکارا۔۔۔۔۔ گندم رنگ چہرے پہ ہلکا ہلکا میک اپ تھا۔۔۔۔ اور ہونٹوں پہ لپ گلوز۔۔۔۔۔۔ وہ دن بدن نکھرتی جا رہی تھی۔۔۔۔۔ ایک ہاتھ سینے پہ باندھ کر وہ دوسرے سے پرس پکڑے اسکے سامنے کھڑی تھی۔۔۔۔۔ غزالی آنکھیں جھکی تھیں۔۔۔۔۔۔۔

مجھے جانے دیں ضامن"۔۔۔۔ اسنے پلکیں اٹھائیں۔۔۔۔۔ ان پہ موتی چمک رہے" تھے۔۔۔۔۔ ضامن کے دل میں ٹیس اٹھی۔۔۔۔۔ وہ بے ساختہ اسکے اور قریب ہوا۔۔۔۔۔

تم رو کیوں رہی ہو۔۔۔۔؟ کس نے کچھ کہا ہے تمہیں بتاؤ۔۔۔۔۔۔؟ بتاؤ مجھے" پریشے؟"۔۔۔۔ وہ کہتا کہتا رکا۔۔۔۔ "میر۔۔۔۔ میری کوئی بات بری لگی ہے۔؟ میری

For more visit: https://exponovels.com/ mailto:exponovels@gmail.com

وجہ سے رو رہی ہو"۔۔۔۔۔؟؟ وہ پریشان ہو گیا تھا اس کے ان سوالوں کے درمیان اسکی ممی کی باتوں کی بازگشت برابر تھی۔۔۔۔۔"کڑوا گھونٹ"۔۔۔۔۔۔

تم میں تو ایسا کچھ بھی نہیں ہے جسے دیکھ کر کوئی اتنا دیوانہ ہو"۔۔۔۔۔"

کیرت نے کرب سے آنکھیں میچ لیں پھر اس نے اسکے سامنے ہاتھ جوڑ لیے۔۔۔۔۔

میں آپ کے لائق نہیں ہوں۔۔۔۔۔نہیں ہوں میں ایسی جسے کوئی پسند" کرے۔۔۔۔۔جس سے محبت کی جائے۔۔۔۔۔جس کے پیچھے دیوانہ ہوا جائے۔۔۔۔۔آپ بھی میرے پیچھے اپنی زندگی برباد نہ کریں"۔۔۔۔جینز کی پینٹ پہ بلیک شرٹ اور سلیولیس بازوؤں والی جیکٹ والا ضامن تڑپ کے اسکے قریب ہوا۔۔۔۔پر کیرت اسکے ہاتھ بڑھاتے ہی اس سے دور ہو گئی۔۔۔۔اسکا ہاتھ بلند رہا۔۔۔۔خالی رہا۔۔۔۔۔سبز آنکھوں نے اپنی محبت کو دیکھا۔۔۔۔۔جو اس سے دور تھی۔۔۔۔۔دور ہونے کی باتیں کرتے ہوئے۔۔۔۔۔۔

میں تم سے محبت کرتا ہوں"۔۔۔۔۔۔وہ کھوئے ہوئے۔۔۔۔دکھ سے بھرے لہجے" میں بولا۔۔۔۔۔غزالی آنسوؤں سے بھری آنکھیں اب رونے سے سرخ ہونے لگی تھیں۔۔۔۔۔

آپ کی ایک اس محبت نے مجھے ہر ایک سے ذلیل کروادیا ضامن۔۔۔۔۔۔ پہلے مجھے " میرے گھر والے برا بھلا کہتے تھے اب سب مجھے دو نمبر کہتے ہیں۔۔۔۔۔۔ اب ہر کوئی مجھ پہ انگلیاں اٹھا کر چلا جاتا ہے۔۔۔۔۔۔ جسے موقع ملتا کہہ دیتا ہے کہ تم محبت کے لائق ہی نہیں ہو"۔۔۔۔۔۔ آنسوں گلے میں پھنس گئے اس نے تھوک نگلا۔۔۔۔

میں مانتی ہوں میں نہیں ہوں کسی کے بھی لائق۔۔۔۔۔ جب۔۔۔۔ جب مجھے میرے " جیسے لوگوں نے ٹھکرادیا تو آپ کے ساتھ کا تو میں تصور بھی نہیں کر سکتی۔۔۔۔۔ مجھے اور پریشان نہ کریں۔۔۔۔۔ مجھے میری زندگی جینے دیں۔۔۔۔۔ نہیں چاہیے مجھے کسی کی محبت۔۔۔۔ کسی کی ہمدردی۔۔۔۔۔۔ میرے پیچھے اب مت آئیے گا۔۔۔۔۔۔ ورنہ مرنا صرف آپکو ہی نہیں آتا۔۔۔۔۔ مر میں بھی سکتی ہوں"۔۔۔۔۔۔ آنکھوں کے آنسوؤں کو بے دردی سے ہاتھ کی پشت سے صاف کرتی وہ پلٹ گئی تھی۔۔۔۔۔ ضامن پیچھے کھڑا

سائیں سائیں کرتے دماغ سے اسے دیکھ رہا تھا۔۔۔۔۔ جو بڑے ڈگ بھرتی جا رہی تھی۔۔۔۔۔ اور ضامن ساری بات سمجھ گیا تھا۔۔۔۔۔ کہ جو کیرت نے پہلے فون پہ کہا

تھا۔۔۔وہ جھوٹ کہا تھا۔۔۔۔۔اور جواب اس نے ظاہر کیا ہے وہ سب سچ ہے۔۔۔۔۔۔

_____&&&&&&&&&&&&

_____&&&&&&&&&&&&&&&&&

ثریا اپنے کمرے میں بیٹھی تھیں۔۔۔کمرے کی لائیٹیں روشن تھیں۔۔۔وہ موبائل پہ کسی سے محو گفتگوں تھیں کہ انکے کمرے کا دروازہ دھڑام سے کھلا۔۔۔۔وہ ہڑبڑا کر کھڑی ہوئیں۔۔۔۔دروازے میں کھڑے ضامن کو دیکھ کر انکا سانس اٹک گیا۔۔۔۔ضامن کا چہرہ غصے سے دہک رہا تھا۔۔۔۔

ض۔۔۔ضامن"۔۔؟؟وہ اتنا ہی بول سکی تھیں۔۔۔ضامن اندر داخل ہوا۔۔۔۔۔"آپ نے اسے کیا کہا تھا آفس جا کر"۔۔۔۔؟؟وہ ضبط کے آخری زینے پہ کھڑا لگتا تھا۔۔۔۔ثریا کی سوال پہ ہوائیاں اڑ گئیں۔۔۔۔۔۔

می۔۔۔میں نے۔۔۔؟کچھ نہیں ضامن بس"۔۔۔۔۔"

جھوٹ مت بولیے گا ممی"۔۔۔۔وہ چلایا کر بولا تھا۔۔۔۔کمرے میں رکھی ٹیبل سے فلاور وازا اٹھا کر دیوار میں دے مارا تھا اس نے۔۔۔ثریا اندر تک کانپ گئیں۔۔۔۔

ضامن۔۔۔۔میں۔۔۔۔میں نے"۔۔۔۔۔انہیں سمجھ نہیں آرہی تھی کہ اب وہ ایسا کیا"
کہیں کہ ضامن کا غصہ ٹھنڈا ہو جائے۔۔۔۔۔۔۔
آپ نے اسکی انسلٹ کی۔۔۔۔؟؟آپ نے اسے برا بھلا کہا"۔۔۔۔؟وہ بولتا ہوا انکے"
کچھ قریب آیا۔۔۔۔"آپ کی ہمت کیسے ہوئی یہ سب کرنے کی"۔۔۔۔۔وہ
دھاڑا۔۔۔۔۔سائیڈ ٹیبل پہ جو کچھ رکھا تھا

اسنے وہ سب ہاتھ مار کر گرد یا۔۔۔۔۔سائیڈ ٹیبل پہ رکھی گھڑی کا شیشہ ٹوٹ کر اسکی ہتھیلی
میں جا لگا۔۔۔۔۔خون قطرہ قطرہ نکلنے لگا۔۔۔۔۔۔اسکا بہتا خون دیکھ کر اسکی ممی اسکی
طرف لپکیں۔۔۔۔۔
وہیں رک جائیں"۔۔۔۔اسنے زخمی ہاتھ بلند کیا۔۔۔۔۔۔پھر شعلہ اگلتی آنکھوں سے"
اپنی ممی کو دیکھا۔۔۔۔
اس نے مجھے کہا کہ میں اس سے محبت کرنا چھوڑ دوں۔۔۔۔۔اور اگر میں اب اسکے پیچھے"
گیا تو وہ خود کو ختم کر لے گی۔۔۔۔۔اور ممی اگر اس نے اپنے آپ کو زرا سا بھی نقصان پہنچا
لیا تو میں قسم سے اپنا حشر ایسا کروں گا کہ آپ کی روح تک کانپ جائے گی مجھے دیکھ کر، یاد
رکھیے گا"۔۔۔۔۔۔۔۔وہ کہہ کر کمرے سے جانے لگا۔۔۔۔۔۔ڈریسنگ کی چیزیں بھی

وہ زخمی ہاتھ سے گرا گیا تھا۔۔۔۔۔کمرے میں ایک منٹ میں طوفان سا آگیا تھا۔۔۔۔۔جو سب کچھ برباد کرگیا۔۔۔۔۔ثریا شل کھڑی رہ گئیں۔۔۔۔۔۔وہ یہ کیسے بھول گئیں کہ وہ کسی کی عزت پہ چوٹ مار آئیں گی اور وہ چپ کرکے سہہ جائے گا۔۔۔۔۔۔انہیں کیرت کو کچھ نہیں کہنا چاہیے تھا۔۔۔۔۔۔اس بات کا پچھتاوا انہیں اب ہو رہا تھا۔۔۔۔۔۔۔۔۔وہ بے جان سی بیڈ پہ گرنے کے انداز میں بیٹھ گئیں۔۔۔۔آنکھوں میں آنسوں بھر گئے تھے۔۔۔۔۔کمرے میں سناٹا چھا گیا تھا اب۔۔۔۔۔۔

&&&&&&&&&&&&_____

&&_____

کیرت اپنی سرخ آنکھوں سے ٹیکسی سے اتری اور اپنی گلی میں جانے لگی۔۔۔۔۔اس سے پہلے وہ کتنی ہی دیر سڑک پہ رکھے

بینچ پہ بیٹھی روتی رہی تھی۔۔۔۔۔رات اب کافی گہری ہو گئی تھی۔۔۔۔وہ چھوٹے قدموں سے اپنی گلی میں چل رہی تھی۔۔۔۔ذہن میں بہت سی باتیں گھوم رہی تھیں۔۔۔۔۔اسکا ابھی بھی رونے سے دل نہیں بھرا تھا۔۔۔۔۔۔آنکھوں سے پھر سے آنسوں ٹپا ٹپ گرنے لگے۔۔۔۔۔اسنے اپنے آنسوں صاف کیے۔۔۔۔کہ ایک آہٹ اسے اپنے پیچھے

محسوس ہوئی۔۔۔۔۔۔کیرت ٹھٹھک کر رک گئی۔۔۔۔۔ابھی وہ پلٹتی کہ کچھ بہت بھاری چیز اسکے سر پہ، پچھلے حصے میں لگا۔۔۔۔۔۔کیرت کی آنکھیں ابل کر باہر گرنے کو ہو گئیں۔۔۔۔۔سر چکرا گیا۔۔۔۔۔۔۔پوری گلی اسے اپنی آنکھوں کے سامنے گھومتی نظر آنے لگی۔۔۔۔۔۔وہ بولنا چاہتی تھی پر منہ سے آواز نہ نکلی۔۔۔۔۔۔وہ تیورا کر گلی میں گھٹنوں پھر کمر کے بل گر گئی۔۔۔۔۔دماغ اندھیروں میں ڈوبنے لگا۔۔۔۔۔۔بند ہوتی آنکھوں سے اس نے کسی کو خود پہ جھکا دیکھا تھا۔۔۔۔۔۔جو شاید کچھ کہہ رہا تھا۔۔۔۔۔اس کا چہرہ واضح نہ تھا۔۔۔

تم نے لاہور نہیں چھوڑا۔۔۔۔مجبوراً مجھے یہ قدم اٹھانا پڑا سوری"۔۔۔۔۔۔۔اس نے" کہہ کر کیرت کے منہ پہ ایک زور کا تھپڑ رسید کیا۔۔۔۔۔۔کیرت درد سے کراہا کر رہ گئی۔۔۔آنکھیں بند ہو گئیں۔۔۔۔دماغ تیرگی میں ڈوب گیا۔۔۔۔۔سنسان گلی اس شخص کو کیرت کو اٹھا کر لے جاتے دیتی رہ گئی۔۔۔۔بادل آسمان پہ گرج اٹھے۔۔۔۔۔۔۔پر وہ شخص بے خوف سا اپنے کام میں لگا رہا۔۔۔۔۔۔

&&&&&&&&&&&&_____

_____&&&&&

ضامن اپنے کمرے کا دروازہ بند کیے چت لیٹا تھا۔۔۔۔۔جیکٹ

اس نے اتر کر پھینک دی تھی۔۔۔۔۔ ہتھیلی کا خون ہتھیلی پہ ہی سوکھ گیا تھا۔۔۔۔۔ اسکی نظریں چھت پہ تھیں۔۔۔۔۔ کیرت اسے اسکی ممی کے جانے کے بعد سے ہی کچھ بدلی بدلی سی لگی۔۔۔۔ پر آج جو کچھ کیرت نے کہا۔۔۔۔۔ اس بات سے ضامن کو پکا اندازہ ہوگیا تھا کہ اسکی ممی نے ہی کیرت کو کچھ الٹا سیدھا کہا ہے۔۔۔۔۔ تبھی آج اس نے ضامن کو خود سے دور ہونے کا کہہ دیا۔۔۔۔۔ ضامن کو اپنی ممی پہ بہت غصہ آرہا تھا۔۔۔۔۔ وہ تو سمجھتا تھا اسکی ممی اسکی محبت کو سمجھنے لگی ہیں پر اسکی ممی ہی۔۔۔۔۔ ضامن نے اضطراب سے کروٹ بدلی۔۔۔۔۔ نظر موبائل پہ پڑی۔۔۔۔۔ اسنے فوراً موبائل اٹھا کر کیرت کو کال ملائی۔۔۔۔۔ رنگ جا رہی تھی۔۔۔۔۔ پر وہ کال نہیں اٹھا رہی تھی۔۔۔۔۔۔۔ ضامن کال کرتا رہا پر وہ کال اٹھا ہی نہیں رہی تھی۔۔۔۔۔ آخر اس نے تنگ آکر موبائل بیڈ پہ اچھال دیا۔۔۔۔۔ اور اپنا سر دونوں ہاتھوں سے دبا لیا۔۔۔۔۔ سر میں درد کی ٹیسیں اٹھنے لگی تھیں۔۔۔۔۔

ضامن نے اٹھ کر کھڑکی کھولی تو باہر تیز ہوائیں چل رہی تھیں بادل گرج رہے تھے۔۔۔۔ دور کہیں بجلیاں بھی چمکتی دکھائی دیتی تھیں۔۔۔۔۔ اسے چین نہیں آرہا تھا۔۔۔۔۔ اسنے بالکونی میں جا کر گہرے گہرے سانس لیے۔۔۔۔۔ پر سکون نہ

آیا۔۔۔۔۔۔ضامن نے اپنے بال مٹھیوں میں جکڑ لیے اسکا دل کر رہا تھا کہ وہ زور زور سے چیخے۔۔۔۔۔۔۔۔

_&&&&&&&&&&&&&&&_____

_____

یہ سڑک اندھیرے میں ڈوبی تھی۔۔۔۔۔دونوں اطراف کھڑے قدِ

آدم درخت خوفناک لگتے تھے۔۔۔۔۔۔آسمان پہ بادل پوری قوت سے گرج رہے تھے۔۔۔۔۔۔درخت ہوا کے زور سے زمین سے اکھڑ جانے کو تھے۔۔۔۔۔۔۔سڑک پہ واحد تیز رفتاری سے چلتا کنٹینر ہیڈلائٹس سے زرد روشنی سڑک پہ بکھرے ہوئے تھا۔۔۔۔۔۔کنٹینر کے اندر دیکھوں تو وہ نیم حواسی کی حالت میں لیٹی تھی۔۔۔۔۔ہونٹ کے کنارے سے خون بہہ رہا تھا۔۔۔۔۔چہرے پہ تھپڑ کا نشان تھا۔۔۔۔۔چادر سر سے اتری ہوئی تھی۔۔۔۔۔کپڑے میلے ہو گئے تھے۔۔۔۔۔۔اسکا پرس اسکے قریب ہی پڑا تھا۔۔۔۔۔جس میں اسکا موبائل بج رہا تھا۔۔۔۔۔۔۔دماغ جیسے ہوش کا دامن پکڑتا تو اسکے لبوں سے نکلتا "ابو"۔۔۔۔۔۔اور ذہن دوبارہ تیرگی میں گم ہو جاتا۔۔۔۔۔۔

For more visit: https://exponovels.com/ mailto:exponovels@gmail.com

کنٹینر چلتا جارہا تھا۔۔۔۔۔ کچھ دور جا کر وہ رک گیا۔۔۔۔۔ اسکے راستے میں ایک گاڑی حائل تھی۔۔۔۔۔۔ جس کی ہیڈلائٹس جل رہی تھیں۔۔۔۔۔ پھر اس گاڑی کی ڈرائیونگ سیٹ کا دروازہ کھل اور اس میں سے ایک سیاہ برساتی پہنے سر پہ ہڈ لیے ایک عورت نکلی۔۔۔۔۔ چہرہ ہڈ کی وجہ سے نظر نہ آتا تھا۔۔۔۔ وہ چلتی کنٹینر کے پاس آگئیں۔۔۔۔۔ کنٹینر میں سے بھی جاسوس نکلا آیا تھا۔۔۔۔۔۔

"کہاں ہے وہ۔۔؟ میں اسے دیکھنا چاہتی ہوں"۔۔۔۔۔۔ جاسوس نے سر کو خم دیا اور اسے کنٹینر کے دروازے کے پاس لے گیا۔۔۔۔۔ دروازکھول کر اس نے اپنے موبائل کی روشنی آن کی۔۔۔۔۔ اندھیر میں ڈوبا کنٹینر روشن سا ہوگیا تھا۔۔۔۔۔۔ جاسوس کی ہمرائی میں چلتی وہ برساتی میں ملبوس عورت کنٹینر میں داخل ہوگئی۔۔۔۔۔ کیرت کے پاس جا کر اسنے کیرت کے بازو پہ اپنا جوتا رکھا۔۔۔۔ اور پورا زور دے دیا۔۔۔۔۔ کیرت کرب سے

کراہنے لگی۔۔۔۔۔ ہڈ کے ہالے میں موجود چہرے پہ تلخی آمیز مسکراہٹ پھیل گئی۔۔۔۔۔ عورت نے جاسوس کی طرف ہاتھ کیا۔۔۔۔۔ اس نے فوراً عورت کے ہاتھ

میں پانی کی بوتل اور موبائل رکھ دیا جس کی روشنی سے کنٹینر روشن تھا۔۔۔۔۔۔اس عورت نے بوتل کا ڈھکن کھولا اور پانی کیرت کے چہرے پہ انڈیل دیا۔۔۔۔۔۔

کیرت نے چہرے پہ ہاتھ رکھے۔۔۔۔۔دماغ ہوش میں آنے لگا تھا موبائل کی روشنی سے آنکھیں کھولنا مشکل ہو رہی تھیں۔۔۔۔کیرت نے اپنے گیلے چہرے اور آنکھوں پہ ہاتھ رکھ لیا تھا۔۔۔۔۔پانی ابھی بھی گر رہا تھا جب بوتل کا پانی ختم ہو گیا تو وہ عورت کیرت پہ جھکی۔۔۔۔۔۔اسکے منہ کو ہاتھ سے دبوچا۔۔۔۔۔روشنی کیرت کے چہرے پہ کی۔۔۔۔۔۔

تمہیں دو بار کہا گیا کہ تم بھاگ جاؤ پر تم نہیں بھاگی۔۔۔۔تم نے لاہور نہیں" چھوڑا۔۔۔۔۔۔تم نے ضامن کو نہیں چھوڑا"۔۔۔۔۔۔ہاتھ کی سختی کیرت کے چہرے پہ وہ کستی جا رہی تھی۔۔۔۔۔۔دانتوں پہ دانت جما کر بولی رہی تھی۔۔۔۔کیرت زرا زرا سی آنکھیں کھول کر دیکھ رہی تھی۔۔۔۔پر چہرہ سمجھ میں نہیں آ رہا تھا۔۔۔۔۔

اب دیکھ لو اسے نہ چھوڑنے کا انجام۔۔۔۔۔۔آج میں تمہیں وہاں پھینکوں گی" جہاں"۔۔۔۔باقی کی بات اس عورت کے منہ میں ہی رہ گئی۔۔۔۔۔کہ اسے اپنے عقب سے آواز آئی۔۔۔۔۔

اسے ہاتھ لگا کر تم نے بہت بڑی غلط کر دی۔۔۔۔۔اب اس غلطی کی سزا تمہیں ایک "
ایک سانس کے بدلے سے چکانی پڑے گی"۔۔۔۔۔عورت آواز پہ ساکت رہ
گئی۔۔۔۔۔اس نے پلٹ کر دیکھا۔۔۔۔۔تو جاسوس بے جان سا گرا پڑا
،تھا۔۔۔۔عورت نے موبائل کی روشن اوپر کی تو سامنے کنٹینر میں سیاہ لبادے

ہڈ، اور ماسک والا آنکھوں میں خون لیے کھڑا تھا۔۔۔۔۔عورت چند لمحے شل رہ
گئی۔۔۔۔۔پھر وہ پھرتی سے آگے بڑھی اور چکور کو دھکا دیا۔۔۔۔۔پر وہ سنبھل گیا اسنے
اسکی کلائی پکڑی اور مروڑ کر کمر کے پیچھے لے گیا۔۔۔۔۔
میں عورتوں پہ ہاتھ نہیں اٹھاتا"۔۔۔۔عورت کے ہاتھ سے موبائل گر گیا تھا۔۔۔۔۔"
پر میں جنگ میں سب کر گزرتی ہوں"۔۔۔۔۔۔دوسرے ہاتھ کی کہنوں پوری قوت سے "
چکور کے پیٹ میں رسید کر کے وہ اسکی گرفت سے آزاد ہو گئی تھی۔۔۔۔بھاگ کر وہ کنٹینر
سے نکلنے لگی کہ چکور نے اسکی گردن دبوچ لی۔۔۔۔۔۔
پر میں لحاظ نہیں بھولتا۔۔۔۔۔کون ہو تم"۔۔۔۔۔؟ وہ دوسرے ہاتھ سے اسکا ہڈ اتر رہا"
تھا۔۔۔۔عورت نے اپنا پیر چکور کے پیر پہ مارا۔۔۔۔۔چکور کی گرفت اسکی گردن سے
کمزور ہوئی تھی پر اسکے بال چکور کے ہاتھ میں تھے۔۔۔۔۔عورت درد سے

For more visit: https://exponovels.com/ mailto:exponovels@gmail.com

کسمسائی۔۔۔۔پلٹی۔۔۔۔اسکی برساتی کا ہڈا ترگیا۔۔۔۔۔۔۔اور جو چہرہ چکور کے سامنے آیا اسے دیکھ کر وہ حیران رہ گیا۔۔۔۔۔عورت نے چکور کو دھکا دیا۔۔۔۔۔چکور اس سے دور ہوگیا۔۔۔۔۔۔اس عورت کا چہرہ سرخ ہورہا تھا۔۔۔۔۔موبائل پہ اس نے پاؤں مارا جس سے وہ ٹوٹ گیا۔۔۔۔اور اسکی روشنی بجھ گئی۔۔۔۔۔ساتھ ہی وہ بجلی کی رفتار سے نکل کر اپنی گاڑی میں بیٹھی اور گاڑی چلالی۔۔۔۔۔چکور اسکے پیچھے باہر آکر بھاگا پر وہ اسکی حد سے باہر نکل گئی تھی۔۔۔۔۔۔

چکور واپس کنٹینر میں آیا تو کیرت بے ہوش پڑی تھی۔۔۔۔۔وہ گھٹنوں کے بل بیٹھ گیا۔۔۔۔۔اسکا سر اپنی گود میں لے لیا۔۔۔۔

کیرت۔۔۔۔؟؟؟کیرت۔۔۔۔؟؟اٹھو"۔۔۔۔۔؟؟وہ اسکے گال کو تھپکتا"

بول رہا تھا۔۔۔۔۔کیرت آنکھیں نہیں کھول رہی تھی۔۔۔۔چکور کو سمجھ نہ آیا وہ کیا کرے۔۔۔۔پھر اسنے موبائل نکالا۔۔۔۔۔۔

ہی۔۔۔۔ہیلو"۔۔۔۔؟؟؟وہ ہڑبڑائے لہجے میں بولا تھا۔۔۔۔۔دوسری طرف کے" جواب کا انتظار کیے بغیر وہ دوبارہ بولا۔۔۔۔۔

تمہاری پریشے کو تمہاری بہت ضرورت ہے جلدی آجاؤ"۔۔۔۔۔یہ کہتے اسکی آواز میں" زمانوں کا دکھ سمٹ آیا تھا۔۔۔۔۔گلے میں آنسوؤں کا گول اٹک گیا۔۔۔۔۔اسنے تھوک نگلا۔۔۔۔

میں تمہیں ایڈریس سینڈ کر رہا ہوں۔۔۔۔جلدی آجاؤ اسکی جان خطرے میں" ہے"۔۔۔۔۔۔کہہ کر اسنے کال کاٹ دی۔۔۔۔۔اور موبائل پہ تیزی سے انگلیاں چلانے لگا۔۔۔۔۔کیرت کا سر اسی کی گود میں تھا۔۔۔۔وہ ابھی بھی بے ہوش تھی۔۔۔۔۔۔

&&&&&&&&&&&_____

_____&&&&&

کھلی کھڑکی سے گرج چمک اور تیز ہوائیں کسی طوفان کی طرح ہر چیز نگلنے کو تیار تھیں۔۔۔۔۔پردے پھڑپھڑا رہے تھے۔۔۔۔۔کمرے میں اندھیر تھا۔۔۔۔۔اور وہ شل بیٹھا تھا بیڈ پہ۔۔۔۔۔ہاتھ میں پکڑا موبائل ابھی تک کان سے لگا تھا۔۔۔۔۔۔چمکتی بجلی سے اسکا وجود نظر آتا پھر تیرگی میں کھو جاتا۔۔۔۔۔۔ہوا کی سائیں سائیں کرتی آواز میں ایک جملہ وہ تھا جو اس نے ابھی

فون پہ سنا تھا۔۔۔۔۔

تمہاری پریشے کو تمہاری بہت ضرورت ہے جلدی آجاؤ"۔۔۔۔۔"

اسکی جان خطرے میں ہے"۔۔۔۔۔۔سب کچھ اسکے لیے تھم گیا۔۔۔۔۔۔وہ ہوش"

میں نہ آتا اگر موبائل پہ میسج ٹون نہ بجتی۔۔۔۔۔ضامن تیزی سے بیڈ سے

اٹھا۔۔۔۔۔۔میسج کھولا۔۔۔۔۔سلیپر اڑستے وہ بھاگنے کے انداز سے کمرے سے نکلا

تھا۔۔۔۔۔چہرے کی رنگت اڑ گئی تھی۔۔۔۔۔

ضامن داخلی دروازے تک پہنچ گیا تھا۔۔۔۔اس نے دروازہ کھولنے کے لیے ہاتھ آگے

کیا تو دروازہ خود ہی کھول گیا۔۔۔۔۔۔۔سامنے کون ہے اس نے توجہ نہ دی بس دروازہ

کھلتے ہی بھاگ گیا۔۔۔۔۔

کہاں جارہے ہو ضامن"۔۔۔۔۔۔؟؟ دروازے میں کھڑی اسکی ممی نے اسے آواز دی"

تھی۔۔۔۔پر وہ سنی اَن سنی کرتا گاڑی میں بیٹھ کر بنگلے سے نکل گیا۔۔۔۔۔۔۔اسکی ممی

کے چہرے پہ پریشانی صاف دکھائی دے رہی تھی۔۔۔۔۔ہوا سے انکے بال منہ پہ

آرہے تھے۔۔۔۔۔۔بجلی مسلسل چمک رہی تھی۔۔۔۔۔

_____&&&&&&&&&&&&&&&&&___

_____

سڑک پہ پولس کی گاڑی کا ہارن دھاڑ رہا تھا۔۔۔۔۔ادھر ادھر پھیلے اہلکار کسی ثبوت کی تلاش میں تھے۔۔۔۔۔ضامن کنٹینر میں گھٹنوں کے بل بیٹھا تھا۔۔۔۔۔۔اسکے بے ہوش وجود کو اپنے بازوؤں میں لیے وہ یک ٹک اسکا چہرہ دیکھ رہا تھا۔۔۔

میں نہیں ہوں محبت کرنے کے لائق"۔۔۔۔۔۔"

میرے پیچھے مت آئیے گا"۔۔۔۔۔۔۔"

مر میں بھی سکتی ہوں"۔۔۔۔۔۔۔"

کیرت کا ایک ایک جملہ اسکے کانوں میں گونج رہا تھا۔۔۔۔ضامن کی آنکھ سے ایک آنسوں ٹوٹ کر کیرت کے چہرے پہ گرا تھا۔۔۔۔۔اس نے کیرت کو خود سے چمٹا لیا تھا۔۔۔۔غلطی اسکی تھی جو اس نے کیرت کو آدھی رات میں اکیلے جانے دیا۔۔۔۔۔۔وہ کنٹینر میں بیٹھا خود کو ملال کر رہا تھا۔۔۔۔۔

ایمبولینس ابھی نہیں آئی تھی۔۔۔۔۔جاسوس کو پولیس نے حراست میں لے لیا تھا۔۔۔۔جب ضامن پولیس کو لے کر یہاں پہنچا تھا اس وقت کنٹینر میں کیرت اور جاسوس ہی تھے۔۔۔۔۔وہ شخص نہیں تھا جس نے ضامن کو کال کی تھی۔۔۔۔۔۔

ایمبولینس کے آتے ہی ضامن نے کیرت کو ایمبولینس میں ڈالا اور ہسپتال لے آیا۔۔۔۔۔جب وہ ایمبولنس میں بیٹھ رہا تھا۔۔۔۔دور درختوں میں اسے کسی کا سیاہ دکھائی دیا تھا۔۔۔۔پر جب ضامن وہاں پہنچا تو وہاں کوئی بھی نہیں تھا۔۔۔۔ضامن نے سر جھٹکا اور کیرت کو ہسپتال لے آیا۔۔۔۔۔

ڈاکٹر نے کیرت کو چیک کرلیا تھا۔۔۔۔۔اور وہ ضامن کو بتا گئے تھے کہ "خطرے کی کوئی بات نہیں ہے وہ ٹھیک ہیں۔۔۔۔بس خوف کے باعث بے ہوش تھیں اب وہ ہوش میں آگئی ہیں آپ انہیں دیکھ سکتے ہیں جا کر"۔۔۔۔۔۔ضامن ڈاکٹر کا شکریہ ادا کرتا وارڈ میں داخل ہوا تھا۔۔۔۔۔اسکے پاؤں کی تلی میں، کچھ قدم اٹھانے پہ چبھ رہا تھا۔۔۔۔یہ چبھن اس وقت اچانک سے شدید ہوئی تھی جب وہ کنٹینر میں داخل ہوا تھا۔۔۔۔۔جیسے کوئی کانٹا بار بار پاؤں میں لگ رہا ہو۔۔۔۔پر ضامن کو فلحال کیرت کے علاوہ کسی چیز کا ہوش نہیں تھا۔۔۔۔۔

وہ وارڈ میں داخل ہوا تو کیرت اسے آنکھیں کھولے دکھائی دی۔۔۔۔کیرت نے اس آتا دیکھا تو اسکی آنکھوں سے آنسوں گرنے

لگے۔۔۔۔۔وہ آج بہت ڈر گئی تھی۔۔۔۔۔اسے لگا تھا یہ دن اسکا آخری دن ہے۔۔۔۔۔

ضامن اس کے پاس آکر بیٹھ گیا تھا۔۔۔۔اور اس کا ہاتھ پکڑ کر بولا۔۔۔۔۔۔

"تم ٹھیک ہو جاؤ گی میں ہوں تمہارے ساتھ۔۔۔۔۔میں سب کو دیکھ لوں گا۔۔۔۔۔۔اب کوئی تمہیں کچھ نہیں کر سکتا۔۔۔۔۔میں تمہارے پاس ہی ہوں"۔۔۔۔۔۔اسنے کیرت کے ہاتھ کی پشت کو چوم لیا تھا۔۔۔۔کیرت کی آنکھ کا آنسوں ٹوٹ کر اسکی کنپٹی سے بیڈ کے تکیے پہ جذب ہو گیا۔۔۔۔۔وہ خاموش رہی۔۔۔۔۔ضامن اب اسکے آنسوں صاف کر رہا تھا۔۔۔۔۔۔چہرے پہ نرمی تھی۔۔۔۔۔سبز آنکھیں متفکر تھیں۔۔۔۔ہلکی داڑھی مونچھوں والا یہ شخص دنیا کو بھلا کر اسکی فکر کر رہا تھا۔۔۔۔۔۔

"میرے۔۔۔۔میرے ابو کہاں ہیں"۔۔۔۔؟؟؟ کیرت نے رندھی ہوئی آواز سے ضامن سے پوچھا تھا۔۔۔۔ضامن کا دماغ ایک دم سے بھک سے اڑا۔۔۔۔۔اس نے تو کیرت کے گھر اطلاع ہی نہیں دی۔۔۔۔۔۔ضامن نے بے ساختہ دیوار آویز گھڑی دیکھی۔۔۔۔۔رات کے دو بج رہے تھے۔۔۔۔۔کیرت کے گھر والے ضرور پریشان ہو رہے ہوں گے۔۔۔۔۔

میں۔۔۔۔۔ابھی۔۔۔ابھی بلاتا ہوں"۔۔۔۔۔وہ کھڑا ہوگیا۔۔۔۔موبائل پہ تیزی سے" انگلیاں چلائیں اور فون کان سے لگا لیا۔۔۔۔۔۔

اگلے آدھے گھنٹے بعد کیرت کی امی اور ابو دونوں ہسپتال تھے۔۔۔۔ضامن باہر پولیس والوں کے پاس کھڑا تھا۔۔۔۔۔کیرت نے اپنا بیان درج کروا دیا تھا۔۔۔۔۔اس نے بتا دیا تھا کہ ایک گھنگھرالے بالوں والا ہر روز اسکا پیچھا کر رہا تھا۔۔۔۔اور پچھلے کچھ دنوں سے اسے دھمکی بھرے میسج اور کالز بھی آ رہی تھیں۔۔۔۔۔اور اب کنٹینر میں کوئی عورت تھی۔۔۔۔۔جس کا چہرہ

وہ دیکھ نہیں پائی تھی۔۔۔پر اس گھنگھرالے بالوں والے کا چہرہ اسے یاد ہے۔۔۔۔۔۔پولیس نے فوراً کیرت سے اس گھنگھرالے بالوں کا اسکیچ بنوانے کا کہا تو ضامن نے منع کر دیا۔۔۔۔

ابھی نہیں ابھی انہیں ٹھیک ہونے دیں"۔۔۔۔۔۔انسپکٹر نے سمجھنے والے انداز سے" سر ہلایا اور وہاں سے چلا گیا۔۔۔۔۔۔ضامن راہداری میں ہی رک گیا۔۔۔۔۔اندر کیرت کے پاس اسکے امی ابو تھے۔۔۔۔۔۔

_____&&&&&&&&&&&&&&&&&&&&&&&&_____

اگلی صبح جب لاہور پہ مہربان ہوئی تو رات کے طوفان کو گم کر گئی۔۔۔۔ ہوا اب ہلکی ہلکی چل رہی تھی۔۔۔۔۔ آسمان پہ سفید بادل تھے۔۔۔۔۔ کیرت اب بہتر محسوس کر رہی تھی۔۔۔۔ بس سر میں لگنے والی بھاری چیز سے ابھی تک درد کی ٹیسیں اٹھ رہی تھیں۔۔۔۔۔ اسکے ابو اسے ڈاکٹرز کی اجازت سے گھر لے گئے تھے ضامن نے کہا بھی کہ ابھی اسے مکمل ٹھیک ہونے دیں"۔۔۔۔۔۔۔"

میں اسکی دیکھ بھال گھر میں یہاں سے بہتر کر لوں گا"۔۔۔۔۔ کیرت کے ابو نے ضامن" کو بغیر دیکھے جواب دیا۔۔۔۔ ضامن چپ ہو گیا۔۔۔۔۔ وہ اس وقت کسی سے بھی الجھنا نہیں چاہتا تھا۔۔۔۔۔۔ اور کیرت کے ابو کو ضامن پہ رہ رہ کر غصہ آ رہا تھا۔۔۔۔۔ نہ وہ کیرت کو لیٹ چھٹی دیتا نہ کیرت کے ساتھ یہ سب ہوتا۔۔۔۔۔

کیرت جب اپنے ابو کے ساتھ چلی گئی تو وہ بھی اپنے بنگلے

میں لوٹ آیا۔۔۔۔۔ پاؤں میں ابھی تک کچھ چبھ رہا تھا۔۔۔۔ اس نے گھر آتے ہی جوتے بدلے۔۔۔۔۔ اور فریش ہونے چلا گیا۔۔۔۔۔ جب وہ فریش ہو کر باہر آیا تو ذہن میں ایک الگ ہی جنگ چل رہی تھی۔۔۔۔۔۔

آخر وہ شخص کون تھا جس نے پریشے کے بارے میں مجھے بتایا۔۔۔۔۔ اور وہ بتا کر خود کہاں غائب ہو گیا"۔۔۔۔۔؟؟؟ ضامن سوچتے سوچتے بیڈ پہ بیٹھ گیا۔۔۔۔۔۔ اس نے اپنا موبائل اٹھایا اور اسی نمبر پہ کال کی جس سے رات اس شخص کی کل آئی تھی۔۔۔۔۔۔ بیل جا رہی تھی۔۔۔۔۔ ضامن دم سادھے ہوئے تھا۔۔۔۔۔

مجھے پتہ تھا تم لازمی کال کرو گے"۔۔۔۔۔۔ دوسری طرف سے کال پک کرتے ہی وہ بولا تھا۔۔۔۔۔۔

کون ہو تم اور تمہیں کیسے پتہ چلا"۔۔۔۔۔۔ اس نے ضامن کی بات کاٹی۔۔۔۔"

میں کون ہوں۔۔۔۔ کہاں سے بول رہا ہوں۔۔۔۔ مجھے کیسے پتہ۔۔ جیسے سوالوں پہ اپنا وقت برباد نہ کرو۔۔۔۔۔ اس وقت تم نے انہیں ڈھونڈنا ہے جنہوں نے پریشے کو نقصان پہنچایا"۔۔۔۔۔۔۔

تمہیں پتہ ہے وہ عورت کون تھی۔۔۔؟؟جس کا پریشے بتا رہی تھی"۔۔۔۔۔؟؟وہ بے تابی سے بولا تھا۔۔۔۔۔چکور اسکی بات پہ ہلکا سا ہنسا۔۔۔۔۔ضامن کو اسکی ہنسی بری لگی۔۔۔۔۔

میں کیوں بتاؤں۔۔۔؟میں تو نہیں بتاؤں گا"۔۔۔۔وہ بے نیازی سے بول رہا تھا۔۔۔۔"اور میں نے اگر بتا دیا تو تمہیں سچ ہضم نہیں ہوگا"۔۔۔۔۔یہ جملہ کہتے اسکے لہجے میں تلخی در آئی تھی۔۔۔۔۔ضامن کی بھنویں سکڑ گئیں۔۔۔۔۔

تم کہنا کیا چاہتے ہو"۔۔۔۔۔؟؟"

وہی جو سن کر تمہاری دنیا تک ہل سکتی ہے"۔۔۔۔۔۔"

صاف صاف الفاظ میں بات کرو"۔۔۔۔۔۔دوسری طرف سے چکور"

نے گہرا سانس لیا۔۔۔۔۔

صاف صاف الفاظ۔۔۔۔۔۔ہمممممم تو صاف الفاظ یہ ہیں کہ جو تمہاری جان کے دشمن" ہیں وہ تمہارے ارد گرد ہی ہیں۔۔۔۔۔اب ڈھونڈنا اور انہیں پہچاننا تمہارا کام ہے۔۔۔۔میرا کام بس اتنا ہی تھا"۔۔۔۔۔۔اس نے کہہ کر کال کاٹ دی۔۔۔۔۔۔ضامن نے نا سمجھی سے فون کان سے جدا کیا

وہ کہنا کیا چاہتا تھا"۔۔۔۔۔؟ ضامن چکور کی بات پہ الجھ گیا تھا۔۔۔۔۔اس نے چکور" کو دوبارہ کال کی پر اب نمبر بند تھا۔۔۔۔۔۔یعنی اب ضامن نے جو کرنا تھا وہ سب خود اکیلے ہی کرنا تھا۔۔۔۔۔

_____&&&&&&&&&&&&&&&&&&_____

_____

لاہور پہ پھیلے گھنگھور بادلوں نے اتری شام کو اور تاریک کر دیا تھا۔۔۔کیرت کے گھر کی پرانی عمارت میں وہ علیزہ اور اپنے مشترکہ کمرے میں اپنے پرانے سینگل بیڈ پہ نیم دراز تھی۔۔۔۔امی کچن میں اسکے لیے کھچڑی بنا رہی تھیں۔۔۔۔علیزہ دادی کے ساتھ بڑے کمرے تھی۔۔۔۔۔اور باتوں میں مصروف تھی۔۔۔۔۔دادی نے ایک بار کیرت کو جب گھر لایا گیا تھا تب اسے دیکھا تھا۔۔۔۔۔اور دل میں سوچا تھا۔۔۔۔۔"بچ گئی کم بدخت مرجاتی تو کتنا سکون ہوجاتا گھر میں"۔۔۔۔۔۔علیزہ نے بھی کیرت کی گمشدگی کو کچھ سیریس نہیں لیا تھا۔۔۔۔۔نہ ہی کیرت سے کوئی بات کی۔۔۔۔جب وہ گھر آئی تو ایک سرسری نظر اس پہ ڈالی اور ادھر ادھر ہو گئی۔۔۔۔۔

کیرت کو بہت دکھ ہوا۔۔۔۔اسے لگا تھا شاید اسکی بہن یا دادی

اس سے ہمدردی جتائیں گی۔۔۔۔ پر ایسا نہ ہوا۔۔۔۔۔۔ لیکن ابو اور امی اس کے اس ایکسیڈنٹ سے بہت پریشان ہو گئے تھے۔۔۔۔۔ ابھی بھی ابو اسکی دوائیاں لینے گئے ہوئے تھے۔۔۔۔۔۔ جب ابو اسے گھر لے کر آئے اسکے کچھ دیر بعد انہوں نے کیرت کو کہا۔۔۔۔

بس بہت کام کر لیا۔۔۔۔ اب تم کہیں نہیں جاؤ گی۔۔۔۔ پتہ نہیں وہ کون لوگ " تھے۔۔۔۔ آج کل پتہ نہیں کیسے کیسے لوگ پھر رہے ہیں۔۔۔۔ اب کی بار تو اللہ نے بچا لیا۔۔۔۔۔ میں دوبارہ تمہاری جان خطرے میں نہیں ڈالنا چاہتا۔۔۔۔۔ اب بس تم گھر رہو گی "۔۔۔۔۔ کیرت انکی باتیں خاموشی سے سنتی رہی تھی۔۔۔۔

اس وقت نیم کا درخت بھی اداس تھا۔۔۔۔۔۔ آسمان پہ چھائے بادلوں کو وہ یاسیت سے دیکھ رہا تھا۔۔۔۔۔ گھونسلے کی چڑیا آج پھر غائب تھی۔۔۔۔۔ نجانے وہ ہر روز کہاں چلی جاتی تھی۔۔۔۔؟

کیرت گم صم سی کمرے میں نیم دراز تھی جب اسکی امی اسکے لیے کھچڑی بنا لائیں۔۔۔۔۔ کیرت انہیں آتا دیکھ بیٹھ گئی۔۔۔۔۔

اب طبیعت کیسی ہے اب تو سر میں درد نہیں ہو رہا"۔۔۔۔۔۔؟؟ انہوں نے کھچڑی کی پلیٹ بیڈ پہ رکھ کر اسکا ماتھا چھوا تھا۔۔۔۔

ٹھیک ہوں امی میں"۔۔۔۔ اسنے بیمار سی مسکراہٹ سے جواب دیا تھا۔۔۔۔۔۔"

یہ کھچڑی کھا لو پھر تمہارے ابو دوائی لے آئیں گے وہ کھا کر سو جانا"۔۔۔۔۔۔ اسکی امی" اسے ہدایات دینے لگی تو وہ پلیٹ سے انکی باتیں سنتی کھچڑی کھانے لگی۔۔۔۔۔ جب اسنے کھچڑی کھا لی تو اسکی امی بولیں۔۔۔۔

وہ لوگ تھے کون۔۔۔؟ اور انکی تم سے کیا دشمنی تھی جو تمہاری جان لینے کے درپہ آ گئے"۔۔۔۔۔؟؟ ابھی جو کچھڑی کیرت نے کھائی تھی اور اسکے حلق میں ایک پل کے لیے اٹک گئی۔۔۔۔۔ اب وہ کیا بتائے کہ اسے کہا جا رہا تھا کہ وہ ضامن سے دور رہے۔۔۔۔۔ اور لاہور چھوڑ دے۔۔۔۔۔۔ یہ بات اس نے کسی کو نہیں بتائی تھی۔۔۔۔ ضامن کو بھی نہیں۔۔۔۔۔ شاید چکور ہوتا تو اسے بتا دیتی۔۔۔۔ شاید۔۔۔۔۔ پتہ نہیں امی"۔۔۔۔۔ اس نے مدہم سا جواب دیا۔۔۔۔۔ تو اسکی امی چپ" ہو گئیں۔۔۔۔۔ پھر جیسے انہیں کچھ یاد آیا۔۔۔۔

وہ جس کی رات کال آئی تھی۔۔۔جس نے تمہارا بتایا تھا کہ تم ہسپتال میں وہ تمہارے "
باس تھے"۔۔۔۔۔؟؟ کیرت نے بس سر ہلادیا۔۔۔
اچھا"۔۔۔۔انہیں حیرت ہوئی۔۔۔۔۔"
لگتا نہیں آجکل کا لڑکا لگتا ہے۔۔۔۔اور اتنے بڑے بزنس کا مالک"۔۔۔۔۔وہ داد"
دینے والے انداز میں بولتی پلیٹ اٹھا کر کمرے سے نکل گئیں۔۔۔۔۔۔کیرت ایک بار
پھر گم صم ہوگئی۔۔۔۔۔۔آخر وہ عورت اور برہان کیوں کیرت کے پیچھے لگے ہوئے
ہیں۔۔۔؟ اور وہ کیوں چاہتے ہیں کہ کیرت ضامن سے دور ہوجائے۔۔۔۔۔وہ تو ابھی
اسکے قریب بھی نہیں ہوئی جو اس سے دور ہوجائے۔۔۔۔۔اپنی قسمت پہ کیرت کو رونا
سا آیا۔۔۔۔۔۔وہ تو خود ضامن سے دور جانا چاہتی ہے۔۔۔۔پر کل ہسپتال میں اسے بیڈ
پہ لیٹا دیکھ ضامن کا جو حال تھا وہ کیرت کے دل میں بیٹھ سا گیا تھا۔۔۔۔۔اسکی آنکھوں
میں جو نمی تھی اسکے لہجے میں جو فکر تھی۔۔۔۔۔کیا وہ سچ میں کیرت کے لیے تھی۔۔۔؟ کیا
وہ سچ میں کیرت کو اس حد تک چاہتا ہے۔۔۔؟

کیرت نے سر بیڈ کراؤن سے ٹکا لیا۔۔۔۔اور چھت کو دیکھنے لگی۔۔۔۔پھر اس نے
اپنے موبائل کو دیکھا۔۔۔۔۔جو خاموش پڑا تھا۔۔۔۔۔کہیں اندر ایک چیز تھی جو دھڑک

رہی تھی۔۔۔۔اور انتظار میں تھی کہ وہ کال کرے گا۔۔۔۔۔۔حال پوچھے گا۔۔۔۔۔ضرور پوچھے گا۔۔۔۔۔۔

کیرت بار بار موبائل کو دیکھتی۔۔۔۔پھر نظریں ہٹا لیتی۔۔۔۔۔بہت دیر اسی ادھیڑ بن میں گزری۔۔۔۔۔جب اس سے صبر نہ ہوا تو اسنے موبائل اٹھا لیا۔۔۔۔۔موبائل اسکے ہاتھ میں آتے ہی بجا تھا۔۔۔۔اور کیرت نے بغیر دیری کے کال پک کر لی۔۔۔۔

ہیلو"۔۔۔۔۔وہ ضامن سے پہلے بے تابی سے بولی تھی۔۔۔۔۔"

کیسی ہو میری جان۔۔۔۔؟اب طبیعت کیسی ہے۔۔۔؟دوائی کھائی تم"

نے"۔۔۔۔۔؟؟وہ بھی بے تاب تھا۔۔۔۔۔تبھی ایک کے بعد ایک سوال کرنے لگا۔۔۔۔کیرت کچھ دیر خاموش ہوئی۔۔۔۔اپنے آپ پہ قابو کیا۔۔۔۔۔

کھانا کھا لیا"۔۔۔۔وہ مختصر جواب دے کر خاموش ہو گئی۔۔۔۔۔"

اچھا۔۔۔۔دوائی نہیں لی"۔۔۔۔؟؟"

نہیں ابو لینے گئے ہوئے ہیں"۔۔۔۔۔۔"

ٹھیک ہے کھا کر سو جانا۔۔۔۔اور ڈرنا مت۔۔۔۔۔اب تمہیں کوئی کچھ نہیں"

کر سکتا۔۔۔۔۔تمہارے گھر کے باہر میں نے میرے آدمی کھڑے کر دیے ہیں۔۔۔۔۔اب کوئی کچھ نہیں کر سکتا"۔۔۔۔۔۔کیرت اسکی بات پہ چونکی۔۔۔

کیا۔۔۔آپ نے ہمارے گھر کے باہر آدمی کھڑے کیے ہوئے ہیں"۔۔۔۔۔؟"
ہاں پر کسی کو پتہ نہیں چلے گا وہ سادے لباس میں ہیں تم انکی پریشانی نہ لو۔۔۔۔میں نے"
تمہیں یہ اس لیے نہیں بتایا تھا

کہ تم اب اس بات پہ پریشان ہوجاؤ"۔۔۔۔۔۔وہ ایک دم سے ہی لہجہ بدل گیا
تھا۔۔۔۔۔برہمی برہمی سی چھلکنے لگی تھی۔۔۔۔۔کیرت چپ ہوگئی۔۔۔۔اور خاموشی
سے کال کاٹ دی۔۔۔۔۔۔اسے اچھا نہیں لگا ضامن کا یوں بے بات غصے میں
بولنا۔۔۔۔۔۔کیرت کے کال کاٹتے ہی اس نے دوبارہ کال کی۔۔۔۔
جی"۔۔۔۔؟؟کیرت نے کال پک کرکے کہا۔۔۔۔وہ بات کرنا چاہتی تھی۔۔۔۔۔"
ایم سوری۔۔۔۔۔مجھے آرام سے بات کرنی چاہیے تھی۔۔۔۔۔پر کیا کروں مجھ سے تم"
پریشان نہیں دیکھی جاتیں۔۔۔۔۔۔تمہیں پتہ ہے میں کتنا ڈر گیا تھا۔۔۔۔۔جب تم وہاں
بے ہوش پڑی تھیں۔۔۔۔مجھے کل رات پتہ چلا تھا کہ سانسیں کیسے اٹکتی ہیں۔۔۔۔۔گلے
میں پھندے کب ڈلتے ہیں۔۔۔۔۔۔میں تمہیں پریشے کسی قیمت نہیں کھونا
چاہتا۔۔۔اب مجھ سے دور ہونے کی باتیں کبھی مت کرنا ورنہ جان لے لوں گا
تمہاری"۔۔۔۔۔وہ ناراضی سے بول رہا تھا۔۔۔۔اسکی جان لینے والی بات پہ وہ بے

ساختہ مسکرادی تھی۔۔۔۔۔ابھی جو اس کے بے ہوش ہونے سے ڈر گیا تھا اب اسکی جان لینے کی باتیں کر رہا تھا۔۔۔

اس لڑکے کا کچھ نہیں ہو سکتا"۔۔۔۔۔کیرت نے سر جھٹکا اور خاموشی سے اسکی ایک" ایک بات سنتی رہی۔۔۔۔۔پھر اس نے بہت ساری نصیحتوں کے ساتھ فون رکھا دیا تو کیرت بھی سونے کے لیے لیٹ گئی۔۔۔۔۔پر وہ ابھی سو نہیں سکتی تھی۔۔۔۔کیونکہ اسنے ابھی دوائی کھانی تھی۔۔۔۔۔۔۔

&&&&&&&&&&&&&&_____

&&&&_____

آج صبح وہ دیر سے اٹھا تھا۔۔۔۔۔آفس وہ نہیں جا رہا تھا وہاں

اسکی پریشے تو تھی نہیں تو اسکا بھی جانے کا دل نہیں کیا۔۔۔۔۔آج ویسے بھی اسنے پریشے کے گھر جانا تھا۔۔۔۔پولیس کے ساتھ تاکہ پریشے اس شخص کا اسکیچ بنوا دے جو اسکا پیچھا کر رہا تھا۔۔۔۔۔اس لیے وہ بیڈ سے اٹھ کر فریش ہونے چلا گیا۔۔۔۔۔ڈارک بیلو شرٹ اور آسمانی رنگ جینز کی پینٹ پہن کر اسنے اپنے بال سکھائے اور پرفیوم لگا کر کمرے سے نکل گیا۔۔۔۔۔ہلکی مونچھیں داڑھی ہمیشہ کی طرح اسکے چہرے پہ سج رہی

تھی۔۔۔۔ آنکھیں روشن تھیں۔۔۔۔ بال ماتھے پہ بکھرے تھے۔۔۔۔ وہ زینے اترتا نیچے لاؤنج میں پہنچا تو اسکی امید کے برعکس اسکی ممی کے ہمراہ اسکے ڈیڈ بھی بیٹھے تھے۔۔۔۔۔۔

ضامن بیٹا خیریت ہے تمہاری طبیعت تو ٹھیک ہے۔۔۔؟ کل سے کمرے میں بند ہو" سب ٹھیک تو ہے نا۔۔۔؟ اور پرسوں رات کہاں گئے تھے تم پھر پوری رات گھر نہیں آئے"۔۔۔۔۔؟ اسکی ممی تشویش سے پوچھتی کھڑی ہو گئی تھیں۔۔۔۔۔ سفید شرٹ جس پہ گلابی پھول پرنٹ تھے، کہ ساتھ سفید ہی ٹراؤزر پہن رکھا تھا۔۔۔۔ بالوں کو شانوں پہ، اور منہ پہ ہلکا میک اپ کر کے وہ تازہ دم لگ رہی تھیں۔۔۔۔۔ پرسوں جو کچھ ضامن نے انکے کمرے میں کیا تھا وہ شاید وہ سب بھلا چکی تھیں۔۔۔۔۔

جی میں ٹھیک ہوں"۔۔۔۔۔ وہ مختصر اور سپاٹ سا جواب دے کر سینگل صوفے پہ بیٹھ" گیا۔۔۔۔ اسکی ممی بھول گئیں ہوں گی وہ سب پر ضامن کو یاد تھا۔۔۔۔ اس لیے اسکا اندازلیا دیا سا ہی تھا۔۔۔۔ ضامن کے ڈیڈ اخبار لیے بیٹھے تھے پر اب وہ اخبار چھوڑ کر بغور ضامن کا چہرہ دیکھ رہے تھے۔۔۔۔۔

تم آفس کیوں نہیں گئے"۔۔۔۔؟ اسکے ڈیڈ نے پوچھا۔۔۔۔۔"

آپ آفس کیوں نہیں گئے"۔۔۔۔؟ جواب دینے سے زیادہ ضروری"

For more visit: https://exponovels.com/ mailto:exponovels@gmail.com

اسنے سوال کرنا سمجھا۔۔۔۔۔اسکے سوال پہ جعفر صاحب کے چہرے پہ برہمی کی شکنیں پھیل گئیں۔۔۔۔۔۔

وہ آج افضل اور ماہ نور آرہے ہیں۔۔۔۔۔ساتھ ٹینا بھی آئے گی۔۔۔۔۔آنا تو انہوں" نے چار پانچ دن پہلے ہی تھا۔۔۔۔پر عین وقت پہ ماہ نور کو آفس کے کام سے آسٹریلیا جانا پڑگیا اس لیے وہ سب اب آرہے ہیں"۔۔۔۔۔۔۔ثریا خوشی سے بتا رہی تھیں۔۔۔۔پر ان سب کے آنے کی خبر سے ضامن کو کوئی خاص خوشی نہیں ہوئی تھی۔۔۔۔۔وہ خاموشی سے کھڑا ہوگیا۔۔۔۔

مجھے ایک ضروری کام کرنے جانا ہے۔۔۔۔شاید رات کو دیر سے آؤں"۔۔۔۔۔۔وہ" کہہ کر جانے لگا۔۔۔۔۔

ناشتہ تو کرلیتے"۔۔۔۔۔اسکی ممی نے اسکے عقب سے کہا۔۔۔۔۔پر وہ بغیر جواب" دیے چلا گیا۔۔۔۔۔۔۔

_____&&&&&&&&&&&&_____

_____

کیرت کے گھر کا دروازہ مسلسل بج رہا تھا۔۔۔۔اور سب کے مصروف ہونے کی وجہ سے علیزہ کو ہی دروازہ کھولنا پڑا۔۔۔۔۔

"آ رہی ہوں کیا دروازہ توڑنے کا ارادہ ہے"۔۔۔؟؟ وہ غصے سے بولتی دروازہ کھل رہی تھی۔۔۔۔اور جب دروازہ کھلا تو وہ چپ ہو گئی۔۔۔آنکھیں حیرت سے پھیل گئیں۔۔۔۔سبز آنکھوں اور وجیہہ چہرے والا۔۔۔ضامن ہاتھ میں سرخ گلابوں کا

گلدستہ لیے کھڑا تھا۔۔۔۔پیچھے اسکے انسپکٹر اور مصور تھا۔۔۔جو اسکیچ بنانے آیا تھا۔۔۔علیزہ کچھ پل لیے اس پہ سے نظریں ہٹانا ہی بھول گئی۔۔۔۔پر جب ضامن بولا تو اسکا سحر ٹوٹا۔۔۔

"میں ضامن ہوں پریش" وہ کہتا کہتا رکا "کیرت کا باس۔۔۔۔ان سے ملنا تھا"۔۔۔۔؟ وہ علیزہ کی حالت سے بے نیاز اپنے ازل کے مغرور لہجے سے گویا تھا۔۔۔علیزہ جلدی سے دروازے سے ہٹ گئی۔۔۔۔

"آئی۔۔۔آئیں۔۔۔آئیں نا اندر"۔۔۔۔۔ضامن کے اندر آنے کے لیے راستہ چھوڑ کر وہ خود تیزی سے صحن میں پھر بڑے کمرے میں آ گئی۔۔۔

آپی کے باس آئے ہیں"۔۔۔۔اس نے امی اور دادی کو بتایا۔۔۔۔۔امی تعجب سے" کھڑی ہو گئیں۔۔۔۔ضامن باہر انسپکٹر کے ساتھ صحن میں کھڑا تھا۔۔۔۔۔کیرت کو بھی علیزہ کی آواز سنائی دے گئی تھی۔۔۔۔پیرے میں جوتے اڑستی کمرے سے نکلی تو اسے سامنے کھڑا پایا۔۔۔۔۔اسکے دروازے میں آتے ہی ضامن بھی کسی احساس کے تحت پلٹا تھا۔۔۔

کیرت کو سامنے کھڑا دیکھا وہ نرمی سے مسکرایا۔۔۔۔۔پر کیرت حیران تھی۔۔۔۔۔۔آنکھوں کو پھیلا کر اسے دیکھ رہی تھی۔۔۔۔۔۔گلابی قمیض شلوار اور سفید دوپٹے کو اپنے سینے پہ پھیلا کر وہ ضامن کو دیکھ رہی تھی۔۔۔۔چہرہ بیمار بیمار سا تھا۔۔۔۔۔پر ضامن کو وہ بہت حسین لگی۔۔۔۔۔اس نے آج اپنے کلے بال کھول رکھے تھے۔۔۔۔۔کچھ لٹیں چہرے کے اوپر تھیں۔۔۔۔۔ضامن قدم قدم چلتا اسکے پاس جانے لگا۔۔۔۔۔۔کیرت کی امی صحن میں آگئی تھیں۔۔۔۔دادی اور علیزہ بھی۔۔۔۔پر وہ سب کو نظر انداز کرتا کیرت کے پاس چلا گیا۔۔۔۔

For more visit: https://exponovels.com/ mailto:exponovels@gmail.com

کیسی ہو"۔۔۔۔؟؟ وہ اسکے چہرے پہ نظریں جما کر پوچھ رہا تھا۔۔۔۔۔کیرت کا دل" دھک دھک کر رہا تھا۔۔۔۔اسکی نظریں جھک کر بھی دادی امی اور علیزہ کی نظریں خود پہ محسوس کر سکتی تھیں۔۔۔۔۔۔۔

میں ٹھیک ہوں"۔۔۔۔۔وہ بس اتنا ہی کہہ پائی یہ نہ کہہ سکی کہ ضامن امی دیکھ رہی ہیں" میری۔۔۔۔۔

یہ لو تمہارے لیے لایا تھا"۔۔۔۔۔۔اسنے گلدستہ کیرت کے سامنے کیا۔۔۔۔۔اور" کیرت کی جان حلق میں آگئی۔۔۔۔۔اسکی ہمت ہی نہیں ہو رہی تھی کہ وہ گلدستہ پکڑ لے۔۔۔۔۔نہ ہی بولا جا رہا تھا۔۔۔

اسکی پریشانی دادی نے دور کر دی۔۔۔۔۔پیچھے سے بولیں۔۔۔

رے بھئیا پھول بوٹے دے دیے ہوں تو ہمیں بھی بتا دیجو کہ یہاں کیوں تشریف لائے" ہو"۔۔۔۔۔ضامن آواز پہ پلٹا۔۔۔۔سبز آنکھیں چھوٹی کر کے اس عمر رسیدہ بڑھیا کو دیکھا جس کے چہرے پہ کڑے تاثر تھے۔۔۔۔۔علیزہ یک ٹک بس ضامن کو دیکھ رہی تھی۔۔۔۔۔

یہ کون ہیں"۔۔۔۔؟؟ اسنے کیرت سے پوچھا۔۔۔۔دادی نے ضامن کی پشت کو" گھورا۔۔۔۔۔

د۔۔۔داد۔۔دادی ہیں میری۔۔۔۔۔وہ امی ہیں اور"۔۔۔۔۔وہ تیزی سے امی وغیرہ" کے پاس آگئی۔۔۔۔۔جھکی نظروں اور دھڑکتے دل کے ساتھ "اور یہ میری چھوٹی بہن ہے علیزہ"۔۔۔۔۔اسنے علیزہ کی طرف انگلی سے اشارہ کیا۔۔۔۔۔ضامن کیرت سے نظریں ہٹا کر علیزہ پہ لے گیا۔۔۔۔۔جس کے اچانک ہی پورے دانت باہر آ گئے تھے۔۔۔۔۔ضامن بس جوابی ہلکا سا مسکا دیا۔۔۔۔۔اور علیزہ نے دل پہ ہاتھ رکھ لیا۔۔۔۔"اف اسکے ڈمپلز"۔۔۔۔۔۔وہ سرد آہ بھر کے رہ گئی۔۔۔۔۔ضامن نے کیرت کی امی اور دادی سے سلام کیا اور

پھر اپنے آنے کی وجہ بتا دی۔۔۔انسپکٹر اور مصور جو خاموش کھڑے سب کو دیکھ رہے تھے۔۔۔۔ضامن کے بات بتاتے ہی آگے بڑھ گئے۔۔۔۔۔اور کیرت سے پوچھ گچھ کرنے لگے۔۔۔۔۔

کیرت کی امی نے اسکے ابو کو بھی دکان سے بلا لیا تھا۔۔۔۔انکے آتے ہی کیرت نے برہان کا اسکیچ بنوا دیا۔۔۔۔۔ضامن نے بکے اسکے قریب رکھ دیا تھا۔۔۔۔۔۔

اب ہم اسے جلد ہی ڈھونڈ لیں گے آپ کا بہت شکریہ"۔۔۔۔۔کیرت کو انسپکٹر نے" مسکرا کر کہا اور اجازت لے کر کمرے سے چلا گیا۔۔۔۔۔مصور بھی چلا گیا پر ضامن بیٹھا

رہا۔۔۔۔اور کیرت اسکے بیٹھے رہنے سے غیر آرام دہ محسوس کر رہی تھی۔۔۔۔اسکے ابو، دادی، امی، علیزہ سب ہی کھڑے تھے۔۔۔۔۔

آپ نہیں جائیں گے"۔۔۔۔؟؟ ابو نے رکھائی سے کہا تو ضامن چونک کر انہیں دیکھنے لگا۔۔۔۔پھر اسنے کیرت کو دیکھا۔۔۔کیرت نے آنکھوں میں کہا "پلیز جائیں"۔۔۔۔۔ضامن کے چہرے پہ مسکراہٹ پھیل گئی۔۔۔۔اسنے کیرت کی طرف دیکھ کر ناک سکوڑی اور سرگوشی میں کہا "ڈرپوک"۔۔۔۔کیرت نے نظریں چرا لیں۔۔۔ضامن بھی اسکے ابو کی طرف متوجہ ہوا۔۔۔۔

آپ بالکل فکر مت کیجئے گا ہم ان لوگوں کو اب جلد ہی سلاخوں کے پیچھے ڈالیں گے" انکل"۔۔۔۔۔وہ خوش اخلاقی سے انور سے مخاطب ہوا تو انور کو اپنے رویے پہ فوراً شرمندگی سی ہوئی۔۔۔۔۔وہ فوراً مسکرائے

چائے پی کر جانا"۔۔۔۔"

میں بناتی ہوں"۔۔۔۔علیزہ فوراً سے بولی۔۔۔۔کیرت اور باقی سب نے حیرت سے علیزہ کو دیکھا۔۔۔پر ضامن کیرت کے ابو کو دیکھ رہا تھا "اچانک ہی چائے۔۔۔۔کمال ہے"۔۔۔۔اسنے دل

میں سوچا۔۔۔۔۔پھر ناں میں سر ہلادیا۔۔۔۔

نہیں میں نے ابھی ناشتہ کرنا ہے شکریہ آپ کا"۔۔۔۔۔۔وہ کہہ کر باہر نکل گیا"

تھا۔۔۔۔۔کیرت نے بے ساختہ گھڑی دیکھی تھی۔۔۔۔۔دوپہر کے تین بجنے والے

تھے اور وہ ابھی تک بھوکے پیٹ پھر رہا تھا۔۔۔۔۔کیرت بری طرح بے چین

ہوگئی۔۔۔۔۔

&&&&&&&&&&&&&&&_____

&_____

ضامن پولیس اسٹیشن میں انسپکٹر کے سامنے بیٹھا تھا۔۔۔۔۔اور اس جاسوس کا پوچھ رہا تھا

جو کنٹینر سے بے ہوش ملا تھا۔۔۔۔

وہ ایک کرایے کا جاسوس ہے پر اسکا کہنا ہے.جس عورت نے اسے ہائیر کیا تھا اس نے"

بھی اسکا چہرہ نہیں دیکھا۔۔۔۔۔جب اسکی اس عورت سے ملاقات ہوئی تھی وہاں جانے

سے پہلے اس عورت کے آدمیوں نے اسکی آنکھوں پہ پٹی باندھ دی تھی۔۔۔۔۔۔اور

جس کمرے وہ اس عورت سے ملا تھا وہاں اتنا اندھیرا تھا کہ کچھ ٹھیک سے سمجھ نہیں آرہا

تھا۔۔۔۔رات بھی اندھیرے اور ہڈکی وجہ سے وہ کچھ نہیں دیکھ سکا تھا"۔۔۔۔۔۔۔

انسپکٹر کی بات پہ ضامن کے اعصاب تن گئے

آپ کیسے بھی کر کے پتہ کریں مجھے وہ عورت کسی بھی حال میں چاہیے "۔۔۔۔۔انسپکٹر" نے سر ہلا دیا۔۔۔۔ضامن جانے کے لیے کھڑا ہو گیا تھا۔۔۔۔۔۔اس نے انسپکٹر سے مصافحہ کیا اور باہر کی جانب چل دیا۔۔۔۔۔

پولیس اسٹیشن سے اب اپنے بنگلے جانے کی بجائے وہ اپنے دوست کے پاس جا رہا تھا۔۔۔۔۔اسکا بالکل دل نہیں تھا ٹینا یا اپنی بھابھی کی شکل دیکھنے کا۔۔۔۔۔اور ابھی اس نے اس

عورت کو بھی ڈھونڈنا تھا جس نے کیرت پہ حملہ کیا تھا۔۔۔۔۔چکور کی بات اسکے ذہن میں گھوم رہی تھی۔۔۔۔۔

جو تمہاری جان کے دشمن ہیں وہ تمہارے ارد گرد ہی ہیں "۔۔۔۔۔جان کا مطلب تو وہ" سمجھ گیا تھا کہ اسکی مراد جان سے "پریشے" ہے۔۔۔۔۔۔پر اسکے ارد گرد کون ہے جو کیرت کو نقصان پہنچانا چاہتا ہے۔۔۔۔۔؟ یہ اسکی سمجھ سے باہر تھا۔۔۔۔۔اسنے گاڑی سائیڈ پہ لگائی اور آنکھیں موند کر ذہن پہ زور ڈالنے لگا۔۔۔۔۔وہ کون ہو سکتا ہے۔۔۔؟؟ کچھ دیر آنکھیں بند کر کے وہ بیٹھا رہا۔۔۔۔اسکی آنکھوں کے سامنے پاکستان آنے کے بعد سے ہر اس شخص کا چہرہ گھوم رہا تھا جسے پریشے اور اسکے بارے میں پتہ تھا۔۔۔۔۔

آفس سے "۔۔۔؟؟اس نے سوچتے کے ساتھ سر نہ میں ہلایا۔۔۔۔۔کوئی اور۔۔۔۔۔"
اس لڑکی کو جلد ہی فارغ کرو"۔۔۔۔۔۔اسے اپنے ڈیڈ کی بات یاد آئی۔۔۔۔۔"پر اس"
پہ کسی اور عورت نے حملہ کیا تھا۔۔۔۔ان سب کے پیچھے کوئی عورت
ہے"۔۔۔۔۔۔اسنے اپنے ڈیڈ کے چہرے کو بھی ذہن سے نکلا۔۔۔۔۔پھر وہ تھم
گیا۔۔۔۔۔
توڑ پھوڑ۔۔۔۔اسکی ممی کا کمرہ۔۔۔۔۔ضامن کی بدتمیزی۔۔۔۔۔اسکی ممی کی پریشے کے
لیے ناپسندیدگی۔۔۔۔۔۔رات۔۔۔۔۔بادل۔۔۔۔۔چمکتی بجلیاں اور۔۔۔۔۔داخلی
دروازے سے آدھی رات کو داخل ہوتیں اسکی ممی۔۔۔۔۔۔
ضامن نے فوراً سے آنکھیں کھولیں۔۔۔۔۔
نہیں ممی ایسا نہیں کر سکتیں"۔۔۔۔۔اس نے اپنی سوچوں کی تردید کی۔۔۔۔۔"وہ تو"
پہلے بھی اکثر رات کو دیر سے آتی ہیں۔۔۔۔اس میں ایسی کوئی انوکھی بات نہیں
ہے"۔۔۔۔۔۔"پر پھر کون

ہے وہ"۔۔۔۔؟ضامن کی سمجھ میں جب کچھ نہ آیا تو اسنے اپنا سر دونوں ہاتھوں میں تھام
لیا۔۔۔۔۔۔اتنے میں اسکا موبائل بجا۔۔۔۔۔

اسنے ڈش بورڈ سے موبائل اٹھایا تو اسے حیرت کا جھٹکا لگا۔۔۔۔۔فون کی اسکرین پہ پریشے لکھا جگمگا رہا تھا۔۔۔۔۔اس نے فوراً کال اٹھالی۔۔۔۔

سب ٹھیک ہے۔۔۔؟ تمہاری طبیعت ٹھیک ہے"۔۔۔۔۔؟؟ وہ چھوٹتے ہی"

بولا۔۔۔۔دوسری طرف چند پلوں کی خاموش رہی پھر وہ ہچکچاتی بولی۔۔۔۔

آپ۔۔۔آپ نے ناشتہ کرلیا"۔۔۔۔۔؟؟ ضامن کی بھنویں سکوڑ گئیں۔۔۔۔۔پھر"

اسے بات سمجھ میں آئی تو وہ بے اختیار ہنس دیا۔۔۔۔

تو تمہیں میری فکر ہورہی ہے"۔۔۔۔؟؟ دوسری طرف وہ جھینپ گئی۔۔۔۔"

ن۔۔نہی۔۔۔نہیں تو ایسی کوئی بات نہیں ہے"۔۔۔۔۔وہ صاف مکر"

گئی۔۔۔۔۔ضامن مسکراتا رہا۔۔۔۔۔

تم جھوٹ بول رہی ہو"۔۔۔۔۔وہ لہجے میں خفگی شامل کرکے بولا تھا۔۔۔۔۔"

نہیں میں سچ کہہ رہی ہوں"۔۔۔۔۔"

سچ کہو گی تو ناشتہ کرلوں گا ورنہ میں بھوکا ہی ٹھیک ہوں"۔۔۔۔وہ ناراض"

ہوگیا۔۔۔۔۔کیرت جلدی سے بولی۔۔۔۔

جی کررہی تھی فکر"۔۔۔۔۔وہ ناراضی بھول کر دوبارہ سے ہنسا۔۔۔۔"

اچھا اب فکر تو کرنے لگی ہو اب یہ بتاؤ محبت کب کرو گی"۔۔۔۔۔؟؟ وہ شوخ لہجے میں"
پوچھ رہا۔۔۔۔۔ کیرت لاجواب

ہو گئی۔۔۔۔۔
آپ ناشتہ کر لیجئے گا خدا حافظ"۔۔۔۔۔۔ اس نے گھبرائی سی آواز میں کہہ کر کال کاٹ"
دی تو ضامن نے مسکرا کر سر جھٹک دیا۔۔۔۔۔ اور گاڑی چلا لی۔۔۔۔۔ اب اس نے
پہلے ناشتہ کرنا تھا۔۔۔۔۔ پھر کہیں اور جانا تھا۔۔۔۔۔
_&&&&&&&&&&&&&&&&&&&_____

نیم کے درخت پہ اندھیرا بیٹھا تھا۔۔۔۔۔ اور ٹکر ٹکر گھونسلے میں آئے نئے چڑے کو دیکھ
رہا تھا۔۔۔۔۔ جسے شاید چڑیا لائی تھی۔۔۔۔۔ گھونسلے میں وہ دونوں بڑے آرام سے بیٹھے
تھے۔۔۔۔۔ کیرت نے جب اسکے گھونسلے میں نئے مہمان کو دیکھا تو بے اختیار ہنس
دی۔۔۔۔
تو میڈم شادی کرنے گئی ہوئی تھیں"۔۔۔۔۔ اس نے چڑیا کو دیکھ کر کہا۔۔۔۔۔ چڑیا"
اسکی بات پہ رخ موڑ گئی۔۔۔۔۔۔ وہ مسکراتی ہوئی اپنے کمرے میں چلی گئی

تھی۔۔۔۔۔ایک عجیب سی خوشی ہو رہی تھی۔۔۔۔۔۔کتنی ہی بار وہ جا کر پھول کے گل دستے کو چھو آئی تھی انہیں اپنے چہرے کے قریب کرتی۔۔۔۔انہیں چوم لیتی۔۔۔۔۔انکی خوشبو اتنی سحر انگیز تھی کہ کیرت کا انہیں چھوڑنے کو دل ہی نہیں کر رہا تھا۔۔۔۔۔تبھی پھولوں نے اس سے پوچھا۔۔۔۔

کیا مجھ سے محبت ہو گئی ہے"۔۔۔۔؟؟"

ہاں ہو گئی ہے"۔۔۔۔۔انہیں چوم کر کیرت نے جواب دیا۔۔۔۔پھر پھولوں نے اگلا" سوال کیا۔۔۔۔

مجھ سے محبت تو کرنے لگی ہو۔۔۔۔۔اس سے کب کرو گی جو ہمیں لایا ہے"۔۔۔۔؟؟"

کبھی نہیں"۔۔۔۔۔کیرت نے ناک چڑھا کر کہا اور ہونہہ کر دیا۔۔۔۔پھول خاموش" ہو گئے۔۔۔۔۔

ضامن کے جانے کے بعد امی نے آ کر کہا تھا۔۔۔۔۔

بہت اچھا لڑکا ہے ماشا اللہ سے تبھی ہماری کتنی مدد کر رہا ہے اللہ اسے اسکا اجر دے" گا"۔۔۔۔۔۔ابو نے اس بات پہ فوراً گردن ہلائی تھی۔۔۔۔۔البتہ دادی کو دال میں کچھ کالا نظر آ گیا تھا۔۔۔۔۔محسوس تو سب نے ہی کیا تھا۔۔۔۔پر زیادہ توجہ نہ دی۔۔۔۔لیکن

دادی کے دل میں یہ بات بیٹھ گئی تھی کہ "دو دل ایک دوسرے کے لیے دھڑک رہے ہیں"۔۔۔وہ اس وقت خاصی خاموش تھیں۔۔۔۔۔ابھی بھی کمرے میں خاموش بیٹھی تھیں جب علیزہ ان کے پاس آئی۔۔۔۔

کیا سوچ رہی ہیں"۔۔۔۔؟ علیزہ نے آتے ہی پوچھا۔۔۔وہ انکے ساتھ تخت پہ بیٹھ" گئی۔۔۔ٹی وی آج بند تھا امی کچن میں تھیں اور کیرت دوسرے کمرے میں۔۔۔۔۔ اسی لڑکے کے بارے میں سوچ ہوں۔۔۔۔مجھے تو اس اچھال چھکے اور اس لڑکے کے" درمیان کچھ محسوس ہوا ہے"۔۔۔۔۔دادی نے اپنے دل کی بات بتا دی۔۔۔۔علیزہ نے چونک کر انہیں دیکھا۔۔۔۔

اللہ نہ کرے دادی۔۔۔۔۔وہ کتنا اسمارٹ ہے اور آپی میں ایسا ہے ہی کیا جسے کوئی پسند" کرے۔۔۔۔۔وہ تو آپی سے لگتا بھی چھوٹا ہے"۔۔۔۔۔۔۔پتہ نہیں علیزہ کو یہ سن کر اتنا برا کیوں لگ رہا تھا۔۔۔۔یا وہ بھی۔۔۔۔۔اہمممم اہمممم۔۔۔۔۔

پر مجھے لگے ہے کچھ تو ہے"۔۔۔۔۔۔دادی اپنی بات پہ مصر تھیں۔۔۔۔علیزہ کھڑی" ہوگئی۔۔۔۔۔"یہ بس آپ کا وہم ہے۔۔۔۔۔دل سے نکال دیں"۔۔۔۔۔۔وہ کہہ کر باہر صحن میں آگئی تھی۔۔۔۔۔دادی نے بھی سب سر سے جھٹک کر ٹی وی چلا لیا تھا۔۔۔۔۔

For more visit: https://exponovels.com/ mailto:exponovels@gmail.com

رات کو کیرت کا پتہ کرنے فرحت پھوپو اور شکیل بھی آ گئے تھے۔۔۔۔۔ سب بڑے کمرے میں بیٹھے تھے۔۔۔۔۔ پھوپو نے کیرت کو دیکھا۔۔۔

"سب ٹھیک تو ہے نا"۔۔۔۔؟ انکا انداز عجیب تھا۔۔۔۔۔ نظریں بھی تنقیدی۔۔۔۔

"کیا مطلب ہے آپ کا"۔۔۔۔۔؟ کیرت نے کچھ نا سمجھی سے پوچھا تھا۔۔۔۔۔ پھوپو نے سر ناں میں ہلایا۔۔۔۔۔

"نہیں میرا مطلب ہے عزت وزت"۔۔۔۔۔۔

"بس کریں پھوپو کیا کہہ کر رہی ہیں آپ"۔۔۔۔۔؟ انکی بات کیرت کو جیسے ہی سمجھی وہ پھنکاری تھی۔۔۔۔۔ سب یک دم ہی خاموش ہو گئے۔۔۔۔۔ کمرے میں سناٹا چھا گیا۔۔۔۔۔

"ہر بات کی ایک حد ہوتی ہے آپ کے تو جو منہ میں آتا ہے کہتی چلی جاتی ہیں پتہ نہیں آپکو اللہ سے خوف نہیں آتا"۔۔۔۔۔۔ کیرت غصے سے پاگل ہونے کو تھی۔۔۔۔ اتنا گھنونا سوال پھوپو اس سے کتنے آرام سے کر چکی تھیں اسے اس بات کا صدمہ ہوا تھا۔۔۔۔ پھوپو کو اسکا لہجہ و انداز برا لگا۔۔۔۔

آئے ہائے " دو تالیاں پیٹیں "کس بات کا خوف۔ ؟ میں نے تو بس پوچھا ہی ہے چیخ چلا تو" یوں رہی ہے جیسے میں نے تیرا سر پھاڑ دیا ہو" ۔۔۔۔۔۔۔ دادی کی طرف دیکھا " دیکھ لو اماں کیسی بھونک رہی ہے یہ کُتی ۔۔۔۔۔ اور باقی بھی چپ چاپ تماشا دیکھ رہے ہیں یہ نہیں آتا کہ اسے چپ کروالیں " ۔۔۔۔۔۔ کیرت کی آنکھوں میں آنسوں بھر گئے ۔۔۔۔ تماشا لگا بھی تو آپ رہی ہیں ۔۔۔۔۔ آپ کی اگر بیٹی نہیں ہے تو کیوں دوسروں کی " بیٹیوں پہ انگلی اٹھاتی پھر رہی ہیں " ۔۔۔۔۔۔ ؟ کیرت نے رندھی ہوئی آواز سے کہا تھا ۔۔۔۔ ابو نے کچھ بولنا چاہا

پر پھوپو بول پڑیں شکیل فرحت کے ساتھ بیٹھا کیرت کو گھور رہا تھا ۔۔۔۔

دوسروں کی بیٹیاں انگلی اٹھانے والے کام کرتی ہی کیوں ہیں ۔ ؟ ارے تیرے بارے " میں اچھی سوچ رکھوں بھی کیسے ۔ ؟ کیا میرے بیٹے کے پیچھے نہیں لگ گئی تھی کیسے اسکے آگے بچھتی تھی کمینی کہیں کی " ۔۔۔۔۔۔ انہوں نے تنفر سے کہا ۔۔۔۔۔ شکیل فرحت اور علیزہ کے چہرے پہ تمسخر پھیل گیا تھا ۔۔۔۔ اس بات پہ کیرت کے گلے میں آنسوں اٹک گئے ۔۔۔۔۔ پھوپو کی بات اسکے منہ طمانچے کی طرح لگی تھی

وہ میری زندگی کا سب سے بڑا گناہ تھا۔۔۔۔۔ پر اب میں اس پہ لعنت بھی نہیں "
بھیجتی۔۔۔۔۔ میرے نصیب میں اس منحوس شکل سے کوئی بہتر ہی ہوگا "۔۔۔۔۔۔ وہ
شکیل کی طرف اشارہ کر کے کہتی کمرے سے آنکھیں پونچھتی ہوئی نکل گئی
تھی۔۔۔۔۔ شکیل کا رنگ فق ہو گیا تھا۔۔۔۔۔
ہائے اللہ۔۔۔۔۔ میری اولاد کو منحوس کہہ رہی ہے تو۔۔۔۔۔ تو خود کیا ہے۔؟ کرم "
جلی، پچھل پیری، چڑیل۔۔۔۔۔۔ ارے تیری اس شکل پہ تو خدا کی لعنت ہے پیدا ہوتے
ہی میرے بھائی کا کاروبار نگل گئی سانپ کہیں کی۔۔۔۔۔ اس گھر کو بیمار خانہ بنا
دیا۔۔۔۔۔ ارے تیری نحوست سے تو میرے بھائی کے کتنی مشکل سے دوبارہ اولاد ہوئی
تھی۔۔۔۔ تیرے جیسیاں تو آتیں ہی گھر اجاڑنے کو ہیں "۔۔۔۔۔۔ پھوپو غضب ناک
غصے سے ہاتھ اٹھا اٹھا کر بول رہی تھیں۔۔۔۔۔ دادی انہیں بیٹھنے کا کہہ رہی تھیں۔۔۔۔
بس کر دے کیوں اس سپولی کے منہ لگتی ہے "۔۔۔۔۔؟"
کیوں اماں۔۔۔۔۔ دیکھا نہیں تم نے کیسے بکواس کر کے گئی ہے۔۔۔۔ ہائے مجھے تو "
حیرت ہوتی ہے میرے بھائی نے اسے کچھ نہیں

For more visit: https://exponovels.com/ mailto:exponovels@gmail.com

کہا۔۔۔۔۔ہائے اللہ مجھے آج اپنا آپ یتیم ہوتا نظر آیا ہے۔۔۔جس بھائی کو باپ سمجھتی تھی وہی آج مجھے اپنی اولاد کے ہاتھوں خاموشی سے ذلیل کروا رہا ہے ہائے اماں اب"۔۔۔۔۔پھوپو نے دادی کا ہاتھ جھٹکا "اب نہیں آؤں گی یہاں، جا رہی ہوں"۔۔۔شکیل کو دیکھا "اٹھا بے غیرت کیا بیگم کے گھٹنے سے لگ کر بیٹھا ہے"۔۔۔۔۔۔بے غیرت کو فوراً غیرت آگئی شکیل جلدی سے کھڑا ہوگیا۔۔۔۔۔۔فرحت بھی اٹھنے لگی۔۔۔۔

نہ۔۔۔۔تو یہیں رہ"۔۔۔۔۔۔پھوپو نے فرحت کے سامنے ہاتھ جھلایا۔۔۔۔امی علیزہ" ابو سب دھک سے رہ گئے۔۔۔۔۔

میں اس کو بھی یہیں چھوڑ کر جا رہی ہوں رکھے سنبھال کر بھائی اپنی انڈیوں" کو"۔۔۔۔۔۔امی پریشانی سے آگے آئیں۔۔۔۔۔

آپا یہ کیا کہہ رہی ہیں آپ"۔۔۔۔؟؟ دادی بھی بولیں"

ہاں کیا پاگل ہوگئی ہے"۔۔۔۔۔؟ پھوپو نے چادر سے منہ صاف کیا اور ابو کو" دیکھا۔۔۔۔

For more visit: https://exponovels.com/ mailto:exponovels@gmail.com

ہاں جیسے میرا بھائی اپنی بہن کے لیے اندھا اور بہرا ہو گیا ویسے ہی میں بھی پاگل ہو گئی ہوں"
میں کیوں سنبھالتی پھروں رشتے جب کسی اور کو پروا نہیں ہے"۔۔۔۔۔۔ فرحت کی
آنکھیں آنسوؤں سے بھر گئیں۔۔۔۔۔۔ دادی نے پھوپو کا ہاتھ پکڑا۔۔۔۔
اس ناہنجار، منہ زور کُتی کی سزا اسے کیوں دے وے ہے"۔۔۔۔۔؟"
بس"۔۔۔۔۔ اتنی دیر سے خاموش ابو ایک دم سے ہی دھاڑے تھے۔۔۔۔ سب سہم"
گئے
بس بہت ہو گیا"۔۔۔۔ وہ آگے بڑھے "تم جانا چاہتی ہو"۔۔۔۔؟؟ پھوپو کے قریب"
آ کر کہا "تو جاؤ میں اپنی بچی کو پہلے بھی پال سکتا تھا آج بھی پال لوں گا جاؤ یہاں
سے"۔۔۔۔۔۔ انگلی

اٹھائی "پر ایک بات یاد رکھنا میں اپنی بچی کی سوئیں کا بھی حساب لوں گا تم جاؤ کل میں آؤں گا
اور سارا سامان اٹھا لوں گا تمہارے گھر سے پر میری بچیوں پہ کسی نے انگلی بھی اٹھائی تو
جان لے لوں گا اسکی"۔۔۔۔۔۔ شعلہ اگلتی آنکھوں سے پھوپو کو گھورتے وہ اپنی بات
مکمل کر چکے تھے۔۔۔۔۔ سب ششدر رہ گئے تھے۔۔۔۔۔۔ دوسرے کمرے میں بیٹھی
کیرت بھی پھوٹ پھوٹ کر رو رہی تھی۔۔۔۔۔ اور بڑے کمرے میں سب ہلنا ہی بھول

گئے تھے۔۔۔۔۔۔فرحت نے افسوس سے شکیل کو دیکھا تھا۔۔۔۔۔جو چپ تھا۔۔۔۔۔پھر وہ آگے بڑھا

"نانی ٹھیک کہہ رہی ہیں امی، اس کی سزا فرحت کو نہیں دوں گا میں، ہم یہاں اب نہیں آئیں گے"۔۔۔۔۔ابو نے ہاتھ جوڑے

"مہربانی ہوگی آئندہ میری بچی اکیلی آجائے گی میرے لیے کافی ہے"۔۔۔۔۔شکیل کے چہرے پہ سائے لہرانے لگے۔۔۔۔اور پھوپو دھواں دھواں چہرے سے اپنے بھائی کو دیکھ رہی تھیں۔۔۔۔۔۔پھر وہ لوگ فرحت سمیت گھر سے نکل گئے۔۔۔۔۔۔

"کیا پاگل ہوگیا تھا انور کیا کیا بول رہا تھا"۔۔۔۔۔۔انکے جاتے ہی دادی بولیں۔۔۔۔۔انور نے ہاتھ اٹھایا۔۔۔۔

"بس کردیں اماں بہت سنا لیا میں نے، بیٹیوں کا باپ ہوں اپاہج نہیں ہوں جو ہر ایک کی بات سہہ لوں گا۔۔۔۔۔۔آئندہ میری کسی بھی بیٹی کے بارے میں کسی نے بکواس کی تو زبان کھینچ لوں گا اسکی"۔۔۔۔۔وہ تنبیہ کرتے کمرے سے نکل گئے دادی کی زبان کو اچانک سے تالا لگ گیا تھا۔۔۔۔۔گھر پہ رات بہت سے اندھیرے اوس کی طرح گرا رہی تھی۔۔۔۔۔

_____&&&&&&&&&&&&&&&_____

_

بنگلے کی روشنیاں رات کے اندھیرے کو زبان دکھا رہی تھیں۔۔۔۔اندر لاؤنج روشن تھا۔۔۔۔صوفوں پہ بیٹھے افضل، ماہ نور، ٹینا، جعفر صاحب اور ثریا سب خوش گپیوں میں مصروف تھے۔۔۔۔انہیں آئے ہوئے اب بہت دیر ہو گئی تھی۔۔۔۔۔اور افضل بہت بار ضامن کا پوچھ چکا تھا۔۔۔۔۔

کسی کام سے گیا ہے کہہ رہا تھا دیر سے آؤں گا"۔۔۔۔۔۔ثریا نے جواز دیا تھا تو افضل" نے خفگی سے ناک سے مکھی اڑائی۔۔۔۔

ایسا بھی کیا کام تھا"۔۔۔۔۔ثریا لب بھینچ کر مسکرا دیں اور شانے اچکا دیے۔۔۔۔۔۔" پھر وہ سب جب کھانا کھانے کے لیے ڈائننگ ہال میں جانے لگے تو ضامن انہیں داخلی دروازے سے اندر آتا دکھائی دیا۔۔۔

لو ضامن بھی آگیا"۔۔۔۔ثریا خوشی سے چہکیں۔۔۔۔۔"آؤ ضامن سب تمہارا ہی انتظار" کر رہے تھے"۔۔۔۔انہوں نے ضامن کو اپنے قریب آنے کا اشارہ کیا۔۔۔۔۔افضل

اور باقی سب رک کر اسے دیکھنے لگے تھے ٹینا کے پورے دانت باہر آ گئے تھے۔۔۔۔۔ افضل ضامن کے قریب آتے ہی اسکے گلے لگ گیا۔۔۔۔۔

"مغرور شخص کہاں گم رہتے ہو جب سے پاکستان آئے ہو بھائی کو ایک کال نہیں کی"۔۔۔۔۔ ضامن مسکرایا

"بس بھائی یہاں کے مسائل ہی اتنے تھے کے سلجھانے میں وقت ہی نہیں ملا"۔۔۔۔۔۔۔

"ایسے کون سے مسئلے تھے بھئی ہمیں بھی تو پتہ چلے"۔۔۔۔۔۔ افضل نے سینے پہ ہاتھ باندھ لیے۔۔۔۔

"محبت کا مسئلہ، کوئی چھوٹا مسئلہ تو نہیں ہوتا"۔۔۔۔۔۔۔؟ جعفر صاحب نے طنزیہ نظروں سے ضامن کو دیکھا "میں نے ٹھیک کہا نا ضامن"۔۔۔۔۔؟؟ انکے طنز پہ ضامن کے چہرے کی

مسکان سمٹ گئی۔۔۔۔۔ سبز آنکھیں سنجیدہ ہو گئیں۔۔۔۔

"آپ غلط کب کہتے ہیں ڈیڈ۔؟ آپ نہیں آپ کا تجربہ بولتا ہے۔۔۔۔ پر یہ تجربہ بڑا نا سمجھ ہے سب جان کر بھی نہیں سمجھتا"۔۔۔۔۔۔ وہ رکا جیبوں میں ہاتھ ڈال کر بولا "میں نے

ٹھیک کہا نا ڈیڈ"۔۔۔۔؟؟ انہیں کی طرح ان سے سوال کیا تھا۔۔۔۔۔ جعفر صاحب نے گھور کر اسے دیکھا وہ کچھ سخت کہتے کہ ثریا بولیں

بس کریں آپ لوگ کیا باتیں لے کر بیٹھ گئے ہیں کھانا ٹھنڈا ہو رہا ہے"۔۔۔۔۔۔ انہوں نے بات بدلی تو افضل نے آنکھوں سے اپنے ڈیڈ کو اشارہ کیا "کول" انہوں نے سر جھٹک دیا۔۔۔۔۔ ماہ نور اور ٹینا سارے معاملے میں خاموش رہی تھیں۔۔۔۔ ہاں محبت" کے نام پہ ٹینا کے تاثر کچھ بدلے تھے۔۔۔۔۔ پر وہ جلد ہی اپنے تاثر چھپا گئی" تھی۔۔۔۔۔۔ افضل نے ضامن کے کاندھے پہ ہاتھ رکھا

آؤ کھانا کھاتے ہیں"۔۔۔۔ افضل نے اس محبت سے کہا تھا کہ ضامن مان گیا۔۔۔۔ ورنہ" اسکا اب کھانے سے بھی دل اچاٹ ہو گیا تھا۔۔۔۔۔

_____&&&&&&&&&&&&&_____

یہ رات کا دوسرا پہر تھا جب اسکے کمرے کا دروازہ بجا۔۔۔۔ وہ بیڈ پہ لیٹا اپنے موبائل میں لگا ہوا تھا۔۔۔۔ دروازے بجنے پہ آنکھیں سکوڑ کر دروازے کو دیکھنے لگا۔۔۔۔۔ پھر سائیڈ لیمپ روشن کر کے اس نے پوچھا۔۔۔۔

کون"۔۔۔۔؟؟"

ٹینا"۔۔۔۔۔ضامن کے چہرے پہ ناگواری پھیل گئی۔۔۔۔۔"
جاؤ میں نے سونا ہے"۔۔۔۔۔۔اس نے بغیر لحاظ کے جواب دیا پر ٹینا نہ"
گئی۔۔۔۔۔مجبوراً اسے اٹھ کر دروازہ کھولنا پڑ گیا۔۔۔۔

ہاں کیا ہے"۔۔۔۔؟؟تنگ ڈیمج پینٹ پہ سلیولیس ٹاپ پہنے ٹینا بالوں کی پونی ٹیل بنائے"
ہوئی تھی۔۔۔۔کرل بالوں کی دو لٹیں چہرے پہ تھیں۔۔۔۔۔ہلکے میک اپ سے وہ
حسین لگتی تھی۔۔۔۔)ضامن کے علاوہ سب کو(
تمہیں آج بھی تمیز نہیں ہے ضامن"۔۔۔۔۔اس نے مسکرا کر تبصرہ"
کیا۔۔۔۔۔ضامن اسکی بات پہ ہنسا۔۔۔۔اور گہری نظروں سے اسے دیکھا۔۔۔
جیسے تم میں آج تک عزتِ نفس پیدا نہیں ہوئی"۔۔۔۔اس نے سینے پہ ہاتھ باندھ لیے"
اور کاندھا دروازے سے ٹکا لیا"مجھے ایک بات بتاؤ تمہیں بے عزتی محسوس نہیں ہوتی یا تم
محسوس کرتی نہیں"۔۔۔۔؟؟اس نے بھرپور طنز کیا تھا۔۔۔۔ٹینا کے چہرے پہ سایہ آ کر
گزرا تھا۔۔۔۔۔وہ سچ میں آج بھی اتنا ہی بدتمیز تھا جتنا نیویارک میں ہوا کرتا تھا۔۔۔۔۔ٹینا
زبردستی سا مسکرائی۔۔۔۔

For more visit: https://exponovels.com/ mailto:exponovels@gmail.com

سنا ہے تمہیں وہ مل گئی"۔۔۔۔۔۔ضامن اسے ویسے ہی دیکھتا رہا پر اسکی بات کا جواب نہ دیا۔۔۔۔

مجھے لگا تھا تم بھول گئے ہوگے اسے پر تمہاری محبت تو سچی نکلی پھر کب ملوا رہے ہو مجھے اس سے"۔۔۔۔۔۔؟ٹینا نے دلچسپی سے پوچھا۔۔۔۔۔

کبھی نہیں"۔۔۔۔وہ کہہ کر دروازہ بند کرنے لگا۔۔۔۔۔"

کیوں وہ اس لائق نہیں ہے کہ اسے کسی سے ملوایا جائے"۔۔۔۔؟اسکی بات ضامن کا دماغ خراب کرنے کے لیے کافی تھی۔۔۔۔ضامن نے اسکو بازو سے پکڑا۔۔۔۔

وہ تھپڑ بھول گئیں جو میں نے اس دن تمہیں نیویارک میں بار میں مارا تھا۔۔۔۔۔تب بھی تم نے کچھ ایسا ہی کہا تھا

نا"۔۔۔۔۔؟؟اپنی گرفت اور مضبوط کر کے اسنے ٹینا کو اپنے قریب کیا۔۔۔۔۔

میں سب برداشت کر سکتا ہوں پر اسکے بار میں ایک لفظ نہیں۔۔۔۔ورنہ میں دوسرا تھپڑ بھی مار سکتا ہوں اور تمہارا باپ بھی میرا کچھ نہیں بگاڑ سکے گا"۔۔۔۔۔۔کہہ کر اسنے ایک جھٹکے سے ٹینا کو دور دھکیلا تھا۔۔۔۔۔وہ لڑکھڑا سی گئی تھی۔۔۔۔۔اسکے سنبھلنے سے پہلے ہی ضامن دروازہ بند کر چکا تھا۔۔۔۔۔ٹینا اشتعال سے پیر پٹخ کر رہ گئی تھی۔۔۔۔۔

_____&&&&&&&&&&&&&&&&_____

_____

باب :- نواں

احساسِ محبت

دلگی میں دل لگانا آسان تھا۔۔۔۔

پر اسے اس درد کا احساس کرانا مشکل۔۔۔۔

میں اس پہ سب ہار بیٹھا۔۔۔۔

سب وار بیٹھا۔۔۔۔۔

اسے پھر بھی نہ ہوا احساسِ محبت۔۔۔۔

_____

For more visit: https://exponovels.com/ mailto:exponovels@gmail.com

یہ صبح پچھلے کچھ دنوں سے زیادہ سرد تھی گرمی جاتی نظر آتی تھی۔۔۔۔۔اب جب رات ڈھلتی تو ایہ ٹھنڈک ہلکی سی خنکی ماحول میں پھیلا دیتی تھی۔۔۔۔۔اور سورج بھی اسے کچھ دیر مات نہ دے پاتا تھا۔۔۔۔۔

وہ اس ایکسیڈینٹ کے بعد سے نیچے کمرے میں سو رہی تھی علیزہ پوری رات موبائل میں لگی رہتی تھی۔۔۔۔۔اور اسکا بھی موبائل پل پل وائبریٹ ہوتا۔۔۔۔۔اور وہ یوں ڈرتی جیسے اس نے چھپا کر موبائل رکھا ہوا ہو۔۔۔۔۔موبائل کے بیپ کرتے ہی وہ اسے کس کے مٹھی میں دبا لیتی اور چور نظروں سے علیزہ کو دیکھتی۔۔۔۔پر علیزہ اپنے دھیان میں ہوتی تھی۔۔۔۔۔اسکی توجہ بالکل کیرت پہ نہیں ہوتی تھی "آپی بھی توجہ دینے والی چیز ہیں بھلا۔؟ ہونہہ"۔۔۔۔۔وہ کبھی کیرت پہ نظر ڈال بھی لیتی تو یہ بڑبڑا کر سر جھٹک دیتی۔۔۔۔۔

اس روز ضامن کے جانے کے دو دن بعد علیزہ کیرت کے پاس آئی تھی۔۔۔۔کیرت اس وقت صحن میں کرسی پہ نیم کے درخت تلے بیٹھی تھی۔۔۔۔درخت اس پہ جھکا ہوا تھا۔۔۔۔۔ہلکی ہوا چل رہی تھی۔۔۔۔چڑیا گھونسلے میں منتظر بار بار گھونسلے کے کنارے پہ بیٹھتی چہچہاتی۔۔۔۔۔شاید وہ اپنے ساتھی کو بلا رہی تھی جو کھانے کا انتظام کرنے گیا

تھا۔۔۔۔کیرت کی نظریں گھونسلے پہ تھیں۔۔۔۔شام لاہور پہ اتر رہی تھی۔۔۔۔تبھی علیزہ بڑے کمرے سے نکل کر اسکے قریب آکر کھڑی ہوگئی۔۔۔۔

آپ اسے پسند کرتی ہیں"۔۔۔۔؟؟ وہ اچانک سے آکر بولی تھی۔۔۔۔کیرت" چونکی۔۔۔۔اس نے علیزہ کو دیکھا۔۔۔۔اسکا سوال اتنا غیر متوقع تھا کہ وہ سمجھ ہی نہ پائی۔۔۔۔۔۔

کیا"۔۔۔۔؟؟ علیزہ مسکائی۔۔۔۔بالکل کیرت کے سامنے آگئی۔۔۔"

کیرت چہرہ اوپر کیے اسے تک رہی تھی۔۔۔۔

نہ سمجھ بن رہی ہیں یا سوال سمجھ ہی نہیں آیا"۔۔۔۔۔؟؟ کیرت مزید الجھ گئی۔۔۔۔" کیا مطلب ہے تمہارا"۔۔۔۔؟ وہ چڑ کر بولی۔۔۔۔"

اچھا غصہ نہ کریں۔۔۔۔میں پوچھ رہی تھی"۔۔۔۔۔رکی سینے پہ ہاتھ باندھے۔۔۔۔" اسے پسند کرتی ہیں آپ"۔۔۔۔۔؟ کیرت کا دل ڈوبا۔۔۔۔۔وہ سٹپٹا سی گئی۔۔۔۔" نہ۔۔۔۔نہیں تو"۔۔۔۔۔وہ کھڑی ہوگئی۔۔۔۔رخ موڑلیا۔۔۔۔چہرہ چھپا" لیا۔۔۔۔۔چڑیا گھونسلے کے کنارے پہ بیٹھی کبھی افق کو دیکھتی تو کبھی ان دونوں کو۔۔۔۔نیم کا درخت بھی انہیں کی طرف متوجہ تھا۔۔۔۔۔

آپ جھوٹ بول رہی ہیں"۔۔۔۔وہ اسکا موڑا چہرہ تنقیدی نظروں سے دیکھتی پوچھ رہی"
تھی۔۔۔۔۔کیرت جھنجھلائی۔۔۔۔
تمہارا مسئلہ کیا ہے۔؟کیوں بے تکے سوال کر رہی ہو"۔۔۔۔۔؟وہ علیزہ کی طرف پلٹ"
کے دبا دبا سا غرائی۔۔۔۔
بے تکا تو نہیں ہے سوال۔۔۔۔۔بس پوچھ رہی ہوں پسند کرتی ہیں اسے"۔۔۔۔۔؟"
اس نے پر سکون لہجے سے اپنا سوال پھر دہرایا۔۔۔۔۔کیرت کچھ دیر علیزہ کے چہرہ پہ
پھیلی معنی خیز مسکان دیکھتی رہی۔۔۔۔پھر گہرا سانس لے کر بولی۔۔۔۔
وہ کرتا ہے"۔۔۔۔۔علیزہ کی مسکراہٹ ایک پل کے لیے ماند ہوئی تھی۔۔۔۔کیرت"
اسکے تاثر غور سے دیکھ رہی تھی۔۔۔۔
پکی بات ہے"۔۔۔۔؟؟وہ سنبھل کر بولی تھی۔۔۔۔کیرت اسکی بات پہ ہلکا سا"
ہنسی۔۔۔۔
اسکی محبت میں کچھ کچا نہیں ہے سب پکا ہے"۔۔۔۔وہ قدم قدم چلتی علیزہ کے مقابل"
آگئی۔۔۔۔۔چڑیا نے آسمان کو دیکھنا

For more visit: https://exponovels.com/ mailto:exponovels@gmail.com

چھوڑ دیا تھا۔۔۔۔ وہ اب ان دونوں کو دیکھ رہی تھی۔۔۔۔ اور نیم کا درخت بھی ہوا سے کیرت کا جامنی دوپٹہ لہرا رہا تھا۔۔۔۔ سفید شلوار پہ جامن پرنٹڈ قمیض اور ہم رنگ دوپٹہ کو سینے پہ پھیلائے کیرت کے سانولے چہرے پہ آج پہلی بار زمانے کا سکون تھا۔۔۔۔ اب کی بار جس نے اس سے محبت کی تھی۔۔۔۔ سچی کی۔۔۔۔ اور پکی کی تھی۔۔۔۔ اسکی محبت میں کوئی کھوٹ نہیں ہے۔۔۔۔۔ اس بات کی گواہی دل نے دی تھی۔۔۔۔۔

کیرت کی بات پہ علیزہ کی مسکراہٹ غائب ہوگئی۔۔۔۔ سر اثبات میں ہلایا۔۔۔۔۔

میرے سوال کا جواب تو آپ نے ابھی تک نہیں دیا"۔۔۔۔۔ ہوا سے کیرت کے کیچر" میں جکڑے بالوں سے چند لٹیں اسکے چہرے پہ آگئی تھیں۔۔۔۔ اسنے انہیں کان کے پیچھے اڑسا۔۔۔۔

وہ کہتا ہے ہم دونوں کے لیے اسکی محبت کافی ہے"۔۔۔۔۔ کیرت نے اسکی" آنکھوں میں جھانک کر کہا۔۔۔۔ پھر پلٹی اور کمرے میں چلی گئی۔۔۔۔۔ علیزہ پیچھے کھڑی اسکی پشت دیکھتی رہ گئی تھی۔۔۔۔ جب کیرت چلی گئی تو علیزہ کرسی پہ بیٹھ گئی۔۔۔۔

ایک کی محبت بھی کبھی دو لوگوں کے لیے کافی رہی ہے"۔۔۔۔؟ اس نے چڑیا کو دیکھتے" سوال کیا تھا پھر گردن نہ میں ہلائی۔۔۔۔ چڑیا آنکھوں کی پتلیاں اس پہ جمائے ہوئے تھی۔۔۔۔۔

نہیں رہتی۔۔۔۔اس میں ادھورا پن رہ ہی جاتا۔۔۔۔۔اور اس ادھورے پن کا فائدہ" کوئی اور اٹھاتا ہے۔۔۔۔۔اور وہ پسند کرتا بھی ہے تو کیا ہوا۔۔؟ پسند بدل بھی تو سکتی ہے"۔۔۔۔وہ رکی گہرا سا مسکائی پھر بولی "میں نے ٹھیک کہا نا"۔۔۔۔؟ وہ چڑیا

سے سوال کر رہی تھی۔۔۔۔چڑیا اسکے چہرے پہ اترتی سفاکی دیکھتی پُھر سے اڑ گئی۔۔۔۔۔علیزہ اپنی نظریں کمرے کے دروازے پہ لے گئی جہاں کیرت تھی۔۔۔۔شام لاہور پہ گہری ہو رہی تھی۔۔۔۔۔بہت سے اندھیروں کے ساتھ۔۔۔۔۔ اس دن کے بعد علیزہ اور کیرت کی آپس میں کوئی بات نہیں ہوئی تھی۔۔۔۔۔علیزہ پہلے جیسی ہی ہو گئی تھی۔۔۔۔اور کیرت بے چین۔۔۔۔اسے نجانے کیوں علیزہ سے ڈر سا لگنے لگا تھا۔۔۔۔۔وہ دانستہ اس پہ نظر رکھنے لگی۔۔۔۔۔پر اسے کچھ ملا نہیں۔۔۔۔۔

_____&&&&&&&&&&&&&&_____

ہوا نے لاہور پہ سورج سنگ قدم رکھا تھا۔۔۔۔۔نسیم چلتی چاروں اطراف پھیلی تھی۔۔۔۔۔نیم کے درخت کے پتے جھوم رہے تھے۔۔۔۔ماحول میں خنکی بڑھ گئی تھی۔۔۔۔گھونسلے کی چڑیا اور اسکا ہمراہی چہچہا رہے تھے۔۔۔۔۔اندر کمرے میں لیٹی

کیرت انکی چہچہاٹ سے اٹھ گئی۔۔۔۔۔علیزہ کالج جانے کے لیے تیار ہو رہی تھی۔۔۔۔۔گھر میں ہر روز کا شور تھا۔۔۔کیرت نے سرہانے رکھا اپنا موبائل اٹھایا۔۔۔۔بٹن دبانے سے اسکرین روشن ہوئی تو اس پہ ضامن کا میسج چمک رہا تھا۔۔۔۔جو اس نے آدھی رات کو کیا تھا۔۔۔کیرت نے میسج کھولا۔۔۔۔

میرا دل نہیں لگتا تمہارے بغیر کل سے آفس آجانا"۔۔۔۔۔کیرت نے میسج پڑھ کر" ڈلیٹ کر دیا۔۔۔۔۔وہ اس معاملے میں بے بس تھی۔۔۔۔اسکے ابو مان ہی نہیں رہے تھے۔۔۔۔۔دل تو اسکا بھی نہیں لگتا تھا اب۔۔۔۔۔

کیرت کچھ دیر لیٹی رہی پھر اٹھی۔۔۔۔۔دوپٹہ سینے پہ پھیلایا۔۔۔۔اور فریش ہونے چلی گئی۔۔۔۔۔فریش ہو کر وہ جب

کمرے میں آئی تو علیزہ ابو اور دادی ناشتہ کر رہے تھے۔۔۔۔۔امی پانی کی بوتل اور گلاس رکھ کر دوبارہ کچن میں جا رہی تھیں۔۔۔۔جب اسے کھڑا دیکھا تو بولیں۔۔۔۔

چلو اچھا ہوا تم بھی اٹھ گئیں بیٹھ جاؤ ناشتہ کر لو"۔۔۔۔جانے لگیں۔۔۔۔پھر رکی "پراٹھا" کھاؤ گی یا روٹی"۔۔۔۔؟؟

روٹی بنا دیں"۔۔۔۔۔کیرت جواب دے کر سامنے بچھی چارپائی پہ بیٹھ
گئی۔۔۔۔نظریں تخت پہ تھیں جہاں اسکے ابو بیٹھے تھے۔۔۔۔۔کمرے میں چلتے ٹی وی کی
آواز گونج رہی تھی۔۔۔۔جس پہ نعتیں لگی تھیں۔۔۔۔ناشتہ کرتے ابو نے نظر اٹھا کر دیکھا
تو انکی نظر ٹھہر گئی۔۔۔۔

کیا ہوا۔۔۔؟ کوئی پریشانی ہے"۔۔۔؟ انہوں نے کیرت سے پوچھا۔۔۔۔دادی اور"
علیزہ نے بھی ناشتہ چھوڑ کر اسے دیکھا۔۔۔۔کیرت نے نظریں جھکا لیں۔۔۔۔

نہیں ابو"۔۔۔۔وہ مدہم لہجے سے گویا ہوئی تھی۔۔۔۔"

تم جھوٹ بول رہی ہو"۔۔۔۔؟؟ کیرت نے نظریں اٹھا کر ابو دیکھا۔۔۔۔انکے"
چہرے پہ نرمی تھی۔۔۔۔کیرت نے سر اثبات میں ہلایا تو وہ مسکرا دیے۔۔۔۔

تو پھر سچ بولو بتاؤ کیا بات ہے"۔۔۔۔؟ انکے نرمی سے پوچھنے پہ کیرت نے ہمت جمع"
کی۔۔۔۔

وہ ابو"۔۔۔۔۔وہ ہچکچا رہی تھی۔۔۔۔ابھی وہ اور کچھ بولتی کوئی تمہید باندھتی کہ دادی"
پھٹ پڑیں۔۔۔۔

اے اچھال چھکے کیوں کسی ڈرامے کی مظلوم ہیروئن بنے ہے بھونک دے کیا بھونکنا"
ہے۔۔۔۔۔وہ ابو کی لگتی"۔۔۔۔۔۔دادی کو فوراً ابو نے گھورا۔۔۔۔۔کیرت کی ہمت

دادی کی بات پہ ٹوٹ گئی۔۔۔۔وہ دوبارہ نظریں جھکا گئی۔۔۔۔۔اب اس نے آفس جانے

کی اجازت مانگی تو دادی پتہ نہیں اسے اور کیا کیا کہیں گی۔۔۔؟اس بات سے خوف کھاتی کیرت نے خاموش رہنے کا فیصلہ منٹوں میں کرلیا۔۔۔۔۔ابو نے دادی کو سختی سے خاموش رہنے کا اشارہ کیا تو وہ سر جھٹک کر ناشتہ کرنے لگیں۔۔۔۔علیزہ بھی ناشتہ کرنے لگی تھی پر کان باتوں کی طرف ہی تھے۔۔۔۔۔۔

تم بتاؤ کیرت کیا کہہ رہی تھیں"۔۔۔۔؟ابو نے پیار سے اس سے دوبارہ سوال کیا" تو۔۔۔۔۔کیرت کا دل پھر سے کرنے لگا کہ وہ پوچھ لے۔۔۔۔۔ضامن کو دیکھنے کا اسکا بھی دل کر رہا تھا پتہ نہیں وہ کیسا ہوگا۔۔۔۔؟

ابو م۔۔۔۔می۔۔میں۔۔۔۔آفس چلی جایا کروں"۔۔۔۔؟؟اس نے ڈرتے ڈرتے" پوچھا تھا۔۔۔۔۔دادی نے چونک کر اوپر دیکھا۔۔۔۔علیزہ کے بھی حلق میں ناشتہ پھنس گیا۔۔۔۔۔ابو خاموش رہے۔۔۔۔کیرت نے نظریں جھکا رکھی تھیں۔۔۔۔

نہیں تم کہیں نہیں جاؤ بس بہت کام کرلیا۔۔۔۔اب آرام کرو میں ہوں ابھی تم لوگوں" کے سر پہ۔۔۔۔۔تمہیں کام کرنے کی ضرورت نہیں ہے"۔۔۔۔۔۔وہ اپنی بات

مکمل کر کے کھڑے ہو گئے تھے۔۔۔۔ انہوں نے بہت سہولت اور نرمی سے اسے منع کر دیا تھا۔۔۔۔۔

تم ناشتہ کرو جلدی میں بائیک نکال رہا ہوں "۔۔۔۔ وہ علیزہ کو کہہ کر چلے گئے" تھے۔۔۔۔ کیرت کا دل بری طرح سے مضطرب ہو گیا تھا۔۔۔۔ پر وہ کچھ کہہ نہ سکی۔۔۔۔ علیزہ نے خصوصی طور پہ کیرت کا چہرہ دیکھنے کے لیے نظریں اٹھائی تھیں۔۔۔۔ اسکے چہرے کے پیچھے چھپا وہ دکھ علیزہ دیکھ سکتی تھی۔۔۔۔۔ علیزہ کے چہرے پہ نجانے کیوں سکون تھا۔۔۔۔۔ وہ اٹھی

اور بیگ لے کر چلی گئی۔۔۔۔ دادی نے نعتوں کی آواز تیز کر لی تھی۔۔۔۔۔ کیرت کا ناشتے سے دل اچاٹ ہو گیا تھا۔۔۔۔۔ اب بس اسکا رونے کو دل کر رہا تھا۔۔۔۔

_____&&&&&&&&&&&&&&&&_____

دن سورج کا ہاتھ تھامے لاہور پہ زرا زرا ڈھل رہا تھا۔۔۔۔۔ نیم کے درخت پہ سنہری کرنوں کی چنری تنی تھی۔۔۔۔۔ گھونسلے میں چڑیا اور اسکا ہمراہی پر سمیٹے بیٹھے ایک دوسرے کو دیکھ رہے تھے۔۔۔۔ ہوا ویسے ہی ہلکی ہلکی چل رہی تھی۔۔۔۔۔ کیرت

اپنے کمرے میں گم صم لیٹی تھی۔۔۔۔ موبائل پہ ضامن کے میسج آرہے تھے۔۔۔۔ پر نہ وہ انہیں دیکھ رہی تھی نہ جواب دے رہی تھی۔۔۔۔ کچھ دیر میسج آنا بند ہوئے۔۔۔۔ پھر موبائل چیخنے لگا۔۔۔۔ کیرت نے تکلیف سے آنکھیں میچ لیں۔۔۔۔ موبائل بار بار بج رہا تھا۔۔۔۔ دل میں ٹیسیں اٹھنے لگیں تو اس نے موبائل اٹھالیا۔۔۔۔ وہ دل کی تکلیف سے مرنا نہیں چاہتی تھی۔۔۔۔

"تم نے پھر سے مجھے نظر انداز کرنا شروع کردیا۔۔۔۔ کیوں میری جان بن کر جان لینے پہ تلی ہو۔۔۔۔؟ ایک بار ہی کہہ دو کہ ضامن مرجاؤ۔۔۔۔ پر یوں پل پل تڑپا کر برا کر رہی ہو تم"۔۔۔۔ وہ چھوٹتے ہی بولا تھا۔۔۔۔ کیرت بے ساختہ بولی۔۔۔۔

"الٹی سیدھی باتیں نہ کیا کریں"۔۔۔۔

"تم الٹی سیدھی حرکتیں کرتی رہو وہ سب ٹھیک ہے۔۔۔ میں کچھ بھی کہوں وہ غلط"۔۔۔۔ وہ ناراضی سے بول رہا تھا۔۔۔۔ کیرت کی آنکھیں بھیگ گئیں۔۔۔۔

"آجاؤ نا آفس پتہ ہے کتنے دن ہو گئے تمہیں دیکھے"۔۔۔۔؟ کیرت کے جواب نہ دینے پہ وہ بولا تھا۔۔۔۔ کیرت کی آنکھوں سے آنسوں ٹوٹ کر گالوں پہ آرکے۔۔۔۔ وہ کیسے سمجھائے دل کو۔۔۔۔

For more visit: https://exponovels.com/ mailto:exponovels@gmail.com

ضامن کو۔۔۔۔ابو کو۔۔۔۔۔ تینوں ہی بہت ضدی ہیں وہ جانتی تھی۔۔۔۔۔

میں نہیں آسکتی ضامن۔۔۔۔ میں نے آفس چھوڑ دیا"۔۔۔۔۔اس نے آنسو صاف کیے ہمت کر کے بولی تھی۔۔۔۔

پریشے ٹھیک ہے میں اب بات نہیں کروں گا تم سے۔۔۔۔۔ تم بہت بری ہو"۔۔۔۔۔وہ کسی بچے کی طرح شکایتی لہجے سے بول رہا تھا۔۔۔۔نہ بات کرنے کا کہہ کر بھی اس نے کال نہیں کاٹی تھی۔۔۔۔کیرت کو اسکی بات پہ اور رونا آیا۔۔۔۔۔دل بے چین ہو گیا تھا۔۔۔۔۔

میں آنا چاہتی ہوں پر ابو نہیں مان رہے۔۔۔۔وہ ڈر گئے ہیں اس ایکسڈینٹ کے بعد سے۔۔۔۔میں نے انہیں سمجھانے کی بہت کوشش کی پر وہ نہیں مان رہے۔۔۔۔۔آپ مان جائیں ضامن پلیز"۔۔۔۔۔وہ رندھی ہوئی آواز سے بولی رہی تھی۔۔۔۔۔ضامن نے اسکی پوری بات خاموشی سے سنی۔۔۔۔اور اسی خاموشی سے کال کاٹ دی۔۔۔۔۔کیرت کا دل کٹ کر رہ گیا۔۔۔۔اس نے دوبارہ کال کی۔۔۔پر وہ کال ہی نہیں اٹھا رہا تھا۔۔۔۔۔اس نے موبائل دیوار میں دے مارا۔۔۔۔

میں مر جاؤں اللہ کرے"۔۔۔۔وہ پھوٹ پھوٹ کر رونے لگی۔۔۔۔اپنے بال مٹھیوں میں جکڑ لیے۔۔۔۔

For more visit: https://exponovels.com/ mailto:exponovels@gmail.com

کوئی میری نہیں سنتا سب اپنی مرضی مجھ پہ تھوپ رہے ہیں۔۔۔۔۔کیرت کا کیا دل "
کرتا ہے اس سے کسی کو کوئی سروکار نہیں ہے "۔۔۔۔۔۔۔وہ اپنے منہ پہ تھپڑ برسا رہی
تھی۔۔۔۔
مرجاؤں میں۔۔۔۔۔اللہ کرے میں مرجاؤں "۔۔۔۔۔تھپڑ برساتے وہ اپنے ہاتھوں "
میں چہرہ دے کر رونے لگی۔۔۔۔۔اور بس پھر روتی رہی۔۔۔۔۔۔
&&&&&&&&&&_____

&&_____
دن اس نے پورا کمرے میں بیٹھ کر گزار دیا۔۔۔۔نجانے کتنی ہی کالز اس نے ضامن کو کی
تھیں۔۔۔۔پر اس نے ایک بھی نہ اٹھائی اور کیرت پل پل جلتی رہی۔۔۔۔۔رات تک
وہ کئی بار اپنے مرنے کی دعائیں کر چکی تھی۔۔۔۔آنکھیں رو رو کر سوجھ گئی
تھیں۔۔۔۔تبھی اب وہ رات میں چادر منہ تک لیے لیٹی تھی۔۔۔۔امی کئی بار آ کر اس
سے پوچھ چکی تھیں۔
طبیعت ٹھیک ہے تمہاری "۔۔۔۔؟؟ وہ دل میں کہتی "

بس جان نہیں نکل رہی ورنہ مر تو پل پل رہی ہوں"۔۔۔۔۔۔دل میں یہ کہہ کر خاموش" رہتی۔۔۔۔امی کو جواب نہ دیتی۔۔۔۔امی سمجھتیں وہ سو رہی ہے۔۔۔۔تبھی خاموشی سے چلی جاتیں۔۔۔۔

رات جب لاہور پہ اتری تو لاہور روشن ہوگیا۔۔۔۔وہ اب بھی چادر منہ تک لیے لیٹی تھی۔۔۔۔تبھی اسے کمرے میں ابو کے جوتوں کی چرچراہٹ سنائی دی تو اسے پھر سے رونا آگیا۔۔۔۔۔اس کے ابو کیوں نہیں مان جاتے۔؟ وہ لب بھینچ کر رو رہی تھی جب اسے اپنے موجود پہ تنی چادر ہلکی ہلکی کھنچتی محسوس ہوئی۔۔۔۔کیرت کی جان نکل گئی۔۔۔۔۔وہ رونے کی وجہ کیا بتائے گی اب ابو کو۔۔۔؟؟

وہ کچھ سوچتی کہ اسکے چہرے سے چادر اتر گئی۔۔۔۔اسکے ابو سامنے کھڑے سنجیدگی سے اسے دیکھ رہے تھے۔۔۔۔۔

کل سے آفس چلی جانا"۔۔۔۔۔وہ کیرت کی حالت سے بے نیازی دکھاتے بولے" تھے۔۔۔۔۔کیرت انکی بات پہ ہکا بکا رہ گئی۔۔۔۔جلدی سے بیٹھی۔۔۔۔۔

ج۔۔۔۔جی۔۔۔جی"۔۔۔۔؟؟اس نے پوچھا۔۔۔۔ابو نے اسکی متورم آنکھیں" دیکھیں۔۔۔۔

کہہ رہا ہوں کہ کل سے آفس چلی جانا"۔۔۔۔۔وہ کہہ کر پلٹنے لگے تبھی کیرت بستر سے اٹھ" کر بولی۔۔۔

نہیں جاؤں گی آپ غصے میں کہہ رہے ہیں"۔۔۔۔کیرت کہہ کر پلکیں جھکا کر کھڑی" ہوگئی۔۔۔۔سینے پہ دوپٹہ پھیلا تھا۔۔۔بال بکھرے تھے۔۔۔۔جنہیں اس نے ہاتھ پھیر کر ٹھیک کرلیا تھا۔۔۔۔اس کے ابو نے اپنا رخ اسکی طرف کیا۔۔۔۔۔وہ قدم قدم چلتے کیرت کے پاس آ گئے۔۔۔۔۔۔اگلے ہی پل جب انہوں نے کیرت کو اپنے سینے سے لگایا تو کیرت حیرت سے چکرا گئی۔۔۔۔اسے کچھ سمجھ نہیں آرہا تھا۔۔۔۔

غصے میں نہیں کہہ رہا پاگل میں دل سے کہہ رہا ہوں تم آفس چلی جایا کرو کچھ نہیں" ہوگا۔۔۔۔۔اللہ وارث ہے"۔۔۔وہ کیرت کا ماتھا چوم کر کمرے سے نکلے گئے باہر جا کر وہ رکے۔۔۔۔پلٹ کر کمرے کے کھلے دروازے سے کیرت کو دیکھا پھر زیرِ لب بولے وہ ٹھیک کہہ رہا تھا"۔۔۔۔۔اتنا کہہ کر وہ بڑے کمرے میں چلے گئے"

تھے۔۔۔۔اندھیروں میں ڈوبا نیم کا درخت انکے اس جملے پہ الجھا تھا۔۔۔۔چڑیا اور چڑا بھی ایک دوسرے کو نا سمجھی سے دیکھنے لگے تھے۔۔۔۔۔پر جواب کسی کے پاس نہ تھا۔۔۔۔۔

اور کیرت ابھی تک یقین نہیں کر پائی تھی کہ اسکے ابو جو کہہ کر گئے ہیں وہ سب سچ ہے۔۔۔۔۔

اور جب اسے یقین آیا اس نے فوراً موبائل اٹھایا۔۔۔۔ضامن کو کال کی پر اس نے کال اٹھائی ہی نہیں۔۔۔۔کیرت نے کچھ دیر اسکا نمبر ٹرائی کیا پر پھر موبائل بیڈ پہ پھینک دیا۔۔۔۔اب کی بار دیوار پہ نہیں مارا پہلی ہی اسکی آدھی اسکرین ڈیمج ہو گئی تھی۔۔۔۔اب نہ میسج پڑھے جانے تھے نہ لکھے جانے

تھے۔۔۔۔۔

اسکی خوشی پل بھر میں اڑ گئی تھی۔۔۔۔ضامن کال ہی نہیں اٹھا رہا۔۔۔۔۔اتنا بھی کیا ناراض ہو گیا وہ۔۔۔؟

_____&&&&&&&&&&&&&&_____

___

رات لاہور پہ گہری تھی اندھیرا اطراف میں پھیلا تھا۔۔۔۔۔چھوٹی بستی میں پولیس کی موبائل کھڑی تھی۔۔۔۔۔بستی میں گہری خاموشی تھی۔۔۔۔جیسے کوئی رہتا ہی نہ

ہو۔۔۔۔ پولیس ایک گھر کے سامنے کھڑی تھی جس کی روشیناں بجھی تھیں۔۔۔۔ اہلکار ادھر ادھر چوکنا کھڑے تھے۔۔۔۔۔ ہاتھوں میں پستولیں تھیں۔۔۔۔۔

وہ اندر بڑے سے خالی کمرے میں کھڑا تھا۔۔۔۔ باہر سے آتی پولیس کی آوازیں اسکے ** کانوں میں بار بار گونج رہی تھیں۔۔۔۔ پر وہ چہرے سے پر سکون لگتا تھا۔۔۔۔۔ گھنگھرالے بالوں اور گہری داڑھی مونچھوں والا برہان ہاتھ میں پکڑا موبائل دیکھ رہا تھا۔۔۔۔۔ جیسے اس نے جان بوجھ کر آف نہیں کیا تھا۔۔۔۔ وہ جانتا تھا کہ پولیس اسی موبائل سے ہونے والی کال کو ٹریس کر کے یہاں تک پہنچی ہے وہ کچھ دیر کھڑا رہا پھر اسنے ** کاغذ قلم اٹھایا اور لکھنے لگا

انسپکٹر نے فون کان سے لگایا ہوا تھا۔۔۔۔۔ اور دبے دبے جوش سے بتا رہا تھا۔۔۔۔ ہم نے برہان کو ڈھونڈ لیا ہے۔۔۔۔۔ اس وقت ہم اسکے گھر کے باہر کھڑے " ہیں۔۔۔۔ اب یہ کیس بس حل سمجھیں "۔۔۔۔۔ انسپکٹر کی خوشی دیدنی تھی۔۔۔۔ دوسری طرف سے ضامن بولا۔۔۔

میں بھی آرہا ہوں وہ ہاتھ سے نہیں نکلنا چاہیے "۔۔۔۔۔"

آپ فکر نہ کریں ہم نے اسکے گھر کو گھیر رکھا ہے۔۔۔۔بچنے کا کوئی چانس نہیں"
ہے"۔۔۔۔۔انسپکٹر نے کہہ کر فون کان سے الگ کیا

اس نے کاغذ پہ الفاظ گھسیٹنے کے بعد پین شرٹ پہ لگایا اور کاغذ سامنے دیوار پہ چپکا)**
دیا۔۔۔۔۔موبائل اس نے فرش پہ رکھ دیا تھا۔۔۔۔۔اور دیوار پہ لگی پینٹنگ پہ ہاتھ
مارا۔۔۔۔۔اب وقت آگیا تھا "پچھلے دروازوں" کا۔۔۔۔۔۔اسنے پینٹنگ پہ دونوں
ہاتھ رکھ کر اسے ایک طرف دھکیلا تو وہ دیوار سے ہٹ گئی۔۔۔۔اسکے پیچھے ایک دروازہ
**(تھا۔۔۔۔۔جو پہلے سے کھلا تھا۔۔۔۔برہان مسکرا کر اس میں داخل ہو گیا

اور ایک اہلکار سے پوچھا۔۔۔۔
وہ اندر ہی ہے نا"۔۔۔۔۔؟؟ اس نے زور سے سر اثبات میں ہلایا۔۔۔۔"
اسکے فون کی لوکیشن یہیں کی تھی۔۔۔۔۔ہم اسکے پیچھے ہی تھے جب وہ اندر داخل ہوا"
تھا"۔۔۔۔۔۔انسپکٹر نے لب بھینچے پھر بولا۔۔۔۔
اسے شک تو نہیں ہوا نا۔۔۔۔؟؟ اور وہ سنارا جس سے اسکا اتہ"
پتہ ملا تھا وہ کہاں ہے"۔۔۔۔؟

سر وہ اس وقت ہماری حراست میں ہے "۔۔۔۔۔۔"

ٹھیک ہے تم دوبارہ اسپکر میں بولو کے وہ شرافت سے باہر آجائے ورنہ ہم اندر داخل ہوجائیں گے "۔۔۔۔ اہلکار نے انکی بات پہ عمل کرتے اسپکر میں بلند آواز میں کہا۔۔۔۔

ہم نے تمہیں چاروں طرف سے گھیر لیا ہے آرام سے خود کو ہمارے حوالے کردو"

تمہارے لیے یہ ہی بہتر ہوگا "۔۔۔۔۔ دو تین بار یہ بات کہنے کے باوجود بھی جب اندر سے کسی قسم کا کوئی ردِ عمل نہ ہوا تو پولیس کو مجبوراً گھر کا دروازہ توڑنا پڑا۔۔۔۔۔

وہ دروازے میں داخل ہوکر دوسرے گھر میں داخل ہوگیا تھا۔۔۔۔ اندھیرے میں)**

ڈوبے گھر کے دروازے وہ جلدی جلدی کھولتا باہر نکل گیا تھا۔۔۔۔۔ اس گھر سے نکل کر اس نے پلٹ کر ایک نظر ساتھ ساتھ بنے اپنے دونوں گھروں کو دیکھا جو ایک ہوکر بھی دو الگ الگ گھر لگتے تھے، پھر تیز مگر خاموش قدموں سے وہاں سے گلیوں میں داخل ہوگیا)**

اہلکار نپے تلے قدموں سے اندر داخل ہوئے روشنیاں جلائیں تو دیکھا گھر خالی پڑا تھا۔۔۔۔ انسپکٹر کے چہرے پہ پسینہ ابھرنے لگا اس نے تیزی سے کہا۔۔۔۔

سارا گھر چیک کرو"۔۔۔۔۔۔سپاہی جلدی جلدی گھر چیک کرنے لگے۔۔۔۔۔پر وہاں "
کوئی تھا ہی نہیں۔۔۔۔۔تبھی ایک سپاہی کمرے سے چلایا۔۔۔۔
سر ادھر آئیں"۔۔۔۔۔۔انسپکٹر سرعت سے کمرے میں داخل ہوا تو شل رہ "
گیا۔۔۔۔۔سامنے بنی دیوار پہ لگی قدِ آدم پینٹینگ ہٹی
تھی جس میں سے ایک دروازہ دوسرے گھر میں کھلتا تھا۔۔۔۔انسپکٹر کا سر چکرا
گیا۔۔۔۔۔وہیں دیوار کے قریب موبائل بھی پڑا تھا۔۔۔۔جو برہان کی لوکیشن بتا رہا
تھا۔۔۔۔۔اس پینٹینگ پہ ایک کاغذ چپکا تھا جس پہ لکھا تھا۔۔۔۔۔
مجھے پتہ تھا پولیس بہت بے وقوف ہے وہ گھر میں سارے کے سارے گھس جائیں "
گے۔۔۔۔۔اور مجھے بھاگنے کا موقع مل جائے گی۔۔۔۔۔۔انسپکٹر مجھے تمہارا باپ بھی
نہیں پکڑ سکتا"۔۔۔۔۔
"برہان"
آخر میں دو کارٹون بنے تھے جو ہنس رہے تھے۔۔۔۔انسپکٹر کے ماتھے پہ بل پڑ
گئے۔۔۔۔۔وہ چیخا۔۔۔۔
برہان ائیر پورٹ میں داخل ہو گیا تھا۔۔۔۔۔وہ پولیس سے چار قدم ہر کھیل میں آگے)**
تھا وہ جانتا تھا ابھی تک یہاں کی سکیورٹی کو اسے پکڑنے کی اطلاع نہیں ملی

ہوگی۔۔۔۔۔ پولیس ابھی تک اسکے گھر کی چھان بین میں لگی ہوگی۔۔۔۔۔۔ تبھی وہ پرسکون سا ائیر پورٹ میں داخل ہوگیا**

وہ زیادہ دور نہیں گیا ہوگا پکڑوا سے جلدی"۔۔۔۔۔۔ دو سپاہی فوراً اس دیوار آوایز" دروازے میں داخل ہوئے اور دو باہر کی طرف بھاگے۔۔۔ انسپکٹر بھی اس دیوار میں بنے دروازے سے اندر داخل ہوا۔۔۔۔ وہ دروازہ ایک دوسرے گھر کے کمرے میں کھلتا تھا۔۔۔۔ اس گھر کے سارے دروازے کھلے تھے۔۔۔۔ انسپکٹر اس گھر سے چلتا باہر آیا تو وہ اپنا سر پیٹ کر رہ گیا۔۔۔۔۔۔ جس گھر کو وہ گھیر کر کھڑے تھے یہ گھر بالکل اسکے ساتھ بنا تھا یوں لگتا تھا جیسے دو الگ الگ مکان ہوں۔۔۔۔۔ ایک دوسرے سے بالکل مختلف لگتے تھے بس ایک دیوار ملی ہوئی تھی۔۔۔۔۔ اور پولیس سمجھی یہ دوسرا گھر ہے تبھی کسی نے اسکی طرف دھیان نہ دیا۔۔۔۔ اور برہان وہاں سے باآسانی نکل گیا۔۔۔۔۔۔

انسپکٹر بھی وہاں سے ہٹ کر گاڑی میں بیٹھ گیا تھا۔۔۔۔۔

سارے بس اڈوں اسٹیشنز اور ائیر پورٹس پہ اطلاع کر دو کہ یہ شخص "۔۔۔۔۔ برہان کی" تصویر نکالی "ہمیں کسی بھی حال میں چاہیے"۔۔۔۔ پیچھے بیٹھے اہلکار نے فون نکالا اور ہدایات دینے لگا۔۔۔۔۔

اگلے آدھے گھنٹے بعد انہیں پتہ چلا کہ برہان کو ایک ائیر پورٹ پہ دیکھا گیا ہے۔۔۔۔۔ پولیس وہاں پہنچ گئی تھی۔۔۔۔ پر وہاں سے بھی انہیں کچھ نہیں ملا۔۔۔۔۔ سی سی ٹی وی کیمرا زنے اسے اندر آتے تو دیکھا تھا پر باہر جاتے نہیں دیکھا۔۔۔۔۔ اور ابھی تک اس ائیر پورٹ کی کوئی فلائٹ بھی پروان نہیں چڑھی تھی۔۔۔۔۔ پولیس پورا ائیر پورٹ چھان چکی تھی۔۔۔۔۔ ضامن بھی آگیا تھا۔۔۔۔۔ اور وہ اب برہان کے بھاگ جانے اور انسپکٹر کے اوور کانفیڈینس ہونے پہ اسے کھری کھری سنا رہا تھا۔۔۔۔ انسپکٹر نظریں جھکا کر اسے کمزور سے جواز دے رہا تھا۔۔۔۔۔ پر ضامن کا غصہ آسمان کو چھو رہا تھا۔۔۔۔۔

باہر ائیر پورٹ سے نکلتے ہر شخص کو برہان کی تصویر دکھائی جا رہی تھی۔۔۔۔

تم نے اسے ادر گرد دیکھا ہے کہیں"۔۔۔؟؟ ایک سپاہی نے پینٹ شرٹ میں ملبوس" چھوٹے بالوں اور کلین شیو شخص سے پوچھا۔۔۔۔ جو دیکھنے سے کسی امیر گھر کا لگتا تھا۔۔۔۔۔ کاندھوں پہ اسکول بیگ جتنا بیگ تھا اور ہاتھ میں پانی کی

For more visit: https://exponovels.com/ mailto:exponovels@gmail.com

بوتل۔۔۔۔۔وہ کوئی مسافر لگتا تھا۔۔۔۔۔اسنے اپنی چمکتی کالی آنکھوں سے غور سے تصویر کو دیکھا۔۔۔۔۔پھر ناں میں سر ہلادیا۔۔۔۔

سوری سر میں نے اسے نہیں دیکھا"۔۔۔۔۔۔وہ معذرت کرتی نگاہوں سے سپاہی کو" دیکھ کر بولا تھا۔۔۔۔سپاہی کو بیزاری ہوئی ایک سا ہی جواب سن کر اسنے اسے جانے کا اشارہ کردیا۔۔۔۔وہ چلا گیا تو سپاہی دوسرے پینٹ شرٹ اور پی کیپ والے شخص کی طرف متوجہ ہوگیا۔۔۔۔۔سپاہی کو وہ مشکوک سا لگا۔۔۔۔۔تبھی اس نے اسے دھر لیا۔۔۔۔۔۔پر اسکی تلاشی پہ بھی کچھ نہیں ملا۔۔۔۔۔۔اندر ضامن ابھی تک غصے سے پاگل ہوجانے کو تھا۔۔۔۔۔۔

_____&&&&&&&&&&&&&_____

صبح کی نرمی نے جب گل کو چوما تو وہ شرما گیا۔۔۔۔۔پھیلتی دھوپ سنہری چمک لاہور پہ دونوں ہاتھوں سے گرا رہی تھی۔۔۔۔۔ہوا سے ہلتے نیم کے درخت کے پتے آپس میں گلے مل رہے تھے۔۔۔۔۔اور گھونسلے کی چڑیا۔۔۔۔۔شاخوں پہ اپنے ہمرائی سنگ آنکھ مچولی کھیل رہی تھی۔۔۔۔۔وہ ناشتہ کرکے آفس کے لیے تیار ہوگئی تھی۔۔۔۔۔دل اداس تھا۔۔۔۔۔کیوں نہ ہوتا۔۔۔۔۔۔؟ وہ جو ناراض تھا۔۔۔۔۔اتنا زیادہ

ناراض۔۔۔۔۔پر کیرت بھی اپنے نام کی ایک ہی تھی۔۔۔۔۔لاکھ روئی۔۔۔۔۔پر چند ایک کالزاور میسجز کے بعد دوبارہ میسج نہ کیا۔۔۔۔۔بس دل موبائل سے بندھ سا گیا تھا۔۔۔۔ہر بیپ پہ مچل اٹھتا۔۔۔۔اور کسی اور کا میسج دیکھ اس کا خون جل جاتا۔۔۔ڈیم اسکرین ویسے ہی کوفت میں مبتلا کر رہی تھی۔۔۔۔۔۔رات کیسے نہیں ڈھلتی۔۔۔۔۔کیسے رات، رات سے

سانپ اور کانٹوں کی بساط بن جاتی ہے یہ بات کیرت کو کل رات معلوم ہوئی تھی۔۔۔۔ دل نے تبھی کہا۔۔۔۔

بے چین ہو رہی ہو"۔۔۔۔؟؟ کیرت نے معصومیت سے ہاں میں سر ہلا دیا۔۔۔۔"

اب مان جاؤ تمہیں اس سے محبت ہو گئی ہے"۔۔۔۔۔کیرت اس بات سے حیران ہوئی۔۔۔۔۔

نہیں مجھے ابھی کچھ نہیں ہوا"۔۔۔۔۔وہ صاف مکر گئی۔۔۔۔دل نے ناراضی سے اسے دیکھا۔۔۔۔۔

For more visit: https://exponovels.com/ mailto:exponovels@gmail.com

تم جھوٹ بول رہی ہو"۔۔۔۔۔کیرت نے اس بات پہ نظریں چرالیں۔۔۔۔۔اور زیر" لب بولی۔۔۔۔"ہاں میں جھوٹ بول رہی ہوں"۔۔۔۔۔یہ بات اتنی زاردای سے کہی گئی کہ دل اور کیرت خود کو بھی معلوم نہ ہوا۔۔۔۔۔

نیلے رنگ قمیض اور سفید ٹراوزر کے ساتھ سفید ہی دوپٹہ گلے میں ڈال کر وہ کمرے سے نکلی۔۔۔۔۔چادر کھول کر اس نے سر پہ تانی۔۔۔۔غزالی آنکھوں میں سرمے کی دھار تھی۔۔۔۔خم دار پلکوں پہ اداسی بیٹھی تھی۔۔۔۔۔اور آنکھوں پہ گرتی انہیں بھی اداس کر رہی تھی۔۔۔۔۔ہلکے ٹچ اپ اور خود پہ توجہ سے وہ کافی خوبصورت ہو گئی تھی۔۔۔۔پرس کو کہنی پہ لٹکا کر اس نے جوتے کا جھک کر اسٹرپ بند کیا اور ایک نظر نیم کے درخت اور آنکھ مچولی کھیلتی چڑیا پہ ڈال کر وہ گھر سے نکل گئی۔۔۔۔کیرت کے دیکھتے ہی چڑیا ایک پل کے لیے رکی تھی۔۔۔۔کیرت کو دیکھا۔۔۔۔۔پھر پُھر سے اڑ کر شاخوں پہ ہنستی، بیٹھنے اور اُڑنے لگی۔۔۔۔۔

وہ گھر سے نکل کر گلی میں چلتی اب سڑک پہ آگئی تھی۔۔۔۔۔

وہ سڑک پہ چلتی گاڑیوں میں سے ٹیکسی ڈھونڈ رہی تھی۔۔۔۔۔تبھی اسکے عقب میں ایک کالی گاڑی آگئی۔۔۔۔۔جس نے ہارن بجایا۔۔۔۔کیرت

رکی۔۔۔۔پلٹی۔۔۔۔۔دیکھا۔۔۔۔بھنوں کو سکوڑا۔۔۔۔۔پھر رخ بدلا نظریں بدلیں۔۔۔۔۔اور چلنے لگی۔۔۔۔۔پتہ نہیں کون ہے۔۔؟ وہ انجان بن گئی۔۔۔۔۔گاڑی والا ہنسا۔۔۔۔۔فدا ہوگیا۔۔۔۔اسکی اس ناراضی میں انجان بننے پہ وہ دل ایک ہی پل میں کئی بار اس پہ وار چکا تھا۔۔۔۔۔اس نے دوبارہ گاڑی اسکے پیچھے چلائی۔۔۔۔ہارن بجایا۔۔۔۔اب کی بار وہ نہ پلٹی۔۔۔۔بس چلتی گئی۔۔۔۔اب اسے سڑک پہ ٹیکسی بھی نظر آرہی تھی۔۔۔۔پر اب وہ بیٹھنا نہیں چاہتی تھی بیٹھ گئی تو ناراضی کیسے جتائے گی۔۔۔؟

ضامن نے لب بھینچ کر۔۔۔۔بھنویں آپس میں ملا کر۔۔۔۔سبز مائل آنکھوں سے اس ناراض سی لڑکی کو دیکھا۔۔۔۔۔جو چلے جا رہی تھی۔۔۔۔۔ضامن نے گاڑی کی سپیڈ بڑھائی اسکے سامنے روکی۔۔۔۔۔وہ بھی رک گئی۔۔۔۔۔

ماتھے پہ بکھرے بالوں کو درست کرتا وہ گاڑی سے نکلا تھا۔۔۔۔۔جینز پہ ہلکی سرمئی شرٹ اور بھوری جیکٹ پہنے وہ ہمیشہ کی طرح پرکشش لگتا تھا۔۔۔۔۔گاڑی کو لاک کر کے وہ کیرت کی طرف پلٹا۔۔۔۔۔جواب فٹ پاتھ پہ کھڑی ہوگئی تھی۔۔۔۔ظاہر یوں کر رہی تھی جیسے وہ دیکھ ہی نہیں رہی ضامن کو۔۔۔۔وہ ہلکا سا مسکراتا۔۔۔۔۔قدم قدم چلتا اسکے پہلو میں آکر کھڑا ہوگیا۔۔۔۔اسکے کان کی طرف جھکا۔۔۔۔۔

For more visit: https://exponovels.com/ mailto:exponovels@gmail.com

لفٹ چاہیے میڈم"۔۔۔؟ سرگوشی میں کہا۔۔۔۔۔ رازداری سے۔۔۔۔ شرارت"
سے۔۔۔۔۔ کیرت کے دل کی دھڑکن اسکی گرم سانس کان کی لو چھونے سے بے
ترتیب ہوئی تھی۔۔۔۔ پر وہ سنبھلی رہی۔۔۔۔ سامنے دیکھتی رہی۔۔۔۔

نہیں ٹیکسی مل جائے گی"۔۔۔۔۔ جیسے اس نے پوچھا تھا۔۔۔۔ ویسے اسے جواب نہ"
ملا۔۔۔۔۔ نہ سرگوشی تھی۔۔۔۔ نہ رازداری۔۔۔۔ اور نہ ہی شرارت۔۔۔۔ بس
غصہ۔۔۔۔ سڑک پہ بہتی گاڑیاں ان دونوں سے بے نیاز تھیں۔۔۔۔۔ بس آسمان پہ کھڑا
سورج انہیں دیکھ رہا تھا۔۔۔۔ چند ایک بادل تھے جو ان پہ چھایا کیے ہوئے
تھے۔۔۔۔۔ ضامن نے جیبوں میں ہاتھ ڈال لیے۔۔۔۔ مسکراتا رہا۔۔۔۔ اسکی حالت
سے محظوظ ہوتا رہا اس کے نہ دیکھنے اور انجان بننے پہ،۔۔۔۔۔
کیا ناراض ہو مجھ سے"۔۔۔۔؟؟ وہ اسی کی طرح سامنے دیکھنے لگا۔۔۔۔۔ اس بات پہ"
کیرت نے سامنے سڑک سے نظریں ہٹا کر ایک اچٹتی نگاہ اس پہ ڈالی۔۔۔۔۔ بھنو زرا سی
اچکی تھی۔۔۔۔ یعنی ابھی بھی پوچھ رہے ہیں۔۔۔؟؟
بتاؤ بھی ناراض ہو"۔۔۔۔؟؟ وہ ہنسی دبا کر بولا۔۔۔۔ کیرت جل کر بولی۔۔۔"

نہیں میں کسی سے ناراض نہیں ہوں آپ جائیں یہاں سے "۔۔۔۔۔ضامن نے بہتی گاڑیوں سے سبز آنکھیں ہٹائیں۔۔۔۔اور اسے براہِ راست دیکھنے لگا۔۔۔۔سرخ ناک کو دیکھنے لگا۔۔۔۔پھر اگلے ہی پل اس نے کیرت کی ناک نرمی سے پکڑ کر ہلائی۔۔۔ گندی "۔۔۔۔اتنا کہہ کر وہ اپنی بانہیں کیرت کے گرد حائل کر چکا تھا۔۔۔۔۔کیرت بری طرح سے سٹپٹا گئی۔۔۔۔۔سورج شرما گیا۔۔۔۔۔بادل ان پہ چھایا ہی کیے ہوئے تھے۔۔۔۔گاڑیاں بے پرواسی سڑک پہ دوڑ رہی تھیں۔۔۔۔

میری جانو۔۔۔۔۔مجھ سے ناراض مت ہوا کرو"۔۔۔۔۔وہ اسے سینے سے لگائے بول رہا تھا۔۔۔۔اسکی گرفت مضبوط تھی۔۔۔۔وہ اسکی دھڑکن سن کر مبہوت سی ہو رہی تھی۔۔۔۔اس کے پرفیوم کی

خوشبو سانسوں سے پورے جسم میں گھل رہی تھی۔۔۔۔۔کیرت کو وقت لگا سنبھلنے میں۔۔۔۔۔پر جب سنبھلی تو پوری قوت جمع کر کے اس سے الگ ہوئی۔۔۔۔۔ کیا کر رہے ہیں یہ آپ "۔۔۔۔؟ وہ شرمندہ شرمندہ سی نظریں جھکا کر پوچھ رہی تھی۔۔۔۔۔ایک پل میں ہی اسے یوں لگنے لگا تھا جیسے پوری دنیا آنکھ بن گئی

ہے۔۔۔۔اور اسے ہی دیکھ رہی ہے۔۔۔۔وہ اسکی بات پہ کچھ حیران ہوا۔۔۔۔پھر جب سمجھا تو ہلکا سا ہنسا۔۔۔۔۔اور اسکے ہاتھ تھام کر بولا۔۔۔۔۔۔۔

محبت، محبت کر رہا ہوں"۔۔۔۔مصنوعی خفگی چہرے پہ لے آیا "تم تو کرتی"

نہیں۔۔۔۔۔اور مجھ سے رہا نہیں جاتا"۔۔۔۔۔کیرت نے اپنے ہاتھ اسکے ہاتھوں سے چھڑائے۔۔۔۔۔وہ مزید اس محبت کے شجر کے سائے تلے کھڑی رہی تو اس میں سما جائے گی۔۔۔۔یا اس سائے کی عادی ہو کر رہ جائے گی۔۔۔۔۔پھر ہلکی سی تپش بھی پورا تن جلا دے گے۔۔۔۔اور اسے اس جلن سے ہی تو ڈر لگتا ہے۔۔۔۔۔

سر مجھے آفس سے دیر ہو رہی ہے"۔۔۔۔۔۔اس کا انداز جتانے والا تھا۔۔۔۔۔جو" مصنوعی خفگی سے اسے دیکھ رہ تھا۔۔۔۔سچ میں خفا ہو گیا۔۔۔۔۔

مجھے سر مت کہا کرو"۔۔۔۔اس نے سر جھٹک کر کہا۔۔۔۔کسی بچے کی"

طرح۔۔۔۔۔کیرت اسکا وہ معصوم چہرہ دیکھتی رہ گئی۔۔۔۔پورے دل کا پیار نچڑ کر آنکھوں میں آ گیا۔۔۔۔دل کیا دونوں ہاتھوں میں اسکا چہرہ بھر لے۔۔۔۔اور کہہ دے۔۔۔۔کیا کہہ دے۔۔۔؟ "کچھ نہیں "کیرت نے دل پہ قابو کیا نظریں بھی ہٹا لیں۔۔۔۔۔

آپ میرے باس ہیں تو آپ کو سر ہی کہوں گی"۔۔۔۔۔کیرت اور"

بھی بولنا چاہتی تھی پر وہ ہلکا سا چلایا۔۔۔۔

"ایک دم چپ سر کی بچی۔۔۔۔ میں" چپ"۔۔۔۔ وہ اس کے کہتے ہی چپ ہو گئی۔۔۔۔

ایک لگا بھی دوں گا اب"۔۔۔۔۔ وہ منٹوں میں بدل گیا تھا۔۔۔۔۔ کیرت نے حیرت سے اسے دیکھا۔۔۔۔۔ کیا یہ وہی ہے جو ابھی منا رہا تھا۔۔۔۔ ہاں ابھی ہی۔۔۔۔ کیا یہ وہی ہے۔۔۔؟؟

"لگا دیں"۔۔۔۔ کیرت کو بھی غصہ آگیا۔۔۔۔ وہ بھی بدل گئی۔۔۔۔ ناراضی سے لڑنے مرنے والے انداز میں آگئی۔۔۔۔۔ ضامن نے اسے گھورا۔۔۔۔

"جان لے لوں گا میں تمہاری گندی"۔۔۔۔۔ وہ دونوں سڑک پہ کھڑے بچوں کی طرح ایک دوسرے سے ناراض ہو کر لڑ رہے تھے۔۔۔۔ کیرت نے افسوس سے ضامن کو دیکھا۔۔۔۔۔

"گندے ہوں گے آپ۔۔۔۔ میں نہیں ہوں"۔۔۔۔۔ اسے گندی والی بات بری لگی۔۔۔۔۔

"نہیں تم ہی گندی ہو۔۔۔ بات بات پہ لڑائی کرتی ہو"۔۔۔۔۔۔ کیرت نے زور سے کہا۔۔۔

ہیں۔۔۔۔۔؟؟؟ میں۔۔۔؟ میں لڑتی ہوں۔۔۔؟ یا آپ میری زرا سی بات پہ کال "
کاٹ دیتے ہیں اور پھر چاہیے اگلا بندہ روتا رہے پر آپ بے پروا بنے رہتے
ہیں"۔۔۔۔۔جو چھپانا تھا وہ کیرت کہہ گئی۔۔۔۔۔کہتے ہی اپنی زبان دانتوں میں
دبائی۔۔۔۔"مرجا کیرت تُو تو"۔۔۔۔اس نے دل میں خود کو کوسا۔۔۔۔۔ضامن کو یہ
نہیں بتانا تھا کہ وہ اسکے کال کاٹنے پھر کال نہ کرنے پہ روئی تھی۔۔۔۔۔کیا وہ نہیں سمجھتا
ہوگا کہ رویا کن کے لیے جاتا ہے۔۔۔؟
تم روئی تھیں"۔۔۔۔۔؟ وہ ساری لڑائی جھگڑا بھلا کر اسے فکر سے دیکھنے "
لگا۔۔۔۔۔کیرت نے تھوک نگلا۔۔۔۔۔
ن۔۔۔نہی۔۔۔نہیں تو"۔۔۔۔۔وہ مکر گئی۔۔۔۔۔آنکھیں چرانے لگی۔۔۔۔پر"

وہ سمجھدار تھا سمجھ گیا۔۔۔۔جھکی آنکھیں بھی پڑھ گیا۔۔۔۔۔
کیوں روئی تھیں۔؟ میں بس دیکھ رہا تھا کہ تم کب تک مجھے یاد کر کے میسج کرو"
گی"۔۔۔۔۔وہ سنجیدہ ہو گیا تھا۔۔۔۔۔گندا گندی والا الزام وہ دونوں بھول گئے۔۔۔۔۔
ایسے مت آزمایا کریں ضامن اب دل دکھتا ہے"۔۔۔۔۔وہ یہ کہنا چاہتی تھی پر کہہ نہ"
پائی۔۔۔۔۔

میں نہیں روئی تھی۔۔۔۔۔ غلطی سے منہ سے نکل گیا۔۔۔۔ میری ہر بات مت پکڑا"
کریں"۔۔۔۔۔ اب وہ بلاوجہ غصہ کر رہی تھی۔۔۔۔ اور ضامن کو برا لگا۔۔۔۔۔ لب بھینچ
کر اسکا بازو پکڑا۔۔۔۔۔ کھینچ کر اپنے قریب کیا۔۔۔۔۔ سورج زرا زرا سرک رہا
تھا۔۔۔۔ دھوپ اب ان پہ بھی پڑنے لگی تھی۔۔۔۔ بادلوں کی چھایا ان سے دور ہو گئی
تھی۔۔۔۔۔ سڑک پہ گاڑیوں کا شور ویسا ہی تھا۔۔۔۔۔ پر پرواکس کو تھی۔۔۔؟؟
تم جھوٹ کیوں بولتی ہو"۔۔۔۔۔؟؟ اسکی آنکھوں میں اندر تک جھانکتے وہ بولا"
تھا۔۔۔۔۔ کیرت جواب میں خاموش ہو گئی۔۔۔۔۔
اب روئیں تو جان سے مار دوں گا تمہیں سمجھیں"۔۔۔۔؟ وہ ناراضی سے بولا"
تھا۔۔۔۔۔ کیرت کو اسکی کل والا بے پروائی پھر سے یاد آ گئی۔۔۔۔۔ کیسے نہ روتی
وہ۔۔۔۔ اتنا ناراض کیوں ہوا تھا وہ۔۔؟ آنکھوں میں موتی بھر کر رندھے گلے سے کہا
لے لیں جان میری"۔۔۔۔۔ وہ بچوں کی طرح مدہم سے لہجے سے گویا ہوئی تھی۔۔۔۔۔"
لے لوں پھر تمہاری جان"۔۔۔۔؟؟ وہ اس کی بھگی آنکھوں میں ڈوبتا پوچھ رہا"
تھا۔۔۔۔۔ وہ اچانک سے ہی بچوں کی طرح لڑنے والا لڑکا۔۔۔۔ بڑا ہو گیا تھا۔۔۔۔۔ جو
الفاظ سے مبہوت کر دیتا تھا۔۔۔۔۔ اسکے سوال نے کیرت کو نظریں جھکانے پہ مجبور کر دیا

تھا۔۔۔۔۔۔ نظریں جھکیں۔۔۔۔۔ آنکھ کا آنسو پلک پہ ٹھہر گیا۔۔۔۔۔ بے مول ہو جاتا۔۔۔۔ اگر وہ جھک کر اسکو اپنے ہونٹوں پہ نہ سنبھال لیتا۔۔۔۔۔۔ اسکے نرم ہونٹوں کا لمس کیرت کے دل میں کچوکے اٹھا گیا۔۔۔۔۔ سانس خود ہی گہرے ہو گئے۔۔۔۔۔ وہ آنسوں انمول کر کے اس کے چہرے سے دور ہو گیا۔۔۔۔ پر بازو ویسے ہی پکڑ رکھا تھا۔۔۔۔۔ کیرت نے آہستہ آہستہ چلمن سی پلکیں غزالی آنکھوں سے ہٹائیں۔۔۔۔۔ وہ رونا بھول گئی۔۔۔۔۔ نرمی سے خود کو اس سے آزاد کروا کر وہ دو قدم پیچھے ہو گئی۔۔۔۔۔ ایک چور نظر سڑک پہ ڈالی۔۔۔۔۔ جہاں کوئی انہیں نہیں دیکھ رہا تھا۔۔۔۔ وہ اتنی صفائی سے سب کر گیا تھا کہ شاید ہی کسی نے دیکھا ہو۔۔۔۔۔۔ اب وہ کھڑا تھا اور اسے مسکرا کر دیکھ رہا تھا۔۔۔۔۔ اور کیرت اس سے نظریں ملانے کی ہمت بھی نہیں کر پا رہی تھی۔۔۔۔۔

اب گاڑی میں بیٹھو یا پھر جان لوں تمہاری"۔۔۔۔؟؟ وہ ہنسی دبا کر بولا تھا۔۔۔۔ کیرت" نے بغیر اسے دیکھے گاڑی کا دروازہ کھولا اور گاڑی میں بیٹھ گئی۔۔۔۔۔ وہ گہرا سا مسکرایا اور ڈرائیونگ سیٹ سنبھال کر گاڑی چلانے لگا۔۔۔۔۔

_____&&&&&&&&&&&&&&&_____

رات لاہور پہ اندھیروں اور ستاروں سنگ اتری تھی۔۔۔۔وہ آفس

سے کیرت کو ابھی گھر چھوڑ کر گیا تھا۔۔۔۔۔پورا دن وہ اسے کیبن میں اپنے سامنے بٹھا کر اسے دیکھتا رہا۔۔۔۔۔کیرت کچھ دیر بعد بولی تھی۔۔۔۔

مجھے جانے دیں کیوں بٹھا رکھا ہے"۔۔۔۔۔؟ وہ ٹیبل پہ کہنی رکھ کر اور مٹھی بند کیے اس" پہ چہرہ جمائے بیٹھا تھا۔۔۔۔ہلکی شیو ہمیشہ جیسی تھی۔۔۔۔۔سبز مائل آنکھوں میں محبت کے جگنو تھے۔۔۔۔۔۔

تم تھک گئیں"۔۔۔۔؟؟اس نے پوچھا۔۔۔۔۔کیرت نے سر ہاں میں ہلا دیا۔۔۔۔۔" میں نہیں تھکا۔۔۔۔۔نہ کبھی تھکوں گا۔۔۔۔۔میں ان لوگوں میں سے ہوں جو کسی کو" دیکھ کر زندہ رہتے ہیں۔۔۔۔میں نے تم سے دس سال پہلے صرف محبت کی تھی۔۔۔۔اور ان دس سالوں میں اب وہ محبت میری دیوانگی بن گئی ہے۔۔۔۔اب میری زندگی کا ایک ہی مقصد ہے"۔۔۔۔وہ کچھ آگے ہوا کیرت بڑی توجہ سے اسکی بات سن رہی تھی۔۔۔۔"وہ مقصد ہے تم سے بے لوث محبت کرنا۔۔۔۔۔اتنی کہ کسی نے آج تک کسی سے نہ کی ہو۔۔۔۔۔میں تمہیں یوں خود میں شامل کرنا چاہتا ہوں جیسے رات میں تارے شامل ہوتے ہیں۔۔۔۔سورج میں کرنیں۔۔۔۔۔پانی میں لہریں۔۔۔۔۔اور

پھولوں میں خوشبو۔۔۔۔۔۔ بالکل انہی کی طرح۔۔۔۔۔ جیسے یہ کبھی جدا نہیں ہوسکتے ویسے میں تم سے جدا نہیں ہونا چاہتا۔۔۔۔ بس مجھے کبھی ناراض مت کرنا"۔۔۔۔۔ کیرت اسکی ساری باتوں کے بعد کے اس جملے پہ اٹک گئی۔۔۔۔۔ پر وہ کچھ پوچھتی کہ وہ کھڑا ہوگیا۔۔۔۔ اور اسے لنچ کے لیے لے گیا۔۔۔۔۔۔ اور یہ بات ادھوری ہی رہ گئی۔۔۔۔ ابھی بھی وہ اسے جب انکے گھر کے گیٹ کے سامنے اتار رہا

تھا تو بہت ساری ہدایات کے ساتھ اتار کر گیا تھا۔۔۔۔

جاتے ہی کھانا کھانا۔۔۔۔ اور خوش رہا کرو ہر وقت منہ بنا کر رکھتی ہو گندی"۔۔۔۔۔۔" وہ یہ لفظ نجانے کہاں سے پڑھ آیا تھا جو بار بار کیرت کو کہہ رہا تھا۔۔۔۔ پر کیرت کو اسکا یہ گندی "کہنا اچھا لگ رہا تھا۔۔۔۔ وہ کہہ ہی کچھ ایسے رہا تھا کہ کیرت کو اس لفظ سے محبت" سی ہوگئی۔۔۔۔ کیرت مسکرا کر اندر داخل ہوگئی تھی وہ بھی اسکے اندر جاتے ہی وہاں سے چلا گیا تھا۔۔۔۔۔۔

گھر میں داخل ہو کر اس نے نیم کے درخت کو دیکھا جس کی ٹہنی پہ بنے گھونسلے میں چڑیا بیٹھی تھی۔۔۔۔ چڑا نہ تھا۔۔۔۔ کیرت کو تشویش ہوئی۔۔۔۔۔

وہ کہاں گیا"۔۔۔۔؟چڑیا مغرور سی اسکی بات نظر انداز کر گئی۔۔۔۔اگلے ہی پل وہ"
چہکی۔۔۔۔۔اور گھونسلے میں جگہ بنا دی۔۔۔۔کیرت نے گھونسلے میں چڑے کو بیٹھتے
دیکھا تو۔۔۔۔ہنس کر چڑیا کی طرف متوجہ ہوئی۔۔۔۔"بتا نہیں سکتی تھیں کہ کام پہ گئے
ہیں"۔۔۔۔وہ شرارت سے بولی۔۔۔۔اور چڑیا کو اسکا مذاق اچھا نہ لگا اس نے گردن موڑ
لی"ہونہہ"۔۔۔۔کیرت ہنستی ہوئی اندر کمرے داخل ہو گئی۔۔۔۔کپڑے بدل کر اس
نے کھانا کھایا اور چھت پہ آ گئی۔۔۔۔۔آج وہ کتنے دنوں بعد چھت پہ آئی
تھی۔۔۔۔۔چھت پہ آتے ہی کچھ یاد آیا۔۔۔۔۔کچھ ویسے ہی جیسے کبھی ریڈیو پہ چلتی غزل
کے چند اشعار سنے ہوں اور اب تنہائی میں وہ خود سے دل میں ساز سنگ بجنے لگے
ہوں۔۔۔۔مدھر غزل اور ٹھنڈی ہوا دونوں ہی یادِ ماضی کو حسین رنگ دینے کو کافی
تھے۔۔۔۔۔
وہ چلتی کمرے میں آ گئی۔۔۔۔الماری کھولی۔۔۔۔جہاں آج بھی

چاکلیٹس ویسی ہی پڑی تھیں۔۔۔۔۔پر وہاں کچھ اور بھی تھا۔۔۔۔دروازے
پہ۔۔۔۔۔اسکی نظر الماری کے دروازے پہ پڑی۔۔۔۔۔جہاں ایک چٹ لگی تھی جس پہ
لکھا تھا"گیٹ ویل سون"۔۔۔۔۔کیرت اندر تک بھیگ گئی۔۔۔۔چٹ کو دروازے

سے اترا کر اسنے یوں مٹھی میں دبوچا جیسے اس رات پہ پشیمان ہوتی وہ چکور کا ہاتھ پکڑنا چاہتی تھی۔۔۔۔اور کہنا چاہتی تھی۔۔۔"میں سچ میں کسی سے محبت نہیں کرتا۔۔۔۔نہ تم سے نہ اس سے"۔۔۔۔۔۔پر وہ شاید جانتا تھا کہ اب نہیں کرتی کیرت اس سے محبت تو کرنے لگ جائے گی۔۔۔۔تبھی وہ بغیر کچھ کہے چلا گیا تھا۔۔۔۔۔"درد لے کر"۔۔۔۔۔

وہ کافی دیر تک چھت پہ کھڑی چاند کو دیکھتی رہی۔۔۔۔۔کہیں سے کوئی لہجہ پروائی کے ساتھ اسے چھو گیا۔۔۔۔

بتایا تو چکور ہوں"۔۔۔۔۔"

چاکلیٹ کھا لیا کرو"۔۔۔۔۔

اچھا چیخنا مت"۔۔۔۔۔"

میں تمہارا بھائی وائی نہیں ہوں"۔۔۔۔"

خبردار جو آئندہ مجھے بھائی کہا تو ورنہ ساتھ لے جاؤں گا سمجھیں"۔۔۔؟؟"

ہر یاد کے لاکھ رنگ۔۔۔۔۔ہر رنگ نرالا۔۔۔۔۔

"تیری یادیں میری تھیلیوں پہ رنگوں جیسیں"

"انہیں دیکھتا ہوں تو زندگی رنگین لگتی ہے"

For more visit: https://exponovels.com/ mailto:exponovels@gmail.com

چاند اسکی نظر کے، اسکے ماتھے پہ آگیا۔۔۔۔۔وہ یک ٹک اسے دیکھتی رہی۔۔۔۔۔پھر اسکا موبائل بجا تو وہ ہوش میں آئی

تھی۔۔۔۔۔کل ضامن کی تھی۔۔۔۔اس نے گہرا سانس لیا۔۔۔۔۔۔یادوں کو دور چاند کے حوالے کیا اور کال پک کرلی۔۔۔۔۔۔

کیا کر رہی تھیں ہارٹ بیٹ"۔۔۔۔؟؟ وہ چھوٹتے ہی بولا تھا۔۔۔۔۔کیرت قدم اٹھا کر" چھت پہ چلنے لگی۔۔۔۔۔یادیں پسِ پشت چلی گئیں۔۔۔۔یادیوں کو حال کی روشنی نے گم کردیا۔۔۔۔۔وہ ضامن کی باتوں کا جواب دینے لگی۔۔۔۔۔رات خاموش پر اداس اور کچھ خوش سی اسے دیکھتی رہی۔۔۔۔۔۔

_____&&&&&&&&&&&&&&_

_____

کمرے کے دروازے بند تھے۔۔۔۔۔کھڑکی کا شیشہ کھلا تھا۔۔۔۔کھڑکی پہ لگے ریشمی پردے ہوا کے جھونکوں سے لہراتے تھے۔۔۔۔۔باہر بڑے سے لان می چاند کی چاندنی بکھری تھی۔۔۔۔۔جو کھڑکی سے پردوں کے ہٹنے پہ جھانک لیتی۔۔۔۔روشنیاں بجھی

ہونے کی وجہ سے کمرے میں خوابناک اندھیرا تھا۔۔۔۔وہ ٹیبل پہ سر ہاتھوں میں دیے بیٹھا تھا۔۔۔۔ہر بات کو وہ ہر پہلو سے دیکھ رہا تھا۔۔۔۔چکور کی بات ابھی تک اسکے دماغ میں تازہ تھی۔۔۔۔جب بھی وہ رات میں تنہا ہوتا۔۔۔تو یونہی اسکی بات کو سوچتا۔۔۔۔اس نے سوچا تھا برہان پکڑا جائے گا تو کیس کچھ حل ہو جائے گا۔۔۔۔پر اب تو وہ بھی روپوش ہو چکا تھا۔۔۔۔اس رات سے پویس نے ہر سر توڑ کوشش کر لی تھی۔۔۔۔۔پر اب وہ انہیں کہیں نہیں مل رہا تھا۔۔۔یوں لگتا تھا جیسے اسے زمین نگل گئی ہو۔۔۔۔۔

ضامن کو ایک اور بات پریشان کر رہی تھی۔۔۔۔۔وہ جب بھی اس رات کے بارے میں سوچتا تو یوں لگتا جیسے کچھ وہ بھول رہا ہے۔۔۔۔کچھ اسکی نظروں کے سامنے ہے پر وہ دیکھ نہیں پا رہا۔۔۔۔۔پر کیا۔۔۔؟؟؟اس بات پہ وہ الجھ جاتا تھا۔۔۔۔۔

ضامن نے آنکھیں سختی سے میچ رکھی تھیں۔۔۔وہ ذہن میں اس رات میں ہونے والی ہر باریکی کو ڈھونڈ رہا تھا۔۔۔۔۔ذہن میں وہ رات کسی فل کی طرح چلنے لگی۔۔۔۔

وہ اس اندھیر سڑک پہ کنٹینر کے سامنے کھڑا تھا۔۔۔۔۔پولیس ہر جگہ پھیلی ** تھی۔۔۔۔۔وہ بھاگ کر کنٹینر میں داخل ہوا تھا۔۔۔۔داخل ہوتے اسکے چپل میں کوئی کانٹا

لگا تھا۔۔۔۔۔ پر اس نے پروانہ کی۔۔۔۔ وہ کیرت کو سنبھالنے بیٹھ گیا۔۔۔۔ پھر ایمبولینس آئی۔۔۔۔ وہ کیرت کو ہسپتال لے آیا۔۔۔۔ ہر قدم پہ چبھن بڑھ رہی تھی۔۔۔۔ پر وہ اس طرف دھیان نہیں دے رہا تھا۔۔۔۔ پھر کیرت ٹھیک ہو گئی۔۔۔۔ وہ اپنے گھر چلی گئی۔۔۔۔۔ جب وہ اپنے گھر آیا تو کمرے کی خاموشی میں اسے چپل کے تلے سے ایک ایسی آواز آرہی تھی جیسے کوئی پتھر زمین سے رگڑ رہا ہو۔۔۔۔ پھر اس نے جوتا اتار دیا۔۔۔۔۔ آواز بند ہو گئی۔۔۔ پاؤں کی تلی پہ اس نے توجہ نہ دی اور نہ ان چپلوں پہ۔۔۔۔۔ کہ آیا اس کے تلے میں تھا کیا**۔۔۔؟؟ کیا تھا"۔۔۔۔۔؟؟ ضامن کے زماغ میں جھماکا ہوا۔۔۔۔ آنکھیں پٹ سے کھل" گئیں۔۔۔۔ وہ بے ساختہ کرسی سے کھڑا ہوا۔۔۔۔۔ تیزی سے کمرے کی ساری روشنیاں جلاتا وہ جوتوں کے ریک میں گھس گیا۔۔۔۔۔ جوتوں کو ادھر ادھر اچھالتے وہ اس چپل کی تلاش میں تھا جو اس نے اس رات پہنی تھی۔۔۔۔ ملازمہ نے صفائی کی تھی تبھی وہ چپل آگے سے پیچھے چلی گئی تھی۔۔۔۔ جوتے نکالتے اسے کوفت ہونے لگی۔۔۔۔ پر وہ تیزی سے اپنے کام میں لگا رہا۔۔۔۔۔ پھر اسے ایک چپل مل گئی۔۔۔۔ اس نے فوراً اسکا تلا دیکھا۔۔۔۔۔ وہ صاف تھا۔۔۔۔ اس پہ کچھ بھی نہ تھا۔۔۔۔ اسے دور

اچھال کر ضامن نے دوسرا چپل ڈھونڈا۔۔۔۔چپل مل گیا۔۔۔۔۔تلا دیکھا۔۔۔۔وہ پل بھر کے لیے تھم گیا۔۔۔۔۔۔

نیلا ڈائمنڈ جڑا ائیر رنگ۔۔۔۔جس کی پہننے والی نوکیلی پن چپل کے تلے میں گھسی تھی۔۔۔۔۔ضامن نے وہ جوتے کے تلے سے اتار لیا۔۔۔۔اور قدم قدم چلتا بیڈ پہ آ بیٹھا۔۔۔۔۔۔

تو یہ تھا جو اس رات اسکے پیر میں لگا تھا۔۔۔۔پر اس نے تب دھیان نہ دیا۔۔۔۔۔اور اب اس ائیر رنگ کو دیکھ کر اسے یوں محسوس ہو رہا تھا جیسے اس نے یہ قریب۔۔۔۔۔بہت قریب سے دیکھا تھا۔۔۔۔جیسے وہ ابھی دیکھ رہا ہے۔۔۔۔ہاتھ میں پکڑ کر۔۔۔۔۔آنکھوں کے قریب کر کے۔۔۔۔بالکل ایسے ہی۔۔۔۔۔۔

ضامن بہت دیر اس میں الجھا رہا پھر وہ تھک گیا۔۔۔۔۔سر بری طرح دکھنے لگا۔۔۔۔۔اس نے وہ ائیر رنگ اپنے والٹ کی چھوٹی زیپ والی جیب میں رکھ دیا اور لیٹ گیا۔۔۔۔۔

وہ اس ائیر رنگ کا بھی پتہ لگا لے گا پہلے وہ اپنی پریشے کو کچھ دنوں کے لیے یہاں سے دور لے جائے گا۔۔۔۔۔برہان کے بھاگ جانے سے اسے پریشانی ہوئی تھی۔۔۔۔اب وہ پریشے کو اکیلا نہیں چھوڑ سکتا۔۔۔۔کچھ دن جب تک برہان کا پکا پتہ نہیں چلا جاتا کہ وہ آخر

For more visit: https://exponovels.com/ mailto:exponovels@gmail.com

گیا کہا۔۔؟ تب تک وہ اپنی پریشے اس ملک سے کہیں دور لے جائے گا۔۔۔۔ ہاں وہ اسے دور لے جائے گا۔۔۔۔۔۔

ضامن نے کروٹ بدلی اور آنکھیں موند لیں۔۔۔۔۔ کھلی کھڑکی سے ہوا اندر پہلے کی طرح ہی آ رہی تھی۔۔۔۔ ریشمی پردے جھوم رہے تھے۔۔۔۔ چاندنی اندر پل پل جھانک رہی تھی۔۔۔۔ پر اب وہ خوابناک اندھیرا کمرے میں نہ تھا۔۔۔۔ روشنیاں اب کمرے میں پھیلی تھیں۔۔۔۔۔۔۔

_____&&&&&&&&&&&&&&&&_____

_____

یہ دوپہر ضامن کے آفس پہ روشن اتری تھی۔۔۔۔ شیشے کی مغرور سی عمارت کے اندر معمول کا شور تھا۔۔۔۔ وہ اس وقت ضامن کے سامنے بیٹھی تھی۔۔۔۔ اور بس مار جانے کو تھی۔۔۔۔

"یہ ہماری ٹکٹس ہیں ہم پرسوں نیویارک جا رہے ہیں تم اپنی پیکنگ کر لینا"۔۔۔۔۔۔ وہ پرسکون سا پاور چیئر پہ ڈارک براؤن شرٹ جینز کی پینٹ اور کالی جیکٹ پہنے ہوا تھا۔۔۔۔ بال پف کی صورت ڈھلے تھے۔۔۔۔ سبز آنکھیں کیرت پہ جمی تھیں۔۔۔۔

کیرت اس کے اس دھمکے پہ سنبھل ہی نہیں پا رہی تھی۔۔۔۔

کیا مطلب ہے آپ کا"۔۔۔۔؟؟ وہ سنبھلی تو اس نے بھرپور نا سمجھی کا اظہار"

کیا۔۔۔۔جس پہ سبز مائل آنکھوں میں خفگی سی آ گئی۔۔۔۔ بھنویں بھی سکڑ گئیں۔۔۔۔۔

تم یعنی پریشے۔۔۔۔۔اور میں۔۔۔۔ یعنی ضامن جعفر۔۔۔۔ ہم دونوں پرسوں نیویارک"

جا رہے ہیں۔۔۔۔اپنی پیکنگ کر لینا"۔۔۔۔۔۔اس نے پھر سے پوری تفصیل

دی۔۔۔۔۔

کیا پاگل ہو گئے ہیں آپ۔؟ میں نہیں جاؤں گی۔!کیوں نئے عذر تلاش لاتے ہیں آپ"

مجھے پریشان کرنے کے"۔۔۔۔؟؟ وہ غصے اور دکھ کی مل جلی حالت میں تھی۔۔۔۔اسے

نوکری کی اجازت مل گئی۔۔۔۔اب اسکا کیا مطلب ہے کہ اسے ہر طرح کی آزادی مل

جائے گی۔۔؟ ابو اسکا ساتھ دے رہے ہیں تو کیا مطلب ہے وہ اس ساتھ کا غلط فائدہ

اٹھائے۔۔۔۔؟ کیرت نے ہر پہلو سے سوچنے کے بعد سر نہ میں ہلایا۔۔۔

میں کہیں نہیں جاؤں گی۔!آپ نے جانا ہے تو جائیں"۔۔۔۔۔وہ دو ٹوک لہجے سے بول"

کر کھڑی ہو گئی۔۔۔۔ضامن بھی کھڑا ہو گیا۔۔۔۔بڑھ کر اسکی کلائی پکڑ لی۔۔۔۔

تم جاؤ گی"۔۔۔۔۔وہ اسکی آنکھوں میں جھانکتا بولا۔۔۔۔"

For more visit: https://exponovels.com/ mailto:exponovels@gmail.com

میں نہیں جاؤں گی"۔۔۔۔وہ بھی آنکھوں میں آنکھیں ڈال کر جواب دے رہی تھی۔۔۔۔

بھول ہے تمہاری"۔۔۔۔۔وہ سرد لہجے سے بولا۔۔۔۔کیرت کے غصے کی جگہ بے بسی نے لے لی۔۔۔۔۔اسے اُس کے اس سرد لہجے سے ڈر لگتا تھا۔۔۔۔۔جب وہ یوں بولتا تھا تو وہ اس کام کو اپنی ضد بنا لیتا تھا۔۔۔۔۔اتنا تو کیرت ضامن کو جان ہی گئی تھی۔۔۔۔۔

آپ سمجھ کیوں نہیں رہے"۔۔۔۔؟؟ وہ اپنی کلائی اسکے ہاتھوں میں دیے اسکی طرف رخ کر کے بولی تھی۔۔۔۔سفید قمیض شلوار پہ نیلا دوپٹہ گلے میں ڈالے وہ اپنی زلفوں کی چٹیا بنائے ہوئی تھی آنکھوں میں کاجل گہرا گرا تھا۔۔۔۔۔چہرے پہ ہلکا سا میک اپ تھا۔۔۔۔۔

تم کیوں نہیں سمجھتیں ہر بار میری باتوں سے تمہیں اعتراض کیوں ہوتا ہے"۔۔۔؟اس نے کیرت کی کلائی پہ گرفت اور مضبوط کر لی۔۔۔۔کیرت کو تکلیف ہوئی وہ لب بھینچ گئی۔۔۔۔پر وہ اسکی حالت سے بے نیاز بول رہا تھا"میں تم سے کچھ بھی پوچھتا نہیں میں بس بتاتا ہوں۔۔۔۔۔اور میں انکار کے لیے نہیں بتاتا۔۔۔۔۔مجھے مجبور مت کرو پریشے

کہ میں تمہیں رلاؤں "۔۔۔۔۔اس نے کر ختگی سے کہہ کر اسکی کلائی ایک جھٹکے سے چھوڑ دی۔۔۔۔۔کیرت نے اپنی کلائی سہلائی۔۔۔۔آنکھوں میں آنسو بھر گئے۔۔۔۔۔

آپ مجھے ایک بار ہی مار دیں ضامن یہ ہر روز کی موت مجھ سے نہیں مرا"

جاتا۔۔۔۔میرے گھر والے نہیں مانیں گے۔۔۔۔ابو نہیں مانیں گے آپ کیوں نہیں سمجھ رہے۔۔۔؟ ہمارے گھر کا ماحول مختلف ہے"۔۔۔۔۔وہ رو دینے کو تھی۔۔۔۔۔رندھے گلے سے وہ بول رہی تھی کہ شاید ضامن کو اس پہ ترس آجائے۔۔۔۔۔

میرے سامنے اپنے مرنے کی باتیں نہ کیا کرو"۔۔۔۔۔وہ چبا چبا کر بولا۔۔۔۔اسکے بالکل مقابل کھڑا ہو گیا۔۔۔۔۔آنکھوں میں غصہ تھا۔۔۔۔۔

اور جہاں تک گھر والوں کی بات ہے ان سے میں بات کر لوں گا۔۔۔۔۔سب مان جائیں گے"۔۔۔۔۔وہ بے پروائی سے بولا تھا اب، کیرت کو دھچکا لگا۔۔۔۔

ن۔۔۔نہی۔۔۔۔نہیں۔۔۔۔آپ کسی سے بات نہیں کریں گے"۔۔۔۔۔"

For more visit: https://exponovels.com/ mailto:exponovels@gmail.com

تو تم کر لینا"۔۔۔۔۔اس کے چہرے پہ اب کی بار پہلے والے تاثر نہ تھے۔۔۔۔۔نرمی" تھی۔۔۔۔کیرت اسے دیکھتی رہ گئی۔۔۔۔کچھ نہ بول سکی۔۔۔۔۔بس خاموش رہی۔۔۔۔۔۔اور وہ بھی اسے دیکھتا رہا۔۔۔۔۔

پھر جب وہ چلی گئی تو ضامن نڈھال سا ہو کر اپنی کرسی پہ بیٹھا تھا۔۔۔۔۔اسے اچھا نہیں لگتا تھا یوں اسے پریشان کرنا۔۔۔۔۔پر۔۔۔۔پر وہ مانتی بھی تو نہیں۔۔۔۔وہ نہیں چاہتا اسے یہ بتانا کہ برہان بھاگ گیا ہے۔۔۔۔۔کہ اسکی پریشے ابھی بھی مصیبت میں ہے۔۔۔۔۔وہ نہیں چاہتا پریشے پریشان ہو۔۔۔۔۔ڈرے۔۔۔۔۔اس لیے وہ اسے کچھ نہیں بتانا چاہ رہا تھا۔۔۔۔اور وہ سمجھ رہی ہے کہ ضامن اس پہ اپنی مرضی تھوپ رہا ہے۔۔۔۔۔پر ایسا نہیں ہے۔۔۔۔۔۔

وہ گم صم سا ہو کر کانچ کی ٹیبل پہ کہنیاں جما کر بیٹھ گیا۔۔۔۔

_____&&&&&&&&&&&&_____

_____

شام کو جب وہ اسے چھوڑنے آیا تو اس نے کیرت کے گاڑی سے اترتے ہی عقب سے کہا۔۔۔۔

پرسوں ہماری فلائٹ ہے تم اپنے ابو سے بات کرنا وہ مان جائیں"
گے"۔۔۔۔۔۔کیرت کے چہرے پہ تلخی پھیل گئی۔۔۔۔کچھ بولی نہیں بس اندر چلی گئی۔۔۔۔۔وہ بھی گاڑی ریورس کرتا دور نکل گیا تھا۔۔۔

اس رات تو اس میں ہمت ہی نہ جمع ہوئی بات کرنے کی۔۔۔۔پوری رات اسے دادی جِن بن کر ڈراتی رہیں۔۔۔۔جب انہیں پتہ چلے گا تو۔۔؟ وہ تو بول بول کر دنیا ہلا دیں گی۔۔۔۔اور پھوپو۔۔۔؟ اف۔۔۔۔

وہ پوری رات کروٹیں بدلتی رہی تھی۔۔۔۔اگلی صبح آفس کی چھٹی تھی۔۔۔۔اور اس کے پاس آخری دن تھا بات کرنے کا۔۔۔۔۔پر وہ بات کرے کیسے۔۔۔؟؟

کیرت شام کو صحن میں اندھیرا کیے بیٹھی تھی۔۔۔۔ایک بلب جو روشن ہوتا تھا وہ بھی اس نے بجھا دیا تھا۔۔۔۔ابھی مغرب کی آذان ہوئی تھی۔۔۔۔نیم کا درخت بھی کیرت کی حالت سے پریشان تھا۔۔۔۔پر گھونسلے کی چڑیا بے نیاز تھی۔۔۔۔اپنے آپ میں مگن۔۔۔۔۔امی، دادی، اور علیزہ بڑے کمرے میں تھیں۔۔۔۔۔اور شاید ٹی وی دیکھ رہی تھیں۔۔۔۔۔اس کا ہر چیز سے دل اچاٹ تھا۔۔۔۔وہ خالی نظروں سے صحن کا فرش دیکھ رہی تھی۔۔۔کالا دوپٹہ فرش پہ پھیلا تھا۔۔۔۔۔تبھی دورازہ کھلنے کی آواز آئی تو

اسے ہوش آیا۔۔۔۔ پھر اسکے ابو بائیک لے کر اندر داخل ہوئے تو کیرت انہیں دیکھنے لگی۔۔۔۔۔

وہ کیا بات کرے ان سے۔۔۔؟ کیا کہے۔۔؟ یہ کہ اسکا عاشق اسے نیویارک لے جانا چاہتا ہے۔۔؟ وہ اسے اجازت دے دیں۔۔۔۔۔ ضامن

کہہ رہا تھا کہ "ہم آفس کے کام سے جا رہے ہیں"۔۔۔۔۔ پر کیا وہ نہیں جانتی کہ وہ جھوٹ بول رہا ہے۔۔۔۔۔ اور یہ جھوٹ کیرت سے اپنے ابو کے سامنے نہیں بولا جا رہا۔۔۔۔۔

وہ اپنے ابو کو دیکھتی، یہ سب سوچتی جلتی کڑھتی جا رہی تھی۔۔۔۔۔

کیسی ہو"۔۔۔۔؟ اسے خود کو دیکھتا پا کر اسکے ابو نے مسکرا کر پوچھا۔۔۔۔ کیرت کرسی" سے کھڑی ہو گئی۔۔۔۔ زبردستی سا مسکائی۔۔۔

ٹھیک ہوں ابو"۔۔۔۔۔ ابو نے سر ہلایا اور منہ ہاتھ دھونے لگے۔۔۔۔ کیرت کا دل" زور زور سے دھڑک رہا تھا۔۔۔۔۔ کیا وہ کرے ابو سے بات۔۔؟ لاکھ سوچنے کے بعد اس نے ہمت کر کے ابو کو کہا۔۔۔

ابو میں نے آپ سے بات کرنی ہے"۔۔۔۔۔اس نے اپنے ابو کی طرف اپنا دوپٹہ" کرتے ہوئے کہا۔۔۔۔انہوں نے اسکے دوپٹے کے پلو سے منہ صاف کیا

کرو میں سن رہا ہوں"۔۔۔۔۔وہ شش و پنج میں مبتلا ہو گئی۔۔۔۔اسکے ابو نے اسے" بغور سے دیکھا۔۔۔۔پھر جیسے کچھ یاد آیا تو بولے۔۔۔۔

ہاں کیرت۔۔!میں تو بھول گیا۔۔۔۔وہ مال روڈ پہ ایک نئی دکان کھلی ہے ربڑی" کی۔۔۔تمہیں پسند ہے نا۔۔؟آؤ وہاں چلتے ہیں"۔۔۔۔۔وہ کہہ کر بائیک دوبارہ نکالنے لگے۔۔۔۔کیرت الجھی۔۔۔۔پر ابو بائیک نکال کر اندر اعلان بھی کر آئے تھے کہ وہ اور کیرت مال روڈ جا رہے ہیں۔۔۔۔علیزہ فوراً بولی۔۔۔

میں بھی چلوں گی"۔۔۔۔۔ابو نے مسکرا کر ناں میں سر ہلایا۔۔۔"

میری بچی میں تمہارے لیے یہیں لے آؤں گا تم ادھر ہی رہو"۔۔۔۔۔اسکا منہ بن" گیا۔۔۔۔دادی کو اسکا بنا منہ دیکھ کر اس

سے ہمدردی ہوئی۔۔۔

نا اس اوٹنی کو بھی تو لے کر جاوے ہے اس بچی کو بھی لے جا"۔۔۔ابو نے انکی بات"
سنی ان سنی کی اور کیرت کو چادر لینے کا کہہ کر باہر نکل گئے کیرت الجھی ہوئی سی چادر لے کر
باہر آئی اور ابو کے ساتھ بائیک پہ بیٹھ گئی۔۔۔۔

_____&&&&&&&&&&&&&_____

وہ دونوں مال روڈ کی اس پر رونق دکان میں آمنے سامنے بیٹھے تھے۔۔۔۔درمیان میں
لکڑی کا ٹیبل حائل تھا۔۔۔۔جس پہ ٹھنڈی ربڑی کے دو گلاس پڑے تھے۔۔۔۔۔ابو
انے اپنا گلاس اٹھا کر لبوں سے لگایا۔۔۔۔پھر بولے۔۔۔۔
تم نے کوئی بات کرنی تھی"۔۔۔۔۔؟ وہ اسے سوالیہ نظروں سے دیکھ رہے"
تھے۔۔۔۔کیرت کی نظریں جھکی تھیں۔۔۔۔
ابو آپ کو مجھ پہ یقین ہے"۔۔۔۔؟؟ اسکا لہجہ بھرایا ہوا تھا۔۔۔۔ابو نے کچھ نا سمجھی"
سے اسکا جھکا چہرہ دیکھا۔۔۔۔بھنویں خود ہی سکڑ گئیں۔۔۔۔۔
یہ کیسا سوال ہے۔؟"کیرت نے گہرا سانس لیا۔۔۔۔"
بتائیں ابو۔۔؟"اسکے ابو مسکرائے۔۔۔۔"

For more visit: https://exponovels.com/ mailto:exponovels@gmail.com

ہاں مجھے تم پہ یقین ہے۔ !ہر طرح سے۔۔۔ اب بتاؤ کیا بات کرنی تھی تم نے۔؟ "ابو" کے نرم لہجے سے اس میں بولنے کی ہمت جمع ہو رہی تھی۔۔۔۔ اس نے آہستہ آہستہ بولنا شروع کیا۔۔۔۔

ابو میں پہلے اپنی ہر بات نانو سے شئیر کر لیتی تھی۔۔۔۔ اچھی بری ہر بات۔۔۔۔ اب وہ " نہیں رہیں تو میں بہت اکیلی ہو گئی ہوں۔۔۔۔ میرے پاس کوئی نہیں ہے جس کے ساتھ میں اپنے دل کی بات کروں "۔۔۔۔ وہ اتنا کہہ کر خاموش ہوئی تھی کہ اسکے ابو فوراً بولے۔۔۔۔

میں ہوں میری جان مجھے بتاؤ کیا بات ہے مجھے آج اپنا باپ نہ سمجھو دوست سمجھ لو کہہ دو " دل کی ہر بات "۔۔۔۔ کیرت نے جھکی نظریں اٹھا کر انہیں دیکھا تو انکے لہجے کی طرح انکے چہرے پہ بھی بے انتہا نرمی تھی۔۔۔۔

ابو وہ مجھے پسند کرتا ہے "۔۔۔۔۔ اسے لگا اسکی آواز کنویں سے آئی "

ہے۔۔۔۔۔ شرمندگی سے اسکا چہرہ دوبارہ جھک گیا تھا۔۔۔۔ پھر اس نے ضامن اور اپنی ایک ایک بات بتا دی۔۔۔۔ کہ ضامن اسے کب سے ڈھونڈ رہا تھا وغیرہ وغیرہ۔۔۔۔

وہ مجھے نیویارک لے جانا چاہتا تھا۔۔۔کہہ رہا تھا کہ آفس کا کام ہے۔۔۔۔۔پر مجھے لگتا"
ہے وہ جھوٹ بول رہا ہے۔۔۔۔میں نہیں جانا چاہتی پر وہ مان نہیں رہا"۔۔۔۔کیرت
نے جلدی جلدی اپنی بات مکمل اور آنکھیں بند کرلیں۔۔۔۔وہ تیار تھی۔۔۔۔تھپڑ کے
لیے۔۔۔۔اس کے ابو کچھ دیر خاموش رہے۔۔۔۔پھر آہستگی سے اسکا ہاتھ
پکڑا۔۔۔۔۔۔

میں یہ سب جانتا ہوں"۔۔۔۔۔کیرت پہ بم گرا۔۔۔اس نے بے ساختہ آنکھیں کھول"
کر ابو کو دیکھا۔۔۔۔۔جو بول رہے تھے۔۔۔

کچھ دن ہی ہوئے ہیں مجھے یہ سب پتہ لگے۔۔۔۔اس نے خود آکر بتایا تھا۔۔۔۔اس روز"
جب تم نے مجھ سے آفس کا پوچھا اور میں نے منع کردیا تو دکان کے باہر دوپہر میں ایک
گاڑی آکر رکی۔۔۔۔اس میں سے ضامن نکل کر میرے پاس آیا۔۔۔۔مجھے حیرت ہوئی
تھی اسے دیکھ کر۔۔۔۔میں نے اسے بٹھایا اور وہ بیٹھتے ہی بولا۔۔۔

میں آپ کو برا لگتا ہوں۔۔؟"اسکا انداز عجیب تھا مجھے اسکی بات سمجھ نہ آئی۔۔۔"
کیا مطلب ہے تمہارا۔؟"میرے پوچھتے ہی وہ گھٹنوں کے بل"

میرے سامنے بیٹھ گیا۔۔۔۔

مجھے آپ کی بیٹی سے بہت محبت ہے میں نے اسے دس سال پہلے کھو دیا تھا۔۔۔۔وہ" اب جا کر مجھے ملی ہے۔۔۔۔اور اب میں اسے کھونا نہیں چاہتا۔۔۔۔میں اس سے شادی کرنا چاہتا ہوں۔۔۔۔آپ مجھ پہ رحم کریں اسے مجھ سے دور نہ کریں۔۔۔۔آپ جب کہیں گے میری ممی رشتہ لے آئیں گی۔۔۔۔وہ بھی مجھ سے محبت کرتی ہے پر آپ سے ڈرتی ہے۔۔۔۔بے شک جا کر دیکھ لیجئے گا۔۔۔۔وہ آفس نہیں آسکی تو رو رہی ہو گی۔۔۔۔میں اسے رلانا نہیں چاہتا۔۔۔۔میں اسے خوشیاں دینا چاہتا ہوں اور یہ سب تبھی ممکن ہے جب آپ مان جائیں گے۔۔۔۔۔وہ آپ سے بہت محبت کرتی ہے۔۔۔۔اور میں اس سے۔۔۔۔۔آپ اسے مجھ دور نہ کریں"۔۔۔۔وہ اپنی بات اتنی جلدی کہہ گیا کہ مجھے پہلے تو کچھ سمجھ ہی نہ آیا۔۔۔۔میں بس حیرت سے اسے دیکھتا رہا۔۔۔۔۔پھر میں نے اسے کھڑا کیا اور کرسی پہ بٹھایا۔۔۔۔

اب آرام سے بتاؤ کیا کہہ رہے تھے تم۔؟"وہ میری بات پہ نہ حیران ہوئی نہ جھنجھلایا۔۔۔۔وہ اپنی کہانی پھر سے بتانے لگا۔۔۔۔وہ بول رہا تھا تو یوں لگ رہا تھا جیسے کوئی چھوٹا بچہ مجھ سے باتیں کر رہا ہو۔۔۔۔اسکی باتوں میں اتنی معصومیت تھی کہ مجھے ایک پل کو بھی نہ لگا کہ وہ جھوٹ بول رہا ہے۔۔۔۔

For more visit: https://exponovels.com/ mailto:exponovels@gmail.com

وہ جب اپنی بات مکمل کر کے خاموش ہوا تو اسکی آنکھیں منتظر تھیں۔۔۔۔وہ میرا جواب چاہتا تھا۔۔۔۔۔اور اسکی ایک گھنٹے کی کہانی سے)وہ ہلکا سا ہنسے (مجھے اتنا تو اندازہ ہو گیا تھا کہ وہ جھوٹ نہیں بول رہا۔۔۔۔میں اس وقت سنجیدہ تھا پر تب نہ رہا جب اس نے کہا "اگر میری کوئی بات بری لگی

ہو تو مجھے مار لیجئے گا پر اسے کچھ مت کہیئے گا"۔۔۔۔وہ کہہ کر نظریں جھکا کر بیٹھ گیا جیسے مار کے انتظار میں بیٹھا ہو۔۔۔۔مجھے اسکی بات پہ ہنسی آ گئی۔۔۔۔اور میرے ہنستے ہی وہ دوبارہ میرے سامنے بیٹھ گیا میرے ہاتھ پکڑ لیے۔۔۔

آپ مان گئے۔؟ "میں نے اسکی بے تابی کو حیرت سے دیکھا۔۔۔۔پھر میں کھڑا" ہو گیا۔۔۔۔اور اسے بھی کھڑا کیا۔۔۔۔۔

میں مانا نہیں ہوں۔ "میری بات پہ اسکا منہ اتر گیا۔۔۔۔پر میں ابھی بول رہا تھا۔۔۔۔" دیکھو لڑکے میری بیٹی بہت احساس ہے بہت کچھ محسوس کرتی ہے پر کہتی کچھ نہیں میں " دیکھوں گا اسے آفس بھیج کر اگر وہ آفس جانے سے خوش ہو گئی تو مان جاؤں گا"۔۔۔۔۔میری بات مکمل ہوتے ہی اسکے چہرے پہ دھنک کے رنگ بکھر گئے تھے۔۔۔۔۔اور میں اب مان گیا ہوں۔۔۔میں نے دیکھ لیا تمہاری خوشی کہاں

ہے۔۔۔۔اور ایک نہ ایک دن تو تمہاری شادی کرنی ہی تھی اگر اس سے ہو جائے گی تو بہتر ہو جائے گا۔۔۔۔میں نہیں چاہتا کہ اب کی بار تمہیں پھر دکھ ہو"۔۔۔۔۔۔ابو ساری بات تفصیل سے بتا کر خاموش ہو گئے تھے اور کیرت شل رہ گئی تھی۔۔۔۔اسے امید نہیں تھی کہ ضامن اسکے ابو کی دکان تک چلا جائے گا۔۔۔۔اور اسکے ابو اس لیے مانے تھے آفس کے لیے کیونکہ ضامن ان سے پہلے ہی بات کر چکا تھا۔۔۔۔کیرت تعجب سے اپنے ابو کو دیکھنے لگی تو وہ مسکرائے۔۔۔۔

مجھے تم پہ یقین ہے کیرت۔۔۔۔اور اس پہ بھی، میں تم دونوں کے ساتھ"
ہوں"۔۔۔۔۔کیرت کو ان کے اس جملے پہ رونا سا آگیا۔۔۔۔وہ کھڑی ہو کر اپنے ابو کے سینے سے لگ گئی۔۔۔۔۔۔اسکے ابو نے اسکے سر پہ نرمی سے ہاتھ پھیرا۔۔۔۔

تم اکیلی نہیں ہو کیرت میں نے کہا تھا اب تمہارے ابو تمہارے ساتھ"
ہیں"۔۔۔۔۔کیرت ان کے سینے پہ مضبوطی سے سر ٹکا کر انکی قمیض کو آنسوؤں سے بھگا رہی تھی۔۔۔۔۔ربڑی کے گلاس منتظر تھے۔۔۔۔۔کہ کب کیرت اور اسکے ابو انہیں چھوئیں گے۔۔۔۔

For more visit: https://exponovels.com/ mailto:exponovels@gmail.com

_____&&&&&&&&&&&&&&_____

گھر آکر ابو نے اسے کہا۔۔۔

میری طرف سے اجازت ہے تم اپنی تیاری کرو"۔۔۔۔۔ وہ ان سے دوبارہ لپٹ" گئی۔۔۔۔ پھر وہ اپنی تیاری کرنے لگی اور گھر میں لڑائی کی آوازیں بڑھنے لگیں۔۔۔۔۔ دادی کسی صورت نہیں مان رہی تھیں کہ کیرت جائے۔۔۔۔ پر ابو نے بھی ٹھان لی تھی۔۔۔۔۔ دادی سے بہت الجھے اور جیت گئے۔۔۔۔۔ علیزہ اور دادی کا منہ بن گیا تھا۔۔۔۔ پر امی اور ابو مطمئن تھے۔۔۔۔ جس دن جانا تھا۔۔۔۔ اس دن ضامن کا ڈرائیور اسے لینے آگیا تھا۔۔۔۔ وہ سب سے ملی۔۔۔۔ پر دادی اور علیزہ نے اسے منہ نہ لگایا۔۔۔۔۔ علیزہ کے چہرے پہ تو واضح نفرت تھی کیرت کے لیے۔۔۔۔ جو کہیں نہ کہیں کیرت کو پھر سے خوف میں مبتلا کر گئی تھی۔۔۔۔۔ وہ اس پہ زیادہ دیر توجہ دیتی اگر کہ باہر ڈرائیور نہ کھڑا ہوتا۔۔۔۔ وہ گاڑی میں بیٹھ گئی۔۔۔۔ اور چلی گئی۔۔۔۔

ڈرائیور اسے ائیر پورٹ لے آیا تھا۔۔۔۔ ضامن وہاں پہلے سے موجود تھا۔۔۔۔۔ کیرت نے اسے دیکھا۔۔۔۔ وہ مسکایا۔۔۔۔ پر کیرت نے اسکی مسکان کو نظر انداز کر دیا۔۔۔۔ ضامن کا منہ اتر گیا۔۔۔۔

فلائٹ میں بیٹھ کر اسنے کیرت کو کہا۔۔۔

یہ منہ ٹھیک کرو"۔۔۔۔۔کیرت نے اسے گھورا۔۔۔"

میرا منہ میری مرضی"۔۔۔۔۔ضامن نے لب بھینچے۔۔۔۔اسکی طرف رخ کیا۔۔۔"

تم مجھ سے لڑتی کیوں رہتی ہو۔؟"کیرت نے بھنویں اوپر لے جا کر ضامن کو دیکھا۔۔۔۔"

میں لڑتی ہوں یا آپ مجھ سے جھوٹ بولتے ہیں۔؟"ضامن کو حیرت ہوئی۔۔۔"

میں کب تم سے جھوٹ بولتا ہوں۔؟"اسکا انداز معصومانہ تھا کیرت کو اسکے انداز پہ غصہ آیا۔۔۔۔وہ کچھ کہتی۔۔۔۔بہت سخت۔۔۔۔پر اسے جیسے الفاظ نہ ملے۔۔۔۔رخ موڑ لیا۔۔۔"مجھے آپ سے بات ہی نہیں کرنی"۔۔۔۔ضامن مسکرادیا۔۔۔۔۔

نہ کرو پر میں تو تم سے ہی بات کروں گا"۔۔۔۔۔یہ کہہ کر اسنے آہستگی سے اسکا سر اپنے کاندھے پہ ٹکا لیا۔۔۔۔کیرت نے اٹھانا چاہا پر اسنے بازو کیرت کے گرد حائل کر لیا تھا۔۔۔۔اور آنکھیں موند لیں۔۔۔۔۔کیرت نے نظریں اٹھا کر اسکا چہرہ دیکھا جس پہ زمانوں کا سکون تھا۔۔۔۔اور کیرت کو اسکا سکون برباد کرنا اچھا نہ لگا۔۔۔۔وہ اسکے شانے سے لگ کر بیٹھی رہی۔۔۔۔۔۔

For more visit: https://exponovels.com/ mailto:exponovels@gmail.com

_____&&&&&&&&&&&&&_____

_____

باب :-دسواں

**حسین لمحے **

جب تمہارا ہاتھ میرے ہاتھ میں ہوتا ہے۔۔۔۔

یہ گردش کرتی زندگی بھی تھم جاتی ہے۔۔۔

_____

امریکہ کے شہر نیویارک پہ یہ شام زمانوں کی روشنیاں لیے اتری تھی۔۔۔۔ مغرور کھڑی فلک بوس عمارتیں روشن ہوگئی تھیں۔۔۔۔ سڑکیں ابھی کچھ دیر پہلے ہونے والی بارش سے گیلی تھیں۔۔۔۔ اور چلتی ہوا نے ماحول کو سرد کردیا تھا۔۔۔۔ لوگ فٹ پاتھ پہ ہاتھ میں گرم کافی لیے چل رہے تھے۔۔۔۔ دفتر سے واپسی کا وقت تھا۔۔۔۔ اور ریستوران اب جلوہ گر ہوئے تھے۔۔۔۔۔ قمقموں سے جگمگ کرتے یہ ریستوران ہر ایک کو اپنی طرف کھینچتے تھے۔۔۔۔۔

وہ گاڑی میں بیٹھی تحیر سے سب تک رہی تھی۔۔۔۔ ساتھ والی سیٹ پہ بیٹھا ضامن اسے دیکھ رہا تھا۔۔۔۔ ضامن کا شوفر انہیں ائیر پورٹ سے لینے آگیا تھا۔۔۔۔ وہ اب کیرت

سنگ اپنے گھر جا رہا تھا۔۔۔۔۔کیرت استعجاب سے بس باہر دیکھ رہی تھی۔۔۔اسے نہیں پتہ تھا دنیا اتنی حسین بھی ہے۔۔۔۔

کیسا لگا تمہیں میرا یہ شہر۔؟" وہ اسکے کان کے قریب سرگوشی میں پوچھ رہا تھا۔۔۔۔کیرت نے چونک کر اسے دیکھا۔۔۔۔پھر مسکرائی۔۔۔۔

بہت اچھا ہے بہت بہت بہت اچھا۔!" اسکی خوشی اسکے ہر لفظ سے عیاں تھی۔۔۔اسکی آنکھوں میں اتنی چمک تھی کہ ضامن کو لگا جیسے آج نیویارک سچ میں روشن ہوا ہے۔۔۔۔۔ضامن ویسے بھی کیرت کو یہاں لا کر خوش تھا پر اب اسکی خوشی سے اور خوش ہو گیا تھا۔۔۔۔۔

میں تمہیں یہاں کی ایک ایک چیز دکھاؤں گا"۔۔۔۔۔وہ جوش سے اسے کہنے لگا۔۔۔۔کیرت نے سڑک سے نظریں ہٹالی تھیں۔۔۔۔

وہ اب ضامن کو سن رہی تھی۔۔۔۔توجہ سے۔۔۔۔دل سے۔۔۔۔

_____&&&&&&&&&&&&&_____

وہ لوگ ضامن کے گھر آ گئے تھے۔۔۔۔جہاں افضل اور ماہ نور کے نہ ہونے کی وجہ سے بہت خاموشی تھی۔۔۔۔ملازم بھی چھٹیوں پہ تھے۔۔۔۔۔پر ضامن نے سب کو بلا بھیج دیا

تھا۔۔۔کیرت کوانکا نیویارک میں بنا یہ بنگلہ بہت پسند آیا تھا۔۔۔لکڑی سے بنا یہ خوبصورت بنگلہ دیکھتے رہنے کے قابل تھا۔۔۔۔ضامن نے سامان لاؤنج میں ہی رکھا اور اسے صوفے پہ بٹھایا۔۔۔

"بتاؤ کیا کھاؤ گی۔؟"

کچھ بھی نہیں"۔۔۔وہ مسکرا کر بولی تھی۔۔۔وہ جانتی تھی کہ سفر سے ضامن بھی تھکا" ہوا ہے۔۔۔اور اب اگر اس نے کچھ کھانے کا نام لیا تو وہ لینے چل پڑے گا۔۔۔۔

کیوں بھئی۔؟"اس نے کچھ حیرت سے پوچھا۔۔۔"

بس ویسے ہی"۔۔۔کیرت نے شانے اچکائے تھے پھر جیسے کچھ یاد آیا تو تیزی سے" بولی "آپ نے کچھ کھانا ہے تو میں بنا دوں۔؟"ضامن ہلکا سا ہنسا۔۔۔اسے اسکا یہ بیوی والا سوال بڑا اچھا لگا۔۔۔

تم بنا دو گی۔؟"کیرت نے دھیرے سے کاندھوں کو اچکا دیا یعنی ہاں وہ کچھ دیر کھڑا رہا پھر" اسکے قریب بیٹھ گیا۔۔۔

نہیں تم میری مہمان ہو اور میں مہمانوں سے کام کرانے کا قائل نہیں ہوں۔۔۔تم" فریش ہو جاؤ پھر باہر چلیں گے ڈنر کے لیے۔۔۔اگر تم تھکی نہیں تو۔!"وہ رسان سے کہہ رہا تھا۔۔۔کیرت اسکی سبز آنکھوں میں دیکھ رہی تھی۔۔۔وہ جب بھی

ان آنکھوں میں دیکھتی تو خود کو ان میں اترتا پاتی۔۔۔۔سوال۔۔۔جواب۔۔۔وہ سب بھول جاتی تھی۔۔۔۔ان آنکھوں میں دیکھنا بھی بڑی ہمت کا کام تھا۔۔۔۔۔اور یہ ہمت کیرت زیادہ دیر نہیں کرپاتی تھی۔۔۔۔۔وہ سنبھلی۔۔۔۔

مجھے سچ میں بھوک نہیں ہے"۔۔۔"

مجھے ہے"۔۔۔۔۔وہ فوراً بولا۔۔۔۔"

آپ کیا چاہتے ہیں۔؟"وہ اس سے پوچھنے لگی۔۔۔۔ضامن لب بھینچ کر"

مسکایا۔۔۔۔یعنی وہ سمجھ گئی کہ ضامن کچھ چاہتا ہے۔۔۔۔۔

میں چاہتا ہوں کہ تم یہ کہو کہ ضامن میں نہیں تھکی میں آپ کے ساتھ ڈنر پہ جاؤں"

گی"۔۔۔۔۔۔بات کے آخر تک اسکی مسکان گہری اور اسکے گال کا ڈمپل واضح ہوگیا تھا۔۔۔۔۔بلیک پینٹ شرٹ پہ کالی فل آستینوں والی جیکٹ پہنے وہ سبز آنکھوں میں محبت بھرے ہوئے تھا۔۔۔۔۔بال آج ماتھے پہ بکھرے تھے۔۔۔۔۔

ضامن میں نہیں تھکی میں آپ کے ساتھ ڈنر پہ جاؤں گی"۔۔۔۔۔اس نے اسکی مان لی۔۔۔۔ضامن ہنس دیا۔۔۔۔اور کھڑا ہوگیا۔۔۔۔

اب جلدی کرو پھر مجھے بڑی بھوک لگ رہی ہے"۔۔۔۔۔ وہ اسکا ہاتھ پکڑ کر اسے کھڑا کر" چکا تھا اور اب اسے اسکا کمرہ دکھا رہا تھا۔۔۔۔۔ جو اوپر ضامن کے کمرے کے بالکل ساتھ تھا۔۔۔۔۔ کمرے میں لا کر اسنے کہا۔۔۔

میں تمہیں کل اپنا پورا گھر دکھاؤں گا۔۔۔۔۔ پھر ہم گھومنے چلیں گے"۔۔۔۔ وہ جانے" لگا کہ کیرت عقب سے بولی

آپ تو کہہ رہے تھے آفس کے کام سے آئے ہیں ہم یہاں۔؟"اسکے"

قدم رکے۔۔۔۔ وہ کیرت کی جانب پلٹا۔۔۔۔ اور دھیرے سے بولا۔۔۔۔

جھوٹ کہا تھا"۔۔۔ اسکے انداز میں بے نیازی تھی کیرت اسکی بے نیازی دیکھتی رہ" گئی۔۔۔۔ وہ یہ کہہ کر"جلدی کرو پریشے"۔۔۔۔۔ کمرے سے نکل گیا۔۔۔۔ وہ کچھ دیر کھڑی ضامن کے بارے میں سوچتی رہی کہ کیا یہ محبتیں سچی ہیں۔۔؟ ضامن اسے کہیں کبھی کسی موڑ پہ چھوڑ تو نہیں دے گا۔؟ اسکا کبھی کیرت سے دل تو نہیں بھر جائے گا۔۔؟ دادی اسے بدبخت کہتی تھیں۔۔۔ پر جسے ضامن مل رہا ہو وہ بدبخت کیسے ہو سکتا ہے۔۔؟ ضامن تو وہ روشن ستارہ ہے جو جسے مل جائے تو اسکی قسمت چمک جاتی ہے۔۔۔۔۔۔ کیرت

اس سے محبت کرتی ہے یہ بات کیرت جان گئی تھی۔۔۔۔اب بس اسے بتانا رہتی تھی جو یہ سننے کے لیے بے قرار بیٹھا ہے۔۔۔۔۔

کیرت یہ سوچ کر خود ہی شرما گئی۔۔۔۔پھر سر جھٹک کر فریش ہونے چلی گئی۔۔۔۔وہ محبت تو کرنے لگی ہے پر اسے ابھی بھی محبت ملے گی۔۔۔؟

_____&&&&&&&&&&&&_____

لاہور میں ضامن کے جانے کے بعد سے وہ ہنگامہ کر رہی تھی۔۔۔۔کمرے کی چیزوں کو توڑتی وہ پاگل ہو جانے کو تھی۔۔۔۔

"وہ۔۔۔وہ۔۔۔۔وہ اسے اپنے ساتھ لے گیا۔۔۔۔می۔۔۔میں اسکی وجہ سے یہاں آئی ہوں اور۔۔۔۔اور اس نے مجھے نظر بھر کر بھی نہیں دیکھا۔۔۔۔وہ سمجھتا کیا ہے خود کو۔۔۔۔اور۔۔۔۔اس کی اس پریشے میں ایسا ہے ہی کیا۔؟" وہ کمرے کی چیزیں بکھیرتی چیخ چلا کر تھک گئی تو گھٹنوں کے بل بیٹھ گئی

"آپ بتائیں آپی وہ۔۔۔۔وہ مجھ سے زیادہ خوبصورت ہے۔؟ مجھ سے زیادہ کشش ہے اس میں۔؟" وہ ماہ نور کے سامنے بیٹھ کر

متورم آنکھوں سے پوچھ رہی تھی۔۔۔۔ بکھرے بال اور ماتمی چہرہ ٹینا کو قابلِ ترس بنا رہا تھا۔۔۔۔ ماہ نور سپاٹ چہرے سے اسے دیکھتی رہی۔۔۔۔ گردن ہمیشہ کی طرح اکڑی تھی۔۔۔۔ نیلے ٹخنوں تک کی اسکرٹ پہنے وہ تمکینت سے ٹانگ پہ ٹانگ رکھ کر بیٹھی تھی۔۔۔۔ کانوں میں ہیرے جڑے بُندے تھے۔۔۔۔ گلے کا نفیس نیکلیس چمک رہا تھا۔۔۔۔۔ بال جوڑے کی شکل میں ڈھلے تھے۔۔۔۔ سپاٹ چہرے پہ میک اپ تھا۔۔۔۔ جو اسکے حسن میں چار چاند لگا رہا تھا۔۔۔۔

نہیں تم سب سے خوبصورت ہو۔!" ماہ نور نے ٹینا کے آنسوں صاف کیے۔۔۔۔ پھر" بولی "پر تم بے وقوف ہو۔۔۔۔ بار بار اسکے لیے روتی ہو بار بار اسکے پاس جاتی ہو۔۔۔۔ یوں جاؤ گی تو اپنی اہمیت اور گرا لو گی"۔۔۔۔

تو پھر میں اور کیا کروں۔؟ وہ کسی صورت نہیں مانتا"۔۔۔ اسکی دوبارہ آنکھیں بھر" گئیں۔۔۔۔ ماہ نور نے لب بھینچے۔۔۔۔۔ اس نے اسے شانوں سے پکڑ کر کھڑا کیا۔۔۔۔۔ اپنے پاس بٹھایا۔۔۔۔

وہ تمہارا ہی ہے۔۔۔ میں افضل سے بات کروں گی دیکھنا تم، سب ٹھیک ہو جائے" گا"۔۔۔۔۔ اس نے ٹینا کا سر اپنے کاندھے سے ٹکا لیا تھا۔۔۔۔۔ ٹینا خاموش ہو گئی

For more visit: https://exponovels.com/ mailto:exponovels@gmail.com

تھی۔۔۔۔۔اس کے ذہن میں کچھ آیا تھا۔۔۔۔۔۔اگر وہ ہوجائے تو ضامن ضرور اسکے پاس لوٹ آئے گا۔۔۔۔۔

_____&&&&&&&&&&&&_____

نیویارک پہ رات گہری ہوگئی تھی۔۔۔۔وہ اس کے ساتھ ڈنر کرکے اب اپنے کمرے میں سورہی تھی۔۔۔۔کہ تبھی کمرے کے دروازے پہ دستک ہوئی۔۔۔۔۔کیرت کی آنکھ فوراً کھل گئی۔۔۔۔وہ لیٹی

دراوزے کو دیکھتی رہی کہ دوسری دستک ہوئی۔۔۔۔کیرت اٹھی۔۔۔۔اسے امید تھی کہ دروازے پہ ضامن ہی ہوگا۔۔۔۔۔وہ ٹھنڈے فرش پہ ننگے پاؤں چلتی دروازے تک آئی۔۔۔ناب گھمایا تو وہ کھلتا چلا گیا۔۔۔۔۔اس نے دیکھا۔۔۔۔باہر کوئی نہ تھا۔۔۔۔۔وہ ٹھٹک گئی۔۔۔۔۔کمرے سے زرا سی نکلی ادھر ادھر گردن گھما کر دیکھا پر کوئی نہ تھا۔۔۔۔وہ کمرے سے باہر آگئی۔۔۔۔پورا گھر خاموش اندھیروں میں ڈوبا تھا۔۔۔۔اس نے ضامن کے کمرے کا رخ کیا۔۔۔۔پر وہ چلتی کہ اسکے پیچھے اچانک ہی رینوں کی روشنی جل اٹھی۔۔۔۔وہ بری طرح چونک کر پلٹی۔۔۔۔۔بے دھیانی میں آگے بڑھی۔۔۔اور تھم گئی۔۔۔۔۔

پیروں کے نیچے نرم پھول کی پنکھڑیاں تھیں۔۔۔اس نے حیرت سے قدموں کو دیکھا۔۔۔۔۔پھر نظر پھیلستی ہر زینے پہ اور لاؤنج میں چلی گئی۔۔۔۔جہاں ایک لمبی پتیوں کی روش بنی تھی۔۔۔۔۔سرخ پتیوں کے اطراف سفید گلابوں کی پنکھڑیاں ایک قطار میں بچھی تھیں۔۔۔۔وہ قدم قدم چلتی سیڑھیوں سے ریلنگ پہ ہاتھ رکھ کر اترنے لگی تھی۔۔۔۔ہلکے پیلے رنگ قمیض شلوار اور دوپٹہ گلے میں ڈالے وہ پھولوں کی بکھری پتیوں کو دیکھ رہی تھی جو اسکے پیروں میں تھے۔۔۔۔دوپٹہ پیچھے زینوں پہ جھاڑو دے رہا تھا۔۔۔۔۔بال کیچر میں جکڑے تھے۔۔۔۔وہ چلتی لاؤنج میں آگئی۔۔۔۔۔نیم تاریک لاؤنج میں جگہ جگہ موبتیاں جلی تھیں۔۔۔۔وہ رک کر استعجاب سے انہیں دیکھنے لگی سب کچھ کسی خواب سا لگتا تھا۔۔۔۔۔

اس کی نظر لاؤنج میں رکھی کانچ کی ٹیبل پہ پڑی جس پہ موبتیوں کے درمیان ایک سرخ چٹ رکھی تھی۔۔۔۔اس نے ٹیبل کے پاس آکر وہ چٹ اٹھائی۔۔۔۔

"میں باہر تمہارا انتظار کر رہا ہوں"۔۔۔۔۔کیرت نے چٹ وہیں چھوڑی اور پھولوں کی پتیوں سے بنی روش پہ چلنے لگی۔۔۔۔دوپٹہ ویسے ہی پیچھے جھاڑو دے رہا تھا۔۔۔۔۔داخلی دروازہ کھول کر وہ باہر آئی تو ہوا کے تیز جھونکے نے اسے اپنی لپیٹ میں لیا۔۔۔۔۔اور

For more visit: https://exponovels.com/ mailto:exponovels@gmail.com

وہ پچھتائی بھی کہ وہ بغیر شال کے باہر آگئی۔۔۔اس نے اپنا دوپٹہ سمیٹا اور گرد لپیٹ لیا۔۔۔۔

وہ دہلیز پہ کھڑی تھی دونوں طرف پیلرز تھے اور ویسی ہی روش بنی تھی۔۔۔۔پر اب اسکے کنارے پہ جلتے چراغ لان کی گھاس پہ روشنی بکھیرے ہوئے تھے۔۔۔۔۔راستہ روشن تھا پر باقی کا لان ویسے ہی اندھیروں میں گم تھا۔۔۔۔۔وہ اس پہ چلنے لگی۔۔۔۔۔

لان میں پہنچ کر اس نے ادھر سے ادھر دیکھا وہ کہیں نہ تھا۔۔۔۔۔اسے آواز دینے کے لیے اس نے لبوں کو جنبش دی تھی کہ ایک جھماکے سے سیکنڈ سیکنڈ بعد لان میں روشنی ہونے لگی۔۔۔۔وہ گردن گھما گھما کر دیکھتی پورے لان میں ہارٹ شیپ بلونز تھے۔۔۔۔سامنے روش کے اختتام پہ ایک ٹیبل اور دو کرسیاں رکھی تھیں۔۔۔۔جس کے چاروں طرف چھوٹے پیلرز تھے جو سفید ریشمی کپڑے سے کور تھے۔۔۔۔اور ایک کمرہ سا بنا تھا جس کی چھت پہ رنگ برنگے مصنوعی پھول تھے کیرت نے غور کیا تو اسے وہ وہیں کرسی پہ بیٹھا نظر آیا۔۔۔۔وہ تیزی سے اسکی طرف بڑھی تھی۔۔۔۔

ریشمی پردوں کو ہٹا کر جب وہ اس چھوٹے کمرے سے میں داخل ہوئی تو ضامن نے ماچیس سلگائی اور ٹیبل پہ رکھی موم بتی جلا دی۔۔۔۔ٹیبل پہ گلابوں کا بکے اور کیک رکھا تھا۔۔۔۔اس نے موم بتی جلا کر نظر اٹھائی اور اپنی ماہ رخ کو

دیکھا۔۔۔۔۔ ہلکی مسکان سے۔۔۔۔۔ آنکھوں میں محبت کے ستاروں سے۔۔۔۔۔
وہ کھڑا ہو کر اسکی طرف آیا۔۔۔۔۔ ٹیبل سے وہ بکے اٹھا چکا تھا۔۔۔۔
سالگرہ مبارک ہو جانِ من"۔۔۔۔۔ اس نے بکے کیرت کی طرف بڑھایا وہ کچھ پل اسے "
دیکھتی رہی۔۔۔۔۔ خواب تھا کہ کیا۔۔۔۔ وہ پلک بھی نہ جھپک پا رہی تھی۔۔۔۔ اسے
لگ رہا تھا جیسے وہ آنکھ جھپکائے گی تو سب کھو جائے گا۔۔۔۔۔ اور وہ نیند سے بیدار
ہو جائے گی۔۔۔۔ بڑی غزالی آنکھیں یک ٹک اسے دیکھ رہی تھیں۔۔۔ جو محبتوں کا ساگر
بنا رہتا تھا۔۔۔۔ اسے ڈنر کرانے کے بعد وہ اسی لیے اسے بار بار کہہ رہا تھا کہ وہ جا کر
سو جائے تاکہ وہ یہ سب انتظام کر سکے۔۔۔۔۔ اور آج کیرت کی سالگرہ تھی یہ بات تو
اسے خود بھی نہیں معلوم تھی۔۔۔۔ کبھی منائی ہو تو یاد بھی رہتی۔۔۔۔ بچپن میں کبھی اسکی
تاریخِ پیدائش کا ذکر ہوتا بھی تو دادی جو بولتیں کہ وہ اس دن سے ہی ڈرنے لگی۔۔۔۔ اور
پورے سال میں وہ اس دن کو یوں بھولتی جیسے یہ دن اسکی زندگی میں آیا ہی
نہیں۔۔۔۔۔ اور آج اس دن کو ضامن نے جیسے خاص بنا دیا تھا وہ چاہ کر بھی یقین نہیں
کر پا رہی تھی۔۔۔۔۔

کیا ہوا۔ ؟"اس نے کیرت کو یوں دیکھتے پایا تو پوچھنے لگا۔۔۔۔اسکا پوچھنا تھا کہ کیرت کی" آنکھیں بھر گئیں۔۔۔۔کبھی دل میں اس دن کو منانے کی خواہش کو دبانے کی اذیت کا دکھ آج اسکی آنکھ سے بہا تھا۔۔۔۔جس سے وہ گھبرا گیا۔۔۔

کیا ہوا۔ ؟ تم رو کیوں رہی ہو۔ ؟ میں نے تمہاری نیند خراب کر دی کیا۔ ؟"اس کے" پریشانی سے بولنے پہ کیرت نے فوراً نہ

میں سر ہلایا۔۔۔۔

پھر بتاؤں کیوں رو رہی ہو۔ ؟"کیرت نے آنکھ کا آنسو صاف کیا پھر ہلکا سا مسکائی۔۔۔۔" بس ویسے ہی"۔۔۔۔اسنے شانے اچکا کر کہا۔۔۔اس کی بات پہ ضامن نے اسے" گھورا۔۔۔۔۔

سچی۔ ؟"اسے کیرت کی بات پہ یقین نہ آیا۔۔۔۔۔کیرت نے تیزی سے ہاں میں سر" ہلایا تو اس نے اسکی ناک نرمی سے پکڑی

بے وقوف"۔۔۔۔کیرت اس بات پہ ہلکا سا ہنس دی۔۔۔۔۔پھر اس نے ضامن کے" ہاتھوں سے بکے لیا۔۔۔۔۔اور بولی۔۔۔

آپ کو کیسے پتہ چلا کہ آج میری برتھ ڈے۔ ؟"وہ مسٹری سے مسکایا۔۔۔۔۔"

کیوں بتاؤں۔؟" وہ شرارت سے بولا۔۔۔۔۔کیرت نے معصوم سی شکل بنائی تو وہ
پل بھر میں ہار گیا۔۔۔۔
تمہاری سی وی پہ دیکھا تھا"۔۔۔۔۔یہ کہتے ہی اس نے چھری اٹھا کر کیرت کی جانب کی
اس نے کیرت کو حیران ہونے کا بھی موقع نہ دیا۔۔۔۔۔
کیک کاٹو"۔۔۔۔وہ بھی حیران ہونا بھول کر کیک کی طرف متوجہ ہو گئی۔۔۔۔اسنے
کیک کاٹا اور ایک ٹکڑا اٹھا کر ضامن کی طرف بڑھایا۔۔۔۔ٹکڑا بڑھاتے نجانے کیوں وہ
نظریں چرا گئی۔۔۔۔چہرہ بھی شرمیلی سی مسکراہٹ کے حصار میں تھا۔۔۔۔ضامن نے
اسکے ہاتھ سے کیک کھایا پھر وہ کیرت کے لیے کیک اٹھا رہا تھا جب کیرت نے چپکے سے
کریم سے بھری انگلی ضامن کی ناک پہ لگائی وہ چونکا کیرت بے ساختہ ہنس
دی۔۔۔۔۔ضامن نے اسے لب بھینچ کر دیکھا جو ہنسنے میں مگن تھی۔۔۔۔پھر اگلے ہی لمحے
اسکی ہنسی رک گئی وہ کیرت کے دونوں ہاتھ

پکڑ کر اسکی کمر کے پیچھے کر چکا تھا۔۔۔۔۔کیرت کی دھڑکن بے ترتیب ہوئی۔۔۔۔سب
کچھ تھم سا گیا۔۔۔۔۔سرد ہوا بھی دھیرے سے چلنے لگی۔۔۔۔اس نے ایک جھٹکے سے

کیرت کو اپنے قریب کیا تھا۔۔۔۔کیچر کی گرفت میں جکڑے اسکے ریشمی بال کیچر سے آزاد ہوئے اور کمر پہ بکھرتے چلے گئے۔۔۔۔۔

وہ کیرت کی طرف جھک رہا تھا۔۔۔۔کیرت نے آنکھیں بند کرلیں۔۔۔۔اس نے کیرت کی ناک سے اپنی ناک ملائی۔۔۔۔اور کریم اسکی ناک پہ لگا کر اسکے کان کی لو سے اپنے ہونٹ مس کرتا سرگوشی میں بولا۔۔۔۔

حساب برابر"۔۔۔۔وہ شوخی سے کہتا کیرت سے دور ہوگیا تھا۔۔۔۔اور کیرت جھینپ" کر رہ گئی۔۔۔۔۔اس نے کیرت کے دونوں ہاتھ پکڑے اور بولا۔۔۔۔

آج تمہارا دن ہے آج تم مجھ سے جو مانگو گی میں دوں گا۔۔۔۔بتاؤں تمہیں کیا" چاہیے۔؟"کیرت نے دھیرے سے نہ میں سر ہلایا

مجھے کچھ نہیں چاہیے ضامن آپ نے اتنا کچھ کردیا میرے لیے،اس کے علاوہ مجھے کچھ" نہیں چاہیے"۔۔۔۔

میرا ساتھ بھی نہیں۔؟"اسکی آنکھوں میں جھانک کر پوچھ رہا تھا۔۔۔۔کیرت خاموش" ہوگئی۔۔۔۔دل نے کہا کہہ دو ہاں میں تمہیں چاہتی ہوں اور تمہارا ساتھ بھی۔۔۔۔۔اس نے کہنے کے لیے لب بھی ہلائے پر پھر لبوں سے کچھ اور نکلا۔۔۔

میں آپ سے ابھی کچھ نہیں مانگتی بعد میں مانگوں گی جب مجھے آپ سے کچھ بہت خاص چیز" چاہیے ہوگی بتائیں تب دیں گے۔؟"اس نے اسکے نازک ہاتھ اپنے سینے پہ رکھ لیے پھر بولا۔۔۔

وعدہ کروں۔؟"کیرت نے دیرے سے شانے اچکائے ضامن کی"

دھڑکنیں وہ اپنی ہتھیلی پہ محسوس کر رہی تھی۔۔۔۔۔۔

کرلیں آپ کا کیا بھروسہ کب بدل جائیں"۔۔۔۔وہ شرارت سے بولی تو وہ ہنس" دیا۔۔۔۔۔پھر بولا۔۔۔۔

وعدہ کرتا ہوں تم جب کبھی مجھ سے کچھ مانگوگی میں انکار نہیں کروں گا مان جاؤں" گا"۔۔۔۔۔کیرت نے آہستگی سے اسکے سینے سے ہاتھ ہٹائے۔۔۔۔۔پروائی ویسے ہی انکے درمیان چل رہی تھی۔۔۔۔آسمان پہ بادل تھے۔۔۔۔ماحول میں خنکی اور ٹمٹاتے چراغ۔۔۔۔۔یہ خواب کی طرح لگتا ضرور تھا پر خواب تھا نہیں۔۔۔۔کیرت کو اس بات کا یقین ہوگیا تھا۔۔۔۔

کچھ دیر وہ دونوں لان میں کرسیوں پہ بیٹھے باتیں کرتے رہے پھر وہ اسے اندر لے آیا۔۔۔۔۔کمرے کے دروازے پہ اسے لے جا کر وہ بولا۔۔۔

کل میں نے ایک کلائنٹ سے ملنے جانا ہے تم گھر پہ رہنا۔۔۔۔اور آرام سے اٹھ کر ناشتہ"
کرنا میں جلدی آجاؤں گا"۔۔۔۔۔وہ نرمی سے کہہ رہا تھا۔۔۔۔۔کیرت اسکی بات کے
اختتام پہ بولی۔۔۔۔
آپ نے تو کہا تھا کہ ہم یہاں کام سے نہیں آئے"۔۔۔۔۔وہ اسکے قریب"
آیا۔۔۔۔اسکی ٹھوڑی پکڑی۔۔۔۔
ہم کام کے لیے نہیں آئے کام صرف میں نے کرنا ہے تم نے بس آرام کرنا"
ہے"۔۔۔۔۔
"مجھے آرام کے پیسے دیتے ہیں آپ۔؟"
نہیں۔!تمہاری یہاں آکر چھٹیاں ہیں میں نے کہا تھا نا کہ تم میری مہمان ہو اور میں"
مہمانوں سے کام کرانے کا قائل نہیں ہوں۔۔۔۔اب تم سو جاؤ اور کل آرام سے اٹھنا
پھر جب میں آجاؤں گا تو باہر چلیں گے ٹھیک ہے۔؟"اس نے اسکی ٹھوڑی چھوڑ دی
تھی۔۔۔۔کیرت نے بس سر ہاں میں ہلا دیا تو وہ بھی اپنے کمرے میں چلا
گیا۔۔۔۔۔کیرت کچھ دیر کھڑی زینوں کو

دیکھتی رہی جس پہ پتیاں بکھری تھیں۔۔۔۔۔وہ بدبخت نہیں ہے۔۔۔۔دادی جھوٹ بولتی ہیں۔۔۔۔۔کچھ دیر بعد وہ اپنے کمرے میں چلی گئی۔۔۔۔باہر لان میں جلتے چراغ اندھیری رات کو روشن کرنے کو کافی تھی۔۔۔۔۔۔

_____&&&&&&&&&&_____

اگلے روز وہ اسکے جانے سے پہلے ہی اٹھ گئی تھی۔۔۔۔۔فریش ہو کر اس نے ڈارک براؤن قمیض شلوار پہ دوپٹہ سینے پہ پھیلایا بالوں کی چوٹی بنا کر اسنے بیڈ سے میرون شال اٹھائی اور کاندھوں پہ ڈالتی وہ کمرے سے نکل گئی۔۔۔۔وہ نیچے آئی تب وہ ڈائننگ میں بیٹھا ناشتہ کر رہا تھا۔۔۔۔اسے آتا دیکھ کر وہ بولا۔۔۔

تم اتنی جلدی کیوں اٹھ گئیں۔؟کہا تھا نا آرام سے اٹھنا۔؟"وہ چلتی اسکے پاس" آگئی۔۔۔۔باوردی ملازم ہاتھ باندھے ٹیبل سے کچھ دور کھڑا تھا۔۔۔۔ڈائننگ میں سفید فانوس جلا تھا۔۔۔۔جس کی روشنی ہر طرف پھیلی تھی۔۔۔۔گلاس وال جولان کا منظر دکھاتی تھی وہاں سے بادلوں سے اٹا آسمان صاف دکھائی دیتا تھا اور شبنم سے بھیگی گھاس بھی۔۔۔۔۔

مجھے جلدی اٹھنے کی عادت ہے"۔۔۔۔۔اس کے جواب پہ ضامن نے سر کو خم دیا پھر اسکے لیے کرسی درست کی تو وہ اس پہ بیٹھ گئی۔۔۔۔۔

چلو پھر میرے ساتھ ناشتہ کرلو اس کے بعد جب میں چلا جاؤں گا تو مجھے آرام سے یاد کرنا"۔۔۔۔وہ ہنسی دبا کر بولا تو کیرت کے چہرے پہ مسکراہٹ بکھر گئی۔۔۔۔

میں تو نہیں کروں گی آپ کو یاد"۔۔۔۔ہلکی آسمانی شرٹ پینٹ"

اور تیز نیلے رنگ کے کوٹ میں ملبوس ضامن کو دیکھ کر وہ بے نیازی سے بولی تو ضامن نے اپنے دل پہ ہاتھ رکھ لیا۔۔۔۔

اف میرے بے مروت اور ظالم محبوب"۔۔۔۔وہ چہرے پہ مصنوعی بیچارگی لا کر بولا" کیرت اسکی اداکاری پہ ہنس کر رہ گئی۔۔۔۔ملازم سپاٹ چہرے سے کھڑا تھا پر اسکی آنکھوں میں نا سمجھی تھی۔۔۔۔ان دونوں کی اردو میں کی جانے والی باتیں وہ سمجھ نہیں پا رہا تھا۔۔۔۔۔

وہ ناشتہ کر کے چلا گیا تھا۔۔۔۔جاتے سمے اس نے کیرت کو کہا۔۔۔

میں جلدی آجاؤں گا یہ موبائل رکھ لو اپنے پاس کوئی بھی مسئلہ ہو تو مجھے کال کرنا ٹھیک" ہے۔؟"کیرت نے اثبات میں سر ہلا کر موبائل لے لیا۔۔۔۔۔وہ چلا گیا تو کچھ دیر وہ

For more visit: https://exponovels.com/ mailto:exponovels@gmail.com

لاؤنج میں بیٹھی رہی پھر جب وہ بور ہو گئی تو کمرے میں آکر گھر کال کرلی۔۔۔۔۔اور پھر آرام سے اسکا وقت گزرا۔۔۔۔۔۔

_____&&&&&&&&&&&&&&_____

وہ جب آیا اس وقت کیرت دروازے میں کھڑی سامنے اتری سرما کی نرمل دھوپ کو دیکھ رہی تھی۔۔۔۔وہ گاڑی کا دروازہ بند کرتا اسکے قریب آیا۔۔۔۔

کیا دیکھ رہی ہو۔؟"وہ اسکے قریب رک کر اسی کی طرح سامنے دیکھنے لگا۔۔۔۔"

آپ کی راہ دیکھ رہی تھی"۔۔۔اس نے دل میں کہا۔۔۔۔۔کس نے نہ سنا۔۔۔ضامن" نے بھی نہیں۔۔۔۔۔

کچھ نہیں بس ویسے ہی کھڑی تھی"۔۔۔اس نے گردن موڑ کر کہا۔۔۔۔ضامن نے سر کو" جنبش دی اور پھر کہا۔۔۔۔

آؤ اندر چلیں تمہیں کچھ دکھاتا ہوں"وہ اسے لے کر اندر"

آگیا۔۔۔۔اسے صوفے پہ بٹھا کر اسنے ملازم کو اسٹور سے کچھ لانے کا کہا پھر وہ کیرت کے ساتھ بیٹھ گیا۔۔۔۔۔

کافی پیوگی۔؟" وہ کچھ دیر بیٹھ تھا کہ دوبارہ کھڑا ہوگیا۔۔۔۔۔کیرت نے حیرت سے اسے دیکھا۔۔۔۔۔

"آپ کہاں جارہے ہیں اب۔؟"

کافی بنانے کا سوچ رہا ہوں اگر تم بھی پیوگی تو بنالوں گا ورنہ میں بھی نہیں پیوں گا"۔۔۔۔۔وہ پوری وضاحت دے کر اب اسکے جواب کا منتظر تھا۔۔۔۔کیرت اسے تعجب کن نظروں سے دیکھ رہی تھی۔۔۔۔

آپ کو کافی بنانی آتی ہے۔؟" وہ کھڑی ہوگئی۔۔۔۔ضامن نے شانے اچکائے۔۔۔" بس کافی۔!" وہ بے نیازی سے بولا تو کیرت نے اسے داد دینے والے انداز سے دیکھا۔۔۔۔

میں بھی چلوں آپ کے ساتھ۔؟ میں آپ کو کافی بناتے دیکھنا چاہتی ہوں"۔۔۔۔۔وہ اکسائیٹمنٹ سے بولی تو وہ مسکرا کر بولا۔۔۔۔

شیور!"۔۔۔۔۔۔پھر وہ دونوں اوپن کچن کے کاؤنٹر پہ آ گئے اور ضامن کافی تیار کرنے لگا۔۔۔۔۔وہ اسے دیکھتی رہی۔۔۔۔۔جب کافی بن گئی تو ضامن نے کافی کا بھرا مگ کیرت کے آگے رکھ دیا۔۔۔۔

پی کر بتاؤ کیسی بنی ہے۔؟"کیرت نے مگ اٹھایا اور لبوں سے لگا لیا۔۔۔۔۔اور اگلے ہی پل اس نے پُھر کیا۔۔۔۔

ای۔۔۔۔یخ۔۔۔۔کڑوی"۔۔۔۔۔وہ گندا سا منہ بنا کر کپ کاؤنٹر پہ رکھ چکی تھی۔۔۔۔اور اسکے کافی کو یوں نکالنے پہ وہ بے ساختہ ہنس دیا۔۔۔۔پھر بڑی مشکل سے اپنی ہنسی پہ قابو کرتا بولا۔۔۔۔

اتنی بھی کڑوی نہیں تھی"۔۔۔۔"

اتنی ہی کڑوی تھی"۔۔۔۔"

اچھا پانی پی لو"۔۔۔۔اس نے پانی کا گلاس بھر کر کیرت کے لبوں کے قریب کیا۔۔۔۔جبکہ کیرت نے گلاس پکڑنے کے لیے ہاتھ بڑھایا تھا پر جیسے اس نے اسکے ہاتھ کی طرف توجہ ہی نہیں دی تھی۔۔۔کیرت نے بھی اپنا ہاتھ پہلو میں گرا لیا اور اسکے ہاتھ سے پانی پینے لگی۔۔۔۔۔

اچھا کچھ اور پیوگی جوس بنا دوں۔؟"کیرت نے ناں میں گردن ہلا دی۔۔۔۔"ضروری نہیں ہے ضامن آپ پئیں کافی مجھے کسی چیز کی طلب نہیں ہے۔۔۔۔ہوگی تو بتا دوں گی"۔۔۔۔۔وہ مسکرا کر بولی تھی۔۔۔۔

ہاں ٹھیک ہے"۔۔۔۔۔اس نے اپنا کافی کا مگ اٹھایا اور لاؤنج میں اسکے ہمراہ" آ بیٹھا۔۔۔۔باوردی ملازم ہاتھ میں سرخ کور سے ڈھکی موٹی سی کتاب لیے کھڑا تھا۔۔۔۔ضامن نے کافی کا مگ رکھا اور وہ کتاب لے لی۔۔۔۔جو انکا فیملی ایلبم تھا۔۔۔۔ میں تمہیں اپنی فیملی دکھاتا ہوں"۔۔۔۔۔وہ کہہ کر ایلبم کھولنے لگا۔۔۔۔۔اور ایک ایک" کی تصویر پہ انگلی رکھ کر وہ اسکے بارے میں بتانے لگا۔۔۔۔۔اپنی ممی کا بتاتے اس نے کیرت کا چہرہ بغور دیکھا تھا۔۔۔۔جو بجھ سا گیا تھا۔۔۔۔۔وہ شاید اسکی ممی کی باتیں نہیں بھولی تھی۔۔۔۔ضامن جلد ہی پھر موضوع بدل دیا۔۔۔۔۔اور اگلی تصویروں پہ آ گیا۔۔۔۔۔

یہ میرے بھائی بھابھی ہیں"۔۔۔۔اسنے ماہ نور اور افضل کی شادی کی ایک تصویر نکال کر" دکھائی۔۔۔۔کیرت اسکی بھابھی کو دیکھتی رہ گئی۔۔۔۔۔وہ سرخ عروسی جوڑے میں کہیں کی

شہزادی لگ رہی تھی۔۔۔۔

آپ کی بھابھی بہت خوبصورت ہیں"۔۔۔۔وہ تحیر سے بولی تھی"

بس خوبصورت ہی ہیں" ۔۔۔۔۔۔وہ زیر لب بولا۔۔۔۔کیرت نہ سن پائی تھی۔۔۔۔کچھ" دیر وہ اسے تصویر دکھاتا کافی کی چسکیاں لے رہا تھا۔۔۔۔تصویریں اب ان کے گھر میں ہونے والی پارٹی کی شروع ہوگئی تھیں۔۔۔۔۔کیرت محویت سی سب کی تصویر دیکھ رہی تھی۔۔۔۔۔ضامن نے کافی کا آخری گھونٹ بھر کر آخری تصویر دکھائی جس میں وہ پوری فیملی کے ساتھ کھڑا تھا۔۔۔۔اور اسنے ایلبم بند کر کے رکھ دیا۔۔۔۔۔

ایلبم رکھتے ہی ذہن میں جھماکا ہوا۔۔۔۔اس نے دوبارہ ایلبم اٹھایا۔۔۔۔۔اور تصویر کو غور سے دیکھا۔۔۔۔۔پھر وہ ساکت رہ گیا۔۔۔۔۔اسکا شک صحیح تھا۔۔۔۔۔اسے اچانک ہی زمانے کے دکھوں نے گھیر لیا تھا۔۔۔۔۔

_____&&&&&&&&&&&&_____

نیویارک پہ ایک سرد شام پھر سے مہربان ہوگئی تھی۔۔۔۔وہ اپنے کمرے میں کھڑا بالوں میں برش پھیر رہا تھا۔۔۔۔برش کو رکھ کر وہ کمرے سے نکل کر کیرت کے کمرے کے دروازے تک آیا۔۔۔۔دستک دے کر ناب گھمایا تو دروازہ کھلتا چلا گیا۔۔۔۔۔وہ شیشے کے سامنے کھڑی بالوں کو بل دے رہی تھی۔۔۔۔ہلکے اناری رنگ کی قمیض شلوار کے ساتھ اس نے دوپٹہ سینے پہ پھیلا رکھا تھا۔۔۔۔چہرے پہ ہلکا سا میک اپ کیا ہوا

تھا۔۔۔آہو چشم آنکھوں میں گہرا کاجل گرا تھا۔۔۔۔۔اس نے ضامن کو گردن موڑ کر دیکھا۔۔۔۔جو اسکی طرف ہی آرہا تھا۔۔۔۔

انہیں کھلا رہنے دو"۔۔۔۔۔اس نے کیرت کے ہاتھ سے بل کھاتے"

بالوں کو آزاد کرایا اور کمر پہ بکھیر دیا۔۔۔۔۔

انہیں کھلا رہنے دیا کرو۔۔۔۔مجھے لمبے بال بہت پسند ہیں"۔۔۔۔۔اسکی فرمائش پہ وہ ہلکا سا مسکرادی۔۔۔۔اور بال کھول لیے۔۔۔۔

چلیں۔؟"کیرت نے بالوں میں آخری بار برش پھیر کر پوچھا تو وہ اسکا ہاتھ تھام کر اسے کمرے سے لے کر باہر پورچ میں آگیا۔۔۔۔گاڑی کا فرنٹ گیٹ اسکے لیے کھولا جب کیرت بیٹھ گئی تو اسنے ڈرائیونگ سیٹ سنبھالی اور کار لیڈی کیتھرین کے گھر کی طرف موڑ لی۔۔۔۔۔۔

_____&&&&&&&&&&&&_____

وہ لوگ لیڈی کیتھرین کے گھر پہنچ چکے تھے۔۔۔۔ضامن کو دیکھ کر وہ یوں خوش ہوئی تھیں جیسے انکی اپنی اولاد آگئی ہو۔۔۔۔معصومیت سے وہ ہنستیں کیرت کو بہت پیاری

لگیں۔۔۔۔ ہمیشہ کی طرح وہ سفید ٹخنوں تک کی اسکرٹ میں ملبوس تھیں۔۔۔۔ سپید چہرے پہ عمر بیت جانے کی نشانی جھریوں کی شکل میں تھی۔۔۔۔۔ پر وہ پھر بھی پیاری لگتی تھیں۔۔۔۔ کیرت کی دادی سے تو بہت زیادہ۔۔۔۔۔ کیرت نے دل میں سوچا تھا۔۔۔۔

یہ میری گرل فرینڈ ہیں پریشے"۔۔۔۔۔ ضامن نے انگلش میں کیرت کو مخاطب کر کے" کہا تو وہ مسکرا کر ان سے ملی۔۔۔۔۔ لیڈی کیتھرین نے ناراضی سے ضامن کو ایک نظر دیکھا۔۔۔۔ پھر وہ کیرت سے گویا ہوئیں

اور اب یہ مجھے دھوکا دے رہا ہے۔۔۔۔ میری جگہ تمہیں دے کر"۔۔۔۔۔ وہ ضامن" کے پریشے کہتے ہی سمجھ گئی تھیں کہ یہ وہی لڑکی ہے جس کے بارے میں ضامن انہیں بتایا کرتا تھا۔۔۔۔۔

جہاں کیرت کیتھرین کی بات پہ جھینپ گئی وہیں ضامن نے بلند قہقہہ لگایا تھا۔۔۔۔۔ پھر وہ دونوں لاؤنج میں بیٹھ گئے اور لیڈی کیتھرین اوپن کیچن میں کھڑی انکے لیے سنیکس کا انتظام کرنے لگیں۔۔۔۔ تبھی انہوں نے ضامن کو اپنی طرف آنے کا اشارہ کیا۔۔۔۔۔ جی۔؟"اس نے قریب آکر پوچھا۔۔۔۔"

For more visit: https://exponovels.com/ mailto:exponovels@gmail.com

تم تو کہتے تھے کہ وہ تمہاری ٹیچر تھی یہ تو تمہارے جتنی ہی لگتی ہے مجھ بوڑھی کو دھوکا تو" نہیں دے رہے۔؟" انہوں ایک بھنوا چکا کر بڑی بے رحمی سے پوچھا تھا۔۔۔۔ضامن نے انکے گلے میں بانہیں ڈال لیں۔۔۔۔

میں آپ کو دھوکا کیوں دوں گا۔۔۔؟ یہ وہی ہے"۔۔۔۔۔رک کر اس نے کیرت کو" دیکھا۔۔۔۔جو اپنی انگلیوں سے کھیل رہی تھی۔۔۔۔"دیکھیں نہیں لگتی نہ مجھ سے بڑی۔؟ یہ بات اسے بھی سمجھا ئیے گا۔۔۔۔ابھی تک اس نے مجھے یہ نہیں کہا کہ یہ مجھ سے محبت کرتی ہے"۔۔۔۔۔وہ اداس سا ہوگیا تھا۔۔۔۔۔اسکی اداسی دیکھ کر لیڈی کیتھرین نے اسکے گال پہ ہلکی سی چٹکی بھری۔۔۔۔۔

"تمہیں اتنی جلدی کیوں رہتی ہے ہر کام کی۔؟"

بس میں ڈرتا ہوں کہ کہیں دیر ہوگئی تو میں اسے کھو نہ دوں"۔۔۔۔۔۔اس نے گہرا" سانس لے کر کہا تھا۔۔۔۔لیڈی کیتھرین کچھ دیر اسے دیکھتی رہیں۔۔۔۔پھر بولیں۔۔۔۔ نہیں اب تم دونوں کبھی جدا نہیں ہوگے۔۔۔۔وہ کہتی نہیں تو کیا ہوا۔۔۔۔پر اسکی" آنکھوں میں تو تم ہی بسے ہوئے ہو"۔۔۔۔۔وہ انکی بات پہ خوش ہوگیا۔۔۔۔

"سچ؟"

مچ۔!" ضامن انکی اس پکی سی "مچ" پہ اور بھی خوش"

ہوگیا تھا۔۔۔۔

بہت دیر تک لیڈی کیتھرین کے پاس بیٹھ کر باتیں کرنے کے بعد جب وہ لوگ جا رہے تھے تب لیڈی کیتھرین نے کیرت کو گلے لگا کر اسکے کان میں سرگوشی کی۔۔۔۔

میرا بوائے فرینڈ تمہاری محبت میں پاگل ہے اسکا دل مت توڑنا۔۔۔۔ بہت معصوم" ہے یہ، بس تھوڑا غصے کا تیز ہے۔۔۔۔ پر بہت اچھا ہے تمہارا بہت دھیان رکھے گا"۔۔۔۔۔ انہوں نے کیرت کا گال چوما اور انہیں باہر تک چھوڑنے آگئیں۔۔۔۔ جب وہ دونوں وہاں سے نکل گئے تب ضامن نے راستے میں کیرت سے پوچھا۔۔۔۔

وہ تمہارے کان میں کیا کہہ رہی تھیں۔؟ "کیرت اپنے دھیان میں بیٹھی تھی اچانک سے" سوال پہ وہ چونکی۔۔۔۔ پھر سنبھلی

کیوں بتاؤں ہماری پرسنل بات تھی"۔۔۔۔ وہ بے نیازی سے بولی تھی ضامن نے ابرو" اٹھایا۔۔۔۔

بتاؤ بھی"۔۔۔۔۔"

نو جی"۔۔۔۔ ضامن نے منہ بنا لیا۔۔۔۔"

اب بات نہیں کروں گا تم سے"۔۔۔۔وہ روٹھے لہجے سے بولا۔۔۔۔کیرت نے اسکا چہرہ دیکھا۔۔۔۔معصومیت۔۔۔۔اف۔۔۔۔

کتنی دیر ناراض رہیں گے۔؟"وہ محظوظ ہوتی پوچھنے لگی۔۔۔۔"

بہت سارے ٹائم تک"۔۔۔۔اس نے بنے منہ ہی سے سر بھی جھٹکا۔۔۔۔کیرت کو اس پہ پیار آیا۔۔۔۔پر ظاہر نہ کیا۔۔۔۔

ابھی نہیں وقت آنے پہ بتاؤں گی"۔۔۔۔۔"

"اور وہ وقت کب آئے گا۔؟"

پاکستان جا کر"۔۔۔۔۔وہ مسکراہٹ دبا کر بولی تھی۔۔۔۔ضامن اسکی آنکھوں میں انگڑائی لیتی شرارت کو دیکھ گیا تھا۔۔۔۔۔وہ پھر خاموش ہوگیا۔۔۔۔۔اب اسے پاکستان جانے کی جلدی تھی۔۔۔اس نے وہاں جا کر کچھ حساب بھی برابر کرنے تھے۔۔۔۔"اس شخص نے سچ کہا تھا کہ میری جان کے دشمن میرے قریب ہی ہیں"۔۔۔۔۔اس نے چکور کی بات یاد کر کے دہرائی۔۔۔۔اندر پھر سے ایک آگ جلنے لگی تھی۔۔۔۔۔۔

_____&&&&&&&&&&&&&&&&_____

اگلی صبح وہ کیرت کو پورا نیویارک گھما رہا تھا۔۔۔ صبح کے نکلے وہ دوپہر کو دریا ہڈسن کے عین سامنے بنے ایک ریستوران میں آکر لنچ کی غرض سے بیٹھ گئے۔۔۔ ضامن نے آرڈر لکھوادیا تھا۔۔۔ اب وہ کیرت سے باتیں کر رہا تھا۔۔۔

کل ہم ٹائمز اسکیئر چلیں گے۔۔۔ اسے نیویارک کا دل کہتے ہیں۔۔۔ وہاں کی رونق اور ہجوم دیکھنے والا ہوتا ہے"۔۔۔ وہ جوش سے بتا رہا تھا۔۔۔ کیرت اسے سنتی جا رہی تھی۔۔۔ یادر میں سورج کا عکس تھا۔۔۔ اسکی سطح کو سورج کی کرنوں نے سنہری کیا ہوا تھا۔۔۔

لنچ کے بعد وہ دونوں چلتے دریا کے قریب آ گئے۔۔۔ بہت سے لوگ وہاں سے آجا رہے تھے۔۔۔ دور ایک بچہ بڑے بڑے گیس کے غبارے لیے کھڑا تھا۔۔۔ کیرت نے ضامن کو کہا۔۔۔

میں وہ لینے جاؤں۔؟" اسکا اشارہ غباروں کی طرف تھا۔۔۔"

For more visit: https://exponovels.com/ mailto:exponovels@gmail.com

میں لاکر دیتا ہوں"۔۔۔۔وہ نرمی سے کہتا اس بچے کے پاس چلا گیا۔۔۔۔۔کیرت اسے"
دیکھ رہی تھی۔۔۔۔جو بچے سے سارے کے سارے غبارے خرید کر لا رہا تھا۔۔۔۔۔وہ
اس کی طرف مگن تھی

تبھی ایک بچے نے اسکا ہاتھ ہلایا۔۔۔۔کیرت نے بچے کو دیکھ تو وہ ایک چٹ کیرت کے
ہاتھ میں پکڑا کر چلا گیا۔۔۔۔کیرت نا سمجھی سے اسے جاتا دیکھتی رہی پھر اسنے چٹ
دیکھی۔۔۔۔اسے کھولا۔۔۔۔اور جیسے نظریں چٹ پہ پھسلیں وہ پل بھر میں ہی پتھر کی ہو کر
رہ گئی۔۔۔۔۔

یہ لو"۔۔۔۔ضامن اسکے قریب کب آگیا تھا اسے معلوم ہی نہ چلا تھا۔۔۔کیرت نے"
ضامن کو دیکھا۔۔۔۔اندر سے وہ بری طرح ڈر گئی تھی۔۔۔۔اسنے ضامن کا بڑھا ہوا ہاتھ
تھاما جس سے اسنے غبارے پکڑے ہوئے تھے اور چٹ کو دوسرے ہاتھ کی مٹھی میں مروڑ
کر پرس میں ڈال لیا تھا۔۔۔۔۔ضامن کو لگا اس نے غباروں کی ڈوری پکڑ لی
ہے۔۔۔۔۔اس نے غبارے چھوڑے تو وہ ہاتھ سے پھسلتے چلے گئے۔۔۔۔اور کیرت
اسکے شانے سے سر ٹکا کر بولی۔۔۔۔۔

For more visit: https://exponovels.com/ mailto:exponovels@gmail.com

مجھے گھر جانا ہے"۔۔۔۔وہ جو غباروں کو آسمان پہ جاتا دیکھ کر رہا تھا اسکی بات پہ کچھ
حیران ہوا۔۔۔۔
کیا ہوا۔؟"اس نے غباروں سے نظریں ہٹا کر اسکا گال تپھک کر پوچھا۔۔۔۔۔کیرت"
نے اسکے شانے سے الگ ہو کر اسکا مضبوط ہاتھ اپنے دونوں ہاتھوں میں تھام
لیا۔۔۔۔۔وہ غبارے وغیرہ سب بھول چک تھی۔۔۔۔آسمان پہ غبارے ایک
نقطوں کی صورت دکھائی دے رہے تھے۔۔۔۔۔وہ ان دونوں کی حد سے بہت دور نکل
گئے تھے۔۔۔۔
بس آپ گھر چلیں میری طبیعت خراب ہو رہی ہے"۔۔۔۔۔وہ روہانسی ہو گئی"
تھی۔۔۔۔ضامن نے فوراً سے اسکا ماتھا چھوا۔۔۔
کیا ہوا۔۔۔۔پریشے ابھی تو تم ٹھیک تھیں۔؟"وہ متفکر سا ہو گیا تھا۔۔۔۔۔"

آپ چلیں نا ضامن پلیز۔؟"وہ منت کرتے لہجے سے بولی آنکھیں آنسوؤں سے بھر گئی"
تھیں۔۔۔۔بار بار وہ ایک خفیف نگاہ اطراف میں بھی ڈالتی۔۔۔۔وہ سب ادھر ہی کہیں
تھے۔۔۔۔۔

اچھا ٹھیک ہے چلتے ہیں"۔۔۔۔وہ اسکے آنسو دیکھ کر پریشان سا ہو گیا تھا۔۔۔۔تبھی" اسکے ساتھ وہاں سے چل دیا۔۔۔۔۔

وہ_____&&&&&&&&&&&_____

اسے اسکے کمرے میں لے آیا تھا وہ ڈاکٹر کو کال کر رہا تھا پر کیرت نے منع کر دیا تو وہ اسکے قریب بیٹھ کر پوچھنے لگا

کیا ہوا تھا تمہیں۔؟"وہ نظریں چرا گئی۔۔۔۔کیسے بتائے وہ ضامن کو۔۔۔۔۔"

بس میرا دل گھبرانے لگا تھا"۔۔۔۔۔اس نے جھوٹ بولا۔۔۔۔ضامن کچھ دیر اسے" دیکھتا رہا۔۔۔۔پھر کھڑا ہو گیا۔۔۔۔

جب تمہاری طبیعت سنبھال جائے تب میں صرف سچ سنوں گا مجھ سے جھوٹ مت بولا" کرو پریشے"۔۔۔۔۔۔وہ کہہ کر جانے لگا۔۔۔۔پر کیرت نے اسکا ہاتھ پکڑ لیا۔۔۔۔

مت جائیں مجھے ڈر لگ رہا ہے"۔۔۔۔۔وہ دوبارہ رو دینے کو تھی۔۔۔۔ضامن اسکے" پاس بیٹھ گیا۔۔۔۔

لیٹ جاؤ میں یہیں ہوں کہیں بھی نہیں جاؤں گا تمہیں چھوڑ کر"۔۔۔۔۔۔وہ لیٹ گئی تو" ضامن نے اسکی پیشانی پہ ہاتھ رکھ لیا۔۔۔۔اور دوسرے ہاتھ سے اسکا ہاتھ پکڑ لیا تھا۔۔۔۔۔کیرت اسے دیکھ رہی تھی۔۔۔۔۔کیا اب اسکی وجہ ضامن کو بھی نقصان

ہوگا۔۔۔؟ کیا دادی سچ کہتی ہیں کہ وہ منحوس ہے۔۔۔۔۔جس کے ساتھ رہتی ہے اسے برباد کردیتی ہے۔۔۔۔ تبھی لوگ اسے چھوڑ جاتے ہیں۔۔۔۔اس علیزہ کی بات یاد آئی جب وہ نیویارک

کے لیے پیکنگ کررہی تھی تب علیزہ اس کے پاس آئی تھی۔۔۔۔

"آپ غلط راستے پہ چل رہی ہیں"۔۔۔۔۔وہ بولی تو کیرت کا پیکنگ کرتا ہاتھ رک گیا۔۔۔۔

"کیا مطلب ہے تمہارا۔؟" وہ اسکا مطلب نہ سمجھ سکی تھی۔۔۔۔علیزہ اسکی آنکھوں میں جھانکتی بولنے لگی۔۔۔۔

"آپ کیوں پھر سے دل لگانے جارہی ہیں۔۔۔۔مت جائیں۔۔۔۔دل ٹوٹے گا تو درد بہت ہوگا۔۔۔۔یہ بھی ایک دن شکیل کی طرح آپ کو چھوڑ جائے گا"۔۔۔۔۔۔اسکی بات پہ کیرت اندر تک ہل کر رہ گئی۔۔۔۔اسکا دل کیا وہ علیزہ کا منہ نوچ لے۔۔۔۔

"اپنی بکواس بند کرلو علیزہ ہر کوئی شکیل نہیں ہوتا اسکی محبت سچی ہے"۔۔۔۔۔۔

For more visit: https://exponovels.com/ mailto:exponovels@gmail.com

اور سچی محبتیں ہی بچھڑتیں ہیں۔۔۔۔ کچی اور جھوٹی محبتیں تو مل جایا کرتیں "
ہیں"۔۔۔۔۔ وہ پرسکون سے لہجے میں بولی تھی۔۔۔۔ کیرت کو اسکی باتوں سے خوف
محسوس ہوا۔۔۔۔۔
مجھے تمہاری بکواس نہیں سننی"۔۔۔۔ اسے جب کچھ سمجھ نہ آیا تو چڑ کر بس اتنا ہی"
بولی۔۔۔۔۔ علیزہ ہنسی
مرضی آپ کی ہے پر یاد رکھنا آپ کو اسکی محبت نہیں ملے گی۔!" وہ نجانے کیوں کیرت"
کی خوشیوں کے پیچھے ہاتھ دھو کر پڑ گئی تھی۔۔۔۔ وہ کہہ کر چلی گئی تھی۔۔۔۔ اور کیرت کتنے
ہی پل سُن کھڑی رہی۔۔۔۔۔ اور اسکا جملہ سوچتی رہی "آپ کو اس
"!کی محبت نہیں ملے گی۔
اور آج پھر اسے وہ محبت دور ہوتی نظر آ رہی تھی۔۔۔۔ جسے ابھی اس نے حاصل تک
نہیں کیا تھا۔۔۔۔ وہ قریب تھی۔۔۔۔۔ پر گلے سے تو نہیں لگی تھی۔۔۔۔۔ نہ ہاتھ پکڑا تھا
نہ ساتھ چل

تھی۔۔۔۔

For more visit: https://exponovels.com/ mailto:exponovels@gmail.com

ضامن خاموشی سے اسے دیکھ رہا تھا۔۔۔۔۔جو یک ٹک ضامن کو دیکھ رہی تھی۔۔۔۔پھر اسنے آہستگی سے آنکھیں موندلیں۔۔۔۔۔ضامن مضطرب ہوگیا تھا۔۔۔۔

&&&&&&&&&&&&&&&_____

_____

اگلے دو دن تک وہ خاموش خاموش سی رہی۔۔۔۔گم صم سی ضامن کو دیکھتی تو دیکھتی رہ جاتی۔۔۔۔۔اسے کہیں بھی نہ جانے دیتی۔۔۔۔کہتی

مت جائیں کہیں بھی"۔۔۔۔۔وہ حیران ہوتا۔۔۔۔"

لو یہ کیا بات ہوئی تم بھی چل رہی ہو میرے ساتھ ہم یہاں گھومنے آئے ہیں"

پریشے"۔۔۔۔۔وہ اصرار کرتا۔۔۔۔اور وہ صاف انکار۔۔۔

نہ میں کہیں جاؤں گی نہ آپ۔!"ضامن کچھ کہنے لگتا تو وہ تیزی سے کہتی۔۔"

ضامن مت ضد کریں پلیز"۔۔۔۔۔اسکا لہجہ التجائیہ ہوجاتا اور وہ بے بس۔۔۔۔۔مسکرا" دیتا۔۔۔۔۔اسکے ہاتھ مضبوطی سے تھام کر کہتا۔۔۔۔

نہیں کرتا ضداب خوش۔؟"وہ بس سر کو خم دے دیتی۔۔۔۔۔پر وہ اسے باہر جانے" سے روک کر بس مطمئن ہوتی تھی۔۔۔۔خوش نہ ہوپاتی تھی۔۔۔۔۔کسی کی شہ رگ پہ چھری ہو اور زندگی دور جاتی نظر آرہی ہو تو کوئی کیسے خوش ہوسکتا ہے۔؟

For more visit: https://exponovels.com/ mailto:exponovels@gmail.com

آج بھی وہ کہیں نہ گئی تھی۔۔۔۔بس گھر میں رہی۔۔۔۔ویسی ہی گم صم سی۔۔۔۔۔ضامن صبح سے اسے خاموشی سے دیکھ رہا تھا۔۔۔۔پھر اس نے آہستگی سے کیرت کا ہاتھ تھاما جو لاؤنج

کی کھڑکی سے باہر اترتی سرد شام پہ نظریں مرکوز کیے ہوئے تھی۔۔۔۔۔۔اوس برساتی یہ شام اداس سی تھی۔۔۔۔بادل آسمان پہ پھیلے تھے۔۔۔۔۔چاند نہ تھا۔۔۔۔۔نہ چاندنی۔۔۔۔۔

ضامن کے ہاتھ تھامنے پہ وہ چونکی تھی۔۔۔۔پر ضامن اسکی حالت سے بے نیاز اسے صوفے تک لے آیا۔۔۔۔۔اپنے سامنے بٹھا کر وہ کچھ دیر لب بھینچ کر اسے دیکھتا رہا۔۔۔۔پھر بولا۔۔۔۔

تمہیں نہیں لگتا کہ اب تمہیں مجھے سب کچھ سچ سچ بتا دینا چاہیے۔؟"کیرت سمجھ گئی تھی وہ" کیا کہہ رہا ہے پر پھر بھی انجان بن کر بولی۔۔۔۔

کیا مطلب ضامن۔؟"وہ چہرے کے تاثر بھی بدل چکی تھی۔۔۔۔پر اندر کا دل سینے سے" باہر آنے کو تھا۔۔۔۔۔ضامن نے گہرا سانس لیا۔۔۔۔

میرا یہ مطلب ہے"۔۔۔۔اس نے جیب سے وہ چٹ نکالی اور کیرت کے سامنے" کی۔۔۔۔کیرت کا رنگ فق ہوگیا تھا۔۔۔۔۔وہ اٹھنے لگی کہ وہ غصے سے بولا۔۔۔ بیٹھی رہو اور مجھے سچ سچ بتاؤ اور اب اگر جھوٹ بولیں تو میں سچ مچ تمہاری جان لے لوں" گا"۔۔۔۔۔وہ جانتی تھی وہ جھوٹ بول رہا ہے اگر کیرت اسے نہیں بھی بتائے گی تو بھی وہ اسے کچھ نہیں کہے گا۔۔۔۔پر وہ ناراض ہوجائے گا۔۔۔۔۔اس ڈر سے کیرت بتانے لگی۔۔۔۔

جب سے آپ میرے قریب آئے ہیں اس دن سے مجھے نجانے کون تنگ کر رہا ہے وہ" بس بار بار یہ ہی کہتا ہے کہ میں آپ سے دور ہوجاؤں۔۔۔۔۔اس دن جب میرا وہ ایکسیڈنٹ ہوا تھا تب بھی مجھے جو اس عورت اور آدمی کے جملے یاد آتے ہیں وہ یہ ہی تھے کہ میں آپ اور لاہور دونوں کو چھوڑ دوں۔۔۔۔۔پر میں لاہور چھوڑ کر کہاں جاؤں۔؟ اور میں آپ سے بھی فاصلہ

اختیار نہیں کر سکتی کیونکہ آپ دور ہونے کے لیے تیار نہیں ہے۔۔۔۔پر مجھے وقت کے ساتھ ساتھ لگا جیسے وہ سب ختم ہوگیا ہے لیکن پرسوں جب آپ وہ بلونز لینے گئے تھے۔۔۔۔اس وقت ایک بچے نے مجھے یہ چٹ تھمائی جس پہ یہ سب لکھا تھا" اس نے

چٹ کی طرف اشارہ کیا اسکی آواز رندھ گئی تھی۔۔۔۔ضامن سپاٹ چہرے سے اسے دیکھ رہا تھا کیرت نے اپنی بات جاری رکھی۔۔"کہ اب اگر میں آپ سے دور نہ ہوئی تو انکا اگلا نشانہ آپ ہوں گے "اس نے ضبط سے ہنٹوں کو آپس میں پیوست کیا پر آنکھوں سے آنسوں روانی سے بہنے لگے وہ اس سے آگے نہ بولی۔۔۔۔یہ نہ کہا میں آپ کو کھونا نہیں چاہتی۔۔۔۔۔پر اسکے آنسوؤں کو دیکھ کر ضامن سمجھ گیا تھا۔۔۔۔وہ اسکے سامنے گھٹنوں کے بل بیٹھ گیا۔۔۔۔

پاگل ہو تم۔!بہت بڑی پاگل۔۔۔۔۔مجھے کوئی ہاتھ بھی نہیں لگا سکتا۔۔۔۔اور تمہیں تو" اب وہ چھو بھی نہیں سکتے۔۔۔۔۔یہ ڈرامہ میں اب بہت جلد حل کرلوں گا تم فکر نہ کرو"۔۔۔۔اس نے کیرت کے آنسوں صاف کیے۔۔۔۔۔پر انکی جگہ نئے آنسوؤں نے لے لی تھی۔۔۔۔بہت دیر تک وہ کیرت کو بہلاتا رہا تھا۔۔۔۔کیرت اسکی کسی بات سے بہلی نہیں تھی۔۔۔۔بس وہ خاموش ضرور ہوگئی تھی۔۔۔۔وہ نہیں چاہتی تھی کہ ضامن اسکی وجہ سے اب اور پریشان ہو۔۔۔۔۔

_____&&&&&&&&&&&&&&_____

____

اس رات وہ کیرت کو ٹائمز اسکئیر لے آیا تھا۔۔۔کیرت نے منع بھی کیا تھا پر اس نے اسے بس اتنا کہا۔۔۔

میں نے کہا نا کہ اب کچھ نہیں ہوگا اپنے دل سے ہر ڈر نکال"

دو"۔۔۔۔۔

نہیں نکلتا"۔۔۔۔۔وہ بھرائی ہوئی آواز سے گویا ہوئی تھی۔۔۔"

چلو پھر دل مجھے دے دو۔۔۔اسے میں خود ہی ٹھیک کرلوں گا"۔۔۔۔وہ شرارت سے" بولا تھا۔۔۔۔۔وہ ماحول کو خوشگوار بنا رہا تھا۔۔۔۔۔کیرت خاموش ہوگئی۔۔۔۔گلے میں بنتی آنسوں کی گلٹی وہ بڑی مشکل سے اپنے اندر اتار سکی تھی۔۔۔۔اسکی خاموشی کو دیکھتے ضامن نے خفگی سے کہا۔۔۔۔

تم مجھے مار کر دم لوگی۔۔۔۔۔دیکھنا مر جاؤں گا تم پھر رو رو کر کہوں گی کہ ضامن مجھے آپ" سے محبت تھی بس آپ کو تڑپانا اچھا لگتا تھا"۔۔۔۔۔۔وہ اس سے دو قدم دور ہوگیا تھا۔۔۔۔اور کیرت اسکی بات پہ بے ساختہ دو قدم آگے ہوئی تھی۔۔۔۔اسکے ہاتھ تھام کر بولی۔۔۔۔

For more visit: https://exponovels.com/ mailto:exponovels@gmail.com

الٹی باتیں نہ کریں ضامن "۔۔۔۔اسکی آواز بھرا سی گئی۔۔۔۔۔ضامن اسکی آنکھوں "
میں دیکھتا رہا پھر بس سر ہلا کر باہر چلا گیا۔۔۔۔۔جب وہ لوگ گاڑی میں بیٹھے تھے تب بھی
وہ خاموش رہا تھا۔۔۔پر اب یہاں پہنچ کر اسکا موڈ خود ہی ٹھیک ہو گیا تھا۔۔۔۔گاڑی پارک
کر کے وہ پیدل چلتے اس پر رش ٹائمز اسکئیر کے فٹ پاتھ پہ آ گئے تھے۔۔۔۔۔کیرت
وہاں لوگوں کا رش دیکھ کر چکرا گئی تھی۔۔۔۔وہاں لگی بڑی بڑی اسکرینز پہ مختلف ایڈز
جاری تھی۔۔۔۔اور لوگ بھیڑ بکریوں کی طرح ایک دوسرے سے آگے نکلنے کی
کوششوں میں تھے۔۔۔۔۔ضامن نے اسکا ہاتھ مضبوطی سے تھام رکھا تھا۔۔۔۔اور
اسے بتا رہا تھا۔۔۔۔۔
جیسے امریکہ کا دل نیویارک ہے ویسے ہی ٹائمز اسکئیر کو نیویارک کا دل کہا جاتا ہے یہ "
نیویارک کی تمام روشنیوں کا مرکز ہے "۔۔۔۔اس نے چلتے لوگوں کی طرف دیکھتے اپنی
بات

جاری رکھی "اسے دنیا بھر میں پیدل چلنے والوں کے لیے مصروف ترین راستہ بھی کہا جاتا
ہے تمہیں پتہ ہے پریشے عام دنوں میں یہاں اس راستے سے تقریباً تین لاکھ افراد گزرتے
ہیں اور خاص دنوں میں یہاں لوگوں کی تعداد پانچ لاکھ تک ہو جاتی ہے "۔۔۔۔کیرت

بڑے دھیان سے اسکی بات سن رہی تھی۔۔۔۔۔اس بات پہ اسکی آنکھیں حیرت سے پھیلی تھیں ضامن بول رہا تھا "اور تقریباً ساٹھ ہزار گاڑیاں اور بسیں بھی یہیں سے گزرتی ہیں"۔۔۔۔۔وہ اپنی بات مکمل کر کے خاموش ہو گیا اور کیرت لوگوں کے میلے کو دیکھ رہی تھی۔۔۔۔اسے تو لگتا تھا لاہور کے بازاروں میں ہی رش ہوتا ہے کہ انسان کو گزرنے کی بھی جگہ نہیں ملتی۔۔۔۔پر ٹائمز اسکئیر کو دیکھ کر اب اسکی سوچ بدل رہی تھی۔۔۔۔

ضامن کچھ دیر بعد اس سے مخاطب ہوا۔۔۔

آئسکریم کھاؤ گی۔؟ "کیرت نے ناں میں سر ہلایا۔۔۔"

نہیں آپ کہیں بھی نہیں جائیں گے یہیں کھڑے رہیں آرام سے "۔۔۔۔۔وہ فٹ پاتھ" پہ رک گئی تھی۔۔۔۔جہاں رش کچھ کم تھا۔۔۔۔اور اس نے ضامن کا ہاتھ بھی مضبوطی سے پکڑ لیا تھا۔۔۔۔یعنی وہ بھی کہیں نہیں جائے گا۔۔۔۔۔وہ ہنسا

"میں آرہا ہوں آئسکریم لے کر تم ادھر ہی رکو بس دو منٹ میں آجاؤں گا ٹھیک ہے۔؟"

وہ آہستگی سے اپنا ہاتھ چھڑا کر جانے لگا کیرت نے بہت منع کیا پر وہ مانا ہی

نہیں۔۔۔۔۔کیرت بے بسی سے اسے خود سے دور ہوتے دیکھ رہی تھی۔۔۔۔سرد رات کا اندھیرا بس آسمان پہ پنجے گاڑھے ہوئے تھا۔۔۔۔ٹائمز اسکئیر کی جلتی روشنیاں

اسے قریب بھی بھٹکنے نہیں دے رہی تھیں۔۔۔۔وہ جاتے جاتے بھی کئی بار پلٹا تھا۔۔۔۔اور اسکا پریشان سا

چہرہ دیکھ کر آنکھوں سے اشارہ بھی کیا تھا۔۔۔۔"ریلکس"۔۔۔۔کیرت دل مسوس کر رہ گئی۔۔۔۔

وہ لوگوں کے سیلاب میں غائب ہو گیا تھا۔۔۔۔۔کیرت اسکا انتظار کرنے لگی۔۔۔۔ٹھیک دو منٹ بعد اس نے ہاتھ میں بندھی گھڑی دیکھی۔۔۔۔تیسرا منٹ جب گزرا تو اسے بے چینی ہوئی۔۔۔۔۔چوتھے منٹ پہ وہ ایک قدم آگے ہوئی۔۔۔۔۔پانچوے منٹ میں وہ پنجوں کے بل کھڑی ہو گئی۔۔۔۔اور دور اسے لوگوں کے درمیان میں دیکھنے کی کوشش کرنے لگی۔۔۔۔وہ نظر نہ آیا تو چھٹے اور ساتوے منٹ کے گزرتے کے ساتھ ہی وہ فٹ پاتھ سے سڑک پہ آ گئی۔۔۔۔لوگوں کے سیلاب میں۔۔۔۔اور آتے ہی الجھ گئی۔۔۔۔۔پھنس گئی۔۔۔۔۔لوگوں کو دھکیلتی وہ آگے بڑھ رہی تھی۔۔۔۔بڑھتے بڑھتے آٹھ نو اور دس منٹ پھر پندرہ منٹ بھی گزر گئے۔۔۔۔۔وہ اپنی مخصوص جگہ چھوڑ چکی تھی۔۔۔۔۔اسے ڈھونڈنے کے چکروں میں وہ خود گم ہو گئی تھی۔۔۔۔پر اسے ابھی بھی یہ ہی لگ رہا تھا کہ اسے ضامن نہیں مل رہا۔۔۔۔۔پر اب وہ

ضامن کو نہیں مل رہی تھی۔۔۔۔ضامن کے ہاتھ کی آئسکریم گر گئی۔۔۔۔دنیا ہل گئی۔۔۔۔۔کیرت وہاں تھی ہی نہیں جہاں وہ اسے چھوڑ کر گیا تھا۔۔۔۔۔دل سینہ چیر کر باہر گرنے کو ہو گیا تھا۔۔۔۔اس نے جیب میں ہاتھ ڈالا۔۔۔۔اپنے موبائل سے پہلے کیرت کا موبائل نکلا جو کیرت نے ہی اسے پکڑایا تھا۔۔۔۔۔

آپ ہی رکھ لیں اسے، میں پرس نہیں لائی الجھن ہو رہی ہے"۔۔۔۔ضامن اسکا موبائل" اپنے ہاتھ میں دیکھ کر بس گر جانے کو تھا۔۔۔۔وہ کہاں چلی گئی۔۔؟ وہ ایڑھیوں کے بل گھوم گیا۔۔۔۔اسے چاروں طرف دیکھ لیا۔۔۔۔۔پر وہ تو سیلاب سنگ بہہ کر آگے نکل چکی تھی۔۔۔۔۔۔اس نے حلق کے بل چلا کر کیرت کو

پکارا۔۔۔۔۔پر وہ سن نہ سکی۔۔۔۔۔

پندرہ سے بیس منٹ ہونے پہ اب وہ لوگوں میں کھڑی ہو گئی تھی۔۔۔۔رک گئی۔۔۔۔تھم گئی۔۔۔۔پتھر کی بن گئی۔۔۔۔کیا وہ اسے چھوڑ گیا۔؟ ایک دم سے ہی ایک فالتو سوال نے کیرت کو آن گھیرا۔۔۔۔اور پھر وہ وہاں شل سی لوگوں سے دھکے کھاتی فضول فضول سوچنے لگی۔۔۔۔۔۔کہیں سے دادی کی آواز آئی

بدبخت ہے تبھی لوگ چھوڑ جاوے ہیں۔!" وہ بھی بے ساختہ ایڈھیوں کے بل گھوم" گئی۔۔۔۔ وہ نظر ہی نہ آیا تو آنکھیں اور دھندلا گئیں۔۔۔۔ دکھائی دینا جیسے بند ہوگیا۔۔۔ پر سنائی برابر دے رہا تھا علیزہ کی بات بھی اچانک ہی اسے غلط جگہ پہ غلط وقت پہ یاد آگئی۔۔۔۔

آپ کو اسکی محبت کبھی نہیں ملے گی "کیرت کا سر گھوم گیا۔۔۔"

اس نے اپنے بال مٹھیوں میں دبا لیے۔۔۔۔ وہ اسے چھوڑ گیا۔۔۔۔۔ ہاں وہ اسے چھوڑ گیا۔۔۔۔ ہائے یہ اس نے کیا کیا۔۔۔۔۔۔ "وہ مجھے چھوڑ گیا"۔۔۔۔۔ کیرت زیر لب کہتے ہی پھوٹ پھوٹ کر رونے لگی۔۔۔۔ بھلا وہ کیوں کیرت کے ساتھ رہے اس نے مرنا ہے کوئی۔؟ اس نے وہ چٹ پڑھی تھی تبھی وہ کیرت کو چھوڑ گیا۔۔۔۔ یوں محبت سے اسکا دل بہلا کر وہ اسے چھوڑ گیا۔۔۔۔ کیرت نے دل میں سوچا تھا "اوہ خدا"۔۔۔۔۔ دکھتے سر کو کیرت نے تھام لیا۔۔۔۔۔ سر گول گول گھوم رہا تھا۔۔۔۔ یہاں کیرت کی

سوچ کو سات توپوں کا سلام۔۔۔۔۔ اب یہ یقیناً ضامن سے تھپڑ کھائے گی۔۔۔۔۔

کیونکہ وہ اسے ڈھونڈنے سیلاب میں کود پڑا تھا۔۔۔۔۔اس کی جان حلق میں آگئی تھی۔۔۔۔لوگوں کو دھکیلتے "پریشے۔!پریشے!..." کرتے وہ اس کو تلاش کر رہا تھا۔۔۔۔۔لوگوں کو چیرتے راستہ بناتے وہ آخر اس تک پہنچ گیا۔۔۔۔جو پشت کیے کھڑی مرنے کو ہو رہی تھی۔۔۔۔۔ضامن تیزی سے آگے بڑھا۔۔۔۔اور اسکا بازو پکڑ کر گھوما کر اپنی طرف کیا۔۔۔۔۔کیرت کے ہوش اڑے تھے۔۔۔۔رنگ بھی اور حواس بھی سب کچھ اڑ گیا تھا۔۔۔۔۔

"یہاں کیا کر رہی ہو۔؟" وہ پھولے سانس سے بس اتنا ہی بول پایا۔۔۔۔پھر وہ بولی اور جو بولی جو بولی کہ ضامن حیرت سے اسے دیکھتا رہ گیا جو اسکے سینے پہ مکے برساتی رو رہی تھی اور کہہ رہی تھی۔۔۔۔

"مجھے چھوڑ کر کیوں جا رہے ہیں آپ۔؟ کیا مجھ سے اتنی جلدی تھک گئے۔۔؟ اگر مجھے چھوڑنا ہی تھا تو پاکستان میں چھوڑ دیتے یہاں اتنی دور لا کر اس انجان ملک کے انجان شہر میں مجھے تن تنہا کیوں چھوڑ کر جا رہے تھے۔۔؟" اس نے اب مارنا بند کر دیا تھا۔۔۔۔لوگوں سے اب وہ دونوں دھکے کھا رہے تھے۔۔۔۔پر ہوش دونوں کو نہ تھا۔۔۔۔ایک رو رہی تھی۔۔۔۔۔الزام دے رہی تھی۔۔۔۔اور ایک حیران تھا۔۔۔۔تبھی "ملے گی تو ایک لگاؤں گا" سوچ کر ڈھونڈنے والا اب الزام سن رہا

تھا۔۔۔۔جو بلاوجہ اس پہ لگ رہے تھے۔۔۔۔۔کیرت کی اتنی لمبی تقریر میں اسے بس اتنا ہی کہنے کا موقع ملا

میں تمہیں چھوڑ کر نہیں جا رہا تھا پریشے "۔۔۔۔اسکے اتنا کہتے ہی کیرت چیخی۔۔۔۔"

آپ جا رہے تھے اگر میں آپ کو نہ ڈھونڈتی تو آپ چلے جاتا"۔۔۔۔ضامن کو لگا بس" اب وہ گر ہی جائے گا۔۔۔۔۔ڈھونڈا اس نے ہلکان وہ ہوا۔۔۔۔اور یہ محترمہ سارا کریڈیٹ خود لے رہی تھیں جو خود لاپتہ تھیں۔۔۔۔۔۔

مجھے سب چھوڑ کر چلے جاتے ہیں۔۔۔۔کیرت کو کسی کا پیار نہیں ملے گا۔۔۔۔۔دادی" ٹھیک کہتی ہیں میں بدبخت ہوں اور علیزہ بھی ٹھیک کہتی ہے کہ مجھے کبھی کوئی محبت نہیں ،کرے گا۔۔۔۔سب بس مجھے دھوکا دیں گے "۔۔۔۔۔وہ اب پھوٹ پھوٹ کر ہچکیوں سسکیوں کے ساتھ رو رہی تھی۔۔۔۔اور حیران سا ضامن ہار سا گیا۔۔۔۔نرم پڑ گیا۔۔۔۔اسے خود میں سمیٹ لیا۔۔۔۔۔

میں نہیں جا رہا تھا تمہیں چھوڑ کر پریشے "وہ اسے اپنے سینے میں اب چھپا لینا چاہتا" تھا۔۔۔۔۔اسکے سارے ڈروں کو دور کر دینا چاہتا تھا۔۔۔۔۔اس نے ابھی یہیں کھڑے کھڑے سوچا تھا "اس دادی اور علیزہ کو تو میں دیکھوں گا الٹی باتیں کرتی ہیں میری پریشے

For more visit: https://exponovels.com/ mailto:exponovels@gmail.com

کے سامنے"۔۔۔۔۔کیرت اسکی بات سے بے نیاز سی اب نئی فرمائش کر رہی تھی۔۔۔۔

مج۔۔۔مجھ۔۔۔مجھے پاکستان جانا ہے۔۔۔مجھے نہیں رہنا یہاں پہ مجھے گھر واپس جانا ہے"۔۔۔۔۔۔وہ اسکی رٹ سناتا رہا کہتا رہا۔۔۔۔

ٹھیک ہے ہم چلیں گے پاکستان ابھی چپ ہو جاؤ"۔۔۔۔وہ رسان سے بول رہا تھا۔۔۔۔کیرت اسکے رسان کو بھی نہیں سمجھ رہی تھی۔۔۔۔

اب کبھی آپ کے ساتھ باہر نہیں آؤں گی"۔۔۔۔۔ضامن بس دل میں سرد آہ بھر کر رہ گیا۔۔۔۔

ٹھیک ہے مت آنا ابھی تو چلو یہاں سے"۔۔۔۔وہ اسے اپنے بازو میں دبا کر گاڑی تک لے آیا۔۔۔۔اسے بٹھایا۔۔۔۔آئسکریم پہ لعنت بھیجی جو نیچے گری اب پگھل کر زمین پہ پھیل گئی تھی۔۔۔۔۔

اس نے گاڑی چلالی۔۔۔۔اور وقفے وقفے سے کیرت کو بھی یقین دلاتا رہا۔۔۔۔

میں قسم سے کہیں نہیں جا رہا تھا تمہیں چھوڑ کر بلکہ"۔۔۔۔۔باقی کی بات سن ہی کون رہا تھا۔۔۔۔

بس کر دیں جھوٹ نہ بولیں۔۔۔۔ میں اگر آج آپ کو نہ ڈھونڈتی تو آپ کب کے چلے جاتے"۔۔۔۔۔ وہ ویسے ہی ہاتھوں میں چہرہ چھپا کر رو رہی تھی۔۔۔۔۔ ضامن بس اسے دیکھتا ہی رہ گیا۔۔۔۔۔

"میں سچ میں کہیں نہیں جا رہا تھا"۔۔۔۔۔ وہ اب کی بار مدہم لہجے سے بولا تھا۔۔۔۔ جیسے وہ خود کو یقین دلا رہا تھا۔۔۔۔ کیرت کے اتنے پکے انداز سے اب تو اسے بھی خود پہ شبہ ہونے لگا تھا کہ کہیں وہ سچ میں تو نہیں کیرت کو چھوڑ کر جا رہا تھا۔۔۔۔۔ پھر ضامن نے سر زور سے جھٹکا۔۔۔۔۔ اور خاموشی سے گاڑی چلانے لگا تھا۔۔۔۔

_____&&&&&&&&&&&&_____

گھر آ کر وہ کمرے میں بند ہو گئی۔۔۔۔ اور وہ دروازہ پیٹ پیٹ رہ گیا۔۔۔۔۔ منتیں کیں وہ الگ۔۔۔۔۔ یقین پھر سے دلانا چاہا۔۔۔۔۔ پر وہ مان ہی نہیں رہی تھی۔۔۔۔ "یا اللہ۔ تُو تو جانتا ہے میں سچ کہہ رہا ہوں" وہ بیچارا اب سر مارنا چاہتا تھا کسی دیوار میں۔۔۔۔ وہ کونسی گھڑی تھی جب اس نے غلطی کر دی اسے آئسکریم کھلانے کا سوچ لیا۔۔۔۔۔ آئسکریم اتنی مہنگی پڑ جائے گی اس نے سوچا نہیں تھا۔۔۔۔۔ پھر وہ بھی ناراض ہو گیا۔۔۔۔ اس کے دروازے سے ہٹ گیا۔۔۔۔ اپنے کمرے میں آ گیا۔۔۔۔ اگلے دن بھی کمرے میں

ہی رہا۔۔۔۔ دروازہ لاک کرلیا۔۔۔۔۔ پھر وہ آئی۔۔۔۔ دروازہ بجانے لگی۔۔۔۔ رات رات میں اسے پتہ چل گیا تھا کہ ڈھونڈا کسے کس نے تھا۔۔۔۔۔ اور اب وہ زبردست قسم کی شرمندہ تھی۔۔۔۔۔ دادی والا پول بھی خود ہی کھول دیا۔۔۔۔ یعنی سب ہی اگل دیا۔۔۔۔۔ کوئی بھرم نہیں رکھا۔۔۔۔ "ہائے کیرت تُو تو مرجا اپنے پول بھی کھول دیے اور اسے ناراض بھی کردیا اب وہ ابا جی مانیں گے بھی نہیں"۔۔۔۔۔ ابا جی اس نے ضامن کو کہا۔۔۔۔ ڈرتے ڈرتے دستک دیتی رہی کہتی رہی۔۔۔۔

کھولیں دروازہ ضامن پلیز"۔۔۔۔ بہت بار دروازہ بجانے اور یہ کہنے کے بعد اس نے" اپنی خاموشی توڑی اور اندر سے ہی پھنکارا۔۔۔۔

چلی جاؤ مجھے نہیں کرنی بات کسی سے۔۔۔۔ میں تو چھوڑ کر جارہا تھا نا تمہیں اب لو میں نے" خود کو بند کرلیا اب کہیں نہیں جاؤں گا"۔۔۔۔۔ ناراضی ہی ناراضی۔۔۔۔ غصہ ہی غصہ۔۔۔۔۔ کیرت پریشانی سے ہونٹ کاٹنے لگی۔۔۔۔۔ اب وہ کیا کرے۔؟ منتیں وہ کرچکی۔۔۔۔ واسطے بھی دے چکی۔۔۔۔ پر وہ مان ہی نہیں رہا تھا۔۔۔۔

کھول لیں ضامن مجھے بھوک لگ رہی ہے ناشتہ نہیں کیا میں نے ابھی تک"۔۔۔۔ اسے" پتہ تھا یہ تیر صحیح جگہ لگے گا۔۔۔۔۔ دروازہ کھل گیا۔۔۔۔ وہ خفا خفا سا باہر بھی

آگیا۔۔۔۔کیرت کی بھنویں ہلکی سی اوپر گئیں۔۔۔۔چہرے پہ فاتحانہ مسکان۔۔۔۔کسی ڈارمے کی چال باز عورت لگ رہی تھی وہ اس وقت۔۔۔۔ضامن کو سامنے کھڑا دیکھ وہ کھنکاری۔۔۔۔

سوری۔؟"وہ آگے بڑھ گیا۔۔۔۔کیا کوئی اس سے بولا تھا۔؟نہیں تو۔۔۔۔اس نے تو" سنا ہی نہیں۔۔۔۔۔کیرت کی آنکھیں حیرت سے

پھیل گئیں۔۔۔۔وہ اسکے پیچھے دوڑی۔۔۔۔وہ زینے اتر رہا تھا۔۔۔۔وہ بھی اسکے پہلو میں آگئی۔۔۔۔

سوری۔؟"التجا۔۔۔۔۔جو پھر سے نظر انداز ہوگئی۔۔۔۔وہ ایک پل کو رکا" تھا۔۔۔۔اسے نہ دیکھا اسکے پیچھے دیکھ کر ملازم کو کہا"چائے بنا دو میں آج چائے پیوں گا"۔۔۔۔اور پھر سیڑھیاں اتر کر صوفے پہ آبیٹھا۔۔۔۔۔وہ بھی سامنے آگئی۔۔۔۔۔ آپ کو کہہ رہی ہوں سوری"۔۔۔۔وہ بولی۔۔۔۔ضامن نے حیرت سے اسے" دیکھا۔۔۔۔

مجھے۔؟"اسی حیرت سے پوچھا۔۔۔۔۔کیرت شرمندہ ہوگئی۔۔۔۔ضامن کیونکہ بول رہا" تھا۔۔۔۔

For more visit: https://exponovels.com/ mailto:exponovels@gmail.com

سوری تو مجھے کہنا چاہیے چھوڑ کر تو میں جا رہا تھا اگر تم نہ مجھے پکڑتیں تو میں تو بس شہر اور ملک چھوڑ ہی چکا تھا ہیں نا۔؟" ضامن سپاٹ لہجے سے بول کر خاموش ہو گیا۔۔۔۔۔ اسکا غصہ اف۔۔۔۔۔ وہ مان جاتا اگر کیرت کو رونا آ رہا ہوتا۔۔۔۔۔ پر پتہ نہیں اسے رونا کیوں نہیں آ رہا تھا۔۔۔۔ بس ہنسی سی آ رہی تھی۔۔۔۔ اپنی کل والی بے وقوفی سوچ سوچ کر۔۔۔۔ پر ابھی ہنستی تو وہ یقیناً اسکا گلا دبا دے گا۔۔۔۔ تبھی بیچارا سا منہ بنا کر کھڑی تھی۔۔۔۔۔

میں اس وقت پاگل ہو گئی تھی۔!" اس کی بات پہ ضامن نے ناں میں گردن ہلائی۔۔۔۔ "نہیں میری جان ایک دن آپ مجھے پاگل کر دیں گی۔۔۔۔ اتنا بڑا الزام کہ میں تمہیں چھوڑ" کر بھاگ رہا تھا۔۔۔۔ اف۔۔۔۔ اف"۔۔۔۔ اس نے کانوں کو ہاتھ ہی لگا لیا۔۔۔۔۔ اور کیرت کی بس ہو گئی۔۔۔۔ ہنسی نہ روکی گئی۔۔۔۔۔ ہنس پڑی۔۔۔۔ اور وہ برا مان گیا۔۔۔۔۔ وہ اب اسکا مذاق بھی اڑا رہی تھی۔۔۔۔۔ ضامن نے غصے سے ہنکارا بھرا۔۔۔۔ اور کھڑا ہو گیا۔۔۔۔ جانے لگا۔۔۔۔ پر کیرت نے اسکا ہاتھ پکڑ کر روک لیا۔۔۔۔۔

مجھے چھوڑ کر جا رہے ہیں۔؟" وہ اب سچ میں سنجیدہ تھی۔۔۔۔اسکی ناراضی برداشت نہیں ہو رہی تھی۔۔۔۔تبھی آنکھوں نے بھی ساتھ دے دیا۔۔۔۔دو موٹے موٹے آنسوں بھر گئے ان میں۔۔۔۔۔اور وہ لب بھینچ کر بس غصہ پی گیا۔۔۔۔۔اسکے آنسوں صاف کیے۔۔۔۔

نہیں جا رہا کہیں بھی آؤ ناشتہ کریں"۔۔۔۔اب وہ مسکایا تو کیرت کی جان میں جان آئی۔۔۔۔۔وہ خدا کا شکر ادا کرتی اسکے ساتھ ڈائننگ ہال میں آگئی۔۔۔۔۔اور ناشتہ کرنے لگی۔۔۔۔۔

_____&&&&&&&&&&&&&&_____

باب :-گیارہواں

کھیل تماشا

تیرے عشق نچایا۔۔۔۔۔

کر کے تھیا تھیا۔۔۔۔۔

چھیتی آویں وے طبیبا۔۔۔۔

چھیتی بوہڑیں وے طبیبا۔۔۔۔

نئیں تاں میں مر گئی آں۔۔۔۔

تیرے عشق نے ڈیرا میرے اندر کیتا۔۔۔۔

بھر کے زہر پیالا میں تاں آپے پیتا۔۔۔۔

چھیتی آویں وے طبیبا۔۔۔۔

چھیتی بوہڑیں وے طبیبا۔۔۔

نئیں تاں میں مر گئی آں۔۔۔

تیرے عشق نچایا۔۔۔

کر کے تھیا تھیا۔۔۔۔

ٹپ ٹپ کرتی بارش نے ہر طرف نمی بکھیر دی تھی۔۔۔۔ ہوا میں اٹھتی مٹی کی سوندھی خوشبو سینے میں اترتی ہر سانس کو مہکا رہی تھی۔۔۔۔۔ بھیگا بھیگا سا موسم نیویارک کو ہوش ربا کر گیا تھا۔۔۔۔ وہ اپنے کمرے میں کھڑکی کے پردے ہٹائے کھڑا تھا۔۔۔۔ ہوا کے

جھونکے اسکے وجود سے ٹکراتے تو سردی کی لہر اس میں دوڑ جاتی۔۔۔۔ڈھیلی ڈھالی نائٹی میں ملبوس وہ کسی گہری سوچ میں تھا۔۔۔۔۔سبز آنکھیں کسی غیر مرئی نقطے پہ مرکوز تھیں۔۔۔۔اور بال ماتھے پہ بکھرے تھے۔۔۔۔۔کمرے میں نیم اندھیرا تھا۔۔۔۔ایک بلب کمرے کو روشن کرنے میں ناکافی تھی۔۔۔۔

اسکی ابھی پاکستان کی پولیس سے بات ہوئی تھی۔۔۔۔ان کا کہنا تھا کہ انہیں برہان کہیں نہیں مل رہا ہوسکتا وہ ملک چھوڑ کر بھاگ گیا ہو۔۔۔۔تب سے ضامن اس سوچ میں ڈوبا تھا کہ اگر وہ ملک چھوڑ کر چلا گیا ہے تو وہ ضرور ابھی بھی ان کے اردگرد کہیں موجود ہے تبھی کیرت کو وہ چٹ ملی۔۔۔۔اور اب اسے لگ رہا تھا کہ اسے پاکستان چلے جانا چاہیے۔۔۔۔اس کھیل کو اب بس ختم ہوجانا چاہیے۔۔۔۔۔کتنے دکھ کی بات

ہوتی ہے نا ان لوگوں سے دھوکا کھانا جن سے امید ہی نہ ہو۔۔۔۔جن پہ آنکھیں بند کرکے یقین کیا جائے اور وہی آپ کو کسی کھائی میں دھکیل دیں۔۔۔۔۔سچ میں بہت اذیت ہوتی ہے۔۔۔۔

اس نے کرب سے آنکھیں میچ لی تھیں۔۔۔۔۔اسے نہیں پتہ تھا کہ اسکی ممی ہی ان سب کے پیچھے ہیں۔۔۔۔۔اسے ایک پل کے لیے لگا تھا کہ شاید اسکی ممی نے ہی یہ سب کیا

ہو۔۔۔۔ پر پھر اس نے سر جھٹک دیا تھا۔۔۔۔ خود کو جھٹلا دیا۔۔۔۔ یہ نہیں ہو سکتا۔۔۔۔۔ اسکی ممی کسی کی جان لینے کی کوشش نہیں کر سکتیں۔۔۔۔۔ اسے تو ابھی بھی یقین نہ آتا اگر وہ اس ایلبم کی تصویر نہ دیکھتا۔۔۔۔ جہاں وہ سب کھڑے تھے اسکی ممی نے وہی نیلے ہیرے جڑے بندے پہن رکھے تھے جو ایک اس دن ضامن کے جوتے میں لگا تھا جب کیرت اس کنٹینر میں تھی۔۔۔۔۔

اس نے آنکھیں کھول کر کھڑکی کے پردے درست کیے اور قدم قدم چلتا بیڈ پہ آ بیٹھا۔۔۔۔۔۔

تبھی اس رات اسکی ممی باہر سے آ رہی تھیں۔۔۔۔۔ اور وہ انکا آنا معمول کا آنا سمجھا۔۔۔۔۔ پتہ نہیں ہم اتنا اندھا یقین کیوں کر بیٹھتے ہیں۔۔۔۔ وہ لیٹ گیا تھا۔۔۔ کروٹ موڑ کر اس نے آنکھیں بند کیں اور سونے کی کوشش کرنے لگا۔۔۔۔۔ پر نیند آج روٹھ سی گئی تھی۔۔۔۔۔ دل پہ بوجھ ہو تو آنکھیں نیند سے بوجھل کہاں ہوتی ہیں۔؟؟

_____&&&&&&&&&&&&&_____

_____

کیرت کو جب یہ معلوم ہوا کہ وہ لوگ پاکستان واپس جا رہے ہیں تو اس کے پاؤں زمین پہ نہ ٹک رہے تھے۔۔۔۔وہ اتنی خوش

ہوئی یہ سن کر کے ضامن کا منہ بن گیا۔۔۔۔

میں نے کیا تمہیں یہاں قید کیا ہوا تھا جو جانے پہ اتنی خوش ہو رہی ہو۔؟"وہ خفا سا ہو کر" بول رہا تھا۔۔۔۔کیرت کھکھلا کر ہنسی۔۔۔

نہیں نا۔!بس امی ابو سے کبھی اتنی دور رہی نہیں اس لیے اب ان سے ملنے کا سوچ کر خوشی" ہو رہی ہے"۔۔۔۔۔وہ اسکے ساتھ لان کی نرم گرم سی دھوپ میں بیٹھی تھی۔۔۔۔رات کی برستی بارش رات ہی تھم گئی تھی۔۔۔۔صبح سورج نے اپنے پر نیویارک پہ پھیلائے تو وہ اجالا اجالا سا ہو گیا۔۔۔۔اس وقت وہ لوگ چائے پی رہے تھے۔۔۔۔۔

پورا دن تو ان سے باتیں کرتی رہتی تھیں۔۔۔۔ایک دن بھی گھنٹے سے کم بات نہیں کی تم" نے پھر بھی تم اداس ہو رہی تھیں۔؟"وہ اب کی بار حیران ہوا تھا۔۔۔۔کیرت بھی اسکی بات پہ تعجب سے اسے دیکھنے لگی۔۔۔

تو بھئی گھنٹہ کال کرنے سے کوئی ساری باتیں تو نہیں کر لیتی تھی میں امی سے"۔۔۔۔وہ" ابھی اور بھی بولنا چاہتی تھی کہ ضامن اچھلا

ایک لمحے میں بھی تم ادھوری باتیں کرتی تھیں۔۔۔؟" اسکا سر تقریباً چکرا گیا"
تھا۔۔۔۔کیرت اسکی حالت پہ توجہ دیے بغیر آرام سے بول رہی تھی۔۔۔۔
ہاں تو اور کیا بس یہ ہی بات ہوتی تھی کہ کیا کھایا۔۔۔کیا پکایا ابو کیسے ہیں علیزہ وغیرہ اور تو"
کوئی بات کرنے کا موقع بھی نہیں ملتا تھا"۔۔۔۔۔آخر میں وہ اداس سی ہوگئی۔۔۔۔اور
ضامن بس اسے دیکھتا ہی رہ گیا۔۔۔
میں پورا تم پہ صدقے میری جان ایک گھنٹہ بات کر کے بھی"

تمہاری باتیں ادھوری رہ جاتی ہیں"۔۔۔۔اس نے جھرجھری لے کر کپ اٹھا
لیا۔۔۔۔جس کی چائے ٹھنڈی ہوگئی تھی۔۔۔۔کیرت کو لگا وہ طنز کر رہا ہے) وہ کر بھی رہا
تھا پر اب مکر جائے گا (اس کا منہ اتر گیا۔۔۔۔خاموش ہوگئی۔۔۔۔اپنا کپ اٹھا کر اسکے
کنارے پہ انگلی پھیرنے لگی۔۔۔۔ضامن نے ٹھنڈی چائے کا گھونٹ بھرا اور بے دل
ہو کر کپ واپس رکھ دیا۔۔۔۔۔
میں مذاق کر رہا تھا"۔۔۔۔وہ اسکا بجھا ہوا چہرہ دیکھ کر بولا تھا۔۔۔۔کیرت نے اسکی"
طرف نظریں نہ کیں۔۔۔۔پر بولی ضرور

میں نے کہیں پڑھا تھا کہ لوگ دل کی باتیں کہنے کے بعد جب اگلے شخص کا ردِ عمل دیکھتے" ہیں تو نوے فیصد ہنس کر اسے مذاق کا نام دے دیتے ہیں"۔۔۔۔۔وہ اسکی بات پہ محظوظ ہوا۔۔۔۔

اچھا سچی۔؟"کیرت نے بس سر کو خم دے دیا۔۔۔۔وہ دلچسپی سے اسے دیکھنے لگا جس" نے آف وائٹ ٹراؤزر پہ ہلکی پنک قمیض پہن کر اپنے بال کھلے چھوڑے ہوئے تھے۔۔۔۔میرون شال اپنے گرد لپیٹ کر وہ اپنی غزالی آنکھیں جھکائے ہوئے تھی۔۔۔۔۔

پر میں سچ میں مذاق ہی کر رہا تھا"۔۔۔۔کیرت نے آنکھیں اٹھا کر جینز پہ سرمئی شرٹ اور" بلیک جیکٹ والے کو دیکھا جس کے بال ماتھے پہ بکھرے تھے اور آنکھوں میں دلچسپی تھی۔۔۔۔۔

پھر لوگ چاہتے ہیں کہ ان کے جھوٹ پہ یقین کر لیا جائے۔"وہ پچھلی بات کو اس بات" سے جوڑ چکی تھی۔۔۔۔اسکی بات پہ وہ ہنس دیا۔۔۔۔۔

تم مجھے جھوٹا کیوں سمجھتی ہو۔؟"وہ پوچھنے لگا۔۔۔۔کیرت نے شانے اچکائے۔۔۔۔" کیونکہ آپ ہیں۔!"وہ حتمی لہجے سے بولی تھی ضامن کی بھنویں خود ہی اوپر اٹھ گئیں۔۔۔"

اور میری ہارٹ بیٹ کا اپنے بارے میں کیا خیال ہے۔؟" وہ ہنسی دبا کر بولا کیرت کے"
تو سر پہ لگی اور تلووں پہ بجھی۔۔۔
ہیں۔۔۔؟ میں نے کونسا جھوٹ بولا آپ سے۔؟" وہ کپ رکھ کر اسے گھورنے"
لگی۔۔۔۔ ضامن فوراً ہی معصوم بن گیا۔۔۔۔
یہ جھوٹ کم ہے کہ تم محبت کرنے لگی ہو اور ابھی تک اظہار نہیں کیا"۔۔۔۔۔ وہ جو اسے"
گھور رہی تھی۔۔۔۔۔ فوراً سے کھڑی ہو گئی۔۔۔۔
میں اندر پیکنگ کرنے جا رہی ہوں۔!" یہ کہتے ہی وہ سر پہ پاؤں رکھ کر اندر بھاگی"
تھی۔۔۔۔ ضامن اسکی پشت دیکھتا رہ گیا۔۔۔۔۔ نجانے کیوں اسے لگ رہا تھا کہ جتنی دیر
کیرت کر رہی ہے اس دیر میں کچھ بہت غلط ہو جائے گا۔۔۔۔۔۔
سورج کی کرنیں لان میں بکھری خاموشی سی ضامن کو دیکھنے لگیں۔۔۔۔ جو کسی اندیشے سے
خفیف سا ہو گیا تھا۔۔۔۔

_____&&&&&&&&&&&&_____

_____

اگلے روز وہ لوگ نیویارک پہ ایک آخری نگاہ ڈالتے اسے اداس کرتے چھوڑ گئے
تھے۔۔۔۔۔ لاہور ائیر پورٹ پہ آ کر اس نے ایک گہرا سانس لیا۔۔۔۔۔ اپنے شہر اپنے

ملک کی خوشبو ہی الگ ہوتی ہے۔۔۔۔اسے ائیر پورٹ سے ابو لینے آئے تھے۔۔۔۔وہ ضامن سے بھی بڑی گرم جوشی سے ملے تھے۔۔۔۔۔کیرت جب اپنے ابو کے ساتھ جا رہی تھی تب وہ قریب سے گزرتا اسکے کان میں بولا۔۔۔۔

تیاری کر لو پاکستان آگیا ہے اب تمہیں لینے میں بہت جلد آؤں گا"۔۔۔۔۔وہ کہہ کر تیز" قدموں سے آگے بڑھ گیا تھا۔۔۔۔اور کیرت نے چور نگاہ اپنے ابو پہ ڈالی جو اس سے دو قدم آگے تھے۔۔۔۔۔

وہ جب گھر آئی تو امی اس سے ملتے ہی رونے لگیں۔۔۔۔علیزہ

بھی دل پہ جبر کرتی اس سے مل لی۔۔۔۔اور دادی نے دور سے ہی ہاتھ اٹھا کر کہہ دیا۔۔۔۔"جیتی رہو" دل بالکل نہیں تھا یہ کہنے کا پر بس کہہ ہی دیا۔۔۔۔کیرت فریش ہو کر سو گئی تھی۔۔۔۔جب شام کو اٹھی تو جو وہ نیویارک سے سب کے لیے لائی تھی وہ بانٹنے لگی۔۔۔۔۔۔شام میں شکیل اور فرحت بھی آ گئے تھے۔۔۔۔پھوپو کا غصہ اب ٹھنڈا ہو چکا تھا۔۔۔۔۔وہ پھر سے آنے جانے لگی تھیں۔۔۔۔سب کو انکی چیزیں دیتی کیرت بہت خوش تھی۔۔۔۔علیزہ اور فرحت کی نظریں اپنی چیزیں لینے کے بعد بھی کیرت کی چیزوں پہ تھیں۔۔۔۔۔اور انہیں دیکھتے فرحت نے علیزہ کے کان میں کہا

دیکھ لو بہن ساری اچھی چیزیں خود رکھی لیں اور ہمیں گھٹیا مال پکڑا دیا۔۔۔۔ ضرور وہاں "
کے کسی بدھ بازار سے سستے میں خریدا ہوگا"۔۔۔۔۔ علیزہ نے اپنے ہاتھ میں موجود پرفیو
اور سوٹ دیکھا پھر کیرت کی جیولری اور کپڑے دیکھے تو دل جل کر رہ گیا۔۔۔۔ پر پھر بھی
ان دونوں نے وہ چیزیں واپس نہ کیں۔۔۔۔
رکھ لیتے ہیں اگر واپس کیں تو ابو ناراض ہوں گے"۔۔۔۔ یہ بھی فرحت نے کہا۔۔۔ اس "
بات پہ علیزہ نے تائیدی گردن ہلا دی تھی۔۔۔۔ ابو اپنی گھڑی دیکھ کر پھولے نہیں سما
رہے تھے دادی اور امی اپنی کالی نرم شالیں لپیٹ لپیٹ کر دیکھ رہی تھیں۔۔۔۔ سب کو
جب سب کچھ مل گیا تو کیرت نے فرحت کو دو سوٹ نکل کر دیے
یہ پھوپو اور انکل کے ہیں لے جانا"۔۔۔۔۔ فرحت نے فوراً لے لیے۔۔۔۔ یہ دیتے"
وہ اکڑ کر پھوپو کو کہے گی کہ "میں نے کہہ کر منگوائے ہیں ورنہ آپ جتنی اسے سنا کر آئی تھیں
اس کے بعد

تو وہ آپ کے لیے تنکا لانے کو بھی تیار نہ تھی"۔۔۔۔
شکیل اس پورے مرحلے میں منتظر تھا۔۔۔۔ جب بھی کیرت بیگ میں ہاتھ ڈالتی تو اسکا دل
زور سے دھڑکتا کہ اب بس اسے کا تحفہ نکلے گا۔۔۔۔۔ پر دل کے ارماں آنسوؤں میں بہہ

گئے۔۔۔۔ کیرت نے بیگ کی زیپ بند کر دی۔۔۔۔ شکیل نے لب بھینچ کر فرحت کو دیکھا۔۔۔۔ یعنی دیکھ لو تمہاری بہن میرے لیے کچھ نہیں لائی۔۔۔۔ نظروں نظروں میں کہہ کر وہ رخ بدل گیا۔۔۔۔ فرحت اسکے رخ بدلتے ہی کیرت سے بولی۔۔۔۔

تم شکیل کے لیے کچھ نہیں لائیں۔؟" اس نے شادی کے کچھ عرصے بعد ہی کیرت سے "آپ جناب والا تکلف ختم کر دیا تھا۔۔۔۔ کیرت جو اپنا بیگ اٹھانے کے لیے کھڑی ہو رہی تھی۔۔۔۔ رک سی گئی۔۔۔۔ پھر بڑے ہی اطمینان سے سر نہ میں ہلا دیا۔۔۔۔

نہیں بہن میں نہیں چاہتی کہ پھوپو میرے کچھ بھی لانے سے اس غلط فہمی میں مبتلا ہوں کہ " میں اب بھی بھائی شکیل پہ ڈورے ڈال رہی ہوں "۔۔۔۔۔ وہ کہہ کر ایک جتاتی نظر شکیل پہ ڈال کر کمرے سے نکل گئی۔۔۔۔۔ اور شکیل کے چہرے پہ بے عزتی کے سائے لہرا گئے۔۔۔۔۔ ابو اور امی نے بے ساختہ اپنی ہنسی دبائی تھی۔۔۔۔۔ وہ بیگ لے کر کمرے میں جا رہی تھی پھر برآمدے میں بیگ چھوڑ کر وہ نیم کے درخت کے قریب آ گئی۔۔۔۔۔ جو ناراض سا لگتا تھا۔۔۔۔۔ اسکی بہت سی شاخیں ابو نے کاٹ دی تھیں۔۔۔۔۔ پر چڑیا کے گھونسلے والی شاخ ویسی ہی تھی۔۔۔۔ اور گھونسلا بھی ویسی ہی مضبوطی سے کھڑا تھا۔۔۔ اور اس میں چڑیا بھی اپنے سر تاج سنگ بیٹھی تھی۔۔۔۔ کیرت کو قریب کھڑا دیکھ وہ دونوں کیرت کو چونک کر دیکھنے لگے۔۔۔۔۔

کیسی ہو میڈم۔؟" اس نے چڑیا سے پوچھا۔۔۔چڑیا ناراضی سے گردن موڑ کر بیٹھ گئی۔۔۔۔اور چڑا اڑ کر دوسری شاخ پہ چلا گیا تھا۔۔۔۔کیرت کھکھلا کر ہنسی۔۔۔ "بہت سوری مجھے رات کو تنگ نہیں کرنا چاہیے تھے ایویں ہی میں کباب میں ہڈی بن گئی"۔۔۔۔وہ کہہ کر وہاں سے چلی گئی۔۔۔۔تو چڑا واپس آگیا۔۔۔۔۔

کیرت بیگ اپنے کمرے میں رکھ کر چھت پہ گئی تھی۔۔۔کمرے کی الماری کھولی کہ شاید چکور کوئی رقعہ لکھ کر چھوڑ گیا ہو۔۔۔۔پر اسے بڑی ناامیدی ہوئی وہاں کچھ بھی نیا نہیں تھا۔۔۔۔کیرت گہرا سانس خارج کر کے واپس نیچے اپنے کمرے میں آگئی۔۔۔۔۔پھر اس نے موبائل اٹھا کر ضامن کا نمبر ملایا۔۔۔۔۔کال جا رہی تھی پر بہت ساری کالز کے بعد بھی اسنے کال نہ اٹھائی تو اس نے منہ بنا کر موبائل پرے پھینک دیا۔۔۔۔۔

رات کے کھانے کا انتظام امی نے بھرپور کیا تھا ہر چیز کیرت کی پسند کی تھی۔۔۔۔۔شکیل اور فرحت بھی دستر خوان پہ بیٹھے تھے۔۔۔۔پر بہت خاموش۔۔۔۔۔شکیل کا تو دل ہی نہیں کر رہا تھا کہ اب وہ کچھ کھائے۔۔۔۔۔پر دادی کے اصرار پہ بیٹھ گیا۔۔۔۔۔بے شرم بن کے۔۔۔۔۔

کھانے سے فارغ ہو کر جب وہ کمرے میں آئی تو اسکا موبائل بج رہا تھا۔۔۔۔اس نے دیکھا کال ضامن کی تھی۔۔۔۔کیرت نے موبائل بیڈ پہ اچھال دیا۔۔۔۔اور ساتھ بیٹھ کر گننے لگی۔۔۔۔کہ ضامن اس جیتنی کالز کرے گا تو ہی وہ کال اٹھائے گی۔۔۔۔حساب تو وہ بھی برابر کرے گی۔۔۔۔۔پر تیسری کال کے بعد ہی ضامن کا میسج آیا۔۔۔

لڑکی ہر بات کا بدلہ مت لیا کرو۔۔۔کچھ مجھ پہ رحم بھی"

کھاؤ۔۔۔۔۔کال اٹھا لو۔۔۔۔ورنہ میں تم پہ رحم نہیں کھاؤں گا اور ابھی تمہارے گھر آجاؤں گا سمجھیں۔؟"کیرت اسکا محبت اور دھمکیوں سے لبریز میسج دیکھ کر ہنس دی۔۔۔۔پھر جب اسنے کال کی تو کیرت نے فوراً اٹھا لی۔۔۔۔وہ چھوٹتے ہی بولا

بہت غلط بات ہے ویسے میں سو رہا تھا اور تم سمجھیں میں جان بوجھ کر تمہاری کالز نہیں اٹھا رہا"۔۔۔۔۔کیرت اسکی بات پہ شرمندہ ہو گئی۔۔۔

سوری میں نے آپ کو تنگ کیا"۔۔۔۔وہ بولی تو دوسری طرف وہ جو اپنے بیڈ پہ لیٹا تھا نیم دراز ہو کر بیڈ کراؤن سے ٹیک لگا کر بیٹھ گیا۔۔۔۔۔

سوری کی بچی۔۔۔۔میں نے کبھی تمہیں منع کیا ہے کہ تم مجھے تنگ نہ کیا کرو۔۔۔۔میں تو چاہتا ہوں تم مجھے تنگ کرو اور بہت سارا کرو اتنا کہ مجھے تمہاری عادت

ہوجائے"۔۔۔۔۔کیرت کا چہرہ شرم سے سرخ ہوگیا۔۔۔۔اب بس اس نے بات بدلنی تھی۔۔۔۔۔

آپ اس وقت سو رہے تھے۔؟"اور اس نے بات بدل دی۔۔۔۔ضامن نے" دوسری طرف جبڑے بھینچ لیے۔۔۔۔

تم نے قسم کھائی ہوئی ہے کہ تم میری محبت کا جواب ایسے ہی سڑا ہوا دو گی۔؟"کیرت" اس کے جھنجھلائے سے انداز سے محظوظ ہوئی۔۔۔۔پر بات بدلتی چلی گئی۔۔۔۔

آپ غصے کر رہے ہیں ضامن"۔۔۔۔۔وہ پتہ نہیں اسے بتا رہی تھی یا پوچھ رہی" تھی۔۔۔۔پر وہ سمجھا بتا رہی ہے۔۔۔۔اور ہار کر بولا۔۔۔۔

نہیں کر رہا، تم پہ غصہ مطلب اپنی جان پہ ستم، اور جان پہ ستم کر کے میں بے چین نہیں" رہنا چاہتا اچھا بتاؤ کیا کر رہی

"تھیں۔؟

آپ کو یاد۔!"وہ بس اتنا ہی بول سکی کہ وہ اچھال کر بیڈ پہ سیدھا ہوا۔۔۔۔"

کیا کہا۔؟"اسے جیسے اپنے کانوں پہ یقین نہ آیا۔۔۔۔"

یہ ہی کہ آپ کو یاد کر رہی تھی۔"وہ سادگی سے بولی تھی"

اچھا بس پھر میں آرہا ہوں تم سے ملنے دس منٹ میں بس"۔۔۔۔وہ کہتا تیزی سے کھڑا بھی ہوگیا۔۔۔۔۔کیرت سٹپٹا گئی۔۔۔

"ض۔۔۔ضامن۔۔۔؟"

"ہاں آرہا ہوں جانی بس دس منٹ۔"

مت آئیں!"۔۔۔۔وہ جوتے اڑستا رک گیا۔۔۔۔"

کیوں۔؟"اس نے ناسمجھی سے پوچھا۔۔۔"

ضامن آپ ٹائم دیکھیں۔۔۔رات کے بارہ بجنے والے ہیں"۔۔۔۔اس نے کیرت کی بات کاٹی۔۔۔

"تو۔؟"

تو یہ کہ اس وقت ہم بس سوتے ہیں ملاقاتوں کا وقت صبح کا"۔۔۔۔۔وہ ہنسی دبا کر شرارت سے بولی۔۔۔۔جو بس بھاگ کر واش روم میں جا کر چینج کرنے کے لیے کھڑا تھا منہ پھولا کر بیٹھ گیا۔۔۔۔۔

ایک دن میں بھی یونہی تم سے ملنے سے انکار کردوں گا پھر دیکھنا تمہیں میری تکلیف کا اندازہ ہوگا۔"وہ ناراض لہجے سے بولا۔۔۔۔۔کیرت ہلکا سا ہنسی۔۔۔۔

اچھا چھوڑیں ان باتوں کو میں نے کل کی چھٹی لینی تھی آفس سے"۔۔۔۔۔وہ فوراً بولا۔۔

کوئی چھٹی نہیں ہے وقت پہ پہنچ جانا ورنہ تنخواہ کاٹ لوں گا"۔۔۔۔۔یہ کہہ وہ غصے" بھرے لہجے سے رہا تھا پر چہرے

پہ مسکان رقصاں تھی۔۔۔۔

کاٹ لیجئے گا پر میں تو کل نہیں آؤں گی۔"وہ بے نیازی سے بولی۔۔۔۔۔"

دیکھوں گا کیسے نہیں آؤ گی میں خود تمہیں لینے آجاؤں گا"۔۔۔۔۔کیرت تیزی سے" بولی۔۔۔

نہیں۔!مہربانی جناب آپ کی، میں آجاؤں گی آپ تشریف مت لانا"۔۔۔۔۔ضامن کو" پتہ تھا اب جواب یہ ہی آئے گا۔۔۔۔

ڈرپوک کہیں کی"۔۔۔۔۔اس کے بعد وہ کیرت سے کچھ دیر اور بات کرتا رہا پھر اس نے" فون رکھ دیا۔۔۔۔

کیرت بھی اپنا موبائل رکھ ہی رہی تھی تبھی علیزہ کمرے میں داخل ہوئی۔۔۔۔کیرت کو مسکراتا دیکھ وہ اپنے بیڈ پہ بیٹھ کر اس سے بولی۔۔۔۔۔

کیا کہہ رہا تھا۔؟"کیرت نے پر سکون نظروں سے علیزہ کو دیکھا"

کہہ رہا تھا اپنی نظر اتارا کرو یہ نہ ہو نظر لگ جائے تمہیں"۔۔۔۔کیرت یہ کہہ کر کمرے سے نکل گئی تھی۔۔۔۔اور علیزہ جل کر رہ گئی۔۔۔۔اس نے بیڈ کی چادر ضبط سے مٹھیوں میں دبوچی

"نظر تو لگ چکی ہے اب یہ اترنے سے بھی نہیں اترے گی"۔۔۔۔۔علیزہ کا چہرہ تاریک ہو گیا تھا۔۔۔۔۔

_____&&&&&&&&&&&&_____

وہ کمرے میں لیٹا تھا ابھی کیرت کی باتیں سوچ کر وہ مسکرا رہا تھا۔۔۔تبھی اسکے کمرے کا دروزہ ناک ہوا تو وہ بد دل سا ہو کر بولا۔۔

"کون۔؟" یہ کہتے اسکی نظر اندر آتی اپنی ممی پہ پڑی تو وہ کچھ پل انہیں دیکھتا رہ گیا۔۔۔دل میں درد کی ٹیسیں اٹھنے لگی تھیں۔۔۔۔وہ چلتی اسکے پاس آ بیٹھیں۔۔۔

"نہ تم نے اپنے جانے کا بتایا اور نہ ہی آنے کا۔۔۔۔مجھے اگر پتہ ہوتا کہ آج تم آؤ گے تو جعفر کے ساتھ پارٹی میں نہ جاتی۔۔۔۔وہ تو اب آئی تو ماہ نور نے بتایا کہ تم آ گئے ہو"۔۔۔۔وہ اس کے پاس بیٹھ کر شکوے کر رہی تھیں۔۔۔۔ضامن بس جوابی

مسکرادیا۔۔۔۔۔ مسکرانا بہت مشکل تھا اس کے لیے اس وقت۔۔۔۔۔ پھر وہ کچھ دیر بعد بولا۔۔۔۔

ممی آپ کیسی ہیں۔؟ "اسکی ممی نے اسکے ماتھے پہ بکھرے بال سمیٹے جیسے وہ اسکے بچپن میں سمیٹا کرتی تھیں۔۔۔۔ ضامن کا دل کیا وہ ان سے لپٹ جائے اور مان لے کہ کیرت کو نقصان پہنچانے میں انکا کوئی ہاتھ نہیں تھا۔۔۔۔۔ پر وہ سچ کو جھٹلا نہیں سکتا تھا۔۔۔۔۔۔ میں تو ٹھیک ہوں تم بتاؤ۔؟ "انہوں نے توقف دیا پھر بولیں "ضامن تم مجھ سے ناراض ہو۔؟ "وہ اسکا ہاتھ تھام کر پوچھ رہی تھیں۔۔۔۔ ضامن نے خود کو کمپوز کیا اور نہ میں سر ہلادیا۔۔۔۔

پھر مجھے کیوں لگ رہا جیسے تم مجھ سے روٹھ گئے ہو۔۔۔۔ ضامن مجھے بعد میں احساس ہوگیا" تھا کہ میں نے اس لڑکی کو باتیں سنا کر غلط کیا ہے اور میں اس سب پہ بہت پشیمان بھی ہوں تم مجھے بتاؤ ضامن کہ اسکے گھر رشتہ لے کر کب جانا ہے۔؟ میں اب کی بار صادق دل سے جاؤں گی میں بس چاہتی ہوں تم خوش رہو"۔۔۔۔۔۔ وہ انکی ساری بات خاموشی سے سنتا رہا پھر آہستگی سے بیڈ سے کھڑا ہوا اور کمرے کی روشنیاں جلا کر وہ ڈریسنگ کے سامنے کھڑا ہوگیا۔۔۔۔ اور وہاں

سے اپنا والٹ اٹھایا۔۔۔۔اس کی ممی اس کی پشت دیکھ رہی تھیں۔۔۔

ممی آپ کے وہ بلیو ڈائمنڈ ائیر رنگز کہاں ہیں جو ڈیڈ نے آپ کو بنوا کر دیے تھے۔؟"اسکا سوال غیر متوقع تھا۔۔۔۔اسکی ممی نے نا سمجھی سے اسکا عکس ڈریسنگ کے شیشے میں دیکھا۔۔۔۔

کون سے۔؟"اسکی ممی نے پوچھا۔۔۔۔۔تو وہ پلٹا۔۔۔"

وہی جو ڈیڈ نے افضل بھائی کی شادی پہ بنوا کر آپ کو دیے تھے جس کا ڈائمنٹ بہت ریئر تھا"۔۔۔۔۔اب کی بار اسکی ممی سمجھ گئی تھیں۔۔۔۔تبھی حیرت سے مسکرائیں۔۔۔۔

"میرے پاس ہی ہیں پر تم نے کیا کرنا تھا۔؟"

بس میں انہیں دیکھنا چاہ رہا تھا۔۔۔۔۔میں چاہتا ہوں آپ وہ جب پریشے کے گھر رشتہ لے کر جائیں تو اسے گفٹ کے طور پر دے آئیں"۔۔۔۔۔اسکی بات پہ اسکی ممی کھلکھلا کر ہنس دیں۔۔۔۔پھر وہ بیڈ سے کھڑی ہو کر ضامن کے پاس آئیں۔۔۔۔

یہ غلط بات ہے ضامن ماں کا گفٹ تم اپنی بیوی کو دلوانا چاہتے ہو پر چلو میں انہیں اپنی غلط کی سزا کے طور پر دے رہی ہوں"۔۔۔۔انہوں نے اسکا گال چوما اور "میں ابھی لاتی ہوں"۔۔۔۔کہہ کر کمرے سے نکل گئیں۔۔۔۔ضامن نے والٹ کی چھوٹی زیپ کھولی تو

وہ بلیو ڈائمنڈ جڑا بند اد یکھ کر اندر تک زخم ہو گیا۔۔۔۔ اسکی ممی کتنا جھوٹ بول رہی ہیں۔۔۔۔ یہ سوچ ہی اسے کسی سانپ کی طرح ڈس رہی تھی۔۔۔۔

پر جب وہ واپس آئیں تو ضامن کی دنیا چکرا گئی۔۔۔۔ انکے ہاتھ میں موجود ڈبی میں دونوں ائیر رنگز موجود تھے۔۔۔۔۔ اور ضامن شل رہ گیا۔۔۔۔

یہ لو دیکھ لو"۔۔۔۔۔ انہوں نے ڈبی ضامن کے ہاتھ میں تھمائی تھی۔۔۔۔ اسے دقت" ہوئی سنبھلنے میں پر وہ سنبھل گیا۔۔۔۔ اس نے ڈبی کھولی انہیں بغور دیکھا۔۔۔۔۔ وہ دونوں اصلی تھے۔۔۔۔۔

ممی یہ وہی ڈیمنڈز ہیں نا جو ڈیڈ نے اپنے دوست سے منگوائے تھے"۔۔۔۔۔ اس نے" سرسری سا پوچھا۔۔۔۔

ہاں یہ وہی ہیں جو تمہارے ڈیڈ نے انڈیا سے منگوائے تھے پاکستان میں تو انکا ملنا ابھی" تک ناممکن ہے"۔۔۔۔ ضامن کا پل بھر میں سکون اڑن چھو ہو گیا تھا۔۔۔۔

کیا سچ میں یہ ڈائمنڈ اتنا نایاب ہے کہ یہ ابھی تک صرف آپ کے پاس ہی ہے۔؟"اس" کی بات پہ اسکی ممی نے سر کو خم دیا

ہاں بس یہ ہمارے گھر میں ہی ہے "۔۔۔۔۔اس کی ممی اب اسے تفصیل بتانے لگی" تھیں۔۔۔۔۔اور وہ دم سادھے سن رہا تھا۔۔۔۔

_____&&&&&&&&&&&&&_____

وہ دونوں آمنے سامنے بیٹھے تھے۔۔۔۔ضامن اپنی بات مکمل کر چکا تھا۔۔۔۔۔اور افضل کا چہرہ غصے سے دہکنے لگا تھا۔۔۔۔

اپنی بکواس بند کرلو ضامن تم ایسا سوچ بھی کیسے سکتے ہو۔؟"افضل نے ٹیبل پہ ہاتھ مارا" تھا۔۔۔۔۔ہوٹل میں موجود ارد گرد کے لوگ انہیں دیکھنے لگے تھے۔۔۔۔۔۔ضامن نے سپاٹ چہرے سے انہیں دیکھا۔۔۔

میرے پاس ثبوت ہیں"۔۔۔۔۔اس نے کہہ کر کچھ پیپرز میز پہ رکھے تھے جنہیں جھپٹ" کر افضل نے اٹھایا تھا اور پھر جیسے جیسے اسکی نظریں پیپرز پہ پھیلیں وہ ہلنا بھول گیا تھا۔۔۔۔۔

_____&&&&&&&&&&&&&_____

For more visit: https://exponovels.com/ mailto:exponovels@gmail.com

دو دن بعد جب شام لاہور پہ اترنے لگی تو افضل ماہ نور اور ٹینا جانے کو بالکل تیار کھڑے تھے۔۔۔۔انکی آج کی فلائٹ تھی۔۔۔۔۔ماہ نور سب سے مل رہی تھی۔۔۔۔۔پھر جب وہ افضل اور ٹینا کے ساتھ داخلی دروازے کی طرف بڑھنے لگی تو وہ ٹھٹک کر رک گئی۔۔۔۔سامنے ضامن کھڑا تھا۔۔۔۔دو ازے سے ٹیک لگا کر۔۔۔۔۔چہرے پہ ہلکی سی مسکان لے کر۔۔۔۔۔۔

"اتنی بھی جلدی کیا ہے جانے کی۔؟ پورا سامان تو لے لیں آپ اپنا بھابھی"۔۔۔۔۔۔وہ بولتا قدم قدم چلتا قریب آگیا تھا۔۔۔۔افضل نے بیگ چھوڑ دیا تھا۔۔۔۔۔ٹائی کا ناٹ ڈھیلا کرتا وہ ماہ نور سے دو قدم دور ہو گیا تھا۔۔۔۔۔سب کی آنکھوں میں نا سمجھی در آئی تھی۔۔۔۔

"کونسا سامان ضامن۔؟" ماہ نور کے پوچھنے پہ وہ لب بھینچ کر اثبات میں سر ہلانے لگا پھر اس نے اپنی جیب میں ہاتھ ڈالا

"یہ آپ کا ائیر رنگ اس کنٹینر میں گر گیا تھا جس میں آپ پر یشے کو مارنے کی کوشش کر رہی تھیں"۔۔۔۔۔۔۔ضامن کی بات پہ ماہ نور کا رنگ فق ہو گیا۔۔۔اس نے ضامن کے ہاتھ میں موجود بندے کو دیکھا۔۔۔۔۔پھر بدقت بولی۔۔۔۔۔۔۔

For more visit: https://exponovels.com/ mailto:exponovels@gmail.com

کیا کہہ رہے ہو تم ضامن۔۔؟" ثریا اور جعفر بھی آگے بڑھ کر ضامن کے پاس آ گئے تھے۔۔۔۔ اور ٹینا کبھی ضامن کو دیکھتی تو کبھی اپنی بہن کو جس کا جیسے سارا خون نچڑ گیا ہوا۔۔۔۔۔۔

میں یہ کہہ رہا ہوں کہ آپ کی"۔۔۔۔۔ وہ ہلکی آواز میں بول رہا تھا کہ اچانک سے چیخا" ہمت کیسے ہوئی میری پریشے کو ہاتھ بھی لگانے کی۔؟" اسکی آواز اتنی بلند تھی کہ وہاں کھڑے سب لوگ ہی کانپ گئے تھے۔۔۔۔۔ ضامن ماہ نور کی گردن

دبوچنے کو آگے بڑھا تھا کہ وہ بے ساختہ پیچھے کو ہو گئی تبھی جعفر اور ثریا نے ضامن کو تھام لیا۔۔۔۔

یہ کیا کر رہے ہو ضامن ہوا کیا ہے۔؟" اسکے ڈیڈ نے پوچھا تھا۔۔۔۔ اس نے اپنا آپ" ان سے چھڑایا اور بولا۔۔۔۔

انہوں نے میری پریشے کو مارنے کی کوشش کی ہے"۔۔۔۔۔ ضامن اب انہیں ایک" ایک بات بتانے لگا تھا جو کچھ کیرت کے ساتھ ہو چکا تھا۔۔۔

انہوں نے پریشے کے پیچھے جاسوس لگا دیا تھا۔۔۔۔ جو اسے دھمکی بھرے میسجز اور کالز" کرتا تھا اور اسے کہتا تھا کہ وہ مجھ سے دور ہو جائے۔۔۔۔ یہ بھائی افضل سے بہت بار

For more visit: https://exponovels.com/ mailto:exponovels@gmail.com

جھوٹ بول کر پاکستان آچکی ہیں"۔۔۔۔اس نے کچھ پیپرز جیکٹ کی جیب سے نکالے اور اپنے ڈیڈ کی طرف کر دیے "یہ چاہتی تھیں کہ وہ مجھ سے دور ہو جائے۔۔۔۔پر جب وہ نہیں ہوئی تو انہوں نے اسے کیڈ نیپ کر لیا۔۔۔ان کا پلان تو اسے مارنے کا تھا پر یہ کامیاب نہ ہو سکیں۔۔۔۔اور وہاں سے بھاگتے وقت انکا ائیر رنگ وہاں گر گیا۔۔۔۔مجھے یہ ممی کا ائیر رنگ لگتا رہا کیونکہ مجھے نہیں پتہ تھا کہ ایسے ڈئمنڈز والے ائیر رنگ ہمارے گھر میں کسی اور کے پاس بھی ہیں۔۔۔۔

پر اس روز جب میں نے ممی سے انکے ائیر رنگز منگوائے تو ممی نے انکی تفصیل کے ساتھ یہ بھی بتا دیا کہ جب ڈیڈ نے انہیں یہ ائیر رنگز بنوا کر دیے تو بھائی افضل نے بھی بھابھی کے لیے ایسے ہی بنوائے تھے۔۔۔۔۔اور تب مجھے یقین ہو گیا کہ ان سب کے پیچھے بھابھی کا ہاتھ ہے ممی کا نہیں۔۔۔۔۔میں نے انکی پرسنل سیکرٹری سے رابطہ کیا اور انکی ساری سرگرمیوں کا پتہ لگایا تو مجھے معلوم ہوا کہ یہ اب سے پہلے

بھی دو بار پاکستان آچکی ہیں۔۔۔۔

اور اس جاسوس کے اکاؤنٹ میں بھی انہیں کے اکاؤنٹ سے پیسے منتقل ہوئے تھے۔۔۔۔۔مجھے چند پل تو یقین نہیں آرہا تھا کہ یہ سب انہوں نے ہی کیا ہے پر سارے

ثبوت دیکھنے کے بعد میں ان میں سے ایک کو بھی جھٹلا نہ سکا۔۔۔۔ پتہ نہیں انہوں نے یہ سب کیوں کیا پر اب میں انہیں نہیں چھوڑوں گا"۔۔۔۔۔۔۔

وہ ضبط سے مٹھیاں بھینچے ہوئے تھا۔۔۔۔۔ اور ماہ نور پہ لاکھوں آندھیاں ایک ساتھ چل پڑی تھیں۔۔۔۔ وہ کچھ بولنے کی حالت میں نہ تھا۔۔۔۔۔ جعفر صاحب خود پیپرز دیکھ کر دنگ رہ گئے تھے ضامن کی ایک ایک بات سچ تھی۔۔۔۔۔

یہ سچ کہہ رہا ہے ماہ نور۔؟" ثریا نے اسے شانوں سے پکڑ کر جھنجھوڑا تھا۔۔۔۔۔ ماہ نور" بے تاثر چہرے سے انہیں دیکھتی رہی پھر اس نے ایک جھٹکے سے اپنا آپ چھڑایا

ہاں کیا ہے میں نے یہ سب۔۔۔۔۔ اور مجھے یہ سب کرنے کا کوئی پچھتاوا نہیں" ہے"۔۔۔۔۔

میں تمہیں زندہ نہیں چھوڑوں گا"۔۔۔۔۔ ضامن ماہ نور کی بات پہ اس پہ پھر سے جھپٹا" تھا۔۔۔۔ اب کی بار افضل نے اسے پکڑ لیا تھا اور اسے دور لے جا کر کھڑا کر دیا۔۔۔۔ پھر کہا۔۔۔۔

تمہارا بھائی ہے نا ضامن تم چپ رہو"۔۔۔۔۔ وہ کہہ کر ماہ نور کی جانب پلٹا تھا" تم نے یہ سب کیوں کیا ماہ نور۔؟" وہ اسکی آنکھوں میں جانکھتا پوچھ رہا تھا۔۔۔۔۔"

For more visit: https://exponovels.com/ mailto:exponovels@gmail.com

کیونکہ تم کچھ نہیں کر سکے۔۔۔۔۔ اپنے چھوٹے بھائی کو ایک بات کے لیے راضی نہ" کر سکے۔۔۔۔ میری بہن اسکی محبت میں مرے جا رہی تھی اور تم ہر بار یہ ہی کہتے تھے کہ میں'

سمجھاؤں گا' پر ایسا کچھ نہیں ہوا۔۔۔۔ اور یہ ضامن اس دو کوڑی کی لڑکی کے پیچھے میری بہن کو نظر انداز کر رہا تھا جب میری بہن نے اسے کہا کہ وہ اس سے محبت کرتی ہے تو اس نے اسے دھتکارا۔۔۔۔ اور اس لڑکی کی وجہ سے میری بہن کے منہ پہ تھپڑ دے مارا۔۔۔ جس بہن کو میں نے پھول کی طرح رکھا۔۔۔۔ میرے ماں باپ نے جس پہ کبھی انگلی نہیں اٹھائی اس پہ اس نے ہاتھ اٹھایا۔۔۔۔ تو میں کیسے برداشت کر لیتی۔۔؟ میں تو اس دن ضامن کی ہی جان لے لینا چاہتی تھی جب اس نے میری بہن کو مارا تھا، پر میں مجبور تھی اس میں میری بہن کی جان بسی تھی۔۔۔۔ لیکن پھر میں نے اُسکی جان لینا بہتر سمجھی جس میں ضامن کی جان تھی۔۔۔۔ میں نے اس لڑکی کو بہت کہا کہ وہ شہر چھوڑ دے ضامن کو چھوڑ دے پر وہ نہیں مانی۔۔۔۔ اور مجھے مجبوراً اسے مارنے کی کوشش کرنی پڑی اگر وہ سیاہ لبادے والا شخص اس روز نہ آتا تو میں اس لڑکی کو ختم کر ہی چکی تھی پر عین موقع پہ وہ آگیا اور مجھے وہاں سے بھاگنا پڑا۔۔۔۔۔ پر جب یہ لوگ نیویارک گئے میں نے پھر سے ایک

کوشش کی پر میں کچھ کر پاتی اس سے پہلے ہی ضامن نے اسکے ارد گرد اپنے آدمی پھیلا دیے تھے۔۔۔اور وہ دوسری بار بھی میرے ہاتھ سے بچ گئی"۔۔۔۔۔۔۔وہ اور کچھ بھی کہتی کہ افضل کا بھاری ہاتھ اسکے منہ پہ لگا تو وہ تیورا کر زمین پہ جا گری۔۔۔اور اتنی دیر سے بت بنی ٹینا بھاگ کر بہن کے پاس آئی تھی۔۔۔اس نے ماہ نور کو سنبھالا۔۔۔۔ماہ نور نے چہرہ اٹھا کر دیکھا تو افضل کو خود پہ جھکا پایا۔۔۔۔

میں نے تم سے محبت کی تھی۔۔۔اور تمہاری ہر بات اس لیے"

مان جاتا تھا کیونکہ میں گھر بسانا چاہتا تھا پر میں اپنا گھر بچانے کے چکروں میں اپنے بھائی کی خوشیاں برباد نہیں ہونے دے سکتا تھا۔۔۔میں نے ٹینا کے بارے میں کبھی ضامن سے بات کی ہی نہیں تھی کیونکہ میں جانتا تھا وہ نہیں مانے گا اور ماہ نور کسی سے بھی محبت زبردستی نہیں کروائی جاتی۔۔۔۔ضامن کبھی ٹینا سے محبت نہیں کرتا تھا۔۔۔۔تو ان کی شادی کروانے کا تک ہی کیا بنتا تھا۔؟"وہ اتنا کہہ کر سیدھے ہوا پھر بولا۔۔۔

تم نے بہت غلط کیا ماہ نور۔۔۔۔بہت غلط۔۔۔اب تمہیں کوئی نہیں بچا"

سکتا"۔۔۔۔۔اس نے کہہ کر فون نکالا اور پولیس کو کال کر دی۔۔۔۔اگلے بیس منٹ ،میں پولیس آ گئی تھی اور ماہ نور کو لے کر جا رہی تھی۔۔۔ٹینا رو رہی تھی۔۔۔وہ افضل

ثریا، جعفر تو کبھی ضامن کی منتیں کرتی پر وہ سب جیسے پتھر بن گئے تھے۔۔۔۔ماہ نور کو پولیس لے گئی تو ٹینا بھی اس کے پیچھے ہی پولیس اسٹیشن نکل گئی تھی۔۔۔۔۔

_____&&&&&&&&&&&&&&_____

اس روز ماہ نور کے جیل میں جانے کے بعد گھر میں ایک عجیب سا سناٹا ہو گیا تھا۔۔۔۔جیسے ایک بہت برا طوفان آیا ہو اور سب کچھ تہس نہس کر گیا ہو۔۔۔۔۔افضل کافی خاموش رہنے لگا تھا۔۔۔۔اسے دکھ تھا۔۔۔۔اور اسکا دکھ بہت بڑا تھا۔۔۔۔اس نے اس عورت سے دھوکا کھایا جس کا سہارا وہ ہر موڑ پہ بنا تھا۔۔۔۔اسے ہر جگہ اسپورٹ کیا تھا اس نے۔۔۔۔۔اور اس نے ہی افضل کی فیملی کے ساتھ اسی کے بھائی کی خوشیوں کے ساتھ کھیلنا چاہا۔۔۔۔اس نے کی ہو گی ماہ نور سے محبت پر اسکی محبت ضامن کے لیے ماہ نور کی محبت سے کہیں زیادہ

تھی۔۔۔۔ضامن کو اس نے کبھی اپنا چھوٹا بھائی نہیں سمجھا تھا۔۔۔۔وہ اسکی فکر اپنی اولاد کی طرح کیا کرتا تھا۔۔۔۔اور جب بات اولاد پہ آئے تو کہاں برداشت ہوتی ہے۔؟

اس شام وہ جیل گیا تو ماہ نور ایک کونے سے کمر ٹکائے بیٹھی تھی۔۔۔۔ بکھرے بال میلے کپڑے۔۔۔۔ بڑھے ہوئے ناخن اور زرد چہرہ۔۔۔۔ افضل کو پھر بھی اس پہ ترس نہ آیا تھا۔۔۔۔ بس شاید دل کو کچھ ہوا تھا۔۔۔ جو دکھنے لگا تھا۔۔۔۔ افضل کے سلاخوں کے سامنے کھڑے ہونے سے راہداری میں جلتا بلب اسکی پشت پہ چلا گیا تھا۔۔۔۔ جس سے اسکا سایہ بنتا جیل کے اندر ماہ نور کے گھٹنوں تک جا پہنچا تھا۔۔۔۔ ماہ نور نے چہرہ اٹھا کر دیکھا تو وہ بے اختیار کھڑی ہوئی اور سلاخوں کے قریب آ گئی۔۔۔

ت۔۔۔ تم۔۔۔ تم۔۔۔ مجھے پتہ تھا میرے ڈیڈ سے پہلے تم مجھے یہاں سے نکلانے آؤ" گے۔۔۔۔ مجھے پتہ تھا افضل مجھے پتہ تھا" وہ سلاخیں تھامے ایک دم خوش ہو گئی تھی۔۔۔ افضل بے تاثر اور سرد نظروں اسے دیکھتا رہا پھر وہ بولا۔۔۔

میں یہاں تمہیں چھڑانے نہیں آیا۔۔۔۔ میں یہ بتانے آیا ہوں کہ" وہ اتنا کہہ کر خاموش" ہوا۔۔۔۔ ماہ نور ٹھٹک گئی وہ تیزی سے بولے

کہ۔؟" وہ اسکا چہرہ دیکھتے پوچھ رہی تھی۔۔۔۔ افضل نے ایک گہرا سانس لیا۔۔۔" کہ میں تمہیں طلاق دے رہا ہوں میں اپنی فیملی کو تمہارے سائے میں مزید نہیں رہنے دوں" گا"۔۔۔۔ وہ سرد لہجے سے بول کر خاموش ہوا تھا۔۔۔۔ اور ماہ نور چند پل ساکت رہ گئی۔۔۔۔ اسے لگا وہ اب قدم اٹھا کر آگے کرے گی تو کنویں میں جا گرے گی اور

پیچھے لے گی تو ایک اندھی کھائی اسے نگل جائے گی۔۔۔۔وہ پتھر ہو گئی تھی۔۔۔۔۔
افضل یہ کہہ کر رکا نہیں تھا وہ جانے کے لیے پلٹ گیا تھا تبھی اسے پیچھے سے ماہ نور کی آواز آئی۔۔۔۔

تم غلط کر رہے ہو"۔۔۔وہ ایک دم ہی لہجہ بدل گئی تھی۔۔۔افضل پلٹنے پہ مجبور ہوا" تھا۔۔۔۔جب اس نے ماہ نور کا چہرہ دیکھا تو اس پہ زہر ہی زہر تھا۔۔۔۔افضل اسے دیکھتا رہ گیا۔۔۔۔کیا وہ اتنی دیر ہی محبت ختم ہونے کا دکھ منا سکی تھی۔؟ کیا اسے محبت بھی تھی یا نہیں۔؟ وہ خود سے سوال کرنے لگا تھا۔۔۔۔ماہ نور سلاخیں پکڑ کر بول رہی تھی۔۔۔

تم غلط کر رہے ہو مجھے چھوڑ کر تمہیں کیا لگتا ہے کہ میں پوری زندگی اسی جیل میں پڑی رہوں" گی۔؟"اس نے نہ میں سر ہلایا۔"تمہاری بھول ہے افضل جعفر تمہاری بھول ہے میں یہاں سے بہت جلد نکلوں گی بس ایک بار میرے ڈیڈ آجائیں۔۔۔۔اور جس دن میں یہاں سے نکلی اس دن میں تم سب کی زندگیوں میں ایسی آگ لگاؤں گی کہ تم سب بجھا کر بھی نہیں بجھا پاؤ گے"۔۔۔۔اس نے انگلی اٹھائی "یاد رکھنا"۔۔۔۔افضل کچھ دیر اسکا تنفر سے لبریز لہجہ سنتا رہا پھر پر سکون لہجے سے گویا ہوا۔۔۔

پہلے تم یہاں سے نکلو پھر اپنے سارے شوق بھی پورے کرلینا ہم انتظار کریں گے "
تمہارا"۔۔۔۔۔وہ کہہ کر چلا گیا تھا اور وہ پیچھے سے چلاتی اسے اور اس کے خاندان کو گالیاں دیتی رہ گئی۔۔۔۔

_____&&&&&&&&&&&&&_____

افضل نے پھر جلد ہی ماہ نور کو طلاق بھی دے دی تھی۔۔۔گھر میں اس بات پہ کسی نے انہیں کچھ نہیں کہا تھا۔۔۔۔جس دن انکی طلاق ہوئی تھی اس رات وہ دیر سے گھر لوٹا تھا۔۔۔۔وہ جب گھر میں داخل ہوا تو لاؤنج اندھیر میں ڈوبا تھا۔۔۔۔بس کچن کی روشنیاں جلی تھیں۔۔۔۔اس نے بھنویں سکوڑ کر کچن کو دیکھا پھر وہ قدم قدم چلتا کچن کی جانب آگیا۔۔۔۔۔کچن میں داخل ہو کر اسے وہاں ضامن نظر آیا۔۔۔

تم اتنی رات کو یہاں کیا کر رہے ہو۔؟"وہ جو کچن کاؤنٹر پہ چہرہ جھکائے بیٹھا تھا اوپر کر کے " بولا۔۔۔

مجھے بھوک لگ رہی ہے"۔۔۔۔بہت ہی معصومیت سے وہ بولا تھا۔۔۔۔افضل چند پل " اسے دیکھتا رہا پھر اس نے اپنا کاندھا کچن کے دروازے سے ٹکا لیا۔۔۔۔

تو کھانا گرم کر کے کھا لو"اس نے مشورہ دیا۔۔۔۔ضامن نے منہ لٹکا لیا۔۔۔۔"

آپ کو برا نہیں لگے گا کہ آپکا چھوٹا بھائی کام کرے۔؟" افضل کو اسکی اداکاری پہ ہنسی آئی" پر وہ سنجیدگی سے اسے دیکھتا رہا۔۔۔

"مجھ سے کیا چاہیتے ہو۔؟"

وہ جو بچپن میں چاہتا تھا"۔۔۔۔ وہ اچھل کر کاؤنٹر سے اترا تھا میرون شرٹ جینز اور" جیکٹ میں ملبوس لمبا چوڑا ضامن اسے وہ اپنا چھوٹا سا ضامن لگا جو اکثر اسکے بیڈ پہ آکر کہتا تھا کہ اسے بھوک لگی ہے اور اب وہ اسے نوڈلز بنا کر دیں۔۔۔۔ اور افضل اپنے اسکول کے کام کر کے لاکھ تھکا ہوتا اسکے ایک اٹھانے پہ کچن میں چل پڑتا۔۔۔۔۔ پتہ نہیں راتوں میں یہ نوڈلز بناتے افضل نے کتنی بار اپنا ہاتھ جلایا تھا۔۔۔۔۔ اور اسکا ہاتھ جلا دیکھ ضامن رونے لگتا۔۔۔۔ اور افضل حیرت سے اسے دیکھتا۔۔۔

تم کیوں رو رہے ہو ہاتھ تو میرا جلا ہے۔" وہ لبوں کو مضبوطی سے آپس میں پیوست کیے" درد کو ضبط کرتا پوچھتا

آپ میرے بھائی ہیں نا اس لیے"۔۔۔۔۔ وہ چھوٹا سا ضامن موٹے موٹے آنسوں" چہرے پہ بکھیر کر کہتا جس پہ افضل اپنا درد پل بھر میں بھول جاتا۔۔۔۔ اور ضامن کے

آنسو صاف کر کے کہتا "میں ٹھیک ہوں آؤ نوڈلز کھا لو"۔۔۔۔اور وہ فوراً رونا بھول جاتا۔۔۔۔۔

افضل کے ذہن میں چلتی ماضی کی یہ فلم جب ختم ہوئی تو اسے ضامن سامنے کھڑا نظر آیا۔۔۔۔اور وہ مسکرا دیا۔۔۔

"نوڈلز ہی بناؤں یا کچھ اور بھی۔؟"

نہیں بس نوڈلز"۔۔۔۔وہ جلدی سے بولا۔۔۔۔افضل نے کوٹ اتار کر ضامن کو تھمایا" اور شرٹ کی آستینیں اوپر چڑھاتا وہ چولہے کے قریب پہنچ گیا اور نوڈلز بنانے لگا۔۔۔۔جب نوڈلز بن گئے تو وہ ضامن سمیت ڈائننگ ہال میں آگیا۔۔۔۔۔

کھلاؤں بھی میں۔؟" وہ ہنسی دبا کر بولا تھا۔۔۔۔۔ضامن کرسی پہ بیٹھ چکا تھا۔۔۔۔وہ" اب افضل کو بڑی سنجیدگی سے دیکھ

رہا تھا۔۔۔۔پھر اس نے نظریں جھکا لیں۔۔۔۔اور افضل کی بھنویں سکڑ گئیں۔۔۔۔وہ اسکے ساتھ والی کرسی پہ بیٹھ گیا۔۔۔۔۔

کیا ہوا۔؟" اس نے ضامن کے کاندھے پہ ہاتھ دھرا ہی تھا کہ وہ بے ساختہ اس سے لپٹ" گیا۔۔۔۔

مجھے معاف کر دیں بھائی میری وجہ سے آپ کی پوری زندگی خراب ہو گئی۔ "وہ روہانسا ہو گیا تھا۔۔۔۔ افضل پہلے تو کچھ سمجھ نہ سکا پھر جب اسے بات سمجھ میں آئی تو اس نے ضامن کا سر تھپکا۔۔۔۔

میں ٹھیک ہوں "۔۔۔۔"

آپ جھوٹ بول رہے ہیں "۔۔۔ وہ ہلکا سا ہنسا۔۔۔ بالکل اداس سا۔۔۔۔"

ہاں میں جھوٹ بول رہا ہوں۔۔۔۔ پر یقین کرو میں ٹھیک ہو جاؤں گا۔۔۔ ابھی اداس ہونا بنتا ہے میرا ضامن، اس سے آج رشتہ ختم ہوا ہے۔۔۔۔ نجانے محبت ختم ہونے میں کتنا وقت لگے گا۔۔۔۔ پر امید ہے مجھے، محبت بھی جلد ہی ختم ہو جائے گی۔۔۔۔ مجھے تم سے اور اپنے گھر والوں سے بڑھ کر کچھ بھی عزیز نہیں ہے بیٹے "۔۔۔۔۔۔ ضامن ان سے الگ ہو گیا تھا۔۔۔۔

محبت ختم ہونے کے بعد آپ کیا کریں گے۔؟ "اس نے ایسا سوال کیا کہ افضل خاموش ہو گیا۔۔۔۔ یا شاید سوچ میں پڑ گیا کہ انسان محبت ختم ہونے کے بعد کرتا کیا ہے۔؟ کیا اسکے پاس کچھ کرنے کو بچتا ہے۔؟

پتہ نہیں ضامن ابھی کچھ نہیں سوچا۔۔۔۔ ہو سکتا ہے واپس نیویارک چلا جاؤں وہاں اپنے بزنس میں لگ جاؤں گا تو سب کچھ بھول جاؤں گا "۔۔۔۔ وہ رکا پھر موضوع بدل کر بولا

"اچھا تم پریشے کے گھر ممی کو کب بھیج رہے ہو۔؟"
بھیج دوں گا"۔۔۔۔وہ اداس تھا۔۔۔۔اپنے بھائی کے گھر اجڑنے پہ"

اتنا دکھ اسے نہیں ہوا تھا جتنا اسے یہ جان کر ہوا ہے کہ گھر کے ساتھ اسکے بھائی کا دل بھی اجڑ گیا ہے۔۔۔۔۔

نہیں تم اب جلد ہی ممی کو وہاں بھیجو میں تمہیں دولہا بنے جلدی ہی دیکھنا چاہتا"
ہوں"۔۔۔۔وہ کہہ کر اسکا کاندھا تھپکتا چلا گیا تھا۔۔۔۔۔اور ضامن گم صم سا وہیں بیٹھا رہ گیا۔۔۔ڈائننگ کا خوابناک اندھیرا خاموش تھا۔۔۔۔۔

_____&&&&&&&&&&&&&&_____

یہ صبح جب لاہور پہ نومبر کی خنکی لیے اتری تو شناسائی برتتی سورج کی نرم کرنیں کیرت کے صحن میں بچھ گئیں۔۔۔۔نیم کے درخت کے ارگرد اسکے ٹوٹے بکھرے پتے پڑے تھے اور گھونسلہ آج خالی تھی۔۔۔۔نجانے وہ دونوں کہاں چلے گئے تھے۔۔۔۔کیرت ابھی صفائی کر کے کمرے میں آئی تھی۔۔۔۔وہ آفس کے لیے تیار ہوئی تھی کہ تبھی اسے ضامن کی طرف سے بھیجا میسج ملا جس میں لکھ تھا۔۔۔

آج آفس مت آنا"۔۔۔۔۔وہ حیران ہوئی اس نے وجہ بھی پوچھی پر اس نے بتائی ہی" نہیں۔۔۔۔کہ بعد میں بتاؤں گا۔۔۔۔اب جب وہ کام سے مکمل فارغ ہوگئی تھی تو اس نے سوچا کہ وہ ضامن سے بات کرلے۔۔۔۔۔ضامن نے پچھلے دنوں جو کچھ بھی ہوا کیرت پہ ظاہر نہیں ہونے دیا۔۔۔۔وہ نہیں چاہتا تھا کہ وہ ڈر جائے۔۔۔۔اور اسے چھوڑ دے۔۔۔۔۔اس درمیان اسکی جب بھی کیرت سے بات یا ملاقات ہوئی وہ نارمل ہی رہا۔۔۔۔۔

کیرت کمرے میں آکر بیڈ پہ بیٹھ گئی۔۔۔۔موبائل کو تکیے کے نیچے سے نکال کر اس نے ضامن کا نمبر ملایا۔۔۔۔اور پہلی ہی رنگ پہ اس نے کال پک کرلی۔۔۔

"کیا مجھے یاد کررہی تھیں۔؟"

بالکل بھی نہیں" وہ ہنسی دبا کر بولی۔۔۔۔دوسری طرف وہ جانتا تھا کہ کیرت جھوٹ" بول رہی ہے پر پھر بھی خفا سا بولا۔۔

"پھر کال کیوں۔؟"

تاکہ پوچھ سکوں کہ آج مجھے چھٹی کس خوشی میں ملی ہے۔؟" وہ دوسری جانب" ہنسا۔۔۔۔کیرت کو حیرت ہوئی۔۔۔

آج تم نے بہت پیاری لگنا ہے۔۔۔۔ میری ممی آرہی ہیں تمہارا رشتہ لے"
کر۔۔۔۔ اور انکار کا تو سوچنا بھی مت جان لے لوں گا تمہاری"۔۔۔۔۔ کیرت کو دھکا
لگا۔۔۔۔ اچانک سے رشتہ۔۔؟ پر وہ کچھ کہتی اس پہلے ہی وہ بولا۔۔۔
میں ابھی تھوڑا مصروف ہوں پھر بات کروں گا تم تیار ہو جاؤ جلدی"
سے"۔۔۔۔۔۔ کیرت کے لب کھلے کے کھلے ہی رہ گئے پر وہ سنے بغیر کال کٹ کر چکا
تھا۔۔۔۔

اور کیرت کے پسینے چھٹ گئے تھے۔۔۔۔ اچانک سے رشتہ۔؟ وہ کیا کرے۔؟ بہت دیر
سوچنے کے بعد اس نے ابو کو بتانے کا سوچا اور کال کر کے انہیں بتا دیا تو وہ خوشی سے
دوہرے ہو گئے۔۔۔۔۔ اور شام کو "جلدی آجاؤں گا"۔۔۔ کہہ کر انہوں نے کیرت کو
اسکی امی کو فون دینے کا کہا۔۔۔۔ اور جب اسکی امی کو پتہ چلا کے کیرت کا رشتہ آرہا ہے تو
بوکھلا گئیں۔۔۔۔ انہیں سمجھ نہ آیا وہ کیا کریں۔۔۔۔ انہوں نے سب سے پہلے کیرت کا
ہاتھ پکڑا اور اسکے کمرے میں لا کر اسکا کوئی اچھا سا سوٹ نکالنے لگیں۔۔۔۔ سوٹ کے
انتخاب میں انہیں وقت لگا۔۔۔۔ پر جب سوٹ والا مسئلہ حل ہو گیا تو وہ دوڑتی بڑے
کمرے میں گئیں۔۔۔۔ علیزہ دادی کے ساتھ تخت پہ بیٹھی تھی۔۔۔۔ وہ ابھی کالج سے
آئی تھی۔۔۔۔

کیرت کے رشتے والے آرہے ہیں" ۔۔۔۔وہ جوش سے ضامن کے رشتے کے بارے" میں بتانے لگیں۔۔۔۔۔جہاں دادی کا منہ تعجب سے کھل گیا وہیں علیزہ چکرا کر رہ گئی۔۔۔۔امی جب کمرے سے نکلیں تو علیزہ نے دادی کو دیکھا۔۔۔۔اور بس ناں میں گردن ہلادی۔۔۔۔۔۔اور یہیں سے ہی ہوا کھیل شروع۔۔۔۔۔اب کی بار کیرت کے محبت کے مہرے کیرت خود سمیٹ لے گی۔۔۔۔شطرنج کی بساط پہ وہ جیتی جیتائی خود سے ہار قبول کرے گی۔۔۔۔۔

_____&&&&&&&&&&&&_____

شام کو وہ خود کو کھڑی شیشے میں دیکھ رہی تھی۔۔۔۔شیشے نے اسے کہا۔۔۔

محبت کا اظہار کب کرو گی اس کے سامنے۔؟"کیرت ہلکا سا ہنسی۔۔۔"

منگنی کے بعد"۔۔۔۔وہ کہہ کر جانے لگی کہ عقب سے شیشہ بولا۔۔۔"

پیاری لگ رہی ہو"۔۔۔۔کیرت پلٹی"

تبھی تو وہ مرتا ہے مجھ پہ"۔۔۔وہ فخریہ بولی تھی۔۔۔آخر آج اسے محبت مل جائے" گی۔۔۔۔پر کیا مل جائے گی۔؟

کیرت اب جانے کے بجائے خود کو شیشے میں دیکھنے لگی کہ وہ کتنی اچھی لگ رہی ہے۔۔۔۔

ہلکے اناری رنگ کی قمیض شلوار پہ ہم رنگ دوپٹہ۔۔۔ کانوں میں امی کے سونے کے بندے۔۔۔۔ گلے میں ضامن کا دیا ہوا چین لاکٹ ہاتھوں میں سوٹ کے رنگ جیسی چوڑیاں۔۔۔۔ ہلکا سا میک اپ اور گہرے کاجل سے لبریز آنکھیں مبہوت کرتی تھیں۔۔۔۔۔

اتنے میں اسے باہر کسی کے آنے کی آواز آئی۔۔۔۔ اور وہ جان گئی کون آیا ہوگا۔۔۔۔۔ اس نے دروازے کی اوٹ سے دیکھا۔۔۔۔ ضامن کی ممی صحن میں کھڑی اسکی امی سے مل رہی تھیں۔۔۔ ان کے چہرے پہ خوشی تھی۔۔۔۔ یعنی وہ خوشی سے اسکا رشتہ لائی ہیں۔۔۔۔ کیرت نے دل میں سوچا تھا۔۔۔۔ ضامن کی ممی کے ساتھ اسکے ڈیڈ بھی تھے۔۔۔ ابو ان سے مل کر انہیں کمرے میں لے گئے تھے۔۔۔۔ صحن خالی ہوگیا تھا۔۔۔۔ کیرت نے ٹھک سے دروازے سے کمر لگائی اور دوپٹے کا پلو لبوں میں دبا لیا۔۔۔۔۔ نظریں جھکا لیں۔۔۔۔ اور وہ کہیں سے آگیا۔۔۔

تمہیں لینے میں بہت جلد آؤں گا"۔۔۔ائیر پورٹ پہ کہی بات وہ اب پھر کیرت کے سامنے کھڑا دہرا رہا تھا۔۔۔۔کیرت کی نظریں اور جھک گئیں۔۔۔۔شرم سے منہ سرخ ہوگیا۔۔۔۔وہ دوپٹہ لبوں میں دباتی بیڈ پہ بیٹھ گئی۔۔۔۔دل دھک دھک کر رہا تھا۔۔۔۔اسکی رفتار اتنی تھی کہ کیرت نے دل پہ ہاتھ رکھ لیا۔۔۔۔۔

پھر کچھ دیر بعد اسکی امی اسے اپنے ساتھ بڑے کمرے میں لے گئیں۔۔۔۔۔وہاں ضامن کی ممی نے اسکا ماتھا چوما تھا۔۔۔کیرت کو لگا وہ معتبر ہوگئی۔۔۔۔پھر اس نے ضامن کی ممی کو کہتے سنا

ہم آپ کی کیرت کو اپنے ضامن کے لیے مانگنے آئے ہیں"۔۔۔۔کیرت کو محسوس ہوا۔۔۔۔آسمان سے ساری خوشی کی پریاں محبت کے پھولوں کے تھال ہاتھ میں لیے اپنے گاؤن سنبھالتی اس کے گرد آگئی ہیں۔۔۔۔اور وہ اس پہ پھول نچھاور کرنے لگی ہیں۔۔۔۔تبھی کیرت کو وہ پھول کسی کنکر کی طرح پڑنے لگے۔۔۔۔جب اس نے دادی کو کہتے سنا۔۔۔۔

سوچ کے بتاویں گے ہم لوگ بھی، ابھی آپ لوگ جا سکتے"

For more visit: https://exponovels.com/ mailto:exponovels@gmail.com

ہیں"۔۔۔ ساری پریاں یکدم ہی غائب ہو گئیں کیرت نے بے یقینی سے دادی کو دیکھا جن کا لہجہ بھی گستاخ تھا۔۔۔ ابو امی خود دھچکے کے حصار میں دادی کو دیکھنے لگے تھے۔۔۔ اور ضامن کی ممی اور ڈیڈ کے چہرے پہ سائے لہرانے لگے تھے۔۔۔ اس میں سوچنے والی کونسی بات۔۔۔ "ثریا کی باقی کی بات ان کے منہ ہی میں رہ گئی۔۔۔

کیوں۔؟ کیوں نہیں ہے اس میں سوچنے والی بات۔؟ ہم تو سوچیں گے بھیاء لڑکی کا رشتہ" کر رہے ہیں کیا پتہ کیسا لونڈا ہووے گا۔۔۔ چھان بین کریں گے پھر جواب دے ویں گے"۔۔۔۔ دادی کا انداز دو ٹوک تھا۔۔۔۔ پھر ضامن کی ممی کے لاکھ منانے کے بعد بھی دادی نے ہاں نہ کی ابو بولے تو انہیں بھی چپ کرا دیا۔۔۔

میں اس گھر سے چلی جاؤں تو کر لے اپنی مرضی۔!" دادی کہتے ساتھ کھڑی بھی ہو گئی" تھیں۔۔۔ ضامن کی ممی اور ڈیڈ خود حیران تھے۔۔۔ پھر وہ لوگ رکے نہیں اور چلے گئے۔۔۔ کیرت کو انکے جانے کے بعد گھر میں اونچی اونچی آوازیں سنائی دینے لگیں۔۔۔ ابو دادی سے لڑ رہے تھے۔۔۔ علیزہ پر سکون سی کچن میں چلی گئی تھی۔۔۔ اسے بھوک لگی تھی۔۔۔ امی رونے لگی تھیں۔۔۔۔ ابو بہت دیر تک دادی

سے الجھے پر میت دادی کی ہوئی۔۔۔۔۔کیرت کو سب ایک پل کے لیے بھول گئے تھے۔۔۔۔اور وہ ایک پل ہی تھا جب وہ خود سے اٹھ کر اپنے کمرے میں آگئی تھی۔۔۔۔ وہ آکر بیڈ پہ بیٹھ گئی تھی۔۔۔۔۔کچھ دیر بعد اس نے دادی کو اندر آتے دیکھا تھا۔۔۔۔اور وہ اسکے قریب بیٹھ گئیں۔۔۔۔۔دادی اب بول رہی تھیں۔۔۔۔۔اور کیرت انکا چہرہ دیکھ رہی تھی۔۔۔۔

اسے اب بھی محبت نہیں ملے گی۔۔۔۔۔۔

_____&&&&&&&&&&&&&_____

ضامن کے بنگلے پہ رات کی چاندنی پھیلی تھی۔۔۔۔وہ ابھی بھائی افضل کے ساتھ ایک بزنس ڈینر سے واپس آیا تھا۔۔۔۔۔وہ بہت خوش تھا اسے پتہ تھا کہ کیرت نے ہاں کر دی ہوگی۔۔۔۔۔پر اسے بہت بڑا دھکا لگا جب اسکی ممی نے اسے بتایا۔۔۔

وہ کہہ رہے ہیں کہ سوچ کر جواب دیں گے"۔۔۔۔اس کی ممی میں ہمت نہیں تھا اپنی" پوری بے عزتی دہرانے کی تبھی مختصر جواب دے کر رہ گئیں۔۔۔۔اور ضامن شل رہ گیا۔۔۔۔۔

اس میں سوچنے والی کیا بات ہے۔؟" بہت دیر بعد اس نے سوال کیا تھا۔۔۔۔۔اور اب" کی بار اسکی ممی نہ چاہتے ہوئے بھی تلخی سے بولیں۔۔۔

یہ تو تم اس سے جا کر پوچھو"۔۔۔۔۔افضل نے فوراً اپنی ممی کو آنکھوں سے اشارہ کیا تھا" کہ ایسے نہ بولیں۔۔۔۔پر وہ سر جھٹک کر بیٹھ گئیں۔۔۔۔۔اور ضامن کچھ دیر وہاں کھڑا رہا پھر بھاگ کر اپنے کمرے میں گیا۔۔۔۔۔اور پھر اگلے ہی پل وہ اپنی گاڑی کی چابی لیے لاؤنج سے پورچ میں آیا اور گاڑی زناٹے سے باہر لے گیا۔۔۔۔۔۔

سڑک پہ گاڑی دوڑاتے اس نے موبائل نکال کر کیرت کا نمبر ملایا تھا۔۔۔وہ کال نہیں اٹھا کر رہی تھی۔۔۔۔بہت بار کال کرنے کے بعد اسکی کال کیرت نے پک کی ہی تھی۔۔۔۔اور وہ چھوٹتے ہی بولا۔۔۔

میں تمہیں ایڈریس بھیج رہا ہوں وہاں آجاؤں اور اگر تم نہ آئیں تو اچھا نہیں" ہوگا"۔۔۔۔اس نے کیرت کے کسی بھی جواب

کو سنے بغیر کال کاٹ دی اور میسج ٹائپ کرنے لگا۔۔۔۔۔۔

_____&&&&&&&&&&&&&&_____

_____

یہ وہی فارم ہاؤس تھا جہاں کیرت پہلے بھی ضامن کے بلانے پہ آچکی تھی۔۔۔۔جہاں اس نے محبت کا اظہار کیا تھا۔۔۔۔جہاں اس نے کیرت کو اپنا دل دیا تھا۔۔۔۔۔دروازہ آج بھی کھلا تھا۔۔۔۔کیرت نے اندر جاتی روش پہ نظر ڈالی تو نیم اندھیر میں بھی وہ گاڑی کے ٹائیرز کے نشان دیکھ سکتی تھی۔۔۔۔۔یعنی وہ آچکا تھا۔۔۔۔

کیرت نے ایک گہرا سانس لیا۔۔۔۔آنکھیں اب اسکی خشک ہوگئی تھیں۔۔۔۔کیونکہ اس رات کے بعد پھر یہ آنکھیں کبھی خشک نہیں ہوں گی۔۔۔۔۔کیرت نے اندر جانے کے لیے قدم اٹھایا۔۔۔۔قدم نے اٹھنے سے انکار کردیا۔۔۔۔۔دل یوں دھڑک رہا تھا جیسے احتجاج کررہا ہوں۔۔۔۔۔کیرت نے ضبط سے لب بھینچے اور بہت مشکل سے اپنا وجود گھسیٹ کر اندر لے گئی۔۔۔۔

اندر کا منظر اس دن جیسا ہی تھا۔۔۔۔۔بس آج پول پہ روشنی جلی تھی۔۔۔۔نیلے پانی میں چاند بھی اسی دن کی طرح اترا تھا۔۔۔۔بجھا ہوا چاند پول کے کنارے بیٹھا تھا۔۔۔۔بلیک آفیس سوٹ میں ملبوس وہ بہت اداس لگتا تھا۔۔۔۔کیرت چھوٹے قدم اٹھاتی اسکے قریب گئی۔۔۔۔قدموں کی چاپ سے اس نے بھی گردن موڑ کر دیکھا۔۔۔۔۔کیرت کو خود سے کچھ دور لان کی گھاس پہ کھڑا دیکھ وہ آہستگی سے اٹھا اور پول سے لان میں آگیا۔۔۔۔۔

کیرت نے اسکے سامنے آتے نظریں جھکا لیں۔۔۔۔وہ بھی خاموش رہا۔۔۔آسمان پہ چھائے بادل یاسیت سے انہیں دیکھ رہے تھے۔۔۔۔

نومبر کی ہوا جسم سے ٹکراتی تو رونگٹے کھڑے کر جاتی۔۔۔۔کچھ دیر خاموشی کی نذر ہوئے پھر وہ بولا۔۔۔

تم میرے ساتھ کیا کرنا چاہتی ہو۔؟"کیرت خاموش رہی۔۔۔۔"

مارنا چاہتی ہو۔؟"اس نے پھر پوچھا۔۔۔۔کیرت کے دل میں ٹیس اٹھی۔۔۔۔دل بھر" آیا۔۔۔۔۔اسکے سوالوں میں کرب تھا۔۔۔۔

جواب دو۔؟"وہ سنجیدگی سے اسے دیکھتے بول رہا تھا۔۔۔۔کیرت نے آہستگی سے" نظریں اٹھائیں۔۔۔۔۔پر اس سے نظریں ملائیں نہیں۔۔۔۔کسی کی محبت سے انکار کرنے کی پہلی شرط یہ ہی ہوتی کہ نظریں جھکا لی جائیں۔۔۔۔اس وقت ہم محبوب کے ساتھ ساتھ محبت کے بھی مجرم ہوتے ہیں۔۔۔۔۔اور کیرت بھی آج مجرم بن کر آئی تھی۔۔۔۔۔

میں بس ایک جواب دوں گی"۔۔۔۔وہ اپنی بات بھی مکمل نہ کر پائی تھی کہ وہ چیخ پڑا۔۔۔"

یہ مت کہنا کہ تم سے محبت نہیں کرتی انکار کرنے آئی ہوں، میں مر جاؤں گا"
پریشے"۔۔۔۔۔وہ سنجیدگی سے اب آگے نکل آیا تھا۔۔۔۔لہجے کا کرب درد بنا۔۔۔۔
اور درد سے دل کو مات ہوئی۔۔۔۔
مات میں ہم نے دل ہارا۔۔۔۔
پھر محبوب اور محبت بھی۔۔۔۔۔۔
کیرت آج سب کچھ ہار کر جائے گی۔۔۔۔۔ضامن کو اسکے وجود میں لرزش محسوس ہو رہی تھی۔۔۔۔وہ کچھ فاصلے سے بھی اسے بکھرتے ہوئے دیکھ سکتا تھا۔۔۔۔۔
میں یہ ہی کہوں گی۔۔۔۔اور آپ مان جائیں گے"۔۔۔۔۔بہت مشکل تھا یہ سب" کہنا۔۔۔۔پر کہہ دیا گیا۔۔۔۔۔دور آسمان پہ بجلی اتنی زور سے چمکی کے لان کا اندھیرا ایک پل کو چھٹ گیا۔۔۔۔۔

کیرت کو آج پہلی بار اس گرج چمک سے ڈر نہیں لگا تھا۔۔۔۔۔۔اس کی بات پہ ضامن ہلکا سا ہنسا۔۔۔۔کیرت نے نظریں اٹھا کر اسے دیکھا۔۔۔۔اسکے چہرے پہ سکون ڈھونڈنے سے بھی نہ ملا۔۔۔۔۔

تم جھوٹ بول رہی ہو کہ تمہیں مجھ سے محبت نہیں ہے"۔۔۔۔۔کیرت اسکی بات پہ" جھنجھلائی۔۔۔۔۔

میں سچ کہہ رہی ہوں۔۔۔۔آپ میرے ساتھ زبردستی نہیں کر سکتے"۔۔۔۔وہ اسکی بات" پہ اسکے قریب ہوا۔۔۔

میں سب کچھ کر سکتا ہوں"۔۔۔۔وہ اسکا بازو اب بے دردی سے دبوچ چکا" تھا۔۔۔۔اور چبا چبا کر بولا تھا۔۔۔۔۔کیرت نے ضبط سے لب آپس میں پیوست کیے۔۔۔۔پھر ہمت کرے بولی۔۔۔۔۔

اگر آپ نے میرے ساتھ زبردستی کی تو میں خود کو ختم کر لوں گی"۔۔۔۔۔ضامن کا ہاتھ" اس نے اپنے بازو سے جھٹک دیا تھا۔۔۔وہ ایک پل کے لیے اسے ساکت سا دیکھتا رہ گیا۔۔۔۔

کیا کہا تم نے۔؟"اسے جیسے کیرت کی بات پہ یقین نہیں آیا تھا"

یہ ہی کہ اگر آپ نے میری بات نہ مانی تو میں خود کو ختم کر لوں گی۔۔۔۔میں نہیں کرتی" آپ سے محبت"۔۔۔۔وہ بولتی بولتی اسکے پاس آئی اسکے دونوں ہاتھ پکڑ لیے۔۔۔۔

آپ سے محبت کوئی اور کرتا ہے"۔۔۔۔۔اس بار ضامن کی آنکھوں میں نا سمجھی در آئی" تھی۔۔۔۔کیرت اسکی نا سمجھی کو دیکھتے فوراً سے بولی۔۔۔۔

آپ سے محبت علیزہ کرتی ہے ضامن آپ اس سے شادی کرلیں "۔۔۔۔۔۔۔ضامن "
نے اسکے ہاتھوں سے اپنے ہاتھ چھڑائے۔۔۔۔
کیا بکواس کررہی ہو کون علیزہ۔؟ "وہ الجھ گیا تھا۔۔۔۔کیرت "

نے گہرا سانس لیا۔۔۔۔
علیزہ میری چھوٹی بہن ہے وہ آپ کو پسند کرتی ہے ضامن آپ اس سے شادی کرلیں "
آپ دونوں خوش رہیں گے "۔۔۔۔۔۔
بکواس بند کرلو اپنی، تمہارا دماغ خراب ہوگیا ہے "۔۔۔۔۔"
ہاں ہوگیا ہے میرا دماغ خراب آپ نے کہا تھا کہ آپ میری بات مانیں گے میں اگر "
آپ سے کبھی کچھ مانگوں گی تو آپ انکار نہیں کریں گے "۔۔۔۔
ہاں کہا تھا پر یہ بے تکی بات میں کبھی نہیں مانوں گا۔۔۔۔پریشے میں نے تم سے محبت کی "
ہے میں کیسے اس سے شادی کرسکتا ہوں جسے میں جانتا بھی نہیں "۔۔۔۔۔وہ حیران سا
بول رہا تھا۔۔۔۔کیرت بے بس ہوگئی۔۔۔۔وہ ضامن کو کیسے راضی کرے۔۔؟
میں کچھ نہیں جانتی آپ بس اس سے شادی کرلیں ضامن "۔۔۔۔۔"

میں صرف تم سے شادی کروں گا میرے ساتھ یہ کھیل کھیلنا بند کردو"۔۔۔۔وہ دھاڑا" تھا۔۔۔کیرت خاموش ہوگئی۔۔۔۔۔ہر جگہ خاموشی چھا گئی تھی۔۔۔۔پھر کیرت نے کہنی پہ لٹکتے پرس میں ہاتھ ڈالا اور چاقو نکال کر اپنی شہ رگ پہ رکھ لیا۔۔۔۔

ٹھیک ہے مت کریں اس سے شادی، پھر میں بھی آپ کو نہیں ملوں گی"۔۔۔۔۔وہ" اپنے گلے پہ چاقو رکھ کر بول رہی تھی اور ضامن ہلنا بھول گیا تھا۔۔۔۔۔

ی۔۔یہ۔۔یہ کی۔۔کیا کیا پاگل پن ہے ہٹاؤ اسے"۔۔۔۔۔وہ گڑبڑا گیا تھا۔۔۔۔۔"

یہ پاگل پن میں نے آپ سے ہی سیکھا ہے آپ مان رہے ہیں یا نہیں۔؟"وہ دو قدم" پیچھے ہوگئی۔۔۔۔ضامن بے ساختہ آگے ہوا

اسے پیچھے کرو پرشے لگ جائے گا"۔۔۔۔۔وہ ہاتھ بڑھانے لگا تھا"

کہ کیرت بولی۔۔۔

اب مزید آگے مت بڑھیئے گا ضامن آپ میری بات مان رہے ہیں یا نہیں۔؟"وہ پوری" قوت سے چیخی تھی۔۔۔۔۔چاقو اس نے اتنی مضبوطی سے اپنی شہ رگ پہ رکھا ہوا تھا کہ وہاں سے ہلکی سی خون کی لکیر نکل کر گردن پہ چلنے لگی تھی۔۔۔۔۔اور وہ لکیر دیکھ کر ضامن کی دنیا ہل گئی۔۔۔۔۔

ا۔۔۔اس۔۔۔اسے ہٹاؤ پریشے میں مان گیا تمہاری بات"۔۔۔۔۔وہ ناچاہتے ہوئے" بھی یہ بول گیا تھا۔۔۔۔کیرت کو اسکی بات پہ یقین نہ آیا

آپ جھوٹ بول رہے ہیں"۔۔۔۔۔۔"

نہیں میں سچ کہہ رہا ہوں"۔۔۔۔"

نہیں آپ بعد میں مکر جائیں گے"۔۔۔۔۔"

میں وعدہ کرتا ہوں"۔۔۔۔۔اسکا لہجہ شکستہ تھا۔۔۔۔وہ گھٹنوں کے بل بیٹھ" گیا۔۔۔۔جیسے کوئی سب کچھ ہار کر تھک کر بیٹھتا ہے بالکل ویسے اس کے کاندھے بھی جھک گئے تھے۔۔۔۔۔

جو تم کہو گی میں وہی کروں گا۔۔۔۔میں تمہیں کھونا نہیں چاہتا۔۔۔۔۔میں اس دن کے" خوف سے نہیں نکلا ابھی تک جب تم اس کنٹینر میں بے ہوش پڑی تھیں۔۔۔۔اس دن میں نے اپنی جان نکلتی محسوس کی تھی۔۔۔۔۔اور آج بھی یہ چاقو تم نے خود پہ نہیں میری شہ رگ پہ رکھا ہوا ہے۔۔۔۔۔میں مر جاؤں گا"۔۔۔۔وہ کہتا کہتا رکا اسکی آواز بھرائی ہوئی تھی۔۔۔۔"نہیں۔۔۔۔میں مر جاؤں گا نہیں میں مر گیا ہوں۔۔۔۔۔تم نے آج مجھے مار دیا۔۔۔۔اب جو تم کہو گی میں وہی کروں گا"۔۔۔۔وہ رونے لگا تھا۔۔۔۔کیرت کا دل کیا

وہ سچ میں اپنے گلے پہ یہ چاقو چلا لے۔۔۔۔کیوں وہ اس شخص کو اذیت دے رہی ہے جو اسے خوشیاں دے رہا

تھا۔۔۔۔پر وہ مجبور ہے۔۔۔۔۔اگر کل کو ضامن کو کچھ ہو گیا تو۔؟ وہ اس تو سے آگے کچھ بھی نہیں سوچ پاتی تھی۔۔۔۔۔اس نے چاقو چھوڑ دیا۔۔۔۔اور ضامن کے سامنے بیٹھ گئی۔۔۔۔

آپ دونوں ہمیشہ خوش رہیں گے ضامن"۔۔۔۔۔اس نے ضامن کا ہاتھ پکڑا" تھا۔۔۔۔۔اور ضامن کے اندر ایک آگ بھڑک اٹھی تھی اس نے کھا جانے والی نظروں سے کیرت کو دیکھا۔۔۔۔کیرت کا سارا خون اسکے جسم میں خشک ہو گیا۔۔۔۔ضامن نے اپنا ہاتھ چھڑا کر اسکے منہ پہ کھینچ کر تھپڑ مارا کیرت تیورا گئی۔۔۔۔

تم نے میری محبت کا مذاق بنا کر رکھ دیا پریشے۔۔۔۔۔مجھے تم سے نفرت ہو رہی ہے" میری نظروں کے سامنے سے چلی جاؤ"۔۔۔۔۔وہ دھاڑتا ہوا۔۔۔۔خود ہی اٹھا اور بڑے بڑے ڈگ بھرتا وہاں سے نکل گیا۔۔۔۔۔کیرت اپنے گال پہ ہاتھ رکھ کر شل ہو کر بیٹھی رہ گئی۔۔۔۔ایک جملہ تھا جو اسکی سماعت سے اب ٹکرا رہا تھا۔۔۔۔

مجھے تم سے نفرت ہورہی ہے"۔۔۔۔۔بہت دیر تک یہ جملہ اسکے گرد رقصاں رہا پھر اس"
نے اپنے گھٹنوں کو اپنے بازوؤں میں سمیٹ لیا اور چیخ چیخ کر رونے لگی۔۔۔۔۔اسی کا
نصیب ایسا کیوں لکھا اللہ نے۔۔۔۔۔۔اسے کبھی کسی کی محبت نہیں ملے گی۔۔۔۔دادی
ٹھیک کہتی ہیں وہ بدبخت ہی ہے۔۔۔۔۔۔

_____&&&&&&&&&&&&&&&&_____

_____

وہ گھر بہت ٹوٹی بکھری آئی تھی۔۔۔۔امی ابو صحن میں بے چین سے اسکا انتظار کر رہے
تھے۔۔۔۔اسے آتا دیکھا تو امی بھاگ کر اسکے قریب گئیں۔۔۔۔

"کہاں گئی تھیں۔؟"

دل توڑنے"۔۔۔۔وہ بڑبڑائی۔۔۔امی نے اسکی بات نہ سمجھی انکی نظر اسکے گال پہ پڑی"
جہاں انگلیوں کے نشان تھے۔۔۔۔

یہ کیا ہوا ہے۔؟"امی نے تشویش سے اسکا گال چھوا۔۔۔۔پھر ابو کو دیکھا۔۔۔۔وہ بھی"
کیرت کے پاس آ گئے تھے۔۔۔۔

یہ دل توڑنے کا انعام ہے"۔۔۔۔۔وہ پھر زیرِ لب بڑبڑائی تھی۔۔۔۔"

تم چپ کیوں ہو کچھ بولو کیرت۔؟" امی ابو اسکی بڑبڑاہٹ سن نہیں پا رہے تھے تبھی وہ سوال پہ سوال کر رہے تھے۔۔۔۔

میرے پاس بولنے کے لیے کچھ بھی نہیں بچا میں سب کچھ ہار آئی ہوں"۔۔۔۔۔اب کی بار اس نے امی ابو دونوں کو دیکھ کر کہا تھا۔۔۔۔اور پھر تیزی سے کمرے میں چلی گئی۔۔۔۔باہر صحن میں امی ابو تاریکی میں ڈوب گئے تھے۔۔۔۔شاید وہ سمجھ گئے تھے کہ کیرت کیا ہار آئی ہے۔۔۔۔۔۔

آ گئیں آپ۔؟" کیرت اپنے کمرے میں آئی تو علیزہ فوراً اسکے پاس آئی تھی۔۔۔۔اسکی بے تابی اسکے لہجے سے جھلک رہی تھی۔۔۔۔

وہ مان گیا ہے تم سے شادی کے لیے، خوش ہو جاؤ"۔۔۔۔کیرت سپاٹ لہجے سے کہہ کر اپنے بیڈ پہ بیٹھ گئی۔۔۔۔اور علیزہ کو لگا جیسے اسکے پر لگ گئے ہیں۔۔۔۔۔وہ اڑتی ہوئی دادی کے پاس چلی گئی تھی۔۔۔۔۔اور کیرت کے آج سے ماتم کے دن شروع ہو گئے تھے۔۔۔۔۔

_____&&&&&&&&&&&&&&&&_____

_____

باب :- بارہواں

بے وفا

اسنے کہا
اگر شاعر ہو تو مجھ پہ بھی لکھو۔۔۔ کوئی غزل۔۔۔۔۔ کوئی نظم۔۔۔۔
میں نے قلم اٹھایا۔۔۔۔
اور "بے وفا" لکھ کر قصہ تمام کیا

وہ گھر لوٹا تو یوں لوٹا جیسے سچ میں مر کر آرہا ہو۔۔۔۔۔ جان ہو کر بھی وہ بے جان سا لگتا تھا۔۔۔۔۔ اس کے قدم پہلی بار گاڑی سے اتر کے چلتے یوں لڑکھڑا رہے تھے۔۔۔۔ ہر قدم پہ وہ خود کے ساتھ چلتی محسوس ہوتی۔۔۔۔ اور ہاتھ بڑھانے پہ وہ دھند میں کھو جاتی۔۔۔۔ "دھوکے باز کہیں کی" اس نے تنفر سے کہا۔۔۔۔۔ دل کر لا گیا۔۔۔۔ چیخ اٹھا۔۔۔۔۔ پر وہ اسکی چیخیں اندر ہی دباتا گاڑی کا دروازہ بند کرتا اندر داخل ہو گیا۔۔۔۔۔

For more visit: https://exponovels.com/ mailto:exponovels@gmail.com

داخل ہوتے ہی راہداری میں افضل بھائی نے اسے دیکھا۔۔۔وہ تیزی سے اس کی جانب آئے۔۔۔۔

"کہاں گئے تھے۔؟"

"!سب ہارنے۔"

"کیا مطلب۔؟

"!سب بے معنی ہوگیا۔"

"کیا۔؟"

"میں اور میری محبت۔!" ضامن نے نظریں اٹھا کر بھائی کو دیکھا۔۔۔۔سبز آنکھوں میں دل ٹوٹا بکھرا نظر آتا تھا۔۔۔۔افضل بھائی دہل گئے۔۔۔۔۔

"ضامن ہوا کیا۔؟ تم ایسی باتیں کیوں رہے ہو۔؟" وہ الجھ گئے۔۔۔۔خطرے کی گھنٹی انکے اندر بج اٹھی۔۔۔۔۔

"بھائی و۔۔۔وہ۔۔۔۔میرے ساتھ نہیں رہنا چاہتی۔۔۔۔۔بھائی اس نے مجھے چھوڑ دیا۔۔۔۔۔وہ کہہ رہی ہے کہ میں اسکی چھوٹی بہن سے شادی کرلوں کیونکہ اسکی چھوٹی بہن مجھے پسند کرتی ہے۔۔۔۔بھائی۔۔۔۔۔بھائی اسے۔۔۔۔اسے اپنی بہن کی محبت نظر

آگئی۔۔۔۔اسے میری دیوانگی نظر کیوں نہیں آرہی۔؟"وہ کہتا کہتا گھٹنوں کے بل بیٹھ گیا۔۔۔۔جیسے کیرت کے سامنے بیٹھا تھا۔۔۔۔اور ساری بات افضل کو بتا دی۔۔۔۔۔ بھائی افضل کو سمجھ نہ آیا کہ وہ کیا کریں۔۔۔۔۔پھر انہوں نے اسکا ہاتھ تھاما۔۔۔۔ یہاں سے اٹھو۔"وہ اسے بہت مشکل سے اٹھا پائے تھے۔۔۔۔۔لاؤنج میں آکر افضل" نے اسے صوفے پہ بٹھایا۔۔۔۔۔تبھی تشویش سے ثریا بھی اپنے کمرے سے نکل آکر آئیں۔۔۔۔

کی۔۔۔۔کیا ہوا۔؟"ضامن کو اتنا بجھا دیکھ وہ اندر تک سناٹے میں چل" گئیں۔۔۔۔انکے بیٹے کی آنکھیں نم تھیں۔۔۔۔۔وہ اسکے پاس بھاگ کر آئیں۔۔۔۔ ک۔۔کیا ہوا میری جان۔؟"ضامن نے خالی نظروں سے پہلو میں بیٹھی ماں کو" دیکھا۔۔۔۔۔پھر ان خالی نگاہوں سے قطار در قطار آنسوں ہاتھ پکڑ کر نکلنے لگے۔۔۔۔۔وہ ماں کے سینے سے لپٹ کر رونے لگا۔۔۔۔ٹوٹے پھوٹے الفاظ سے اس نے اپنی ادھوری محبت

اور پورے روگ کی کہانی سنا دی۔۔۔۔۔ثریا کیرت کے مطالبے پہ دنگ رہ گئیں۔۔۔۔۔پھر وہ اپنے بیٹے کی حالت دیکھ کر بپھر کر بولیں۔۔۔۔

For more visit: https://exponovels.com/ mailto:exponovels@gmail.com

اس نے تمہیں کھلونا سمجھ لیا ہے جو اسے اچھا نہیں لگتا تو بہن کو دے دے"
گی۔۔۔۔ دماغ خراب ہوگیا ہے اسکا" انہوں نے ضامن کے چہرے کو اپنے سامنے کیا
تم ایسا کچھ نہیں کروگے۔!" ماں کی بات پہ اسے وہ چاقو اور کیرت کا بے رحم چہرہ ولہجہ"
پھر اپنی آنکھوں کے سامنے نظر آیا۔۔۔۔۔ "اگر اس نے خود کو کچھ کرلیا تو۔؟" اور اس
تو" نے اسے پھر کمزور اور بے بس کردیا۔۔۔۔۔ اس نے دھیرے سے نہ میں گردن"
ہلائی۔۔۔۔

آپ کل جائیں وہی کریں جو پریشے کہتی ہے۔ "ثریا نے بے یقینی سے ضامن کو"
دیکھا۔۔۔۔

کیا کہہ رہے ہو۔؟" وہ کھڑا ہوگیا۔۔۔۔ اور کھڑے ہوتے ہی لڑکھڑایا۔۔۔۔ افضل بھائی"
نے فوراً اسے تھاما۔۔۔۔ وہ سنبھل گیا۔۔۔۔ رنج سے مخمور آنکھوں سے بھائی کو دیکھ کر
ہاتھ سے اشارہ کیا کہ "ٹھیک ہوں" اور پھر اپنی ممی کو دیکھ کر بولا۔۔۔۔۔

"جو کہہ رہا ہوں وہ کرلیں۔۔۔۔۔ ورنہ وہ خود کو کچھ کرلے گی"

وہ کچھ نہیں کرے گی میں اسے سمجھاؤں گی" ضامن دکھ سے ہنسا۔۔۔۔"
کوئی نہیں سمجھا سکے گا۔۔۔۔ میری نہیں مانی اس نے بہت ضدی ہے وہ"۔۔۔۔ اس"
نے گہرا سانس لیا۔۔۔ آنسوں اپنے اندر اتارے "آپ بس اسکے گھر جائیں اور شادی

جتنی جلدی ہو سکے طے کر دیں"۔۔۔۔۔ یہ کہہ کر وہ رکا نہیں تیزی سے اپنے کمرے میں چلا گیا۔۔۔۔۔۔ ثریا نے تھک کر اپنا سر پکڑ لیا۔۔۔۔۔ یہ لڑکی ان کے لیے عذاب بن گئی تھی۔۔۔۔ افضل بھائی خاموشی سے انہیں

دیکھتے رہے۔۔۔۔۔

_____&&&&&&&&&&&&&&_____

_____

صبح کب ہوئی کیرت کو معلوم ہی نہ ہوا۔۔۔۔۔ پوری رات کسی پتھر کی طرح بیڈ کراؤن سے کمر ٹکائے بیٹھی رہی۔۔۔۔۔ اسکے پاس ابو آئے تھے۔۔۔۔ بہت محبت سے سر پہ ہاتھ پھیرا۔۔۔۔

کیا کہا ہے تمہاری دادی نے۔؟"کیرت خاموش رہی۔۔۔۔ وہ اسکے پہلو میں بیٹھ" گئے۔۔۔۔ اسکا ہاتھ مضبوطی سے پکڑ لیا۔۔۔۔

وہ جھوٹ بول رہی ہیں میرے بچے تمہاری قسمت تمہاری نانی جیسی نہیں ہے۔"وہ" سمجھ گئے تھے کہ دادی نے اسے کیا دکھا کر ڈرایا ہے۔۔۔۔۔ انکی بات پہ کیرت کی آنکھیں پھر سے بھر گئیں۔۔۔۔ پر خاموش رہی۔۔۔۔۔ اسکے ابو بولے۔۔۔۔

وہ سب ہماری قسمت میں لکھا تھا۔ "کیرت کی آنکھوں سے آنسوں ٹوٹ کر اسکے گال پہ"
آگیا۔۔۔۔اس نے لبوں کو جنبش دی۔۔۔۔
ابو مجھے ڈر لگتا ہے اب، اسے میری وجہ سے کچھ ہوگیا تو میں خود معاف کیسے کروں"
گی۔۔۔۔۔میں اسے تکلیف میں نہیں دیکھ سکتی"۔۔۔۔۔۔
تو کیا اب وہ خوش ہے۔؟"کیرت نے اس بات پہ نظریں چرالیں۔۔۔۔۔وہ اداس"
سے مسکائے۔۔۔۔
تم غلط کر رہی ہو کیرت ابھی تم ڈری ہوئی ہو اس لیے حواس باختہ ہو۔۔۔۔پر جب ہوش"
میں آؤ گی تو بہت پچھتاؤ گی۔۔۔۔۔محبت کرنے والے ناراض ہوجائیں تو انہیں منانا بہت
مشکل ہوجاتا ہے اور میں نہیں چاہتا تمہاری زندگی میں کوئی بھی مشکل آئے تم ایک بار پھر
سوچ لو"۔۔۔۔۔۔وہ کہہ کر چلے گئے تھے کیرت کو ضامن کی بات یاد آئی۔۔۔۔

مجھے کبھی ناراض مت کرنا۔!"اور اس نے کل ضامن کو ناراض اور خود سے نفرت"
کرنے پہ مجبور کر دیا تھا۔۔۔۔۔پر وہ کیا کرے۔؟ ضامن کو کل کو کچھ ہوگیا تو۔۔؟ اور ہر بار
کی طرح ایک "تو" نے سب کا سب کچھ لوٹ لیا۔۔۔۔۔

For more visit: https://exponovels.com/ mailto:exponovels@gmail.com

_____&&&&&&&&&&&&_____

یہ سب آپ غلط کر رہی ہیں۔ "انور اپنی ماں کے سر پہ کھڑے تھے علیزہ اور امی بھی وہی تھیں۔۔۔۔۔

کیا غلط کر رہی ہوں۔؟ "ان کے انجان بنے پہ انور اندر تک سلگ گئے۔۔۔۔"

آپ ضامن سے علیزہ کی شادی کیوں کر رہی ہیں۔؟ آپ نے یہ سوچ بھی کیسے لیا۔؟ اور" آپ کو کیا لگتا ہے یہ زبردستی کا رشتہ وہ نبھا لے گا۔؟ کیوں تین زندگیاں خراب کر رہی ہیں آپ۔؟ "دادی نے پرسکون انداز میں پلکیں اٹھا کر اپنے بیٹے کو دیکھا جو کسی شیر کی طرح بپھرا کھڑا تھا۔۔۔۔ علیزہ جزبز کا شکار تھی۔۔۔۔ ایک ابو نہیں مان رہے۔۔۔۔۔ دوسرا اسکی زندگی اس ایش نے عذاب کر دی ہے۔۔۔۔ پر "میں سب دیکھ لوں گی"۔۔۔۔ اس نے خود کو تسلی دی تھی۔۔۔۔

انشاءاللہ سب ٹھیک ہوگا۔۔۔۔ اور اگر وہ اتنا ہی کیرت کو چاہتا ہوتا تو مان نہ" جاتا۔۔۔۔ اپنے سے بڑی عمر کی لڑکی سے شادی اسے کبھی خوشی نہ دے پاتی۔۔۔۔ ایک نہ ایک دن تو وہ کیرت کو بھی چھوڑ ہی دیتا۔۔۔۔ "دادی کی بات انور نے کاٹی

"آپ کو ایسا کیوں لگتا ہے کہ وہ بعد میں کیرت کو چھوڑ دے گا۔؟"

تمہیں ایسا کیوں لگتا ہے کہ وہ بعد میں علیزہ کو چھوڑ دے"

وے گا۔؟" سوال پہ سوال کیا گیا۔۔۔۔انور چپ سے ہو گئے۔۔۔۔ مستقبل کے بارے میں سب اندازا ہی کر سکتے تھے۔۔۔۔۔

میں نے دنیا دیکھی ہے سب سمجھتی ہوں۔!" دادی کی بات پہ انور کے اندر تک" کڑواہٹ پھیل گئی۔۔۔۔

بس سمجھتیں نہیں تو ایک دل کا حال نہیں سمجھتیں آپ۔۔۔۔مجھے افسوس ہے کہ آپ" میری ماں ہیں۔۔۔۔اگر آپ سے ماں کا رشتہ نہ ہوتا تو اپنی کیرت کا باپ ہونے کے ناتے سے میں کبھی آپکی شکل نہ دیکھتا۔۔۔۔آپ نے کوئی پردہ نہ رکھا۔۔۔۔سب اس معصوم کو بتا دیا۔۔۔۔۔اس دن سے ڈریں اماں جب اسکے آنسوؤں کی بددعا ہمیں لگے گی"۔۔۔۔۔انور کہہ کر کمرے سے، پھر گھر سے بھی نکل گئے۔۔۔۔۔کیرت کی امی نے سامنے کھڑی علیزہ کو دیکھا۔۔۔

کاش تم پیدا ہی نہ ہوئی ہوتیں علیزہ بہن کے حق پہ ڈاکا ڈال کر تم کتنی مطمئن کھڑی ہو پر" اس وقت سے ڈرو جب کسی کے دل کی ہائے لگے گی تم روتی رہ جاؤ گی دیکھنا"۔۔۔۔۔

امی تنفر سے بول رہی تھیں۔۔۔۔دادی انکے لہجے کے تنفر سے گنگ رہ گئیں اور علیزہ کے اندر سناٹا پھیلا تھا۔۔۔۔۔پہلی بار اسے ڈر سا لگا تھا۔۔۔۔۔۔۔

_____&&&&&&&&&&&&&&&&_____

_____

لاہور پہ پھیلی دوپہر ستمبر کی خنکی سے پاک تھی۔۔۔۔ماحول میں گرمائش تھی۔۔۔۔۔لہجوں کی طرح۔۔۔۔۔پارک کے درمیان میں بنی یہ مخروطی چھت نما چھتری تین پیلرز پہ کھڑی تھی۔۔۔۔جس کے نیچے میز اور دو بینچ آمنے سامنے لگے تھے۔۔۔۔۔جن پہ وہ بیٹھا علیزہ کے بدلے لہجے کو سن کر حیران تھا۔۔۔۔وہ کہہ

رہی تھی۔۔۔

ایش مجھے تم سے محبت ہے پر میں کیا کروں میرے گھر والے میرا زبردستی وہاں رشتہ" کر رہے ہیں اور ایش تم خود سوچو تمہارے پاس ہے ہی کیا۔؟ دو کمروں کے فلیٹ کے علاوہ اتنا کوئی بینک بیلنس بھی نہیں ہے میرے گھر والے میرا بھلا ہی چاہتے ہیں ضامن تم سے زیادہ اسٹیبل ہے تبھی وہ لوگ میرا وہاں رشتہ کر رہے ہیں"۔۔۔۔۔علیزہ کی ایک بار

بھی زبان نہ لڑکھڑائی یہ سب جھوٹ کہتے۔۔۔۔وہ بہت دلیری سے آنکھوں میں آنکھیں ڈال کر بول رہی تھی۔۔۔۔ایش کے لب بھنچ گئے۔۔۔۔

تو تم اس سے پیسوں کی وجہ سے شادی کر رہی ہو۔؟"اسکے سوال پہ علیزہ چڑ گئی۔۔۔"

"!تم مجھ پہ الزام نہ لگاؤ۔"

میں الزام کہاں لگا رہا ہوں صرف پوچھ رہا ہوں۔۔"وہ علیزہ کے تاثر بغور دیکھ رہا تھا۔۔۔۔علیزہ کا حلق خشک سا ہو گیا۔۔۔۔اسے کوئی جواب سمجھ نہ آیا۔۔۔۔۔پھر وہ جیسے ہار گئی۔۔۔۔اس نے ایش کا ہاتھ پکڑا۔۔۔

میں تم سے محبت کرتی ہوں ایش پر میں کیا کروں میں بھی تو اپنا فیوچر دیکھوں گی نا۔؟ تم خود" سوچو آج کل کے دور میں کون نہیں چاہتا کہ اس کے پاس سب کچھ ہو۔؟"اسکا انداز ایسا تھا کہ ایش کنفیوژ ہو گیا کہ کیا یہ ابھی کچھ دیر پہلے والی ہی لڑکی ہے۔؟

"علیزہ محبت میں لوگ بہت کچھ کر لیتے ہیں اور تم تھوڑے میں گزارا نہیں کرنا چاہتیں۔؟"

وہ دکھی سا ہو گیا تھا۔۔۔۔۔علیزہ اندر ہی اندر جھنجھلائی۔۔۔۔۔اسے سمجھ نہیں آ رہا تھا کہ وہ کیا کرے۔؟ پیسے دیکھتی تو ضامن سے اچھا کچھ نہ لگتا۔۔۔اور

For more visit: https://exponovels.com/ mailto:exponovels@gmail.com

ایش کو دیکھتی تو محبت کرلانے لگتی۔۔۔۔دل کے کسی کونے میں ایک احساس ایش کی محبت کا کنڈلی مارے کب بیٹھ گیا علیزہ کو پتہ بھی نہ چلا۔۔۔۔وہ ایش سے جان بھی چھڑانا چاہ رہی تھی۔۔۔۔اور چھڑاتے جان بھی جا رہی تھی۔۔۔۔

"ایش میں کیا کروں مجھے کچھ سمجھ نہیں آرہا۔!"وہ بے بس ہوگئی۔۔۔۔۔ایش کے ہاتھ پہ اس نے ماتھا ٹکا لیا۔۔۔۔۔ایش نے نرمی سے دوسرا ہاتھ اسکے سر پہ رکھا اور تھپکنے لگا۔۔۔۔۔

"تم وہ کرو جو میں تمہیں کہوں گا"۔۔۔۔۔علیزہ نے نظریں اٹھا کر اسے دیکھا۔۔۔۔

"جو تم کہو گے اس سے کیا مجھے سب مل جائے گا۔؟"ایش نے مسکرا کر سر اثبات میں ہلا دیا۔۔۔۔

"پھر بتاؤ کیا کرنا ہے۔؟"علیزہ نے اسکے ہاتھ سے سر اٹھا لیا۔۔۔۔ایش نے گہرا سانس لیا۔۔۔۔۔اور پھر بولنے لگا۔۔۔۔۔علیزہ ہمہ تن گوش تھی۔۔۔۔۔

"ایش۔!"ایش کے پلان پہ علیزہ سہم سی گئی۔۔۔۔اس نے تیزی سے سر ناں میں ہلایا۔۔۔

"نہیں ایش میں ایسا کچھ نہیں کروں گا۔!"انداز دو ٹوک تھا۔۔۔۔ایش نے پہلو بدلا۔۔۔۔اور غصے سے پھنکارا۔۔۔۔۔

For more visit: https://exponovels.com/ mailto:exponovels@gmail.com

علیزہ کرنا تو تمہیں پڑے گا۔۔۔۔ ورنہ میں تمہاری شادی کے دن آکر سب کو ہماری "
تصویر اور چیٹ دکھا دوں گا۔۔۔۔ تم مجھے نہیں جانتیں میں کتنا برا ہوں۔۔۔۔ اس لیے
محبت سے مان جاؤ"۔۔۔۔۔ وہ پل بھر میں لہجہ بدل گیا تھا۔۔۔۔ بالکل علیزہ کی
طرح۔۔۔۔ علیزہ اسکی دھمکی پہ ساکت رہ گئی۔۔۔۔۔ اس نے اس پہلو سے تو کبھی سوچا
ہی نہیں تھا۔۔۔۔۔ پورا پارک اب اسکے سامنے گول گول گھومنے لگا تھا۔۔۔۔۔ ایش
اسکی حالت سے بے

نیاز بینچ سے کھڑا ہو گیا۔۔۔۔۔ ٹیبل پہ دونوں ہتھیلیاں رکھ کر وہ علیزہ کی طرف جھکا
تھا۔۔۔۔۔
فیصلہ جلدی کرنا مجھے تمہارے فیصلے کا انتظار رہے گا۔ "اور پھر یہ کہہ کر وہ تیزی سے وہاں "
سے چلا گیا۔۔۔۔۔ علیزہ کسی پتھر کی طرح بینچ پہ بیٹھی رہ گئی۔۔۔۔۔
بہت دیر بعد وہ بینچ سے اٹھی تھی اور پرس اٹھا کر پارک سے نکل گئی۔۔۔۔ وہ سڑک پہ اپنے
ہی خیالوں میں چل رہی تھی جب اچانک ہی ایک گاڑی کے تیز ہارن پہ وہ تقریباً اچھل ہی
گئی۔۔۔۔ گاڑی عین اسکے قدموں میں رکی تو اسکی جان حلق میں آ گئی۔۔۔۔ اس نے بے
ساختہ چیخ ماری تھی۔۔۔۔ گاڑی والا تیزی سے گاڑی سے نکل کر علیزہ کے پاس آیا۔۔۔۔

For more visit: https://exponovels.com/ mailto:exponovels@gmail.com

آپ ٹھیک ہیں۔؟" وہ فکرمندی سے پوچھ رہا تھا سڑک اس وقت سنسان پڑی تھی اکا دکا گاڑیاں تھیں جو وقفے وقفے سے آرہی تھیں۔۔۔۔ علیزہ نے کھا جانے والی نظروں سے افضل بھائی کو دیکھا۔۔۔۔

خدا نے اگر تم جیسوں کو گاڑیاں دے ہی دی ہیں تو اندھوں کی طرح سڑک پہ کیوں دوڑا" رہے ہو۔۔؟" اس نے کمر پہ ہاتھ رکھا۔۔۔۔ "اگر مجھے گاڑی لگ جاتی اور میں ٹانگوں سے اپاہج ہوجاتی تو۔؟" اس نے دانت پیس کر کہا تھا۔۔۔۔ افضل بھائی نے وضاحت دینے کے لیے لب کھولے

دیکھیں مجھ سے غلطی ہوگئی اصل میں میرا دھیان نہیں تھا اور آپ بھی بالکل سڑک کے" بیچ میں چل رہی تھیں"۔۔۔۔۔ علیزہ کی آنکھیں حیرت سے پھیل گئیں۔۔۔۔

واہ بھئی یہ بھی ٹھیک ہے اپنی غلطی میرے سر پہ ڈال رہے ہو دیکھو مسٹر تم مجھے نہیں" جانتے ابھی پولیس کو بلالوں

گی تو عقل ٹھکانے آجائے گی"۔۔۔۔۔۔ افضل بھائی فوراً بولے

دیکھیں مجھ سے غلطی ہوگئی"۔۔۔۔۔ علیزہ نے انکی بات کاٹی"

"تو معاف کون مانگے گا۔؟"

میں ہی مانگوں گا اگر آپ چپ ہوں گی تو"۔۔۔۔ وہ عاجزی سے بولے تو علیزہ شرمندہ"
سی ہو گئی۔۔۔ پھر کھنکار کر بولی۔۔۔
"تو مانگو کس بات کا انتظار کر رہے ہو۔؟"
آپ کے چپ ہونے کا۔!" افضل بھائی نے مسکراہٹ دبا کر کہا تو علیزہ جل بھن"
گئی۔۔۔۔
دیکھو۔۔۔" وہ کچھ بولنے لگی تھی کہ افضل بھائی نے بغیر تامل کہا"
سوری مجھے گاڑی دیکھ کر چلانی چاہیے تھی ایم سو سوری"۔۔۔۔۔ انکی سوری سن کر علیزہ"
نے بھنوا چکالی
معاف کر رہی ہوں ورنہ جیل میں ڈلوا دیتی تم مجھے جانتے نہیں" علیزہ کہہ کر فٹ پاتھ پہ چڑھ"
کر جانے لگی۔۔۔۔ بھائی افضل اسکی آخری بات پہ مسکرا کر رہ گئے انہوں نے سینے پہ ہاتھ
باندھ لیے تھے اور اسے فٹ پاتھ پہ دور جاتا دیکھنے لگے۔۔۔۔۔ پھر انہیں یاد آیا کہ انہیں
ایک میٹنگ میں ابھی پہنچنا ہے تو وہ گاڑی میں بیٹھ کر وہاں سے چلے گئے۔۔۔۔۔
_____&&&&&&&&&&&&&&&_____
_____

کیرت اور ضامن کی اس دن کے بعد سے کوئی بات نہیں ہوئی تھی۔۔۔۔اس نے آفس بھی جانا چھوڑ دیا تھا۔۔۔۔کیونکہ اب کوئی اسے بار بار کالز کر کے آنے کا نہیں کہتا تھا۔۔۔۔۔وہ جو بہت بولتا تھا اب بہت خاموش ہو گیا تھا۔۔۔۔ایسے جیسے وہ کبھی بولا ہی نہیں تھا۔۔۔۔۔

اس شام ضامن کی ممی نے آکر علیزہ کو انگوٹھی پہنا دی تھی۔۔۔۔گھر میں منگنی ہوئی پر خوشی کسی کو نہ ہوئی۔۔۔۔۔سوائے دادی کے۔۔۔۔علیزہ خود چپ چپ سی تھی۔۔۔۔۔فرحت اور پھوپو بھی آئی تھیں۔۔۔۔اور اپنی عادت سے مجبور پھوپو کیرت سے بولیں

"سنا تھا پہلے تمہارا رشتہ آیا تھا پھر علیزہ کو کیوں پسند کر گئے۔؟"کیرت نے جواب نہ دیا۔۔۔۔۔پھوپو نے پھر خود ہی بات میں اضافہ کیا۔۔۔

"ہاں لڑکا چھوٹی عمر کا تھا۔۔۔۔اور پھر وہ امیر لوگ ایسے کیسے کسی کو بھی پسند کر لیتے۔۔۔۔۔علیزہ ماشاءاللہ سے ہماری حسین ہے اسے دیکھا تو اس پہ دل آگیا ہوگا"۔۔۔۔۔کیرت انکی بات مکمل ہونے سے پہلے اٹھ کر وہاں سے چلی گئی۔۔۔۔۔

For more visit: https://exponovels.com/ mailto:exponovels@gmail.com

اپنے کمرے میں آکر وہ بیڈ پہ اوندھے منہ لیٹ گئی۔۔۔۔اب اسے رونا بھی نہ آتا تھا۔۔۔۔کس حق سے روئے وہ۔؟ ضامن کے سارے حق تو اس نے خود کسی اور کو دیے ہیں پھر اب کیوں وہ تکلیف محسوس کر رہی ہے۔؟ اسے تو اب خوش ہونا چاہیے۔۔۔۔۔۔

ضامن کی ممی جب ان کے گھر سے گئیں تو کچھ دیر میں ہی کیرت کا موبائل بجا۔۔۔۔اس نے موبائل دیکھا تو کال ضامن کی تھی۔۔۔۔۔دل بری طرح سے دکھنے لگا۔۔۔۔۔کال کاٹنے لگی پر دل نے ہاتھ جوڑ لیے۔۔۔۔۔وہ چیخنے لگا۔۔۔۔اور کیرت رو پڑی۔۔۔۔۔کال اوکے کر کے اس نے فون کان سے لگایا۔۔۔۔۔وہ جو کال اوکے ہوتے ہی بولنے لگتا تھا آج چپ رہا۔۔۔۔۔کیرت گھونٹ گھونٹ آنسو پیتی رہی۔۔۔۔۔پھر ہمت کر کے بولی۔۔۔۔

"جی؟"

رو لیں؟" اسنے نرمی سے کہا۔۔۔۔۔کیرت کا دل اور بھر گیا۔۔۔۔"

م۔۔میں رو نہیں رہی تھی۔!" بہت آہستگی سے اس نے گیلی"

سانس اندر کھینچی تھی۔۔۔۔۔

For more visit: https://exponovels.com/ mailto:exponovels@gmail.com

تم اتنا جھوٹ کیوں بولتی ہو۔ ؟" وہ اپنے کمرے کی روشنیاں گل کر کے بیڈ پہ بیٹھا" تھا۔۔۔۔۔ حلیہ رف تھا۔۔۔۔۔ جو پہلے کبھی نہیں ہوا تھا اسکا۔۔۔۔۔ بال بکھرے ہوئے تھے آنکھوں میں بجھے خوابوں کی راکھ تھی۔۔۔۔۔ جسم میں جان نکلنے والا درد ہر وقت دوڑتا رہتا تھا۔۔۔۔۔ وہ بیڈ سے اٹھ کر بالکونی میں آگیا۔۔۔۔۔

میں جھوٹ نہیں بول رہی۔ !" ضامن اداس ہنسا۔۔۔۔"

اچھا تم نے مجھے مبارک نہیں دی میری آج منگنی ہوگئی۔ ؟" یہ کہتے اسکے خود کے گلے میں" آنسو اٹک گئے تھے۔۔۔۔۔ اور کیرت ٹوٹ کر رہ گئی۔۔۔۔۔ کہاں سے لائے وہ یہ کہنے کی ہمت۔ ؟

دو مبارک باد تمہاری مان کر ہی تو میں یہ سب کر رہا ہوں"۔۔۔۔۔ اس کے کسی قسم کا" جواب نہ دینے پہ وہ بولا تھا۔۔۔۔ کیرت نے نچلا ہونٹ دانتوں میں دبایا۔۔۔۔۔ آنسوں تواتر اسکی آنکھوں سے گرنے لگے۔۔۔۔۔

بہت مبارک ہو، آپ ہمیشہ خوش رہیں ضامن"۔۔۔۔ اس نے کہہ کر کال کاٹنے کی" کوشش کی پر کاٹ نہ سکی کیونکہ وہ فوراً بولا تھا۔۔۔۔

تمہارے ساتھ رہتا تو خوش بھی رہتا اب تو بس دعا کرو میں زندہ رہ لوں ورنہ تمہاری بے" وفائی مجھے مار دے گی۔۔۔۔۔ پر یشے میں تمہاری بے وفائی کا داغ قبر تک لے کر جاؤں اور

تمہیں کبھی معاف نہیں کروں گا۔۔۔۔۔آئی جسٹ ہیٹ یو"۔۔۔۔۔اسنے چبا چبا کر کہا اور کال کاٹ دی۔۔۔۔۔بے دردی سے آنکھ میں آئی نمی کو رگڑتا وہ کمرے میں آیا بیڈ پہ موبائل پھینک کر وہ بے جان سا ہو کر لیٹ گیا۔۔۔۔۔

اور کیرت شل رہ گئی۔۔۔۔بار بار محبت کا اظہار کرنے والا اب

نفرت کا اظہار بھی یوں بے رحمی سے کرے گا کیرت کو اندازہ نہ تھا۔۔۔۔۔

_____&&&&&&&&&&&&_____

_____

رات کا دوسرا پہر تھا وہ اپنے فلیٹ کے کمرے میں سینے پہ موبائل رکھ کر لیٹا تھا۔۔۔۔علیزہ کا ابھی تک کوئی جواب نہیں آیا تھا۔۔۔۔اور ایش اب کچھ پریشان بھی ہو گیا تھا۔۔۔۔۔اس نے موبائل اٹھا کر علیزہ کو میسج کرنے کا سوچا ہی تھا کہ علیزہ کا میسج آیا۔۔۔۔

"میں تیار ہوں جو تم نے کہا ہے میں وہ ہی کروں گی۔۔۔۔۔اس کے بعد ہم ایک نئی زندگی گزاریں گے یہاں سے بہت دور چلے جائیں گے"۔۔۔۔۔ایش کے لبوں پہ بے ساختہ مسکان پھیل گئی تھی۔۔۔۔۔اسے پتہ تھا علیزہ مان جائے گی۔۔۔۔۔

اب آئے گا مزہ" اس نے زیر لب کہا اور جوابی میسج ٹائپ کرنے لگا۔۔۔۔۔۔"

کمرے کا خوابناک اندھیرا نئی سازشوں کا جال چاروں طرف پھیلتا دیکھ رہا تھا۔۔۔۔۔۔

_____&&&&&&&&&&&&&_____

ضامن کے کہے مطابق شادی کی ڈیٹ جلدی ہی فکس کردی تھی۔۔۔۔علیزہ اب بہت خوش تھی۔۔۔۔فرحت بھی اپنے سسرال سے آگئی تھی۔۔۔۔۔گھر میں شادی کی تیاریاں شروع ہوگئی تھیں۔۔۔۔ضامن کی امی نے کہا کہ وہ ہر رسم سادگی سے کرنا چاہتی ہیں جس پہ دادی بولیں۔۔۔

ارے یہ کیا بات ہوئی سادگی کیسی۔؟ ہم تو اپنے ارمان پورے"

کریں گے۔۔۔۔۔اور آپ لوگوں کو بھی کوئی کسر نہیں چھوڑنی چاہیے"۔۔۔۔انکی بات پہ ضامن کی ممی کے چہرے پہ تلخی پھیل گئی

ہمیں کچھ کرنے لائق چھوڑ ہی کہاں ہے آپ کی بیٹی نے۔!" انہوں نے ایک نظر کیرت پہ ڈالی تھی جو لاتعلق ہوکر بیٹھی تھی پر انکے لہجے کی کڑواہٹ کیرت کو انہیں دیکھنے پہ مجبور کرگئی جب ضامن کی ممی کمرے سے جانے لگیں تو کیرت کے سامنے رک کر بولیں۔۔۔۔

تم ٹھیک نہیں کر رہیں وہ آجکل ہر روز مر رہا ہے میرے بیٹے کے حال پہ رحم کھاؤ اس کی" محبت کو اسکا گناہ نہ بناؤ"۔۔۔۔۔کیرت بس انہیں دیکھتی رہی کچھ نہ بولی۔۔۔۔اور ثریا اسکی چپ سے جھنجھلا کر وہاں سے چلی گئیں۔۔۔۔۔

_____&&&&&&&&&&&&&_____

یہ دن لاہور پہ خاموشی سے ڈھل رہا تھا۔۔۔۔۔آج علیزہ کی مہندی تھی۔۔۔۔پہلے یہ مہندی گھر پہ ہی ہونی تھی پر پھر افضل بھائی نے کال کر کے انور کو کہہ دیا کہ مہندی کی رسم انکے گھر ہوگی اس لیے وہ علیزہ کو لے کر انکے گھر آجائیں۔۔۔۔۔انور نے منع کرنا چاہا پر ناکام رہے۔۔۔۔۔

شام ہوئی تو علیزہ فرحت کے ساتھ پارلر چلی گئی اس نے پارلر سے ہی ضامن کے گھر جانا تھا۔۔۔۔جبکہ باقی پھوپو، دادی، امی اور ابو جانے کے لیے تیار تھے تبھی ابو نے کیرت کا پوچھا

وہ نہیں جائے گی۔!"امی نے جواب دیا تھا۔۔۔۔انور بس سر کو خم دے کر رہ" گئے۔۔۔۔دادی خوش تھیں کہ کیرت نے خود سے

ہی جانے سے انکار کر دیا۔۔۔۔۔

جب وہ لوگ ضامن وغیرہ کے گھر پہنچے تو ضامن نے سب سے پہلے کیرت کا پوچھا۔۔۔۔

نہیں وہ نہیں آئی"۔۔۔۔ انور نے دھیرے سے جواب دیا تھا۔۔۔۔۔"

میں اسے لے کر آرہا ہوں۔!" وہ کہہ کر باہر کی جانب بڑھ گیا۔۔۔۔ دادی اسے روکنا چاہتی تھیں پر وہ بہت تیزی سے وہاں سے نکلا تھا۔۔۔۔ پھوپو کافی محظوظ ہو رہی تھیں یہ سب دیکھ کر کتنا اچھا سین چل رہا تھا۔۔۔۔۔ کاش شکیل علیزہ کو پارلر سے لینے نہ گیا ہوتا۔۔۔۔ انہوں نے دل میں سوچا تھا پر پھر انہیں ہنسی سی آئی

اچھی بات ہے شکیل علیزہ کو لائے گا اور علیزہ کا دولہا کیرت کو واہ کیا سین ہوگا"

ہائے"۔۔۔۔ انہوں نے زیرِ لب کہہ کر گہرا سانس لیا اور سجے ہوئے لاؤنج کو طائرانہ دیکھنے لگیں۔۔۔۔۔ ضامن وغیرہ کی طرف بھی زیادہ مہمان نہ تھے بس کچھ قریب رشتے دار تھے۔۔۔۔۔ جو اس وقت سر جوڑے باتوں میں مصروف تھے۔۔۔۔ ضامن کی ممی اور ڈیڈ کافی ٹھنڈے انداز میں دادی وغیرہ سے ملے تھے۔۔۔۔ ہاں البتہ افضل بھائی بہت اچھے سے انور سے بات کر رہے تھے۔۔۔۔۔ اس وقت بھی وہ انہیں اپنے رشتے داروں سے ملوا رہے تھے۔۔۔۔ پر انور چاہ کر بھی مسکرا نہیں پا رہے تھے۔۔۔۔ انکا دل گھر کیرت میں اٹکا تھا۔۔۔۔

_____&&&&&&&&&&&&&&_____

گلی میں رات کی خاموشی انگڑائی لے رہی تھی۔۔۔۔گھروں کے آگے لگے زرد بلب روشن تھے پر گلی میں سناٹا چھایا تھا۔۔۔۔۔وہ

کیرت کے گھر کے سامنے گاڑی کھڑی کر کے کھڑا تھا۔۔۔۔اسنے دروازہ بجایا۔۔۔۔دو تین دستکوں پہ دروازہ کھل گیا اور ضامن کو سامنے کھڑا دیکھ کیرت کو جھٹکا لگا۔۔۔۔۔

آ۔۔۔آپ۔۔آپ۔؟"وہ ہکلا سی گئی۔۔۔۔ضامن سپاٹ چہرے سے اندر داخل" ہوگیا۔۔۔۔۔

"آپ یہاں کیا کر رہے ہیں۔؟"

تم یہاں کیا کر رہی ہو۔؟"وہ چلتا صحن میں آگیا تھا جو تیرگی میں ڈوبا تھا نیم کا درخت انہیں" دیکھنے لگا۔۔۔۔۔درخت پہ موجود گھونسلہ اسی دن کی طرح خالی تھا چڑیا نجانے کہاں چلی گئی تھی۔۔۔۔۔کیرت اسکا ہر روز انتظار کرتی تھی۔۔۔۔۔

اپنے گھر میں لوگ کیا کرتے ہیں۔؟"کیرت رخ موڑ کر کھڑی ہوگئی تھی۔۔۔۔وہ ضامن" سے نظریں نہیں ملانا چاہتی تھی۔۔۔۔اس میں اتنی ہمت نہیں تھی۔۔۔۔۔آسمان پہ

تارے پھیلے تھے چاند نہ تھا۔۔۔۔ماحول میں ہلکی سی ٹھنڈک تھی اور ہوا سے جسم میں سنسنی بکھیرتی تھی۔۔۔۔۔

دوسروں کی زندگی برباد کر کے سکون کرتے ہیں لوگ اپنے گھروں میں"۔۔۔۔۔۔"
ضامن نے اسکی پیٹھ کو دیکھ کر کہا تھا۔۔۔کیرت کو ضامن کی بات تیر کی طرح لگی تھی۔۔۔۔

آپ جائیں ضامن آج آپکی مہندی ہے وہاں سب آپ کا انتظار رہے ہوں"
گے"۔۔۔۔۔

تم ساتھ چلوگی تو جاؤں گا"وہ قدم قدم چلتا اسکے سامنے آگیا۔۔۔۔۔"
تم شرکت نہیں کروگی میری شادی میں۔؟"اس نے جھکی آنکھوں والی بے رحم لڑکی کو" دیکھ کر پوچھا تھا کیرت نے نظریں اٹھائیں۔۔۔

میری طبیعت خراب ہے آپ جائیں میں نہیں آسکتی"وہ یہ نہ کہہ سکی کہ آپ کو کسی اور" کا ہوتے دیکھنے کی مجھ میں ہمت نہیں ہے۔۔۔۔۔۔

ٹھیک ہے میں بھی نہیں جارہا ہے"۔۔۔۔۔۔وہ جا کر برآمدے میں رکھی کرسی پہ بیٹھ" گیا۔۔۔۔کیرت بے بسی سے اسے دیکھنے لگی پھر وہ اسکے پاس گئی۔۔۔۔۔اور گھٹنوں

کے بل بیٹھ کر اسکے ہاتھ پکڑ کر اس نے انکی پشت اپنی آنکھوں سے لگا لی۔۔۔۔ وہ چونکا تھا پر کیرت بولنے لگی تھی۔۔۔۔

"ضامن میں سب کے بعد بس آپ سے توقع کر سکتی ہوں کہ آپ مجھے کبھی تکلیف نہیں دیں گے"۔۔۔۔ اس کے ہاتھوں کی پشت کو آب چشم نے چھوا تو وہ تڑپ گیا۔۔۔۔۔ اس نے کیرت کے چہرہ کو اوپر کیا۔۔۔۔۔

"میں نہیں چاہتا تمہیں تکلیف ہو، تم اپنی لیے یہ دکھ تکلیف خود خرید رہی ہو۔۔۔۔ مجھ سے ابھی محبت نہیں ہے نا تمہیں۔؟ تو کوئی بات نہیں۔۔۔۔ ہم ایک دوسرے کو وقت دیتے ہیں۔۔۔۔ پر یہ مت کرو جو تم اب کر رہی ہو"۔۔۔۔۔ کیرت نے بھگی آنکھوں سے ضامن کو دیکھا۔۔۔۔۔

"آپ تیار کیوں نہیں ہوئے ابھی تک۔؟ علیزہ آپ کا انتظار کر رہی ہوگی۔!" اس نے گیلی سانس اندر کھینچی تھی۔۔۔۔۔ وہ ٹوٹنا نہیں چاہتی تھی۔۔۔۔ اگر وہ اب ٹوٹی تو ضامن اسے سیمٹ کر خود میں شامل کر لے گا۔۔۔۔۔ پھر جدائی موت برابر ہو جائے گی۔۔۔۔۔ اس لیے وہ خود کو سنبھالتی اپنی عادت کے مطابق بات بدل گئی۔۔۔۔۔ ضامن کے چہرے پہ تلخی پھیل گئی۔۔۔۔۔

For more visit: https://exponovels.com/ mailto:exponovels@gmail.com

تم بہت بے حس، جھوٹی اور خود غرض ہو"۔۔۔۔۔کیرت اسکی بات پہ رخ موڑ کر کھڑی ہو گئی تھی۔۔۔۔آنکھوں سے تواتر

آنسوں گرتے تھے۔۔۔۔نیم کا درخت اور اندھیرا دل گرفتی سے سارا منظر دیکھ رہے تھے۔۔۔۔۔۔۔

آپ مجھے لینے آئے ہیں۔؟"اسنے دوپٹے سے آنکھیں صاف کر کے اسکی جانب دیکھا" جو لب بھینچ کر کرسی پہ بیٹھا تھا۔۔۔۔۔ضامن نے جواب نہ دیا۔۔۔۔

میں ابھی تیار ہو کر آتی ہوں۔!"وہ کہہ کر کمرے میں چلی گئی اور ضامن کے دل پہ زن آلود" چھری سے وار ہوا تھا۔۔۔۔۔وہ سچ میں بہت بے حس ہے۔۔۔۔۔ضامن نے سوچا تھا۔۔۔اس کا دل کر رہا تھا کہ وہ خود کو آگ لگا لے۔۔۔۔۔پر اتنا وہ جان گیا تھا کہ کیرت کے انکار کے پیچھے کوئی وجہ ضرور ہے۔۔۔۔۔اور علیزہ کی دنیا تو ضامن برباد کرے گا وہ ایک بار اسکے کمرے تک آئے پھر وہ اسے بتائے گا کہ کیرت اور اسکے درمیان آنے والے کا کیا حال ہوتا ہے۔۔۔۔۔۔ضامن نیم کے درخت کو دیکھنے لگا تھا۔۔۔۔۔جس پہ اندھیرا بیٹھا تھا اور آنکھیں پھاڑے اسے دیکھ رہا تھا۔۔۔۔۔جس کی سبز آنکھیں اداس تھیں۔۔۔۔۔

_____&&&&&&&&&&&&&&&&_____

_____

علیزہ پارلر سے آگئی تھی۔۔۔۔اب وہ لاؤنج میں رکھے دیوانے پہ بیٹھی تھی۔۔۔۔۔جس پہ پھولوں سے چھت سی بنی تھی۔۔۔۔ہلکے پیلے رنگ فراک جس پہ گوٹے کا کام ہوا ہوا تھا۔۔۔۔۔سر پہ

نیٹ کا دوپٹہ تھا جس سے اسکے کالے بالوں کی چوٹی چھپ گئی تھی۔۔۔۔ہاتھوں میں گجرے، ماتھے پہ بندی اور ہلکے میک اپ کے سنگ اسکی شرمیلی مسکان خوبصورت لگتی تھی۔۔۔۔وہ ادا سے بیٹھی ہوئی تھی۔۔۔۔گھنی پلکیں جھکی تھیں۔۔۔۔۔اسکے بالکل ساتھ فرحت جم کے بیٹھی تھی۔۔۔۔۔اور مسکرا مسکرا کر اطراف میں چلتے لوگوں کو دیکھ رہی تھی۔۔۔۔امی اور ابو دور ایک کونے میں کھڑے تھے۔۔۔۔۔جبکہ دادی پھوپو اور شکیل دیوان کے ساتھ رکھے صوفے پہ بیٹھے تھے۔۔۔۔۔ضامن کی ممی بس رسمی سا علیزہ سے مل کر چلی گئی تھیں۔۔۔۔اور اسکے ڈیڈ تو بالکل ہی منظر سے غائب تھے۔۔۔۔انکا کہنا تھا میری اولاد اتنی پاگل ہے مجھے اندازہ نہیں تھا۔۔۔۔میں اس تماشے میں کوئی کردار ادا نہیں کروں گا تم سب کا جو دل کرے کرو۔!" وہ دو ٹوک لہجے میں کہہ کر چلے گئے

For more visit: https://exponovels.com/ mailto:exponovels@gmail.com

تھے۔۔۔۔ بھائی افضل نے انہیں روکنے کی کوشش کی تھی پر وہ رکے ہی نہیں۔۔۔۔۔ اب بھائی افضل اکیلے ہی سارے انتظام دیکھ رہے تھے۔۔۔۔ وہ اس وقت باہر لان سے اندر لاؤنج میں داخل ہوئے تو ایک پل کے لیے تھم گئے۔۔۔۔ انکی نظر سامنے پیلے جوڑے میں ملبوس علیزہ پہ تھی۔۔۔۔۔ تبھی علیزہ نے بھی اپنی پلکیں اٹھائیں تو اسکی سانس اٹک کر رہ گئی۔۔۔ آنکھیں باہر گرنے کو ہو گئیں۔۔۔۔۔ اسے افضل کو دیکھتے ہی وہ سڑک والا سین یاد آگیا۔۔۔۔۔۔ علیزہ نے فوراً پہلو بدلا۔۔۔۔

یہ کون ہے۔؟" اسنے دبی ہوئی آواز میں فرحت سے پوچھا تھا۔۔۔۔ فرحت نے نہ" سنا۔۔۔۔۔ وہ ادھر اُدھر دیکھنے میں مصروف تھی۔۔۔۔۔ علیزہ جھنجھلائی اسکی کمر پہ چٹکی بھری۔۔۔۔۔ فرحت اچھلی۔۔۔

پاگل کی بچی کیا تکلیف ہے۔؟" فرحت نے دانت کچکچا کر"

علیزہ کو گھورا۔۔۔

یہ کون ہے۔؟" علیزہ نے آنکھوں سے سامنے کھڑے بھائی افضل کی طرف اشارہ" کیا۔۔۔۔ جو ابھی بھی ویسے ہی کھڑے علیزہ کو دیکھ رہے تھے۔۔۔۔۔

کون؟" فرحت نے علیزہ کو دیکھا"

وہ جو سامنے کھڑا ہے اندھی اسکا پوچھ رہی ہوں۔ "علیزہ کا بس نہیں چل رہا تھا فرحت کو"
ایک تھپڑ لگا دے۔۔۔۔۔ فرحت نے سامنے نظریں کیں تو سر جھٹکا۔۔۔
وہ تو ضامن کے بڑے بھائی ہیں افضل "۔۔۔۔۔ فرحت کی بات پہ علیزہ کا حلق خشک "
ہوگیا۔۔۔۔۔
"کیا۔؟"
ہاں !دیکھو لگتے نہیں نا کہ بڑے بھائی ہیں کتنے ہنڈسم ہے اف۔ "فرحت نے آہ سی "
بھری تھی۔۔۔۔۔ وہ دونوں سرگوشیوں میں باتیں کر رہی تھیں۔۔۔۔۔ بھائی افضل بھی
اب تک سنبھل چکے تھے۔۔۔۔ اور آخری نظر علیزہ پہ ڈال کر وہ وہاں سے چلے گئے
تھے۔۔۔۔۔۔
یا اللہ "علیزہ نے اپنا سر پیٹ لیا۔۔۔۔۔"
تمہیں کیا ہوا۔؟ "فرحت نے حیرت سے پوچھا۔۔۔۔ علیزہ روہانسا سی "
ہوگئی۔۔۔۔۔ اور ساری بات فرحت کو بتا دی۔۔۔۔۔
طلاق مبارک ہو بہن "۔۔۔۔۔ وہ چہرے میں افسوس لا کر بولی۔۔۔۔ علیزہ نے نا سمجھی "
سے اسے دیکھا۔۔۔
"کیا کہہ رہی ہو۔؟"

وہ جو تم سن رہی۔۔۔۔اب دیکھو تم نے ضامن کے بڑے بھائی کو سڑک پہ اتنا ذلیل" کر دیا تو وہ تو کسی قیمت اپنے چھوٹے بھائی کی تم سے شادی نہیں ہونے دیں گے۔۔۔۔وہ اب یہاں سے

چلے گئے ہیں ضرور اپنی ممی کے پاس جائیں گے اور پھر انکی ممی جارحانہ انداز میں تمہارے پاس آئیں گی۔۔۔تمہارے منہ پہ ایک زور کا تھپڑ رسید کریں گی اور تم سمیت ہم سب کو ذلیل کر کے گھر سے نکال دیں گی۔۔۔۔۔مجھے بہت افسوس ہے بہن کے تم شادی سے پہلے ہی طلاق یافتہ ہو جاؤ گی"۔۔۔۔۔۔فرحت نے پوری بات کہہ کر ہمدردی سے علیزہ کا ہاتھ پکڑا۔۔۔۔علیزہ جو شل تھی ہوش میں آئی

اپنی بکواس بند کرو منحوس عورت شکل اچھی نہ ہو تو بندہ بات تو اچھی کر لے لعنتی کہیں" کی"۔۔۔۔۔علیزہ نے فرحت کا ہاتھ دور جھٹکا کر کہا تھا

دفع دور منحوس ہوں گی تم زبان دیکھو کیسے چل رہی ہے اس زبان کی وجہ سے ہی تمہاری" شکل پہ پھٹکار پڑ رہی ہے مر پرے اب میرے منہ نہ لگ جانا"۔۔۔۔۔۔فرحت تن فن کرتی علیزہ کے پاس سے اٹھ گئی۔۔۔۔۔جگہ فارغ ہوتے ہی پھوپو تیزی سے علیزہ کے ہمراہ بیٹھ گئیں۔۔۔۔۔علیزہ اور جل بھن گئی۔۔۔۔۔

For more visit: https://exponovels.com/ mailto:exponovels@gmail.com

دور مہمانوں کے درمیان کھڑی ضامن کی ممی ان سے اب معذرت کرتیں افضل کے پاس آئی تھیں۔۔۔

"کہاں ہے وہ۔؟"

اسے لینے گیا ہے۔!" افضل اور ثریا اب مہمانوں سے دور آ گئے تھے۔۔۔۔۔ ثریا کے " چہرے پہ پریشانی پھیل گئی۔۔۔۔

"پر کیوں۔؟"

مجھے نہیں پتہ" افضل بھائی نے شانے اچکائے تھے۔۔۔۔ ثریا نے تھکا ہوا سانس " لیا۔۔۔۔

پتہ نہیں میرے بچے کی قسمت میں کیا ہے۔۔۔۔۔ اللہ سب بہتر کر دے " بس"۔۔۔۔۔ انہوں نے آج بہت سالوں بعد اللہ کو پکارا تھا۔۔۔۔

وہ سست قدموں سے چلتیں مصنوعی مسکان کے ساتھ دوبارہ مہمانوں میں آ گئی تھیں۔۔۔۔۔

_____&&&&&&&&&&_____

For more visit: https://exponovels.com/ mailto:exponovels@gmail.com

گاڑی روش پہ چلتی پورچ میں آرکی تھی۔۔۔۔۔ضامن نے گاڑی سے نکلا کر کیرت کی طرف کا دروازہ کھولا۔۔۔۔وہ سپاٹ چہرے سے باہر نکلی اور آگے بڑھنے لگی کہ ضامن نے اسکا کا ہاتھ تھاما۔۔۔

یہ راستہ ساتھ طے کرتے ہیں پھر تو راستے جدا ہو ہی جائیں گے "اسنے کیرت کی طرف" نہیں دیکھا تھا۔۔۔۔وہ بس اسکا ہاتھ تھام کر اندر کی جانب بڑھ گیا تھا۔۔۔۔۔کیرت خاموشی سے اسکے سنگ چل رہی تھی۔۔۔۔دروازے کے پاس جا کر کیرت رک گئی۔۔۔۔ضامن نے اسکی طرف دیکھا۔۔۔

بس ضامن ہم یہاں تک ہی ساتھ تھے میری منزل یہاں ختم ہوگئی آپکی منزل وہ" ہے"۔۔۔۔۔اس نے سامنے علیزہ کی طرف اشارہ کیا اور آہستگی سے اپنا ہاتھ ضامن سے چھڑالیا۔۔۔۔۔ضامن نے یاسیت سے کیرت کو دیکھا۔۔۔

میں تمہیں کبھی معاف نہیں کروں گا تم بہت خود غرض اور بے حس ہو"۔۔۔۔۔کیرت" کو لگا اسکے اندر کچھ ٹوٹ کر بکھرا ہے جو ضامن کی آنکھوں میں نمی کی صورت اختیار کر گیا ہے۔۔۔۔سبز آنکھوں میں نمی بالکل نہ جچتی تھی۔۔۔۔ضامن نے ہاتھ کی پشت سے آنکھیں رگڑیں اور آگے بڑھ گیا۔۔۔۔۔

کیرت بھی خاموشی سے اپنی امی ابو کے پاس چلی گئی۔۔۔۔وہ وہاں جا کر چپ چاپ کھڑی ہو گئی تھی۔۔۔۔اسکی امی نے بس ایک نظر اسے دیکھا تھا اور دوبارہ نظریں سامنے کر لیں۔۔۔۔۔انور

بھی اس سے لاتعلق رہے۔۔۔۔۔کیرت نے شکیل کی محبت گنوائی تھی تو اسے ساری محبتیں مل گئی تھیں۔۔۔۔پر اب اسنے ضامن کا عشق گنوایا تو ساری محبتوں اور ہمدردیوں نے اس سے آنکھیں پھیر لیں۔۔۔۔۔کیرت کو ضامن کی محبت سے انکار بہت مہنگا پڑ رہا تھا۔۔۔۔۔

مہندی کی پوری رسم وہ کیرت کو دیکھتا رہا۔۔۔۔ضامن علیزہ کے ساتھ بیٹھ کر بھی کسی اور کے گرد طواف کر رہا تھا۔۔۔۔۔دو حصوں میں بٹنا بھی کتنا مشکل ہوتا

"ہے۔۔۔۔۔انسان بہت مجبور ہو جاتا ہے جب "دل" بھی نہ مانے اور "دل دار بھی۔۔۔۔۔کئی باران سبز مائل آنکھوں نے ایک نمی کو خود ہی پیا۔۔۔۔ضامن نے مہندی کی رسم کے لیے کپڑے تک نہ بدلے تھے۔۔۔۔۔اسے جب بھائی افضل نے کپڑوں کا کہا تو اس نے سپاٹ لہجے سے کہا

جو اندر سے مر جاتے ہیں نا ان پہ یہ تیاریاں اچھی نہیں لگتیں"۔۔۔۔۔"

For more visit: https://exponovels.com/ mailto:exponovels@gmail.com

دل نہیں مانتا تو مت کرو شادی"۔۔۔۔۔ بھائی افضل اسکی حالت سے بے چین ہو کر" بولے تھے۔۔۔۔ ضامن نے انکی جانب دیکھا۔۔۔

دل دار نہیں مان رہا، تبھی بے بس ہوں"۔۔۔۔۔ اس کے لہجے کا کرب بھی افضل کو" چوٹ پہنچا گیا تھا۔۔۔۔

مہندی کی رسم جیسے ہی ختم ہوئی وہ بہت خاموشی سے سیدھا اپنے کمرے میں چلا گیا۔۔۔۔ اسکی یہ لاتعلقی سبھی نے نوٹ کی تھی۔۔۔۔ خود علیزہ نے بھی۔۔۔۔ پر وہ ڈھیٹ بن کر مسکراتی رہی۔۔۔۔ کیونکہ وہ کچھ اور سوچ رہی تھی۔۔۔۔۔

_____&&&&&&&&&&&&&_____

اگلا دن لاہور پہ ماتم کرتا اترا تھا۔۔۔۔ دھوپ کی کرنوں میں بھی سیاہی تھی۔۔۔۔ جو پورے لاہور پہ پھیل رہی تھی۔۔۔۔۔ سورج کی تپش ناقابلِ برداشت تھی۔۔۔۔۔ وہ سب ہال میں موجود تھے۔۔۔۔ ضامن بارات لے کر آگیا تھا علیزہ اسکے ساتھ بیٹھی تھی۔۔۔۔ مولوی نکاح نامہ پڑھ رہا تھا۔۔۔۔۔ وہ سامنے کھڑی تھی ضامن اسے ہی دیکھ رہا تھا۔۔۔۔ ساری دنیا تھم سی گئی۔۔۔۔ ضامن کی سماعت میں مولوی کی آواز ٹکرا رہی

تھی۔۔۔۔۔اور وہ آواز اسے زخمی کر رہی تھی۔۔۔۔۔آنکھوں کی نمی نے کیرت کے عکس کو آنکھوں سے چرا لیا۔۔۔۔۔اس نے خود کو "قبول ہے" کہتے سنا۔۔۔۔۔ایک بار نہیں تین بار۔۔۔۔۔پھر دعا کے لیے ہاتھ اٹھائے گئے۔۔۔۔۔اس نے اپنے ہاتھوں کو بغور دیکھا۔۔۔۔۔کیرت کو اپنی لکیروں میں ڈھونڈنے کی کوشش کی۔۔۔۔۔پر اسے اپنی ہتھیلیوں میں اپنے آنسوں گرتے ہوئے دکھائی دیے۔۔۔۔۔۔اس نے چہرے پہ ہاتھ پھیرا تو وہ سامنے نہیں تھی۔۔۔۔وہ بے ساختہ کھڑا ہو گیا۔۔۔۔۔پر جا نہ سکا مولوی اور باقی لوگ اس سے گلے ملنے لگے تھے۔۔۔۔وہ سب اسے شادی کی مبارک دے رہے تھے۔۔۔۔پر لگ رہا تھا جیسے سب کہہ رہے ہوں

تمہیں تمہاری موت مبارک ہو۔!محبت کر کے کیا ملا۔؟" وہ چپ رہا پر دل جواب دینے لگا" درد، کرب اور تکلیف"۔۔۔۔۔"

"اب کیا کرو گے۔؟ رہ لو گے اسکے بغیر۔؟"

نہیں یہ کام بہت مشکل ہے اب میں دعا کروں گا کہ میں اپنا ماضی کسی طرح بھول جاؤں" میری یاداشت چلی جائے میں اسے اور اسکی محبت، سب کچھ بھول جاؤں"۔۔۔۔۔

پر ایسا نہیں ہو گا"۔۔۔۔۔۔"

For more visit: https://exponovels.com/ mailto:exponovels@gmail.com

ہاں ایسا نہیں ہوگا۔۔۔ محبت بھلائی نہیں جاتی وہ یاد رہتی، وہ یاد آتی ہے، کبھی ساون کی پہلی بوند جب چہرے پہ گرتی ہے، جب ہوائیں کالے بادلوں سنگ رقصاں ہوتی ہیں۔۔۔۔ جب سردی کی پہلی ہوا بدن کو چھوتی ہے۔۔۔۔ جب کوئی سڑک کنارے رکھا بینچ سُونا دکھائی دے۔۔۔ کہیں کوئی آوارہ لڑکا سگریٹ کے کش لگاتا خاموش رات میں تنہا چلتا اداس سا لگتا ہے۔۔۔۔ کہیں کوئی سرخ گلاب ٹوٹ کر بکھرے، کہیں جب کسی لڑکی کے ہنستے ہنستے آنکھوں سے آنسوں نکل آئیں۔۔۔ اور وہ ان آنسوؤں کو بہت مہارت سے چھپا لے۔۔۔۔ ہاں اس وقت محبت یاد آتی ہے۔۔۔۔ ہاں بالکل اسی وقت"۔۔۔۔

اور اب ضامن کو بھی اپنی محبت کچھ یونہی یاد آئے گے۔۔۔۔ وہ دوبارہ بیٹھ گیا۔۔۔۔ سب کے چہرے کو وہ خالی نظروں سے دیکھ رہا تھا۔۔۔ پھر وہ اٹھا اور ہال سے نکل کر باہر آیا تو اسے کیرت رکشے میں بیٹھتی دکھائی دی۔۔۔ وہ چہرہ صاف کر رہی تھی۔۔۔ وہ رو رہی تھی۔۔۔ سب ہار کر وہ رو ہی تو سکتی تھی۔۔۔۔ ضامن کرب سے اسے دیکھتا رہا۔۔۔ تبھی بھائی افضل نے اسکے کاندھے پہ ہاتھ دھرا۔۔۔ وہ کچھ بولے نہیں تھے۔۔۔۔ ضامن نے سبز مائل آنکھوں کو بھائی افضل کی طرف کیا۔۔۔۔ وہ چلی گئی۔!" ضامن کی آواز بھرائی ہوئی تھی۔۔۔"

اسے دل سے بھی چلے جانے دینا اب "۔۔۔۔"

میرے بس میں نہیں۔!" اسکا لہجہ شکستہ تھا۔۔۔۔"

سب کچھ ٹھیک ہوجائے گا تم اسکے بغیر بھی خوش رہو گے دیکھنا تم "۔۔۔۔۔وہ امید دلانے لگے۔۔۔۔۔۔ضامن انکی بات پہ تکلیف سے مسکایا

اسکے بغیر زندہ رہ لوں کافی ہے۔۔۔۔۔خوش نہیں رہ پاؤں گا۔۔۔۔"

آپ کو پتہ ہے میں کتنا بے بس ہوں۔؟" اسنے سوال کیا۔۔۔۔۔افضل بھائی خاموش رہے تو ضامن خود ہی بولنے لگا۔۔۔۔۔

وہ یہاں ٹوٹی ہے اب پورے راستے بکھرتی جائے گی اور میں اسے اپنی بانہوں میں سیمٹ" بھی نہیں سکوں گا اتنا بے بس ہوں میں "۔۔۔۔وہ کہہ کر ہال میں واپس چلا گیا تھا افضل پیچھے کھڑے رہ گئے۔۔۔۔۔

دل ٹوٹنا بھی بہت تکلیف دے ہوتا ہے "۔۔۔۔۔افضل بھائی زیرِلب بولے" تھے۔۔۔۔۔آج یہاں تین دل ٹوٹے تھے۔۔۔۔اور تینوں ہی اب تکلیف بھگتیں گے۔۔۔۔۔

_____&&&&&&&&&&&&&&&&_____

_____

شام کی تاریکی لاہور پہ اتر رہی تھی وہ اپنے گھر کے دروازے کے سامنے رکے رکشے سے اتری اور پیسے دے کر تالا کھولتی وہ تیزی سے اندر داخل ہوئی تھی۔۔۔۔۔نیم کے درخت نے اسے صحن میں داخل ہوتے دیکھا تو رو دیا۔۔۔۔۔گھونسلے کی چڑیا ابھی تک نہیں لوٹی تھی۔۔۔۔۔کیرت اپنے کمرے میں چلی گئی۔۔۔۔اسنے نیم کے درخت کو آنکھ اٹھا کر نہیں دیکھا تھا۔۔۔۔

کمرے میں آکر اس نے اپنا ایک ایک زیور نوچ نوچ کر اتارا تھا۔۔۔۔۔چوڑیوں کو ہاتھ سے بے دردی سے کھینچتے اسکی کلائیوں پہ خراشیں آگئی تھیں۔۔۔۔۔۔بیڈ پہ سب کچھ پھینک کر وہ فرش پہ بیٹھتی چلی گئی۔۔۔۔۔

"میں مر کیوں نہیں جاتی"۔۔۔۔۔اس نے اپنے بال نوچے تھے۔۔۔۔والہانہ اپنا سر پیٹ کر وہ روتی چلی جا رہی تھی۔۔۔۔۔

"کیوں اللہ نے میری قسمت ایسی لکھی میں جب سے ضامن کے قریب ہوئی تھی اس پہ مصیبتیں آ رہی تھیں۔۔۔۔لوگ اسکی جان کے درپہ آ گئے تھے۔۔۔۔۔میں اس سے دور نہ ہوتی تو اسے

کچھ ہو جاتا۔۔۔۔۔ میں نے ضامن کو آج تک دیا ہی کیا ہے۔؟ وہ بس میری وجہ سے پریشان رہا ہے۔۔۔۔ میری قسمت اگر ایسی لکھنی تھی تو میری زندگی مختصر لکھتے اللہ"۔۔۔۔۔۔ وہ پھوٹ پھوٹ کر رو رہی تھی۔۔۔۔۔

اس دن دادی نے جو کچھ اسے کہا تھا آج پھر اسے وہ سب یاد آنے لگا۔۔۔۔۔ جب ضامن کی ممی کو انکار کر کے دادی اسکے کمرے میں آئی تھیں۔۔۔۔۔ تب وہ بیڈ پہ کسی بت کی طرح بیٹی تھی۔۔۔۔۔ اس نے دادی کو اندر آتے دیکھا تھا پر وہ بے حس و حرکت بیٹھی رہی۔۔۔۔ دادی چلتیں اسکے قریب آ کر بیٹھ گئیں یہ زندگی میں پہلی بار ہوا تھا کہ دادی خود سے چل کر کیرت کے پاس آئیں اور اسکے بہت قریب ہو کر بیٹھ گئیں۔۔۔۔۔

انہوں نے کیرت کے سر پہ ہاتھ رکھا۔۔۔۔

دیکھ کا لو"۔۔۔۔ وہ اتنا کہہ کر رکیں دانتوں میں زبان دبائی۔۔۔۔ پھر کھنکاریں۔۔۔۔"

دیکھ لاڈو میں تجھ سے بات کرنے آئی ہوں"۔۔۔۔۔ انہوں نے کیرت کے چہرے کو" اپنی جانب کیا۔۔۔۔۔ کیرت کو اب ہوش آیا تھا۔۔۔۔ اسکا دل کیا دادی کا یہیں گلا دبا دے۔۔۔۔ پر وہ ضبط سے بیٹھی رہی۔۔۔۔

دیکھ میری بچی میں جواب تجھے بتانے والی ہوں وہ غور سے سے سنیو میں تیری دشمن "
نہیں ہوں میں چاہوں ہوں تو خوش رہ وے "۔۔۔۔۔۔وہ کیرت کی بیٹھ تھپک رہی
تھیں۔۔۔۔۔کیرت نے ایک جھٹکے سے انکا ہاتھ ہٹایا۔۔۔
اگر آپ کو میری خوشی کی اتنی پرواہوتی تو آپ منع نہ کرتیں رشتے لیے آپ "
جنتیں۔۔۔؟"کیرت کی باقی بات اسکے منہ میں ہی رہ گئی دادی فوراً بولیں

میں سب جانوں ہوں وہ بھی جو تو نہیں جانتی "۔۔۔۔۔"
میں کیا نہیں جانتی۔؟"وہ پھنکاری۔۔۔۔دادی کو اسکے لہجے پہ غصہ آیا پر خود کو قابو میں "
رکھا اور بولیں
جواب میں کہوں گی وہ دھیان سے سنیو میری بچی میں قسم سے سب سچ کہوں "
گی۔۔۔۔تیری قسمت اچھی نہیں ہے تیری قسمت تیری نانی جیسی ہے۔۔۔میرے بھیا
اور اسکی شادی پسند کی تھی وہ ایک بنجارن تھی۔۔۔۔۔ہمارے گھر جب وہ بیاہ کر آئی اس
دن سے ہی ہمارے گھر کلیش پڑ گیا۔۔۔۔بنجارنوں کے لیے مشہور ہے کہ یہ جادو ٹونا کرتی
ہیں۔۔۔۔۔اور انکی قسمت اسی وجہ سے کھوٹی ہوتی ہے یہ جس گھر میں جاتیں ہیں وہ برباد
ہو جاتا ہے۔۔۔۔۔میرا بھی گھر یونہی تیری نانی کے قدم پڑنے سے برباد

For more visit: https://exponovels.com/ mailto:exponovels@gmail.com

ہوگیا۔۔۔۔ پہلے میری ماں مری پھر میرا باپ ہماری ساری جائیداد بک گئی۔۔۔۔ اور آخر میں میرے بھیا بھی بیمار ہو گئے اور انکے پاس اتنے پیسے بھی نہ تھے کہ وہ اپنی دوا دارو ہی کرلیں۔۔۔۔ انکی موت بہت اذیت ناک تھی۔۔۔۔ میں وہ دن نہیں بھول سکوں ہوں جب میرے بھیاء بے جان پڑے تھے "۔۔۔۔۔ ان کی آواز بھیگنے لگی تھی اور لہجے میں کیرت کی نانی کے لیے نفرت بڑھنے لگی تھی۔۔۔۔ کیرت رونا بھول گئی تھی وہ آنکھیں پھاڑے دادی کو دیکھ رہی تھی۔۔۔۔ کہانی نئی تھی۔۔۔۔۔ تبھی کیرت کی دلچسپی بھی بڑھ گئی۔۔۔۔ دادی نے توقف دیا پھر گیلی سانس اندر کھینچ کر بولیں۔۔۔۔

اور تو بالکل اپنی نانی جیسی ہے۔۔۔۔ میں پہلے سمجھتی تھی صرف تیری رنگت اور" آنکھیں ہی تیری نانی جیسی ہیں پر تیری قسمت بھی تیری نان جیسی نکلی تیری پیدائش کے بعد میرے بیٹے کے ہاں اور اولاد نہ ہوئی۔۔۔۔۔ اسکا کاروبار ٹھپ

ہوگیا۔۔۔۔۔ گھر کے حالات بد سے بدتر ہوتے چلے گئے۔۔۔۔۔ میں نے بہت وظیفے کئے تھے بہت دعاؤں کے بعد میرے بچے کے ہاں اور اولاد ہوئی تھی۔۔۔۔ تبھی میں ہر اچھی خبر تجھ سے دور رکھتی ہوں کہ کہیں کچھ غلط نہ ہوجائے۔۔۔۔۔ مجھ تجھ سے دشمنی نہ ہے بس میں نہ چاہوں ہوں کہ اس لڑکے پہ تیری وجہ سے کوئی مصیبت آ

وے۔۔۔۔۔ شکیل نے بھی تبھی تجھ سے شادی نہ کی تھی کیونکہ وہ سب کچھ جانتا تھا۔۔۔۔تجھے تو خود کبھی پوری خوشی نصیب نہیں ہوئی تو تیرے ساتھ رہنے والے کو کیسے ہو سکتی ہے۔؟ تو اس لڑکے کے قریب رہے گی تو اسکی جان کو خطرہ ہو سکتا ہے"۔۔۔۔۔بس یہیں کیرت کا دماغ اٹک گیا۔۔۔۔۔

تو اس لڑکے کے قریب رہے گی تو اسکی جان کو خطرہ ہو سکتا ہے"۔۔۔۔۔ یہ جملہ ہر" طرف گونجنے لگا۔۔۔۔۔ کیرت کے دماغ نے تیزی سے کام کیا اور بچپن سے اب تک کی ساری زندگی کو آنکھوں کے سامنے رکھا۔۔۔۔ اور جہاں جہاں دادی نے اسے کہا تھا کہ یہ اس منحوس کی وجہ سے ہوا ہے" اس نے وہیں وہیں خود کو اس سب کا ذمہ دار سمجھنا" شروع کر دیا۔۔۔۔۔ دل میں آنے لگا

ہاں اس وقت میں وہیں تھی"۔۔۔"

اس چیز کو میں نے ہاتھ لگایا تھا"۔۔۔۔"

میں نے اسے دیکھا تھا"۔۔۔۔"

ہاں سب کچھ میری ہی وجہ سے ہوا تھا۔۔۔۔۔ اور ضامن کی جان کو بھی تو خطرہ ہے" میری وجہ"۔۔۔۔۔ اسکی آنکھوں کے سامنے وہ چٹ آگئی جو اسے نیویارک میں بچہ دے کر گیا تھا جس پہ صاف صاف لکھا تھا کہ انکا اگلا نشانہ ضامن ہوگا۔۔۔۔۔

For more visit: https://exponovels.com/ mailto:exponovels@gmail.com

دماغ کی ساری سوچوں سے اسکا سر چکرا گیا۔۔۔۔۔اس نے اپنا سر تھام لیا۔۔۔۔۔دادی نے کیرت کو دیکھا انکا کام بنتا انہیں صاف دکھائی دے رہا تھا۔۔۔۔تبھی انہوں نے اپنا آخری پتہ پھینکا۔۔۔۔

"میری ایک بات مان لے لاڈو اس لڑکے کی شادی میں چاہوں ہوں کہ علیزہ سے ہوجاوے"۔۔۔۔۔۔ایک دم سے سب کچھ تھم گیا۔۔۔۔۔کیرت کو جیسے کرنٹ لگا۔۔۔۔اس نے بے یقین سے دادی کو دیکھا یہ وہ کیا کہہ رہی تھیں۔۔؟

"علیزہ اس لڑکے کو پسند کرے ہے"۔۔۔۔دادی نے کیرت کا ہاتھ پکڑا۔۔۔

"علیزہ سے ہوجاوے گی تو وہ بھی خوش رہے گا۔۔۔۔۔کیا تو نہیں چاہتی کہ وہ لڑکا خوش رہے۔؟" وہ رکیں کیرت کا چہرہ بغور دیکھا۔۔۔۔۔"کیا تو یہ چاہتی ہے کہ تیری وجہ سے اس لڑکے کو کچھ ہوجاوے۔؟" کیرت نے دادی سے ہاتھ چھڑایا اور نہ میں گردن ہلائی۔۔۔

"تبھی کہوں ہوں کہ اس سے تو شادی نہ کر جتنا جلدی ہو سکے دور ہوجا۔۔۔۔۔اور دور تو اسی صورت ہو سکتی ہے جب وہ لڑکا کہیں اور شادی کرلے۔۔۔۔اور اسے کہیں اور

شادی کرنے پہ صرف تو ہی مجبور کر سکے ہے"۔۔۔۔۔۔دادی اسے بہت دیر تک نئے نئے انداز سے سمجھاتیں رہیں اور کیرت سمجھتی چلی گئی۔۔۔۔۔

میں ضامن کو اپنی وجہ کچھ نہیں ہونے دوں گی"۔۔۔۔۔اس نے ہلکا سا کہا تھا"

تبھی کہوں ہوں اسے انکار کر دے اور علیزہ کے لیے کسی طرح راضی کر لے یوں وہ تیری" نظروں کے سامنے تو رہ وے گا"۔۔۔۔۔

دادی کو اس وقت جو ٹھیک لگ رہا تھا وہ بولتی جا رہی تھیں۔۔۔۔اور کیرت کو دادی کا کہا سبھی کچھ ٹھیک لگنے لگا اور وہ اٹھ کر کچن میں گئی پھر گھر سے نکل گئی۔۔۔۔۔اسکے باہر نکلتے ہی علیزہ نے دادی کے گلے میں محبت سے بانہیں ڈالی تھیں۔۔۔۔

اور کیرت جب واپس آئی اس دن وہ پوری رات گھٹ گھٹ کر روئی تھی۔۔۔۔۔جیسے آج وہ چیخ کر بھی نہیں چیخ پا رہی تھی۔۔۔بس رو رہی تھی۔۔۔۔۔

تبھی اسے محسوس ہوا کہ گھر کے صحن میں کوئی داخل ہوا ہے۔۔۔۔۔اس نے جلدی سے اپنے آنسوں صاف کیے اور دوپٹہ سینے پہ پھیلاتی وہ باہر آئی تو سامنے ابو کھڑے تھے اس نے زخمی کلائیوں کو بھی دوپٹے سے چھپا لیا۔۔۔۔

رخصتی ہوگئی۔؟"اس نے کمال کے ضبط سے سوال کیا۔۔۔۔لہجہ ہموار تھا۔۔۔۔انور نے اسکے چہرے کو بغور دیکھا۔۔۔۔

تم وہاں سے کیوں آگئیں۔؟"انہوں نے سوال پہ سوال کیا۔۔۔۔کیرت نے شانے اچکائے۔۔۔۔

"تھک گئی تھی اور میں وہاں رک کر کرتی ہی کیا۔؟"

وہ تماشا پورا تو دیکھتیں جو تم نے لگایا ہے مجھے تم سے اتنی بڑی بے وقوفی کی امید نہیں تھی۔۔۔۔تم نے اپنی دادی کی بات پہ یقین کرلیا"۔۔۔۔۔وہ غصے سے بول رہے تھے۔۔۔۔کیرت نے نظریں جھکالیں۔۔۔۔۔

جو کچھ پہلے کبھی ہوا وہ سب ہماری قسمت تھی میری قسمت تھی تمہاری قسمت یا تمہاری پیدائش کا اس میں کوئی عمل دخل نہیں تھا۔۔۔۔پر تم نے اپنے ہاتھوں سے سب کچھ برباد کرلیا۔۔۔۔تم مجھ سے اب دور رہنا نہیں ہوں میں

تمہارا ابو آج سے"۔۔۔۔کیرت کے دل پہ کسی نے کلہاڑے سے وار کیا تھا وہ بھاگ کر اپنے ابو کے سینے سے لگ گئی۔۔۔

ایسا نہ کہیں"۔۔۔۔۔"

میں نے بھی تمہیں کہا تھا کہ جو تم کر رہی ہو وہ سب نہ کرو پر تم نے ایک نہ مانی میری اب" کرو جو تمہارا دل کرے تم آج سے اپنے فیصلوں کے لیے آزاد ہو"۔۔۔۔۔انہوں نے کیرت کو بازو سے پکڑ کر دور کیا اور گھر سے نکل گئے۔۔۔۔۔کیرت وہیں صحن میں بیٹھ گئی۔۔۔۔۔

میں کیا کروں مجھے کچھ سمجھ نہیں آ رہا"۔۔۔۔۔وہ اب یہ سوال کر رہی تھی جب سب کچھ" ختم ہو گیا تھا۔۔۔۔۔۔

_____&&&&&&&&&&&&&&&&_____

_____

رات ہتھیلی پہ رکھی برف کی طرح میٹھی سی تکلیف دیتی ڈھل رہی تھی۔۔۔۔وہ عروسی جوڑے میں گلاب کے پھولوں سے مہکے کمرے میں اپنا ہلکا پینک لہنگا بیڈ پہ پھیلائے بیٹھی تھی۔۔۔۔اس نے جو چاہا وہ اسے مل گیا۔۔۔۔۔ضامن کا گھر دیکھ کر اسکا ارادہ بدل گیا تھا۔۔۔۔اب وہ ایش کی بات کو بھلا دے گی۔۔۔۔۔اور پھر ایش کو بھی۔۔۔۔۔

گھنگھٹ سے چھپے چہرے کو وہ جھکائے بیٹھی تھی۔۔۔۔تبھی کمرے کا دروازہ کھلا تو اسکی دھڑکنیں بے ترتیب ہونے لگیں۔۔۔۔ضامن کے ہر اٹھتے قدم سے وہ غیر محسوس طور پہ خود میں سمٹتی جا رہی تھی۔۔۔۔۔ہاتھ برف کی طرح سرد ہو گئے۔۔۔۔۔ضامن بہت

آہستگی سے اسکے قریب آ بیٹھا تھا۔۔۔ ضامن نے اسکے چہرے سے گھنگھٹ اٹھایا۔۔۔ تو علیزہ نے اپنی آنکھیں موند لیں۔۔۔ تیلیاں ہر سوں علیزہ کو اڑتی دکھائی دینے لگیں۔۔۔۔

وہ بند آنکھوں سے خوابوں کے شہر پہنچ گئی تھی۔۔۔

پر پھر اچانک ہی ساری تیلیوں کے پر جلنے لگے۔۔۔۔ ایک سرد نالی اسکے ماتھے پہ دھری تھی۔۔۔ جس نے اسکی ریڑھ کی ہڈی میں سنسنی دوڑا دی تھی۔۔۔ علیزہ نے پٹ سے آنکھیں کھولیں تو وہ شل رہ گئی۔۔۔۔ سامنے وہ بالکل سپاٹ چہرہ لیے علیزہ کے ماتھے پہ پسٹل رکھ کے بیٹھا تھا۔۔۔۔

کیوں تم نے پریشے کو مجبور کیا انکار پہ۔؟ "وہ بے رحمی سے بولا تھا۔۔۔۔ علیزہ کی زبان" ٹپ سے اسکے پیٹ میں گر گئی۔۔۔ پریشے کون ہے۔؟ وہ کس کا پوچھ رہا ہے۔؟ پریشے کو چھوڑو یہ علیزہ کون ہے۔؟ کیا یہاں کوئی علیزہ بھی ہے۔؟ علیزہ کا حال اس وقت کچھ ایسا تھا۔۔۔ وہ اپنا آپ تک بھول گئی۔۔۔۔ امید کے برعکس ہونے والی کاروائی پہ وہ سب کچھ بھول گئی۔۔۔۔ ضامن نے اسکی گردن دبوچی۔۔۔ بیڈ کراؤن سے علیزہ کے سر کی پشت کو لگا کر اسنے سختی سے علیزہ کے ماتھے پہ پسٹل رکھی ہوئی تھی۔۔۔

تم سے پوچھ رہا ہوں مجھے سب سچ بتاؤ کہ ہوا کیا تھا اس دن جب میری ممی تمہارے گھر" پر یشے کے رشتے کے لیے آئی تھیں۔؟" اس نے دانت پس کر پوچھا تھا۔۔۔۔ علیزہ کو تتلی کے جلے پروں کی راکھ ضامن کی آنکھوں میں دکھائی دینے لگے۔۔۔۔۔ جلتے دل کے بوجھے خوابوں کا دھواں بھی ان سے اٹھتا تھا۔۔۔۔۔ اسکی سبز آنکھوں میں خون اترا تھا۔۔۔۔۔ علیزہ نے تھوک نگلنا چاہا پر ضامن کی گرفت اسکے گلے پہ مضبوط تھی۔۔۔۔ علیزہ کا دم گھٹنے لگا۔۔۔۔ وہ کھانسنے لگی۔۔۔۔۔

ب۔۔۔ بت۔۔۔ بتاتی۔۔۔۔ بتاتی ہوں" ٹوٹے پھوٹے الفاظ سے وہ بولی تھی ضامن" نے ایک جھٹکے سے اس کی گردن چھوڑی

جلدی بولو"۔۔۔۔ اسکے کہتے ہی علیزہ جلدی جلدی بولنے لگی اور دادی نے کیرت کو جو" کچھ کہا تھا وہ سب بتا دیا۔۔۔۔ اور ضامن پتھر بن کر رہ گیا۔۔۔۔۔ پوری بات سن کر وہ حیران سا علیزہ کا چہرہ دیکھنے لگا۔۔۔۔

منحوس۔؟" اس نے بے یقینی سے پوچھا تھا۔۔۔۔۔ علیزہ نے بس سر کو خم دیا۔۔۔۔" کیا بکواس ہے یہ۔؟ کوئی اتنی بے وقوف اور فضول بات کر کیسے کر سکتا ہے۔؟ اور پر یشے" نے یقین کیسے کر لیا۔؟" ضامن ہکا بکا سا بول رہا تھا۔۔۔۔ علیزہ نے ہمت کی

یہ سچ ہے۔۔۔۔" باقی کی بات ضامن نے سائیڈ ٹیبل سے گلاس اٹھا کر زمین پہ توڑ کر کاٹی" اور دھاڑا۔۔۔۔۔

بکواس ہے یہ سب اس بے وقوف نے اس وجہ سے مجھ سے شادی نہیں کی۔؟ اوہ" خدا۔!" ضامن نے اپنا سر تھام لیا۔۔۔۔۔ اور علیزہ تھر تھر کانپ رہی تھی۔۔۔۔ وہ کہاں پھنس گئی۔؟ اس نے کیا سوچا تھا اور کیا ہوگیا۔؟ ضامن نے اپنا سر اٹھا کر علیزہ کو کھا جانے والی نظروں سے دیکھا۔۔۔۔

میری ایک بات کان کھول کر سن لو۔؟" اسکے کہتے ہی علیزہ نے سر اثبات میں ہلایا یعنی" ہاں جی کان کھول کر ہی سنوں گی۔۔۔۔

میں اسے کبھی نہیں بھول سکتا۔۔۔۔۔ میرے اور اسکے درمیان کوئی بھی نہیں" آسکتا۔۔۔۔ وہ میری ہو نہ ہو پر میں اسی کا ہوں اسکے علاوہ میں کسی کا کبھی نہیں ہوں گا سمجھی "تم۔؟

جی سمجھ گئی۔!" علیزہ نے زور سے سر ہلایا تو ضامن اٹھا اور آخری نظر علیزہ پہ ڈال کر" کمرے سے نکل گیا۔۔۔۔۔ علیزہ نے بھاگ کر دروازہ بند گیا۔۔۔۔۔

یا اللہ میں کہاں پھنس گئی۔" وہ خوف کی حالت میں"

دروازے کے ساتھ ہی کمر ٹکاتی فرش پہ بیٹھتی چلی گئی۔۔۔۔ کچھ دیر وہ ویسے ہی بیٹھی رہی پھر تیزی سے اٹھ کر اپنا موبائل اٹھایا اسکی ٹچ اسکرین پہ میسج ٹائپ کرنے لگی۔۔۔

"جتنی جلدی ہو سکے ہماری دبئی کی ٹکٹیں کروالو میں یہاں سے جو کچھ سمیٹ سکوں گی سمیٹ لوں گی مجھے میرا حق مہر بھی مل گیا ہے وہ میں کچھ دنوں میں تمہارے اکاؤنٹ میں کروادوں گی۔۔۔۔ میں تمہارے بغیر نہیں رہ سکتی۔" کہنے سے کیا جاتا ہے۔؟ آخری لائن لکھتے اس نے دل میں سوچا تھا۔۔۔۔ کھڑکی سے جھانکتی رات علیزہ کی حالت پہ ہنس رہی تھی۔۔۔۔

_____&&&&&&&&&&&&&_____

وہ اپنے گھر کے واحد کمرے کی صفائی کر کے نکلنے سے پہلی پلٹی۔۔۔۔

"دیکھ گڈو آج مجھے کام مل جائے گا تو پریشان نہ ہوبینا نے بات کی تھی اپنی مالکن سے آج اس نے مجھے بلایا ہے دیکھیو آج مجھے کام مل جائے گا۔!" رخسارا اپنے چھوٹے بھائی کو دلاسے دیتی گھر سے نکل گئی گڈو بس مسکایا تھا۔۔۔۔۔

رخسار تیز تیز قدم اٹھا رہی تھی۔۔۔۔وہ کسی گھر میں نوکرانی کے انٹرویو کے لیے پہلی بار جا رہی تھی۔۔۔۔۔اس سے پہلے اس نے "دوسرے "کام کیے تھے۔۔۔۔۔وہ میں بعد میں بتاؤں گا۔۔۔۔۔

رخسار سڑک کے پار بنے بس اسٹاپ پہ جا کھڑی ہوئی۔۔۔۔لون کی قمیض شلوار کے ساتھ اس نے دوپٹہ سینے پہ پھیلایا ہوا تھا۔۔۔۔بالوں میں پراندا ڈلا تھا۔۔۔۔جس کے آخر میں چار گھنگھرو تھے۔۔۔۔چال ایسی کے دیکھنے والا رک جائے۔۔۔۔اور

رخسار بھی رک جاتی تھی۔۔۔۔ تیکھی ناک پھلاتی۔۔۔۔پراندا پکڑ کر گول گول گھماتی کمینے تیرے گھر ماں بہن نہیں ہے۔؟ دیدے پھاڑ کر دیکھ رہا ہے منحوس کہیں کا۔!"ارگرد" کے لوگوں کے کھڑے ہونے کے لحاظ کے بغیر وہ اونچے لہجے سے بولتی۔۔۔۔۔۔اور پراندے کو پیچھے کمر پہ اچھال کر آگے بڑھ جاتی۔۔۔۔۔دوپٹہ اس نے کبھی سر پہ نہ لیا تھا۔۔۔۔پیر بھی آزاد تھے۔۔۔۔ماں ہوتی تو دوپٹہ لینا سکھاتی۔۔۔۔باپ ہوتا تو پیر سنبھال کر اٹھانے کا کہتا۔۔۔۔۔دونوں ہی نہ تھے۔۔۔۔۔پندرہ سال کی تھی۔۔۔۔جب ماں باپ نے غربت سے تنگ آکر خود زہر کھا لیا اور گزر گئے۔۔۔۔۔رہ گئی وہ خود اور ایک سال کا گڈو۔۔۔۔اکثر وہ اپنے ماں باپ کو گالیاں دیتی تھی۔۔۔۔۔

For more visit: https://exponovels.com/ mailto:exponovels@gmail.com

جب کھلانے کی ہمت نہیں تھی تو پیدا ہی کیوں کیا۔؟" زہر یلے لہجے سے وہ خود سے سوال کرتی۔۔۔۔۔ماں باپ کے بعد گلی محلے والوں نے انہیں تیم خانے بھیج دیا۔۔۔۔رشتے دار کوئی آیا ہی نہ تھا انہیں لینے۔۔۔۔۔اور تیم خانے میں رخسار سے خود نہ رہا گیا۔۔۔۔ایک سال وہاں رہی۔۔۔۔پھر ایک رات گڈو کو گود میں بمشکل اٹھایا اور وہاں سے نکل گئی۔۔۔۔۔سڑک پہ رہنے لگی۔۔۔۔۔ہاتھ پھیلاتی تو کھانے کو مل جاتا پیر پھیلاتی تو نیند آجاتی۔۔۔۔۔کسی بھی فٹ پاتھ پہ لیٹتی اور گڈو کو تھپکتے تھپکتے خود بھی سو جاتی۔۔۔۔۔مانگ مانگ کر کھانے والی رخسار جلدی جلدی بڑی ہوگئی۔۔۔۔۔

بڑی ہوئی تو سڑک پہ رہنا مشکل ہوگیا۔۔۔۔۔سڑک پہ ہاتھ پھیلانا بھی۔۔۔۔وہ ہاتھ پھیلاتی تو لوگ کلائی تھامتے۔۔۔۔کھینچنے کی کوشش کرتے۔۔۔۔ساتھ لے جانے کی کوشش کرتے۔۔۔۔۔تبھی اس

نے ایک پست علاقے میں ایک کمرے کا مکان کرایے پہ لے لیا۔۔۔۔۔چار دیواری میں وہ خود کو محفوظ سمجھتی تھی۔۔۔۔۔گڈو کو اسکول پڑھانے کا اسے بہت شوق تھا۔۔۔۔پر جیب اجازت نہ دیتی تھی۔۔۔۔وہ صبح گھر سے نکلتی اور شام کو آتی۔۔۔۔ہاتھ میں پیسے لازمی ہوتے تھے۔۔۔۔۔گڈو پوچھتا

تم کیا کام کرتی ہو۔؟" رخسار ہنستی"

برا کام نہیں کرتی۔۔۔۔ تو فکر نہ کر۔!"گڈو خاموش ہو جاتا پھر کچھ دیر میں بولتا"

پھر بھی۔؟" رخسار بس مسکاتی۔۔۔۔ مدہم سا۔۔۔۔ سپید رنگت اور کمال ہنر سے بنے"

اسکے نقوش پہ اسکی مسکان جچ جاتی تھی۔۔۔۔ کالی آنکھوں کو جھپکاتی تو گھنی پلکیں چلمن بن جاتیں۔۔۔۔۔ باریک

گلابی ہونٹ لپ اسٹیک کے بغیر بھی ہوش ربا لگتے تھے۔۔۔۔۔ لہجہ تیکھا تھا۔۔۔۔ ہر ایک سے یوں بولتی جیسے کہیں کی ملکہ ہو۔۔۔۔۔ پر گڈو سے پیار سے بات کرتی تھی۔۔۔

میں جادو کرتی ہوں"۔۔۔ وہ گڈو کو یہ جواب دے کر اور الجھا دیتی۔۔۔۔ پھر گڈو کے کسی" بھی دوسرے سوال سے بچنے کے لیے اٹھ کر لائٹ بند کر دیتی۔۔۔۔

اب سو جا بہت دیر ہو گئی ہے۔!"گڈو گندا سا منہ بناتا اور کروٹ لے لیتا وہ بھی اسکے" قریب لیٹ کر اسکے اوپر بازو رکھ لیتی۔۔۔ اور اسکا ایک ہاتھ تھام لیتی۔۔۔۔۔ یہ وہ واحد مرد تھا جس کے ہونے کے احساس سے وہ اندھیرے سے نہیں ڈرتی تھی۔۔۔۔۔ ورنہ اسے اندھیرے سے بہت ڈر لگتا تھا۔۔۔۔

رخسار نے سڑک کے سامنے ہو کر دیکھا تو سامنے بس دوڑتی آ رہی تھی۔۔۔۔۔۔۔ اس نے سکون کا سانس لیا۔۔۔۔ پلو سے نادیدہ

پسینہ پونچھا اور بس کے قریب آتے ہی چڑھ گئی۔۔۔۔بس میں اتنے لوگ تھے کہ قدم رکھنے کی جگہ نہیں تھی۔۔۔۔

ہائے اللہ سائیڈ پہ ہوجاؤ بڑے میاں"۔۔۔"

چچا تم بھی"۔۔۔"

"وہ ہیرو تجھے الگ سے کہوں"

ہٹو بھئی لیڈز کو جگہ دو"۔۔۔۔وہ اکیلی بس میں چڑھی تھی اور شور یو ڈال دیا تھا جیسے پوری بارات کے ساتھ ہو سب کو دھکیلتی وہ کنڈیکٹر کی سیٹ کے پاس پہنچ گئی۔۔۔۔۔اور ادا سے گہرے گہرے سانس کھینچنے لگی۔۔۔۔پلو سے چہرے پہ ہوا بھی کرنے لگی۔۔۔۔جبکہ گرمی بالکل نہ تھی۔۔۔۔ایک ہاتھ کہنی پہ لٹکتے پرس میں ڈالا پھر اس میں سے شیشہ نکال کر اپنا چہرہ اس میں دیکھنے لگی۔۔۔۔۔اور پوری بس کے مرد اس شیشے والی کو دیکھنے لگے۔۔۔۔۔پر وہ بے نیاز سی اپنے کام میں لگی رہی۔۔۔۔۔

بس بس ادھر ہی روک دو"اس نے مطلوبہ اسٹاپ کے قریب آتے ہی شور ڈال دیا۔۔۔۔ڈرائیور نے فٹ سے بریک ماری۔۔۔۔اور وہ جھول گئی۔۔۔

ہائے مر جانے کیا گرائے گا لیڈز کو۔؟" وہ خود کو لیڈز کہنا پسند کرتی تھی۔۔۔۔بے شک"
ایک تھی پر لیڈی اور لیڈز میں اسے زیادہ فرق نہ لگتا تھا اس لیے خود کو لیڈز کہہ
دیتی۔۔۔۔اسکے تنک کر بولنے پہ ڈرائیور نے معذرت کی تو وہ "ہونہہ "کر کے نیچے اتر
گئی۔۔۔۔۔اور سڑک پہ چلنے لگی۔۔۔۔۔پیچھے رکی بس کچھ دیر بعد اس سے آگے نکل گئی تو
اسنے ہاتھ میں پکڑا شیشہ دوبارہ پرس میں رکھا۔۔۔۔اور پرس سے والٹ نکالے۔۔۔۔وہ
یہ کرتی تھی۔۔۔۔۔بسوں میں چڑھتی شور ڈالتی۔۔۔۔۔پہلے

دروازے سے دوسرے دروازے تک جاتی اور راستے میں جس کا والٹ ہاتھ لگتا نکال
لیتی۔۔۔۔۔یہ ہی اسکا جادو تھا۔۔۔۔۔۔جو وہ کر کے گھر چلا رہی تھی۔۔۔۔۔
"ہائے لعنتی سب کے سب بھک منگے نکلے ایک میں دو ہزار اور دوسرے میں پندرہ سو۔"
اس نے والٹ غصے سے دور اچھالے اور پیسے پرس میں ڈال کر مٹکتی آگے بڑھ
گئی۔۔۔۔۔۔۔

_____&&&&&&&&&&&&&&&&&

_____

For more visit: https://exponovels.com/ mailto:exponovels@gmail.com

تم کہاں جا رہے ہو۔ ؟" ضامن کو آفس سوٹ میں ملبوس دیکھ ثریا نے حیرت سے "
پوچھا۔۔۔۔ وہ خاموشی سے چلتا ڈائننگ ٹیبل کے قریب آیا اور کرسی کھینچ کر بیٹھ
گیا۔۔۔۔
آفس۔!" مختصر جواب دے کر وہ ڈائننگ کی کھلی کھڑکی سے باہر دیکھنے لگا۔۔۔۔۔ گھر "
کے پیچھے لان میں دھوپ کی کرنیں بکھری تھیں۔۔۔۔ درخت لہلہا رہے تھے۔۔۔۔ چڑیا
چہچہا رہی تھی۔۔۔۔ ماحول بے شک خوشگوار تھا۔۔۔۔ پر پھر بھی کہیں نہ کہیں اداسی
تھی۔۔۔۔۔
تمہاری کل ہی شادی ہوئی ہے۔۔۔۔ تم آج آفس کیسے جا سکتے ہو ابھی کچھ دیر میں علیزہ کو "
لینے اسکے گھر والے آ جائیں گے تم ان سے نہیں ملو گے۔ ؟" ضامن نے تعجب سے سوال
کرتی اپنی ممی کو دیکھا
نہیں۔!" وہ کہہ کر گلاس میں جوس ڈالنے لگا۔۔۔۔ ثریا زچ ہوئیں "
ضامن یہ کیا بچپنہ ہے۔ ؟ تمہاری اس سے شادی ہوئی ہے ابھی ایک دن بھی نہیں گزرا "
اور تم آفس جا رہے ہو اس کے گھر والے کیا سوچیں گے علیزہ خود کیا سوچے
گی۔۔۔۔۔ دیکھو ضامن اب شادی کر لی ہے تو اسے نبھاؤ بھی ورنہ۔۔۔۔ " ضامن نے
انکی بات

کاٹی

میں اسے طلاق دے دوں گا بہت جلد۔!" اس نے سپاٹ لہجے سے کہہ کر جوس کا گلاس " اپنے لبوں سے لگایا تھا۔۔۔۔۔ثریا شل رہ گئیں۔۔۔۔وہ کچھ بولتیں اس سے پہلے ہی ضامن نے جوس کا گلاس میز پہ رکھا اور بولنے لگا۔۔۔۔

یہ شادی صرف ایک بے وقوفی تھی جو میں نے پریشے کے کہنے پہ کرلی اب اس بے وقوفی " کو میں کسی قیمت پہ نہیں نبھاؤں گا اور نہ ہی علیزہ چاہے گی کہ میں اسکے ساتھ رہوں "۔۔۔۔۔وہ کہہ کر کھڑا ہوگیا۔۔۔۔۔پھلوں کی ٹوکری سے ایک سیب اٹھایا۔۔۔۔ میں آفس جارہا ہوں میری بلا سے میرے بعد علیزہ کو کتوں کے آگے پھینک دیجئے گا مجھے " فرق نہیں پڑے گا۔" وہ کہہ کر سیب کھاتا ڈائننگ سے نکل گیا۔۔۔۔۔ثریا بے بسی سے اپنا سر ہاتھ میں دے کر بیٹھ گئیں۔۔۔۔۔لان میں بکھری کرنیں سب کچھ خاموشی سے دیکھتی رہ گئیں۔۔۔۔۔

_____&&&&&&&&&&&&_____

_____

دن جیسے ہی باسی ہونے لگا۔۔۔۔وہیں فرحت، پھوپو، ابو اور دادی علیزہ کو لینے آ گئے۔۔۔۔۔باقی سب لاؤنج میں بیٹھے تھے جبکہ فرحت علیزہ کے کمرے میں آ گئی تھی۔۔۔بہت گرم جوشی سے ملنے کے بعد فرحت علیزہ کے ساتھ بیڈ پہ بیٹھ گئی۔۔۔۔۔وہ علیزہ کے اترے چہرے اور زرد رنگ سے بے نیاز تھی۔۔۔۔۔

منہ دکھائی میں کیا ملا۔؟"فرحت نے پوچھا۔۔۔۔علیزہ کو رات کا منظر یاد آیا۔۔۔۔۔گلے میں تھوک پھنس گیا۔۔۔۔۔وہ خاموش

رہی۔۔۔۔۔

تم سے پوچھ رہی ہوں بہن۔۔؟"اسنے علیزہ کا شانا ہلایا تو وہ ہوش میں آئی۔۔۔"

"!ک۔۔۔کچھ۔۔۔۔کچھ نہیں۔"

کیا کچھ نہیں ملا۔۔؟"فرحت کو جھٹکا لگا۔۔۔۔۔علیزہ فوراً سنبھل کے بولی۔۔۔"

نہیں۔۔۔نہیں مجھے نیکلیس دیا ہے۔"ثریا نے جو علیزہ کو زیور دیا تھا اسی میں سے ایک نیکلس کا بتا کر وہ اس نیکلس کو نکال لائی۔۔۔۔فرحت نے استعجاب سے ہیروں سے چمکتے نیلکس کو دیکھا۔۔۔۔۔

ہائے اللہ کتنا خوبصورت ہے علیزہ تمہاری تو قسمت ہی چمک گئی یہاں شادی "
ہوکر "۔۔۔۔۔ علیزہ سرد آہ بھر کر رہ گئی۔۔۔۔ اسکی رات کیسے گزری تھی یہ بس اسے پتہ تھا پوری رات وہ دروازے سے لگ کر بیٹھی رہی۔۔۔۔ ہر آہٹ پہ ڈر جاتی کہ ضامن آگیا۔۔۔۔ پر وہ پوری رات کمرے میں نہ آیا تھا۔۔۔۔ ابھی بس کچھ دیر پہلے وہ کمرے میں آیا اور علیزہ کی جان حلق میں آگئی تھی۔۔۔۔۔ وہ سیمٹ کر دیوار کے ساتھ لگ کر بیٹھ گئی۔۔۔۔۔ اور ضامن ایسے کمرے میں پھرتا رہا جیسے کمرے میں کوئی ہے ہی نہیں۔۔۔۔۔ اس کے لیے علیزہ کی موجودگی کسی اہمیت کی حامل نہیں تھی۔۔۔۔۔۔۔ وہ آفس کے لیے تیار ہوا اور کمرے سے نکل گیا۔۔۔۔۔ تب کہیں جا کر علیزہ کی جان میں جان آئی اور وہ اٹھ کر فریش ہوئی۔۔۔۔ اسکا بس نہیں چل رہا تھا کہ وہ یہاں سے کہیں بھاگ جائے۔۔۔۔۔ جیسے ہی اسے پتہ چلا کہ اسے لینے گھر سے اسکے ابو وغیرہ آگئے ہیں وہ جلدی جلدی تیار ہوگئی۔۔۔۔ اس نے کیا کیا سوچا تھا اور کیا ہوگیا۔۔۔۔۔ اسے لگا تھا ضامن اسکا حسن دیکھ کر پاگل ہوجائے گا۔۔۔۔ یا پھر فلموں

ڈراموں کی طرح کچھ دن اکڑے گا۔۔۔۔ پھر علیزہ اسے اپنی اداؤں سے رام کرلے گی۔۔۔۔۔ پر ہوا سب الٹا۔۔۔۔۔

علیزہ فرحت کی باتیں غائب دماغ سے سنتی رہی پھر فرحت اسے اپنے ساتھ نیچے لے گئی۔۔۔۔ کچھ دیر لاؤنج میں وہ بیٹھی پھوپو اور دادی سے ہنس ہنس کر باتیں کرنے کی کوشش کرتی رہی پر ناکام رہی۔۔۔۔۔ اسے بس یہاں سے جانے کی جلدی تھی۔۔۔۔ پر پھوپو کا اٹھنے کا دل ہی نہیں تھا۔۔۔۔ وہ بار بار ضامن کا پوچھ رہی تھیں۔۔۔ اور ثریا بہانے پہ بہانے بنا رہی تھیں۔۔۔۔

آفس میں اچانک سے ایک ضروری کام آگیا تھا اس لیے جانا پڑ گیا۔ "مصنوعی مسکان" کے ساتھ ثریا نے کہا تھا۔۔۔۔

لو ایسا بھی کیا کام کہ اپنی شادی کے اگلے دن ہی کام پہ جانا پڑ گیا۔۔۔۔ گھر کا کاروبار" تھا۔۔۔۔۔ اگر نہ بھی جاتا تو کیا حرج تھا۔۔۔ نہ ہی بڑا بھائی ہے گھر نہ دُلہا میاں اور نہ ہی سمدھی جی"۔۔۔۔ پھوپو کو دال میں کچھ کالا لگ رہا تھا تبھی ایک ایک کا پوچھ رہی تھیں۔۔۔۔ ثریا انکے سوالوں سے اب بیزار ہونے لگی تھیں۔۔۔۔ سب چلے گئے اور انہیں پھنسا گئے۔۔۔۔۔ وہ بس پہلو بدل بدل کر اپنا غصہ قابو کر رہی تھیں۔۔۔۔۔ انکی مشکل خود علیزہ نے دور کر دی

ابو چلیں۔؟" اسنے آہستگی سے ابو کو مخاطب کیا جو لاتعلق بیٹھے تھے۔۔۔۔ دادی نے فوراً" سر ہلایا۔۔۔

ہاں ہاں لاڈو چلیں ہیں بس۔ "ابو سے پہلے دادی بولیں۔۔۔۔۔ابو خاموشی سے کھڑے " ہو گئے۔۔۔۔۔۔علیزہ بھی جلدی سے کھڑی ہو گئی۔۔۔۔۔ثریا سے ملی۔۔۔۔۔اور سب کے ساتھ گھر سے نکل گئی۔۔۔۔ابو کرایے کی گاڑی لائے تھے۔۔۔۔وہ فرنٹ کی سیٹ پہ بیٹھ گئی تھی۔۔۔۔۔پیچھے دادی پھوپو اور فرحت بیٹھ گئیں۔۔۔۔

ابو نے گاڑی چلالی تھی۔۔۔۔گاڑی مین گیٹ سے نکل رہی تھی۔۔۔۔تبھی علیزہ کی نظر بیک ویو مرر میں پڑی اور اسے جیسے بجلی کا جھٹکا لگ گیا ہو اس نے کھڑکی سے گردن نکال کر پورچ میں گاڑیوں کے پاس کھڑے ڈرائیور کو دیکھا۔۔۔۔۔اسے اپنی آنکھوں پہ یقین نہ آیا۔۔۔۔۔وہ ایش تھا۔۔۔۔۔شوفر کے یونیفارم میں ملبوس وہ گاڑی سے ٹیک لگا کر علیزہ کو دیکھ رہا تھا۔۔۔۔۔اور علیزہ کا سر چکرا گیا۔۔۔۔۔۔

_____&&&&&&&&&&&&&_____

باب :-تیرہواں

واپسی

یہ شہرِ عشق ہے صاحب

یہاں نہ مرضی سے آیا جاتا ہے۔۔۔۔

اور نہ واپسی مرضی پہ ممکن ہوتی ہے۔۔۔۔

یہاں دل کا راج چلتا ہے۔۔۔۔

یہاں دل کی مانی جاتی ہے۔۔۔۔

وہ گھر آئی تو تیزی سے کمرے میں چلی گئی۔۔۔۔کمرے میں کیرت بیٹھی تھی۔۔۔۔علیزہ نے ایک نظر کیرت کو دیکھا۔۔۔۔اور

اسے ضامن یاد آگیا۔۔۔۔اسکی وہ وحشت بھری آنکھیں۔۔۔۔۔علیزہ کی پھر سے روح کانپ گئی۔۔۔۔۔کیرت اسے ہی دیکھ رہی تھی۔۔۔۔۔وہ بیڈ سے اٹھ کر علیزہ کے پاس آئی۔۔۔۔

For more visit: https://exponovels.com/ mailto:exponovels@gmail.com

کیسی ہو۔ ؟"اسکے شانے پہ ہاتھ رکھ کر کیرت نے پوچھا تھا دل چاہ رہا تھا کہ پوچھے "وہ کیسا" ہے۔ ؟"پر بس یہ سوال نہ کر سکی۔۔۔۔ علیزہ نے اسکا ہاتھ شانے سے جھٹکا۔۔۔۔ ضامن کا غصہ اب وہ کیرت پہ اتارے گی۔۔۔

"نظر نہیں آرہا ہے آپکو۔ ؟"

آرہا ہے تبھی پریشان ہوں بتاؤ اس نے کچھ کہا۔ ؟"کیرت اسے جانچتی نظروں سے دیکھ" رہی تھی۔۔۔۔ علیزہ کو جھٹکا لگا۔۔۔۔ کیا اسکی شکل سے واضح ہو رہا ہے کہ رات کیا ہوا تھا۔۔ ؟ علیزہ نے رخ بدل لیا۔۔۔۔

رخ مت بدلو بتا دو میں سمجھاؤں گی اسے۔ ؟"علیزہ تپ گئ"

"آپ کو کیوں لگتا ہے کہ آپ سب کر سکتی ہیں۔ ؟"

کب کہا سب کر سکتی ہوں۔ ؟ اگر کچھ کر سکتی تو اپنے لیے نہ کر لیتی۔ ؟ خاموشی سے محبت" سے درستبردار نہ ہوتی "علیزہ نے لب بھینچ لیے۔۔۔۔

تو پھر پوچھ کیوں رہی ہیں۔ ؟"علیزہ نے اسکی طرف چہرہ کر لیا تھا۔۔۔۔ کیرت نے نرمی" سے اسکے گال پہ ہاتھ لگایا۔۔۔۔

جاننا چاہتی ہوں کہ کسی کے ساتھ جھوٹ بول کر کوئی خوش رہ لیتا ہے۔ ؟"علیزہ کی" آنکھوں میں الجھن در آئی۔۔۔۔

نہیں سمجھیں۔؟"اسکی آنکھوں کے سوال کیرت پڑھ چکی تھی"
دادی کو کہنا وہ کہانی اچھی گھڑ لیتی ہیں۔۔۔۔۔انکی کہانی نے میرا سب کچھ لوٹ"
لیا۔۔۔۔اب ایک سچائی میں بھی انہیں بہت

جلد سناؤں گی اور دیکھنا پھر انکا بھی چین چھن جائے گا"۔۔۔۔۔وہ کہہ کر علیزہ کا گال
تھپک کر کمرے سے نکل گئی۔۔۔۔علیزہ کا سر گول گول گھومنے لگا تھا۔۔۔۔۔وہ تو
عذاب میں آگئی یہ شادی کر کے۔۔۔۔دادی نے اسکی ساری زندگی عذاب کر کے رکھ
دی۔۔۔۔۔وہ دل میں سوچ رہی تھی۔۔۔۔۔وہ بہت آرام سے اب دادی کو سارا الزام
دے رہی تھی۔۔۔۔اپنے ڈگمگاتے قدموں کو وہ بھول گئی تھی۔۔۔۔وہ عشق کے سمندر
میں محبت کے نام کی دو کشتیوں میں سوار ہو گئی تھی۔۔۔۔یہ سوچ کر کہ وہ سب سنبھال لے
گی۔۔۔۔۔پر اب کھیل الٹا ہو گا۔۔۔۔۔اب عدالت لگے گی سب کو سزا ملے
گی۔۔۔۔۔۔سب کو۔۔۔۔۔

_____&&&&&&&&&&&&&&_____
_____

رات کے ستارے لاہور پہ چمکنے لگے تھے۔۔۔۔۔وہ فریش ہو کر اب کمرے کی بالکونی میں کھڑا تھا۔۔۔۔گیلے بال ماتھے پہ بکھرے تھے۔۔۔۔۔سبز آنکھیں مرجھائی ہوئی تھیں۔۔۔۔۔آفس میں آج اسکا دل نہ لگا تھا۔۔۔۔۔ہر دستک پہ لگتا تھا وہ آگئی۔۔۔۔پر وہ اب آ بھی گئی تو کیا۔؟ کچھ بھی تو نہیں۔۔۔۔۔وہ تو اب اسے دیکھے گا بھی نہیں۔۔۔۔۔نظر انداز کر دے گا۔۔۔۔بات بھی نہیں کرے گا۔۔۔۔۔

اس نے جیب سے موبائل نکالا۔۔۔۔

میں اسے کال نہیں کروں گا"۔۔۔۔۔اسنے موبائل کی اسکرین روشن کی۔۔۔۔۔نمبر" ملانے لگا۔۔۔۔۔

صرف ایک رنگ کروں گا اگر اس نے اٹھالی تو ٹھیک ورنہ پھر نہیں کروں گا"۔۔۔۔۔وہ" کان سے موبائل لگا کر کھڑا ہو گیا۔۔۔۔۔کال جا رہی تھی۔۔۔۔ایک پھر دوسری پھر تیسری۔۔۔۔۔

اب نہیں کروں گا" دل اسکی بات پہ مسکایا۔۔۔۔۔اور ضامن"

دوبارہ کال کرنے لگا۔۔۔۔۔

For more visit: https://exponovels.com/ mailto:exponovels@gmail.com

اب نہ اٹھایا تو نہیں کروں گا" اس نے اب بھی نہ اٹھائی اسکی کال، پر وہ کرتا"
رہا۔۔۔۔ سب سے مشکل مرحلہ زندگی کا یہ ہی ہوتا ہے جب ہم خود سے عہد کرتے ہیں
اور خود ہی توڑتے چلے جاتا ہیں۔۔۔۔۔
ضامن کو اب غصہ آنے لگا تھا۔۔۔۔ وہ کمرے میں آیا۔۔۔۔۔ گاڑی کی چابی
اٹھائی۔۔۔۔۔ اور باہر نکل گیا۔۔۔۔ جب وہ لاؤنج عبور کر رہا تھا تب اپنی ممی کی آواز پہ
رکا۔۔۔۔
کس حق سے جا رہے ہو۔؟" اس کے قدم رک گئے۔۔۔۔ وہ پلٹا۔۔۔۔"
محبت کے حق سے"۔۔۔۔۔"
اس نے یہ حق تمہیں دیا ہوتا تو آج وہ اس گھر کی بہو ہوتی"۔۔۔۔۔ ثریا قدم قدم چلتیں"
اسکے قریب آگئی تھیں۔۔۔۔ ضامن خاموش سا ہو گیا۔۔۔۔۔ پھر بولا۔۔۔
وہ بے وقوف ہے"۔۔۔۔"
وہ تو تم بھی ہو۔۔۔۔ سمجھدار ہوتے تو اسکا ساتھ نہ دیتے"۔۔۔۔۔"
اس نے حالت ایسے پیدا کر دیے تھے"۔۔۔۔۔ ثریا عجیب سا مسکائیں۔۔۔"

"وہ تمہیں دھمکائے گی تو تم ہر غلط کام کر بیٹھو گے۔؟ اسے روکو گے نہیں۔؟ اسکی بہن کو لینے نہیں گئے جو تمہاری بیوی ہے۔۔۔۔ اس سے ملنے جا رہے جو تمہاری کچھ نہیں لگتی"۔۔۔۔۔ ضامن نے گہرا سانس لیا۔۔۔۔۔

"دل پہ اسکی تصویر بنی ہوئی ہے ممی۔۔۔۔ اور جو اپنے نشان دلوں پہ چھوڑ جائیں نا ان سے دل کا رشتہ بن جاتا ہے۔۔۔۔۔ جو دل کو لگتے ہیں وہی سب کچھ لگتے ہیں۔۔۔۔۔ اور وہ میرے لیے میرا سب کچھ ہے۔۔۔۔ میں اسے واپس لاؤں گا"۔۔۔۔۔۔ اسکی بات

پہ ثریا کے اندر تک کڑواہٹ پھیل گئی۔۔۔۔۔

"اگر اسے لانا چاہتے ہو تو ابھی اسے اسکے حال پہ چھوڑ دو۔۔۔۔ مت جاؤ۔۔۔۔ ابھی دیکھو وہ کتنا تڑپتی ہے۔۔۔۔۔ اور اسکی بہن کی جھوٹی محبت کتنے دن ٹکتی ہے۔۔۔۔ یوں بار بار اسکے سامنے جھکو گے تو وہ کبھی نہیں جھکے گی۔۔۔۔ محبت کرو اس سے، بے شک لاکھ کرو۔۔۔۔ پر اس پہ ظاہر نہ کرو کہ اب تم اسکے بغیر رہ نہیں سکتے۔۔۔۔ اس نے خود تمہیں کسی اور کو سونپا ہے۔۔۔۔۔ اب کچھ دن بیگانے رہو۔۔۔۔۔ پھر وہ خود سے لوٹ کر آئے گی۔۔۔۔ اب جاؤ گے تو وہ تمہیں پھر سے اپنی بہن کا ہونے۔۔۔۔ اور اپنی بہن کا ہی رہنے کا کہے گئی۔۔۔۔ اور تم جانتے ہو تم نہ علیزہ کے ساتھ رہنا چاہتے ہو اور نہ ہی

پریشے کے بغیر"۔۔۔۔۔وہ اپنی ممی کی ایک ایک بات بہت غور سے سنتا رہا تھا۔۔۔ثریا کہہ کر کمرے میں واپس چلی گئی تھیں۔۔۔۔۔اور ضامن دو حصوں میں بنٹ کر رہ گیا۔۔۔قدم کمرے کی طرف جانے سے انکاری تھے۔۔۔۔۔پر جانا تو تھا۔۔۔۔۔

_____&&&&&&&&&&&&&&&_____

_____

جب جب موبائل بجا کیرت نے آنکھیں بند ہی رکھیں۔۔۔۔کھولتی تو ضامن کا نمبر اسکرین پہ دیکھ کر اس سے بات کرنے کا دل کرتا۔۔۔۔۔اور اب وہ کس حق سے اس سے بات کرتی۔؟ اسکے پاس تو اب کوئی حق نہیں بچا تھا۔۔۔۔۔

کیرت آنکھیں کھول کر اپنے بیڈ کراؤن سے کمر ٹکائے بیٹھ گئی تھی۔۔۔۔علیزہ دوسرے بیڈ پہ بے خبر سو رہی تھی۔۔۔۔۔شام کو ضامن کی ممی نے کال کر کے کہہ دیا تھا کہ علیزہ کو لینے ضامن کل آئے گا۔۔۔۔۔اور علیزہ نے شکر ادا کیا تھا کہ وہ کل

جائے گی۔۔۔۔ابھی اس نے ایش سے بھی ملنا تھا۔۔۔۔۔

کیرت نے علیزہ پہ سے نظریں ہٹا کر اپنا موبائل اٹھایا۔۔۔۔پھر رکھ دیا۔۔۔۔محبت میں لڑکی بے وقوف ہوتی ہے۔۔۔۔۔اور لڑکا بے بس۔۔۔۔۔لڑکی ناراضی کا بھرم رکھنا اور

نظر انداز کرنا سب جاتی ہے اور لڑکے سے نہ ناراض ہوا جاتا ہے اور نہ ہی نظر انداز کیا جاتا ہے۔۔۔۔اسے بس تھک کر چھوڑ دینا آتا ہے۔۔۔۔اور اس چھوڑ دینے سے ہی وہ بے وفا بن جاتا ہے۔۔۔۔

کیرت نے آنکھ کی نمی کو انگوٹھے سے صاف کیا۔۔۔۔اور موبائل کو سرہانے رکھ کر وہ دوبارہ لیٹ گئی۔۔۔۔۔اب بس اس نے ایک کام کرنا تھا۔۔۔۔بہت جلد آفس بھی چھوڑ دینا تھا۔۔۔۔۔بہت جلد۔۔۔۔

_____&&&&&&&&&&&&&_____

رخسار لاؤنج میں کھڑی تھی۔۔۔۔۔ثریا نے اسے کل ہی کام پہ رکھ لیا تھا۔۔۔۔اور رخسار آج اس سے عہد کرنے میں مصروف تھی۔۔۔۔

"بیگم جی میں دیکھنا آپ کا پورا گھر صاف کردوں گی"۔۔۔۔ثریا نے چونک کر اسے دیکھا۔۔۔۔رخسار کھنکاری۔۔۔

"میرا مطلب ہے میں بہت اچھے سے گھر کی صاف صفائی کروں گی۔۔۔۔مجھے کھانا بھی بہت اچھا بنانا آتا ہے۔۔۔۔میں تو کل ہی آپ کو بنا کر کھلا دیتی پر کل آپ نے مجھے

"رکنے ہی نہ دیا۔۔۔۔پر آج آپ دیکھتی جانا رخسار کے ہاتھوں کا جادو میں تو۔۔۔۔۔
ثریا نے بیزاری سے اسکی بات کاٹی۔۔۔
اچھا بس بس چپ ہو جاؤ اور کام پہ لگو۔۔۔۔میں نے ابھی ایک ضروری کام جانا ہے تم"
اپنے کام پہ لگ جاؤ"۔۔۔۔۔سرخ گھٹنوں تک آتی قمیض اور تنگ شلوار پہن کر ثریا نے
اپنے ڈائی شدہ

بال جو کاندھو کو چھو رہے تھے، کو کھلا چھوڑا ہوا تھا۔۔۔۔کانوں میں ہیرے چمک رہے
تھے۔۔۔۔وہ پرس اٹھا کر کھڑی ہو گئی تھیں۔۔۔۔میک سے اٹا چہرہ سنجیدہ
تھا۔۔۔۔۔گلابی ہیلز سے ٹک ٹک کرتیں وہ گھر سے نکل گئی تھیں۔۔۔۔۔رخسار ان کے
جاتے ہی مسکائی۔۔۔۔۔ایڑیوں کے بل گھوم گھوم گئی۔۔۔۔۔
ہائے اللہ کتنا بڑا گھر ہے اور کتنی مہنگی مہنگی چیزیں ہیں۔۔۔۔اف"۔۔۔اس نے لاؤنج"
کی ایک ایک چیز کو چھو کر دیکھنا شروع کر دیا۔۔۔۔۔اسکا دل کیا ابھی سب کچھ اٹھائے اور
بھاگ جائے پر اس نے خود کو قابو کیا اور کیچن میں چلی گئی۔۔۔۔
ابھی دل لگا کر کام کروں گی۔۔۔۔۔اور پھر کچھ دنوں بعد کام تمام"۔۔۔۔وہ ہلکا سا ہنسی"
تھی۔۔۔۔

_____&&&&&&&&&&&&&&&&_____

_____

گاڑی سڑک پہ دوڑ رہی تھی۔۔۔۔آج لاہور کا سورج بادلوں میں چھپا تھا۔۔۔۔۔تیز ہوائیں چل رہی تھیں۔۔۔۔موسم خوشگوار تھا۔۔۔۔پر ابھی بھی کہیں کہیں اداسی چھائی تھی۔۔۔۔۔

گاڑی میں بیٹھیں ثریا غصے سے بول رہی تھیں۔۔۔۔

"ضامن آج پھر تم آفس چلے گئے۔۔۔۔۔اسے کون لائے گا۔؟"

آپ لے آئیں"۔۔۔۔۔ثریا نے دانت پیسے۔۔۔۔"

شادی کر کے میں اسے نہیں لائی وہ تمہاری بیوی ہے اسے تم نے لانا ہے اب ڈھول" گلے میں ڈال ہی لیا ہے تو اسے بجانے سے کیوں کترا رہے ہو۔؟ جاؤ اور اسے لے کر آؤ صبح سے کوئی سو فون آ چکے ہیں اسکی دادی کے اور تمہارے ڈیڈ غصہ کر رہے ہیں وہ الگ"۔۔۔۔۔دوسری طرف اپنے کیبن میں بیٹھے ضامن نے گندا سا منہ بنایا۔۔۔۔۔

مجھے کچھ نہیں پتہ آپ بھائی افضل کو کہہ دیں وہ لے آئیں گے میں ایک بار لے آیا اسے" اب بار بار مجھ سے یہ سب نہیں ہوگا۔۔۔۔اور اب اسکی دادی کال کرے تو کہہ دیجئے گا کہ

خود چھوڑ جائیں"۔۔۔۔۔ضامن نے کہہ کر کال کاٹ دی۔۔۔۔۔اور ثریا ہیلو ہیلو کرتی رہ گئیں۔۔۔پھر انہوں نے بھائی افضل کو کال کی۔۔۔۔۔وہ دوسری طرف سے حیران سے بولے۔۔۔

میں کیسے لینے جاؤں۔؟"ثریا عاجز آ چکی تھیں۔۔۔۔انہوں نے تھکے ہوئے لہجے سے" کہا۔۔۔۔

جیسے مرضی لاؤ پر اب تمہیں ہی جانا پڑے گا۔۔۔۔وہ تو میری بات ہی نہیں سن" رہا۔۔۔۔۔کاش میں بچپن میں اسے اتنا مارتی کہ وہ آج مجھ سے ڈرتا۔۔۔۔۔پر نہ وہ میری چھوٹے ہوتے سنتا تھا نہ ہی اب سنتا ہے ہر بار اڑ جاتا ہے۔۔۔۔اور میں ہار جاتی ہوں"۔۔۔۔۔افضل دوسری جانب بس مسکا دیے۔۔۔۔۔

"اچھا جا رہا ہوں یہ تو بتا دیں کہ جا کر کہوں گا کیا۔؟"

کہہ دینا کہ زبردستی کی شادیوں میں یونہی بار بار اوقات یاد دلائی جاتی ہے۔۔۔۔کسی کی چیز" کو کوئی دوسرا سنبھالتا ہے۔۔۔۔۔پوری زندگی نہ دل ملتے ہیں اور نہ در۔۔۔۔۔بس دربدر ہوتے ہیں ایسے لوگ جیسے اب علیزہ ہوگی"۔۔۔۔۔وہ تنفر سے بول کر کال کاٹ چکی تھیں اور افضل بھائی کے کاندھے بھاری ہو گئے تھے۔۔۔۔۔ایک نیا امتحان۔۔۔۔وہ یہ سوچ کر اپنے کیبن سے نکل گئے تھے۔۔۔۔۔جانے سے پہلے انہوں نے سوچا تھا کہ وہ

ضامن کے آفس جائیں اسے سمجھائیں پر پھر وہ اپنا ارادہ ترک کرتے خود ہی علیزہ کو لینے چلے گئے۔۔۔۔۔۔

_____&&&&&&&&&&&&&&&&&&&&_____

_____

بھائی افضل علیزہ کو لینے آ گئے تھے۔۔۔۔ دادی کو انہیں دیکھ کر حیرت ہوئی۔۔۔۔۔ شادی کے بعد تو دلہا لینے آتا تھا اپنی بیوی کو پھر اسکا بھائی۔؟ سب کے لیے یہ سوال ہی تھا۔۔۔۔۔ ابو بہت ہمت کر کے بھائی افضل سے بات کر رہے تھے۔۔۔۔ ورنہ انکا بس نہیں چل رہا تھا کہ وہ زمین میں دھنس جائیں۔۔۔۔۔ کیا وہ نہیں جاتے تھے ضامن علیزہ کو لینے کیوں نہیں آیا۔۔۔۔۔ جانتی تو دادی بھی تھیں۔۔۔۔ پر وہ انجان بنی بیٹھیں پوچھنے لگیں۔۔۔۔

جمائی بابو کیوں نہ آ لینے لاڈو کو۔؟ "انکا سوال افضل بھائی کے حلق میں پھنس گیا۔۔۔۔ وہ" پورے راستے اس سوال کی تیاری کرتے آئے تھے پر پھر بھی سوال کے ہوتے ہی وہ سب بھول گئے۔۔۔۔۔ انہیں جواب دینے میں وقت لگ رہا تھا۔۔۔۔

وہ۔۔۔۔۔وہ ضامن کو اچانک ہی شہر سے باہر جانا پڑ گیا اس لیے وہ لینے نہیں"
آیا۔۔۔۔۔میں جانتا ہوں شادی کے اگلے روز دلہا ہی لینے آتا پر مجبوری ہے اس لیے میں
آگیا"۔۔۔۔۔وہ نظریں چرا کر بول رہے تھے۔۔۔۔۔دادی کو ابو نے دیکھا۔۔۔۔انکے
چہرے پہ تلخ مسکان تھی۔۔۔۔دادی شرمندہ سی ہو گئیں۔۔۔۔۔نجمہ افضل بھائی کے
لیے کھانے کا انتظام کرنے جانے لگیں تو انہوں نے روک دیا۔۔۔۔۔
نہیں بس آپ اسے بھیج دیں مجھے بھی جلدی ہے"۔۔۔۔۔امی اصرار کرنا چاہتی تھیں پر کر"
نہ پائیں۔۔۔۔۔۔چپ چاپ علیزہ وغیرہ کے کمرے میں چلی گئیں۔۔۔۔۔
ہو گئیں تیار۔؟"اسے گم صم بیڈ پہ بیٹھے دیکھ امی نے پوچھا تھا۔۔۔۔۔کیرت اس وقت"
کمرے میں ہی تھی۔۔۔۔اور جز بز سی لگتی تھی۔۔۔۔۔علیزہ کا سانس پھر سے اٹک گیا تھا
اب وہ دوبارہ اسی گھر میں اسی شخص کے کمرے میں جائے گی۔۔۔۔

اف اللہ"۔۔۔علیزہ خاموشی سے کھڑی ہو گئی۔۔۔۔بھائی افضل اسے لینے آئے ہیں یہ"
بات بھی اسے کسی صورت ہضم نہیں ہو رہی تھی۔۔۔۔۔کیرت نے اپنی امی سے
پوچھا۔۔۔۔
"وہ کیوں نہیں آیا لینے۔؟"

"مجھے نہیں پتہ مجھے تمہارے فیصلوں کا پتہ نہیں ہوتا۔۔۔۔اسکے فیصلوں کا کیا پتہ ہوگا۔؟"
وہ سپاٹ لہجے سے کہتیں چلی گئیں۔۔۔۔علیزہ بھی مردہ قدموں سے کمرے سے نکل گئی۔۔۔۔۔جاتے وقت امی اور ابو اس سے رسم سا ملے۔۔۔۔۔کیرت وہ ملنا چاہتی نہیں تھی اسلیے اسے نظر انداز کرتی آگے بڑھ گئی۔۔۔۔دادی سے بھی علیزہ نہیں ملی۔۔۔۔اسے دادی سے عجیب سی نفرت ہوگئی تھی۔اور دادی کا بس نہیں چل رہا تھا کہ اس پہ واری صدقے چلی جائیں۔۔۔۔۔

گھر سے نکلتے علیزہ رونے لگی تھی۔۔۔۔بھائی افضل نے اسکے لیے فرنٹ سیٹ کا دروازہ کھولا تو وہ اپنے آنسوں پونچھتی بیٹھ گئی۔۔۔۔۔بھائی افضل بھی الوادعی مسکان دے کر گاڑی میں بیٹھ گئے۔۔۔۔نجمہ نے شکر ادا کیا تھا کہ اس وقت ان کی نند نہیں تھی ورنہ ایک کی سو کرتی۔۔۔۔اور پھر بھی چین سے نہ بیٹھتی۔۔۔۔۔

گاڑی اب سڑک پہ دوڑ رہی تھی۔۔۔۔۔بھائی افضل سامنے دیکھتے ڈرائیو کر رہے تھے۔۔۔۔۔کچھ فاصلہ طے کرنے کے بعد انہوں نے علیزہ کی جانب دیکھا۔۔۔۔۔اسکی آنکھیں ابھی بھی نم تھیں۔۔۔۔

For more visit: https://exponovels.com/ mailto:exponovels@gmail.com

کچھ کھاؤ گی۔؟" انہوں نے نرمی سے پوچھا علیزہ نے چونک کر انکی طرف دیکھا" تھا۔۔۔۔۔پھر آہستگی سے نہ میں گردن ہلادی۔۔۔۔بھائی افضل خاموش ہو گئے۔۔۔۔۔اور گاڑی چلانے لگے۔۔۔۔۔

&&&&&&&&&&&&&&_____

_____

آفس میں کمپیوٹرز کی بورڈ کی ٹک ٹک گونج رہی تھی۔۔۔۔لمبی راہ داری کے عین سامنے لگی لفٹ کا دروازہ کھلا تو وہ ہلکے ٹی پینک رنگ قمیض شلوار میں ملبوس سفید دوپٹہ گلے میں ڈالے داخل ہوئی۔۔۔۔۔سر پہ ہمیشہ کی طرح کالی چادر تھی۔۔۔۔پر چہرہ ہر طرح کے میک اپ سے عاری تھا۔۔۔۔ایک ہاتھ پہلو میں گرا تھا۔۔۔۔جبکہ دوسرے میں پرس پکڑ کر وہ چلتی سیدھی ریسپشن پہ آگئی۔۔۔۔ریپشن پہ کھڑی لڑکی نے حیرت سے اسے دیکھا۔۔۔۔۔یہ وہی لڑکی تھی جس نے ضامن کے ہاتھ کاٹنے کے متعلق کیرت سے ہسپتال میں پوچھا تھا۔۔۔۔۔اس نے کیرت کو اوپر سے نیچے تک دیکھا۔۔۔۔

کیسی ہو۔؟" وہ تنقیدی نظروں سے کیرت کو تک رہی تھی۔۔۔۔۔"

"مینجر صاحب اس وقت کہاں ہیں۔؟" وہ اسکا سوال نظر انداز کر گئی۔۔۔۔۔جس کی محبت
!اسکی بے وقوفی کی وجہ سے بچھڑی ہو وہ بھلا ہو کیسا سکتا ہے۔؟ شاید بد نصیب۔۔
نوکری چھوڑ رہی ہو۔؟" لڑکی نے بھی سوال پہ سوال کیا۔۔۔۔کیرت نے اس سے جان
چھڑانے کے لیے بس سر کو خم دے دیا۔۔۔۔لڑکی اداس سا مسکائی۔۔۔۔
تمہیں کہا تھا دلگی بری چیز ہوتی ہے۔۔۔۔تم نے یونہی اپنے لیے عذاب خرید
لیا"۔۔۔۔وہ ہمدردی سے بول رہی تھی۔۔۔۔کیرت کے اندر درد کی ٹیسیں اٹھنے
لگیں۔۔۔۔۔دل لگی سچ میں بہت "بری" چیز ہوتی ہے۔۔۔۔۔اس نے دل میں
سوچا۔۔۔۔پھر اپنے آنسوں اندر اتار کر بولی۔۔۔۔۔
"تم نے مینجر صاحب کا نہیں بتایا۔؟"
وہ آج چھٹی پہ ہیں۔!"لڑکی کی نظریں ویسی ہی تھیں۔۔۔۔"

اچھا تم یہ سر ضامن کو دے دینا"۔۔۔۔۔کیرت نے نظریں جھکائی ہوئی
تھیں۔۔۔۔۔لڑکی کی آنکھوں میں جو سوال تھے وہ سوال اسے تیر کی طرح لگ رہے
تھے۔۔۔۔اس نے ڈیسک پہ اپنا استعفیٰ رکھ دیا تھا۔۔۔۔۔لڑکی نے نہ میں سر
ہلایا۔۔۔۔

سوری پر تمہیں یہ خود سر کو دینا ہوگا"۔۔۔۔کیرت نے ترحم سے لڑکی کو دیکھا۔۔۔۔"
نہیں میں ان کے کیبن میں نہیں جانا چاہتی تم انہیں دے دینا مہربانی ہوگی"۔۔۔۔اسکا"
لہجہ کچھ ایسا تھا کہ لڑکی مان گئی۔۔۔پر اس نے کہا۔۔۔۔
رکو ایک منٹ میں انہیں اطلاع تو کر دوں کہ تم استعفیٰ دے رہی ہو"۔۔۔۔کیرت نے"
اسے اس سے بھی روکا پر وہ مانی ہی نہیں۔۔۔۔کیرت جانتی تھی کہ وہ کیرت کو نوکری
چھوڑنے نہیں دے گا۔۔۔۔۔پر ہوا سب الٹا۔۔۔۔لڑکی نے فون کان سے جدا کر کے
کہا۔۔۔
وہ کہہ رہے ہیں ٹھیک ہے تم جا سکتی ہو"۔۔۔۔لڑکی خود بھی حیران سی تھی۔۔۔۔اور"
کیرت شل رہ گئی۔۔۔۔۔کیا ضامن نے ہی یہ کہا ہے۔؟اس نے اتنی آسانی سے کیرت
کو استعفیٰ دینے دے دیا۔؟کیرت کو یقین سا نہ آیا۔۔۔۔۔
تم نے سر ضامن کو ہی بتایا ہے نا۔؟"اس نے پوچھنا ضروری سمجھا۔۔۔۔۔لڑکی نے"
سر ہاں میں ہلایا۔۔۔۔اور ساتھ کہا۔۔۔
اور انہوں نے یہ بھی کہا ہے کہ تم یہاں سے جتنی جلدی ہو سکے چلی جاؤ اور ان سے ملنے کی"
بات نہ کرنا۔۔۔۔وہ بزی ہیں۔"کیرت کو لگا اسکا دل بند ہو گیا۔۔۔۔کیرت کو وہ دن یاد

آئے جب ضامن اسے دن میں کئی کئی بار کسی نہ کسی بہانے سے کیبن میں بلاتا تھا اور اس سے باتیں کرتا تھا۔۔۔۔۔اور آج

اس کے پاس کیرت کے لیے وقت نہیں ہے۔؟ کیرت کی ساری ہمت جواب دے گئی۔۔۔۔اس نے سہارے کے لیے ریپشن ڈیسک پکڑلیا۔۔۔۔۔

"ایک دن میں بھی یونہی تم سے ملنے سے انکار کردوں گا پھر دیکھنا تمہیں میری تکلیف کا اندازہ ہوگا۔" اسے ضامن کی بات یاد آئی۔۔۔۔۔کیا اسے بھی اتنی ہی تکلیف ہوتی تھی۔؟؟؟ اتنی زیادہ۔۔؟ کیرت کی آنکھیں بھیگ گئیں۔۔۔۔لڑکی اسے ہی دیکھ رہی تھی۔۔۔۔اس نے فوراً پانی کا بھرا گلاس کیرت کے آگے کیا۔۔۔۔پر وہ ڈیسک پہ پرچہ رکھ کر تیزی سے وہاں سے چلی گئی۔۔۔۔

کچھ دیر بعد ریسپشنسٹ ضامن کے سامنے کیرت کا استعفیٰ لیے کھڑی تھی۔۔۔۔

"وہ چلی گئی۔؟" ضامن نے لیپ ٹاپ پہ نظریں جمائے پوچھا تھا۔۔۔۔لڑکی نے میز پہ استعفیٰ رکھا

"جی چلی گئی"۔۔۔۔۔"

"کچھ کہہ رہی تھی۔؟"

نہیں"۔۔۔"

میرے ملنے کے انکار پہ بھی کچھ نہیں بولی۔؟"اس نے چونک کر پوچھا تھا۔۔۔۔اب" وہ لڑکی کو دیکھ رہا تھا۔۔۔۔۔

بالکل ایسے ہی چونکی تھی جیسے آپ چونکے ہیں"۔۔۔۔"

پھر۔؟"ضامن بے خود سا ہو گیا تھا۔۔۔۔"

پھر وہ روتی ہوئی تیزی سے چلی گئی"۔۔۔۔ضامن کے چہرے پہ زمانوں کا دکھ آ" رکا۔۔۔۔پر وہ خاموش رہا۔۔۔۔اور دوبارہ لیپ ٹاپ پہ نظریں جما کر بیٹھ گیا۔۔۔۔جب ریپسشنٹ بھی باہر چلی گئی تو اس نے سبز آنکھوں لیپ ٹاپ سے ہٹائیں تو ان میں بھی نمی تھی۔۔۔۔وہ بھی بے بس تھا۔۔۔۔۔

_____&&&&&&&&&&&&&&&&&&&&&&_____

اسے گھر چھوڑ کر بھائی افضل خود واپس آفس چلے گئے تھے۔۔۔۔انکے ڈیڈ کی بار بار کال آ رہی تھی۔۔۔۔۔انہوں نے جانے سے پہلے علیزہ کو کہا۔۔۔

گھر پہ ممی نہیں ہیں۔۔۔۔ کچھ کھانا ہو تو ملازمہ کو کہہ دینا۔۔۔۔ اور دھیان رکھنا"
اپنا"۔۔۔۔۔ علیزہ بس سر ہلاتی رہی تھی۔۔۔۔ وہ جب چلے گئے تو علیزہ اپنے کمرے
میں آگئی۔۔۔۔ اسکا دل کچھ بھی کھانے کو نہیں تھا۔۔۔۔ وہ جب سے اپنے گھر گئی تھی
ایش کو کال پہ کال کر رہی تھی پر وہ اٹھا ہی نہیں رہا تھا۔۔۔۔۔ اب بھی وہ اپنے کمرے میں
جیسے ہی آئی اسنے اپنا موبائل پرس سے نکالا اور نمبر ملانے لگی کہ اسکا موبائل کسی نے
قریب سے جھپٹ لیا۔۔۔۔۔ اور علیزہ کی چیخ بے ساختہ تھی۔۔۔۔۔ گھر کے سارے
ملازم جمع ہو جاتے اگر ایش اسکے منہ ہاتھ نہ رکھتا تو۔۔۔۔۔ وہ آہستگی سے چلتا اسکے مقابل
آپ کھڑا ہوا تھا۔۔۔۔ کالی آنکھوں میں ہمیشہ جیسی چمک تھی۔۔۔۔ چھوٹے بال ماتھے پہ
بکھرے تھے۔۔۔۔ چہرے پہ ہلکی سی مسکان تھی۔۔۔۔۔ علیزہ کی آنکھیں باہر گرنے کو
تھیں۔۔۔۔ ایش نے اسکے منہ سے ہاتھ ہٹایا۔۔۔۔
تم یہاں کیا کر رہے ہو۔؟"علیزہ نے بھاگ کر دروازہ بند کیا۔۔۔۔ وہ پلٹی"
کہاں کمرے میں یا اس گھر میں؟"وہ مزے سے جیبوں میں ہاتھ ڈال کر کھڑا ہو گیا۔۔۔۔"
دونوں جگہ"۔۔۔۔ وہ چلتی اسکے پاس آگئی تھی۔۔۔۔ ایش نے لب بھینچے مسکان"
شرارتی سی تھی اس کے چہرے پہ۔۔۔۔
پہلے یہ بتاؤ میرا آنا اچھا لگا یا برا۔؟"علیزہ جھنجھلائی۔۔۔"

میرا دل بند ہونے کو ہے اور تمہیں یہ الٹے سوال یاد آ رہے ہیں۔ "اہش ہلکا سا" ہنسا۔۔۔۔

اچھا اچھا بتاتا ہوں اپنا منہ سیدھا کرو پہلے "۔۔۔۔۔ علیزہ نے سینے پہ ہاتھ باندھ" لیے۔۔۔۔

میں یہاں تم پہ نظر رکھنے آیا ہوں کہ کہیں تمہارا ارادہ یہ بڑا گھر دیکھ کر ڈگمگا نہ" جائے "۔۔۔۔۔ وہ صاف گوئی سے بولا تھا۔۔۔۔ علیزہ کو اسکی بات بری لگی۔۔۔۔۔

میں اپنے قول سے نہیں پھرتی "۔۔۔۔"

جانتا ہوں تم کتنا پاس رکھتی ہو وعدوں کا "۔۔۔۔ اسکا لہجہ عجیب سا ہو گیا"

تھا۔۔۔۔ علیزہ نے ایش کے چہرے کو بغور دیکھا وہ چہرہ اب کسی بھی تاثر سے عاری تھا۔۔۔۔

میں سچ کہہ کر رہی ہوں ایش میں یہاں سے بہت جلد نکلنا چاہتی ہوں تم بس ہمارے جانے" کی تیاری کرو "۔۔۔۔۔ ایش پھر سے مسکانے لگا۔۔۔۔۔

تم پریشان نہ ہو کچھ سب جاری رہے گا پھر میں اس تماشے کا آخری سین لکھوں گا اور" کہانی ختم ہو جائے گی "۔۔۔۔۔ اس نے علیزہ کا ہاتھ تھام لیا تھا۔۔۔۔۔

انشاءاللہ"۔۔۔۔علیزہ نے اپنا دوسرا ہاتھ اس کے ہاتھ پہ رکھ دیا تھا۔۔۔۔۔"

_____&&&&&&&&&&&&&&_____

_____

وہ علیزہ کے کمرے سے نکل کر اب احتیاط سے اطراف میں دیکھتا نیچے اتر رہا تھا۔۔۔۔جب وہ اس کے ہاتھ پہ چھڑ گیا جو فرش پہ پونچھا لگا رہی تھی۔۔۔

ہائے اللہ مار دیا اندھے نے خبیث کہیں کے تیرے یہ دیدے"

پھوٹیں ہاتھ کچل کر رکھ دیا"۔۔۔۔۔وہ بلند آواز سے واویلا مچانے لگی تھی۔۔۔۔۔ایش نے بے ساختہ اسکے منہ پہ ہاتھ رکھا۔۔۔۔

چپ۔!"اس نے دبی سی آواز سے کہا تھا۔۔۔رخسار نے اسکا ہاتھ جھٹکا۔۔۔"

کیا چپ"۔۔۔۔ایش نے دوبارہ اسکے منہ پہ ہاتھ رکھا۔۔۔"

یہ چپ۔۔۔۔اپنی زبان بند کرلو۔۔۔۔تھوڑا سا ہی پاؤں رکھا گیا ہے شوریوں ڈال رہی ہو" جیسے کوئی مر گیا ہو"۔۔۔۔۔ایش برہمی سے بولا تھا۔۔۔۔۔رخسار کی آنکھوں میں غصہ ٹھاٹھے مارنے لگا۔۔۔۔اس نے ایش کے منہ پہ رکھے ہاتھ پہ کاٹ لیا۔۔۔۔ایش نے اسکے منہ سے ہاتھ ہٹایا۔۔۔۔وہ تلملا گیا۔۔۔۔۔

پاگل کہیں کیں "۔۔۔۔۔وہ درد سے کراہ اٹھا تھا۔۔۔۔رخسار مسکائی"

تھوڑا سا ہی تو کاٹا ہے چیخ ایسے رہے ہو جیسے کوئی مر گیا ہو"۔۔۔۔۔ایش نے کھا جانے"

والی نظروں سے اسے دیکھا۔۔۔۔جو پر سکون کھڑی تھی۔۔۔

تم مجھے جانتی نہیں۔"۔۔۔۔وہ دانت پیس کر بولا تھا۔۔۔۔"

جانتی ہوں ڈرائیور ہو"۔۔۔۔اس نے سر جھٹکا تھا پھر اچانک ہی اس نے چونک کر ایش"

کو دیکھا۔۔۔۔۔بھنو خود ہی اوپر چلی گئی۔۔۔۔

تم ڈرائیور ہو۔۔۔۔۔اور تم اوپر سے آرہے ہو وجہ۔؟"ایش گڑبڑا گیا۔۔۔۔ہاتھ کا درد"

بھول گیا۔۔۔۔۔وہ کچھ بولتا کہ رخسار بولنے لگی "تم چوری کر کے آرہے ہو نا۔؟"ایش

کے تھوڑی دیر پہلے رنگ جو کچھ کچھ اڑے تھے رخسار کے سوال پہ اب انکی جگہ ناپسندیدگی

لے لی تھی

وہ تم ہو میں نہیں۔!"بے نیاز سا جواب تھا۔۔۔۔اب کی بار"

رخسار کے رنگ اڑے تھے۔۔۔۔۔

کی۔۔۔کس۔۔۔۔کس نے کہا میں چور ہوں تم ہی ہو گے"۔۔۔۔وہ گھبرا"

گئی۔۔۔۔۔نظریں چرا کر بولی تھی۔۔۔۔

اچھا جی تم چور نہیں ہو۔؟"اس نے رخسار کو اوپر سے نیچے تک دیکھا۔۔۔۔"

ہاں نہیں ہوں"۔۔۔۔۔رخسار اندر سے کانپ رہی تھی۔۔۔۔"

تو پھر یہ جو تم نے اپنے دوپٹے کے پلو سے باندھ رکھا ہے وہ میں میڈم کے سامنے" کھلواؤں گا اور پھر وہ اپنے پیسوں کی پہچان خود ہی کر لیں گی ٹھیک ہے۔؟"وہ کہہ کر جانے لگا۔۔۔۔۔رخسار نے اسکا ہاتھ پکڑا۔۔۔

میں کسی کو نہیں بتاؤں گی تم اوپر گئے تھے"۔۔۔۔ایش مسکایا"

گڈ گرل تمہارے لیے یہ ہی بہتر ہوگا"۔۔۔۔۔وہ اسکا گال تھپک کر چلا گیا"

تھا۔۔۔۔اور بس یہیں کالی آنکھوں کا جادو کسی کے دل پہ چل گیا تھا۔۔۔۔ایک چورنی کا دل یہیں چوری ہوگیا تھا۔۔۔۔نرم لمس محبت کی کہانی لکھنے لگا۔۔۔۔۔وہ اپنے گال پہ ہاتھ رکھ کر کھڑی ہوگئی۔۔۔۔۔۔۔

_____&&&&&&&&&&&&&&&&&&_____

_____

وہ ضامن کے گھر کے سرونٹ کوارٹر میں کالینڈر کے سامنے کھڑا تھا۔۔۔۔۔ہاتھ میں ریڈ مارکر تھا۔۔۔۔جس سے اس نے مہینے کی پہلی تاریک کو کاٹ دیا۔۔۔۔آج سے مہینہ

شروع ہوگیا تھا۔۔۔۔اور اس نے اب جو کچھ بھی کرنا تھا وہ سب اس ایک مہینے میں ہی کرنا تھا۔۔۔۔۔

****

ضامن کے آفس پہ شام خاموش اتری تھی۔۔۔۔۔وہ اپنے کیبن میں بیٹھا تھا۔۔۔۔۔اسکا اب گھر جانے کو دل نہ کرتا تھا۔۔۔۔گھر جاتا تو سامنے علیزہ کو دیکھ کر اسکا خون جلنے لگتا۔۔۔۔۔اور علیزہ کا سوکھنے۔۔۔۔وہ رات گئے تک آفس میں بیٹھا رہتا تھا۔۔۔۔یا پھر کسی دوست کے پاس چلا جاتا۔۔۔۔۔پر بس گھر نہ جاتا۔۔۔۔۔

****

آفس کو چھوڑنے کے بعد اس نے گھر کے کاموں میں دل لگانا چاہا پر وہ کچھ بھی کرتی تو دماغ ضامن کی جانب مبذول ہوتا۔۔۔۔اب رہ رہ کر اسکی محبت یاد آتی تھی کیرت کو۔۔۔۔۔اور اپنی بے وقوفی بھی۔۔۔۔۔اب دل کرتا تھا کہ وہ علیزہ کے مر جانے کہ دعا کرے۔۔۔۔۔اور دل دل میں کرنے بھی لگتی۔۔۔۔۔کتنی بار تو وہ اپنا ہاتھ جلا بیٹھی تھی۔۔۔۔چائے بناتے تو کبھی روٹی بناتے۔۔۔۔۔امی نے اسے صاف کہہ دیا تھا۔۔۔۔

کسی کام کو ہاتھ مت لگانا"۔۔۔۔۔"

اب میرا دل نہیں لگتا امی"۔۔۔۔۔اسکی امی نے اداسی سے اسے دیکھا۔۔۔"

دل تمہارا بہت پہلے لگ چکا تھا۔۔۔۔اب یہ کہو کہ اس کے بغیر نہیں"

لگتا"۔۔۔۔۔کیرت خاموش ہو گئی تھی۔۔۔۔۔۔۔کیونکہ اسکی امی سچ کہتی

تھیں۔۔۔۔اب کیرت کا دل ضامن سے ملنے کو کرتا تھا۔۔۔۔۔اور بہت کرتا

تھا۔۔۔۔۔۔

_____&&&&&&&&&&&&&&&&_____

_____

یہ اتوار کا دن تھا۔۔۔۔وہ جانتی تھی۔۔۔۔آج ضامن گھر ہی ہو گا۔۔۔۔اور دل سے مجبور

ہوتی وہ بھی علیزہ سے ملنے کے بہنے چلی گئی۔۔۔۔جب وہ گھر سے نکل رہی تھی تب دادی

پھنکاریں۔۔۔۔

مت جائیو۔۔۔۔۔اب اسکا گھر اجاڑے گی کم بخت"۔۔۔۔۔کیرت کے چہرے پہ"

تنفر پھیل گیا۔۔۔۔۔دل کیا وہ ابھی دادی کے منہ پہ سب سچ کہہ دے جس کا الزام وہ

ہمیشہ سے اسکی نانی کو دیتی آئی تھیں۔۔۔۔۔ پر وہ ضبط کر گئی۔۔۔۔ بس اتنا ہی کہہ سکی۔۔۔۔

وہ میرا ہے دادی اسے ملنے کا حق میرے پاس ہمیشہ رہے گا"۔۔۔۔۔ دادی تلملا گئیں۔۔۔۔

منحوس ماری اچھال چھکے"۔۔۔۔۔ وہ تلخ سا مسکاتی رہی اور گھر سے نکل گئی۔۔۔۔۔ دادی نے کیرت کی امی کو بھی کہا کہ وہ اسے روکیں تو انہوں نے کاندھے اچکا دیے۔۔۔

میری کون سنتا ہے۔؟" وہ کہہ کر کمرے سے نکل گئیں اور دادی ہاتھ مسلتی رہ گئیں"

وہ ضامن کے گھر پہنچی تو سامنے اسکی ممی صوفے پہ بیٹھیں اسے دکھائی دیں۔۔۔۔ وہ کیرت کو دیکھ کر کھڑی ہو گئیں۔۔۔۔

مجھے پتہ تھا تم ضرور آؤ گی"۔۔۔۔۔ ہلکے بادم رنگ کی گھٹنوں تک آتی قمیض کے ساتھ" سفید ٹراؤزر پہنے انہوں نے بال کھلے چھوڑے ہوئے تھے۔۔۔۔۔ کانوں میں ہیرے چمک رہے تھے۔۔۔۔ چہرے پہ ہلکا سا میک اپ تھا۔۔۔۔۔۔ وہ قدم قدم چلتیں کیرت کے پاس آ گئیں۔۔۔۔

آؤ بیٹھو"۔۔۔۔۔انہوں نے اسکا ہاتھ تھاما۔۔۔۔کیرت نے بولنے کے لیے لبوں کو"
جنبش دی ہی تھی کہ ثریا گویا ہوئیں۔۔۔۔
یہ مت کہنا کہ اپنی بہن سے ملنے آئی ہو۔۔۔۔میں سب جانتی ہوں اور تم"
بھی"۔۔۔۔۔کیرت کے ہونٹ سل گئے۔۔۔۔۔اس نے نظریں جھکا
لیں۔۔۔۔۔ثریا کے چہرے پہ عجیب سی مسکان تھی۔۔۔۔۔

وہ اوپر اپنے کمرے میں ہے جاؤ چلی جاؤ"۔۔۔۔۔کیرت اسی طرح جھکی نظروں سے"
زینوں کی جانب بڑھ گئی۔۔۔۔۔کیرت نے سرمئی اے لائن قمیض شلوار کے ساتھ
کالے رنگ کی چادر اوڑھی ہوئی تھی۔۔۔۔۔چہرے پہ میک اپ نہ تھا۔۔۔۔۔بس
آنکھوں کی اداسی چھپانے کے لیے انہیں کالا ضرور کیا ہوا تھا۔۔۔۔۔وہ چند زینے چھڑی
تھی جب ثریا نے اسے عقب سے آواز دی۔۔۔۔وہ پلٹی۔۔۔
جاتو رہی پر دھیان سے جانا۔۔۔۔۔کمرے میں جانے سے پہلے دروازہ بجانا مت"
"بھولنا۔۔۔۔وہ اب شادی شدہ ہے۔۔۔۔۔تمہیں نے کروائی تھی یاد تو ہے نا۔؟
کیرت کے دل کو کسی نے سینے سے نکال کر تپتے صحرا میں رکھ دیا تھا۔۔۔۔اور وہ اتنی

بے بس تھی کہ اس تکلیف پہ بھی کرلا نہ سکی۔۔۔۔۔ سر کو خم دیا اور زینے چڑھنے لگی۔۔۔۔

وہ خود کو کمپوز کرتی ضامن کے کمرے کے پاس پہنچ گئی تھی۔۔۔۔۔ کیا وہ اس سے ملے گا۔؟ "ہاں ضرور میں اسکے سامنے جاؤں گی تو وہ اپنی ناراضی ضرور بھول جائے گا"۔۔۔۔۔ کیرت نے دل میں سوچا تھا۔۔۔۔۔ وہ اب خود غرضی کے رستے پہ چل پڑی تھی۔۔۔۔۔ وہ اسکی بہن کا شوہر ہے کیرت اب یہ بھی بھول گئی تھی۔۔۔۔ اب اسے بس "یہ ہی یاد تھا کہ ضامن بس اسکا تھا۔۔۔۔۔ پر" تھا

کیرت نے لرزتے ہاتھوں سے دروازہ بجایا۔۔۔۔۔ پھر اسنے ناب گھمایا اور اندر داخل ہوگئی۔۔۔۔۔ وہ بیڈ پہ نیم دراز اپنے موبائل میں مصروف تھا۔۔۔۔ اور علیزہ ڈری سہمی سی کمرے میں رکھے دیوان پہ سمٹی بیٹھی تھی۔۔۔۔۔ کیرت کے داخل ہونے پہ ان دونوں نے ہی چونک کر دیکھا تھا۔۔۔۔ علیزہ فوراً سے کیرت

کو دیکھ کر کھڑی ہوگئی۔۔۔۔ تاکہ وہ اس سے مل سکے۔۔۔۔۔ پر کیرت ضامن کی جانب بڑھ گئی تھی۔۔۔۔ ضامن کی نظریں اس پہ رک گئی تھیں۔۔۔۔ کیرت بیڈ کے قریب آگئی۔۔۔۔ اور وہ بیڈ سے کھڑا ہوگیا۔۔۔۔۔ کیرت کو خوشی سی ہوئی۔۔۔۔۔ اسے لگا وہ

ناراضی بھول گیا ہے۔۔۔۔۔پر اسے غلط لگا۔۔۔۔ضامن نے جوتے اڑسے اور علیزہ کو کہا۔۔۔

تمہاری بہن آئی ہے ضرور تم سے ملنے آئی ہوگی۔۔۔۔میں فریش ہونے جارہا"

ہوں"۔۔۔۔۔وہ کہہ کر باتھ روم میں چلا گیا۔۔۔۔۔اور کیرت پہ گھڑوں پانی آ گرا۔۔۔۔۔آنسوؤں کا غول اسکے گلے میں اٹک گیا تھا۔۔۔۔۔علیزہ دل ہی دل میں تمسخر سے ہنسی۔۔۔۔۔پھر کیرت کے پاس آئی۔۔۔۔۔

بیٹھ جائیں"۔۔۔۔وہ بیٹھ گئی۔۔۔۔۔بالکل خاموشی سے۔۔۔۔۔علیزہ بھی اسکے" قریب بیٹھ گئی۔۔۔۔دونوں نے ایک دوسرے سے کوئی بات نہ کی۔۔۔۔۔کیرت کا بولنے کا دل نہیں تھا خاص کر علیزہ سے۔۔۔۔۔اور علیزہ کا کچھ سننے کا موڈ نہیں تھا خاص کر کیرت کے منہ سے۔۔۔۔۔۔اس لیے وہ دونوں ہی گونگی بنی بیٹھی رہیں۔۔۔۔۔

دس منٹ بعد وہ جب نہا کر نکلا تو سرخ شرٹ اور جینز کی پینٹ میں ملبوس تھا گیلے بال ماتھے پہ بکھرے تھے۔۔۔۔۔وہ شیشے کے سامنے کھڑا ہوگیا۔۔۔۔۔

تم نے کچھ کھانے کے لیے پوچھا اپنی بہن سے۔؟"اس کے اچانک سے سوال پہ علیزہ" گڑبڑا گئی۔۔۔۔

نہ۔۔۔ نہیں۔۔۔۔ہاں۔۔۔۔نہ۔۔۔"اسے سمجھ نہ آئی کہ وہ کیا کہے۔۔۔۔انکار" کرے گی تو کہیں ضامن کو غصہ نہ آجائے اور اقرار پہ کیرت نے سچ بول دیا تو۔؟ وہ شش وپنج میں مبتلا ہوگئی تھی۔۔۔۔۔اتنے میں ضامن پرفیوم کو خود پہ چھڑک کر کیرت کے

سامنے آکھڑا ہوا۔۔۔۔

بتاؤ چائے پیوگی یا کافی۔؟"کیرت کھڑی ہوگئی۔۔۔۔"

میں ملنے آئی تھی آپ۔۔۔"اسکی باقی کی بات اسکے منہ میں ہی رہ گئی۔۔۔۔۔"

اپنی بہن سے نا۔؟ مل لیں ہوں گی اب تک تو یہ بتاؤ چائے پیوگی۔؟"وہ سپاٹ لہجے سے" پوچھ رہا تھا۔۔۔۔۔اسکے تغافل سے اٹے لہجے نے کیرت کی آنکھیں بھگو دی تھیں۔۔۔۔۔وہ بس نہ میں گردن ہلا سی۔۔۔۔۔

تو پھر جاؤ، یا ابھی اور بیٹھو گی اپنی بہن کے پاس۔؟"آنکھوں سے آنسو ٹوٹ کر اسکے گال" پہ پھسل گیا۔۔۔۔۔یہ آنسو اسی آنکھ کا تھا جس آنکھ کا آنسو کبھی ضامن نے اپنے ہونٹوں پہ سنبھلا تھا۔۔۔۔۔۔

جاری ہوں"۔۔۔۔کیرت نے رندھی ہوئی آواز سے کہا۔۔۔۔۔"

خدا حافظ"۔۔۔۔۔وہ کہہ کر دوبارہ شیشے کے سامنے کھڑا ہو گیا۔۔۔۔علیزہ بڑی دلچسپی" سے سب کچھ دیکھ رہی تھی۔۔۔۔دل اندر ڈانس کر رہا تھا۔۔۔۔کیرت جانے کے لیے پلٹ گئی۔۔۔۔اندر کچھ جلنے لگا تھا اسکا دل کیا وہ اس جلن سے دنیا کو آگ لگا دے وہ جاتے جاتے کمرے کی میز پہ رکھا گلدان ایک ہاتھ مار کر گرا گئی تھی۔۔۔۔دروازہ بھی دھڑام سے بند کیا تھا اسنے۔۔۔۔اور جلدی جلدی زینے اترتی وہ لاؤنج سے ہوتی گھر سے نکل گئی۔۔۔۔۔پیچھے ثریا بیٹھی افسوس سے اسے دیکھ رہی تھیں۔۔۔۔۔

جب کیرت روش سے چلتی باہر جا رہی تھی۔۔۔۔تب ایک پل کے لیے وہ رک گئی۔۔۔۔۔پیچھے ڈرائیور کے کپڑوں میں ملبوس شخص اس نے کہیں دیکھا تھا۔۔۔۔۔کیرت کے ذہن نے فوراً اسے

یاد دلانا چاہا۔۔۔۔پر کہاں یہ کیرت نہیں جان پا رہی تھی۔۔۔۔وہ سوچتی اس بارے میں اگر اس وقت وہ سوچنے کی حالت میں ہوتی۔۔۔۔کیرت اس وقت بس کہیں چھپ کر رونا چاہتی تھی اس لیے وہ وہاں سے چلی گئی۔۔۔۔۔

_____&&&&&&&&&&&&&&&_____

_____

کیرت کے جانے کے بعد وہ جب نیچے لاؤنج میں آیا تو ثریا وہیں صوفے پہ بیٹھی تھیں۔۔۔۔

"کیا کہہ رہی تھی۔؟"

کچھ کہنے کا موقع ہی نہیں دیا اسے۔!" ضامن نے سنجیدگی سے جواب دیا تھا۔۔۔۔"

تم نے کیا کہا۔؟" انہیں دلچسپی سی ہوئی۔۔۔۔"

اسکے دروازہ بند کر کے جانے سے بھی اندازہ نہیں ہوا آپ کو کہ میں نے اسے وہ نہیں کہا" جو وہ سننا چاہتی تھی۔۔۔۔میں نے اسے وہ سب کہا جو میں اسے کبھی کہنے کا تصور بھی نہیں کر سکتا"۔۔۔۔۔وہ سنجیدگی کی بجائے اب یاسیت سے بولنے لگا تھا۔۔۔۔ثریا صوفے سے اٹھ کر ضامن کے پاس آگئیں۔۔۔۔

وہ اب تمہاری بے رخی سے ٹوٹنے لگی ہے۔۔۔۔۔اور جب وہ بالکل ٹوٹ جائے گی تو" تمہارے پاس ہی آئے گی۔۔۔۔۔اور تم نے اس وقت اسے اپنا بنانا ہے۔۔۔۔وہ پھر تمہاری بن کر رہے گی دیکھنا تم"۔۔۔۔۔انہوں نے ضامن کا کاندھا تھپکا تھا۔۔۔۔۔ضامن بس سر کو جنبش دے کر گھر سے نکل گیا۔۔۔۔

_____&&&&&&&&&&&&&&&_____

_____

وہ اپنے کمرے میں لیٹا تھا۔۔۔۔۔ آنکھیں یونہی بند تھیں۔۔۔۔ ابھی وہ ضامن کے گھر کے سرونٹ کوارٹر میں آکر لیٹا تھا۔۔۔۔۔ ضامن کی ممی نے آج اسے بہت تھکا دیا تھا۔۔۔۔ وہ تو تنگ آگیا تھا اب اس ڈرائیور والے ڈرامے سے، اس نے سوچ لیا تھا کہ اب بس کل وہ آخری پتا پھینکے گا۔۔۔۔۔ اور پھر کھیل ختم۔۔۔۔۔ وہ ابھی کچھ اور سوچتا کہ دروازے پہ دستک ہوئی۔۔۔۔۔ ایش کی نظریں خود ہی گھڑی پہ جا رکیں۔۔۔۔۔ رات کے دس بجے تھے۔۔۔۔ اس نے بے مزہ ہو کر سر جھٹکا۔۔۔۔۔ اسے لگا تھا کہ دروازے پہ ضامن کی ممی ہوں گی اور انہوں نے ضرور کہیں باہر جانا ہوگا۔۔۔۔۔ پر جب اس نے دروازہ کھولا تو حیران ہوا۔۔۔۔۔ بھنویں سکڑ گئیں۔۔۔۔۔

"تم کیا کر رہی ہو یہاں اور اس وقت۔؟" رخسار کو ہاتھ میں ڈش لیے کھڑا دیکھ وہ کچھ حیرت سے بولا تھا۔۔۔۔ رخسار مسکرائی۔۔۔۔

"کھانا لائی ہوں تمہارے لیے۔۔۔۔ سنا تھا تم نے کھایا نہیں"۔۔۔۔۔ وہ دروازے میں کھڑے ایش کو پیچھے کرتی اندر داخل ہو گئی۔۔۔۔۔ ایش کچھ دیر نا سمجھی سے کھڑا رہا پھر تیزی سے پلٹا۔۔۔۔

"کس خوشی میں لا ہو۔۔۔" اسکی باقی بات رخسار نے کاٹی۔۔۔

کہہ رہی ہوں کھانا لائی ہوں۔۔۔۔ مٹھائی نہیں جو خوشی پوچھ رہے ہو۔۔۔۔ تم بھی بے"
وقوف ہو"۔۔۔۔۔ وہ سادگی سے مسکراتی سر جھٹک کر بولی تھی۔۔۔۔۔ ایش نے برہمی
سے اسے

گھورا۔۔۔۔

جاؤ یہاں سے"۔۔۔۔۔ اس نے رخسار کی کہنی پکڑی۔۔۔۔ رخسار نے اسے"
دیکھا۔۔۔۔۔ پھر اسکے ہاتھ کو اپنی کہنی سے پکڑ کر اپنے ہاتھ میں لیا۔۔۔۔
پکڑنا ہے تو ہاتھ پکڑو۔۔۔۔ لڑکیوں کی کہنیاں نہیں پکڑتے۔۔۔۔ ان کے ہاتھ پکڑتے"
ہیں ہمیشہ کے لیے"۔۔۔۔ ایش نے دانت پیسے۔۔۔۔۔ پچھلے کچھ دنوں سے رخسار اکثر
اس کے پاس بے مقصد آ جا کرتی تھی اور پھر اسکی ایسی ہی باتیں۔۔۔۔ جن کو ایش "بے
سر و پا" کہا کرتا تھا۔۔۔۔۔ ایش نے زور سے اسکا ہاتھ جھٹکا۔۔۔۔
جاؤ یہاں سے اور آئندہ میرے کمرے میں اس وقت منہ اٹھا کر مت آ جانا"
سمجھیں"۔۔۔۔۔ اس نے انگلی اٹھا کر وارن کیا
کھانا تو کھا لو پھر چلی جاؤں گی"۔۔۔۔۔ وہ بضد تھی۔۔۔۔ ایش نے ضبط سے اسے"
دیکھا۔۔۔

For more visit: https://exponovels.com/ mailto:exponovels@gmail.com

تمہیں سمجھ کیوں نہیں آتی کہ تم مجھ سے دور رہو اس وقت کسی نے اگر تمہیں میرے" کمرے میں دیکھ لیا تو تمہیں پتہ ہے کیا ہوگا۔؟" وہ گہرے سانس لے کر خود کو کمپوز کر رہا تھا اس لڑکی کی موجودگی سے اسے عجیب سی پریشانی ہوتی تھی کہ کوئی انہیں ساتھ دیکھ نہ لے۔۔۔۔

یہ ہی کہ وہ میرا نام تمہارے ساتھ جوڑ دیں گے۔۔۔۔۔اور میں یہ ہی چاہتی ہوں میرا" نام تم سے جڑے۔۔۔۔۔میں تمہاری ہو جاؤں"۔۔۔۔وہ کہہ کر نظریں جھکا گئی تھی۔۔۔۔۔ایش کے جبڑے بھنچ گئے۔۔۔۔

مجھے غصہ مت دلاؤ فضول باتیں کر کے، نکلو میرے کمرے سے بے شرم کہیں" کی"۔۔۔۔۔ایش نے اسکا دوبارہ ہاتھ پکڑا اور کھینچتا ہوا کمرے کے دروازے تک لے آیا پھر اسے باہر کی طرف

دھکیل کر وہ بولا۔۔۔

آئندہ مت آنا"۔۔۔۔۔"

میں تو آؤں گی"۔۔۔۔وہ ڈھٹائی سے بولی۔۔۔"

تمہاری ٹانگیں توڑ دوں گا"۔۔۔۔۔وہ ہنسی"

اچھی بات ہے پھر میں مکمل تمہاری ذمہ داری بن جاؤں گی"۔۔۔۔ایش ایک پل کے لیے اسکی مسکان سے کھلے چہرے اور چمکتی آنکھوں کو دیکھ کر رکا تھا۔۔۔۔۔پھر اسنے دروازہ بند کیا۔۔۔۔

پاگل کہیں کی"۔۔۔۔۔اسکی بات پہ باہر کھڑی رخسار مسکرادی۔۔۔پھر اونچا سا بولی۔۔۔۔

دیوانی بھی ہوں"۔۔۔۔۔وہ کہہ کر پلٹ گئی۔۔۔۔اس نے اب گھر جانا تھا۔۔۔۔۔گڈو انتظار کر رہا ہوگا۔۔۔۔۔وہ گڈو کا خیال آتے ہی گھر کے لیے نکل گئی۔۔۔۔۔۔اور کمرے میں کھڑا ایش کچھ دیر سامنے بستر پہ رکھی ڈش کو دیکھتا رہا۔۔۔۔۔پھر بیٹھ کر کھانا کھانے لگا۔۔۔۔کھانا کھاتے اسکے چہرے پہ ہلکی سی مسکان تھی۔۔۔۔۔

چورنی کھانا بھی چرا کر لائی ہے"۔۔۔۔۔ڈش میں رکھے چائنز کھانے کو دیکھا کر اسنے سوچا تھا۔۔۔۔۔کیونکہ اسٹاف کا کھانا الگ ہوتا تھا جس میں آج رات سبزی بنی تھی۔۔۔۔۔باہر لان میں خاموشی سے رات بسیرا ڈالے ہوئی تھی۔۔۔۔بنگلے میں عجب خاموشی تھی۔۔۔۔روشن ہو کر بھی وہ بے رونق تھا۔۔۔۔

_____&&&&&&&&&&&&&&&_____

_____

یہ صبح جب لاہور پہ اترنے لگی تو خنکی نے سورج کی کرنوں کا راستہ روک لیا۔۔۔۔۔اور دھند کو اجازت ملی ماحول کو

دھندلانے کی۔۔۔۔ہر طرف ڈھنڈ نے بسیرا ڈال رکھا تھا۔۔۔۔۔ہلکی ہوا بھی رونگٹے کھڑی کر رہی تھی۔۔۔۔وہ کمرے کے صوفے پہ سمٹی سی لیٹی تھی۔۔۔۔۔موبائل اسکے قریب ہی پڑا تھا۔۔۔۔جو وائبریٹ ہو رہا تھا۔۔۔۔اسنے خمار آلود آنکھوں کو مسلتے موبائل اٹھایا۔۔۔۔۔پھر آہستہ آہستہ اپنی آنکھیں کھولیں۔۔۔۔۔چمکتی اسکرین پہ ایش کا نمبر تھا۔۔۔۔علیزہ کی پوری آنکھیں کھل گئیں۔۔۔۔اس نے جلدی سے ضامن کو دیکھا جو بیڈ پہ بے خبر سو رہا تھا۔۔۔۔

علیزہ نے کمبل منہ تک لیا۔۔۔۔۔اور کال او کے کر کے فون کان سے لگایا۔۔۔۔۔

اس وقت۔؟"علیزہ کو جھٹکا لگا۔۔۔۔۔ایش اسے ابھی اپنے کواٹر بلا رہا تھا۔۔۔۔۔"

ضروری بات ہے تبھی کہہ رہا ہوں"۔۔۔۔۔اس نے جواز دیا۔۔۔"

بعد میں موقع ملے گا تو آجاؤں گی ابھی ضامن کمرے میں ہے"۔۔۔۔۔علیزہ نے دبی ہوئی" آواز سے جواب دیا تھا۔۔۔۔

سو رہا۔؟"ایش نے دوسری جانب سے پوچھا"

ہاں سو رہا ہے"۔۔۔۔"

تو پھر ڈر کس بات کا۔۔؟ سویا ہوا انسان آدھا مرا ہوا ہوتا ہے تم نکلو گی تو اسے خبر تک نہیں ہوگی۔۔۔۔ تم آجاؤ خوشخبری ہے"۔۔۔۔۔اس کی آواز میں خوشی شامل ہوگئی تھی۔۔۔ علیزہ کچھ جزبز ہوئی پھر بغیر آواز کیے وہ صوفے سے اٹھی۔۔۔۔اور "ٹھیک ہے آرہی ہوں "کہہ کر اسنے فون بند کیا اور خاموش قدموں کو اٹھاتی وہ کمرے سے نکل گئی۔۔۔۔۔

اسکے باہر جاتے ہی ضامن کی آنکھیں پٹ سے کھلیں۔۔۔۔وہ کچھ دیر بیڈ پہ چیت لیٹا رہا پھر بیڈ سے اٹھ کر وہ بالکونی

میں آگیا۔۔۔۔۔۔جہاں سے سرونٹ کوارٹر صاف نظر آتا تھا۔۔۔۔۔ضامن سپاٹ چہرے سے نیچے نظریں جمائے کھڑا تھا۔۔۔۔۔تبھی شال کو اچھی طرح اپنے گرد لپیٹتی علیزہ بھی لان میں آگئی۔۔۔۔وہ بہت احتیاط سے اطراف میں دیکھ رہی تھی۔۔۔۔پر وہ اوپر نہیں دیکھ رہی تھی جہاں ضامن کھڑا تھا۔۔۔۔۔علیزہ ایش کے کمرے کے قریب پہنچی تو اسنے دروازہ ناک کیا۔۔۔۔۔دروازہ فوراً کھل گیا تھا۔۔۔۔ضامن کے چہرے پہ تلخی پھیل گئی۔۔۔۔۔اس نے اپنے ٹراوزر کی جیب سے موبائل نکلا۔۔۔۔۔اور سکرین

پہ انگلیاں چلانے کے بعد اس نے فون کان سے لگایا۔۔۔۔۔کال جارہی تھی۔۔۔۔۔کچھ دیر بعد کال اوکے ہوئی تو وہ چھٹتے ہی بولا۔۔۔۔۔

"مبارک ہو تمہاری بہن بہت جلد میرے ڈرائیور کے ساتھ بھاگ جائے گی۔۔۔۔بس یہ ہی تھی اسکی محبت کچھ رقم حق مہر کی، اور چند زیور جو وہ لے کر بھاگے گی تم نے اپنی زندگی کی بہت بڑی غلطی کی پریشے مجھے اپنی بہن کے ہاتھوں میں سونپ کر۔۔۔۔میں تمہیں کبھی معاف نہیں کروں گا"۔۔۔۔۔اس نے کہہ کر کال کاٹ دی اور دوبارہ کمرے میں آکر لیٹ گیا۔۔۔۔۔

"میری بلا سے وہ بھاڑ میں جائے"۔۔۔۔۔اس نے آنکھیں موند کر علیلزہ کے بارے میں سوچا تھا۔۔۔۔۔

_____&&&&&&&&&&&&&&&_____

_____

کیرت جو کچھ دیر پہلے سو رہی تھی۔۔۔۔اب اسکی نیندیں اڑ چکی تھیں۔۔۔۔دماغ باہر پھیلتی خنکی سے منجمد ہو گیا تھا۔۔۔۔ضامن کی باتوں کو سمجھنے میں اسے وقت لگا۔۔۔۔۔اور جب وہ سمجھی تو اسکی دنیا ہل کر رہ گئی۔۔۔۔

ایش۔!"اسے اب یاد آیا تھا کہ اس دن ڈرائیور کے کپڑوں میں وہ شخص کون "
تھا۔۔۔۔کیرت فوراً سیدھی ہو کر بیٹھی۔۔۔۔اس کا دل زور زور سے دھڑکنے لگا تھا اس
نے ضامن کو کال کی۔۔۔۔۔پر اسنے کال نہ اٹھائی۔۔۔۔کیرت کی جان حلق میں آگئی
تھی۔۔۔۔اس نے وقت دیکھا۔۔۔۔۔ابھی ضامن کے آفس پہنچنے میں بھی کافی وقت
تھا۔۔۔۔۔وہ کیا کرے۔؟کیرت منتشر ہو کر کمرے کے چکر کاٹنے لگی۔۔۔۔۔وہ جو ہر
روز دعا کرنے لگی تھی کہ ضامن دوبارہ اسکا ہو جائے بے شک علیزہ کو موت نصیب
ہو جائے۔۔۔۔۔وہ کیرت اب پھر اپنی ساری دعائیں بھول کر علیزہ کی فکر کرنے لگی
تھی۔۔۔۔شاید اسے ہی کہتے ہیں خون کے رشتے۔۔۔۔۔
بہت مشکل سے وقت گزرا تھا۔۔۔۔وہ تیار ہو کر ضامن کے آفس کے لیے نکل گئی
تھی۔۔۔۔آفس پہنچ کر وہ ضامن کے کیبن میں گئی۔۔۔۔بغیر اجازت۔۔۔۔۔اندر وہ دو
آدمیوں سے بات کر رہا تھا۔۔۔۔کیرت کے داخل ہوتے ہی ریسپشنسٹ بھی اسکے پیچھے
آئی۔۔۔۔ضامن نے پہلے کیرت کو دیکھا پھر ریسپشنسٹ کو، وہ آدمی بھی بیٹھے ان دونوں
کو دیکھ رہے تھے۔۔۔۔
سر میں نے انہیں منع کیا تھا پر یہ مانی ہی نہیں"۔۔۔۔ریسپشنسٹ بے چارگی سے "
بولی۔۔۔۔

مجھے آپ سے بات کرنی ہے ضامن"۔۔۔۔کیرت بھی تیزی سے بولی۔۔۔۔۔"
آوٗٹ۔!"وہ سرد مہری سے گویا ہوا تھا۔۔۔کیرت نے قدم آگے بڑھائے۔۔۔۔"
میں نے کہا جاوٗ ابھی میں مصروف ہوں وقت ملا تو تمہاری بات بھی سنوں گا ابھی"
جاوٗ"۔۔۔۔وہ کہہ کر دوبارہ فائل سامنے کھول کر اس میں مصروف ہوگیا۔۔۔۔۔ان
آدمیوں نے بھی اپنی

نظریں کیرت سے ہٹالی تھیں۔۔۔۔۔کیرت پہ گھڑوں پانی آگرا تھا۔۔۔۔۔وہ شرمندہ
قدموں سے واپس کیبن سے نکل گئی۔۔۔۔ایک دل کیا چلی جائے پر پھر علیزہ کے خیال
کے تحت وہ صوفے پہ بیٹھ گئی۔۔۔۔۔پورے دو گھنٹے بعد ضامن فارغ ہوا تو اس نے
کیرت کو اندر بھیجنے کا کہا۔۔۔۔کیرت بغیر تامل اندر داخل ہوئی۔۔۔۔۔
کس لیے آئی ہو۔؟"وہ میز پہ کافی کے مگ کو دیکھتے بولا۔۔۔۔"
ضامن آپ نے صبح کال کی تھی۔۔۔۔"کیرت کی بات اس نے کاٹی"
جو صبح بتایا تھا وہ دوبارہ نہیں بتاوٗں گا تم مانو یا نہ مانو"۔۔۔۔"
"آپ اسے روکیں ضامن وہ۔۔۔۔"

میں نے اسکا ٹھیکا نہیں لیا ہوا اور میرے روکنے سے تو تم نہیں رکیں۔۔۔۔ تو وہ کیا"
رکے گی۔۔۔۔ اور وہ بچی نہیں ہے"۔۔۔۔
پر وہ آپ کی بیوی ہے"۔۔۔۔ ضامن کیرت کی بات پہ زخمی سا مسکایا۔۔۔۔"
تمہیں ابھی بھی لگتا ہے کہ میں اسے بیوی مانتا ہوں۔؟ وہ میری کچھ نہیں"
لگتی۔۔۔۔ شادی تمہارے کہنے پہ کی تھی۔۔۔۔ پر تم سے وعدہ نہیں کیا تھا کہ اسے نبھاؤں
گا بھی۔۔۔۔۔ اور نہ ہی یہ وعدہ کبھی میں کروں گا سمجھیں۔۔۔۔ وہ تمہاری بہن ہے اسے
روکنا تمہارا فرض ہے رکے تو روک لو وہ بس تھوڑی دیر کی مہمان ہے میرے گھر
میں"۔۔۔۔۔ اس نے سرد مہری سے کہہ کر مگ اٹھایا اور کافی پینے لگا۔۔۔۔۔۔ کیرت
بے بس سی کھڑی ضامن کو دیکھتی رہی پھر وہ واپسی کے لیے پلٹ گئی۔۔۔۔۔
_____&&&&&&&&&&&&

&&_____

وہ اپنے کمرے سے چادر اوڑھ کر نکلی۔۔۔۔ زینے اتر کر جب وہ سنسان لاؤنج میں داخل
ہوئی تو ثریا کی عقب سے اچانک والی آواز نے اسے اندر تک لرزا دیا۔۔۔۔ کانپتے جسم
سے اس سے پلٹنا محال تھا۔۔۔۔

کہاں جارہی ہو علیزہ۔ ؟" انہوں نے اپنا سوال دہرایا تو علیزہ کو مجبوراً پلٹنا پڑا۔۔۔۔۔"

ج۔۔۔جی۔۔۔جی۔۔۔وہ۔۔۔وہ" اسے سمجھ نہ آیا کہ وہ اب کونسا بہانہ"

کرے۔۔۔۔۔ کچھ دیر سوچنے کے بعد وہ بولی۔۔۔

ام۔۔۔امی۔۔۔امی کی طرف جارہی ہوں"۔۔۔۔۔"

اکیلی جارہی ہو۔ ؟ اور اچانک سے خیر تو ہے۔ ؟" ثریا اپنی نائٹی کو اطراف سے درست"

کرتیں اسکے قریب آگئی تھیں۔۔۔انکی نظریں تنقیدی تھیں۔۔۔۔ علیزہ زبردست قسم کی

گھبرا رہی تھی اس وقت "ہا۔۔۔ہاں جی سب۔۔۔سب ٹھیک ہے۔۔۔۔آپ پریشان

نہ ہوں"۔۔۔۔وہ مسکرانے کی اداکاری بھی ٹھیک سے نہیں کرپارہی تھی۔۔۔۔

اچھا جا کس کے ساتھ رہی ہو۔ ؟" انکے سوال پہ علیزہ کا حلق خشک ہوگیا۔۔۔۔۔اس نے"

تھوک نگلا۔۔۔۔

ڈرائیور کے ساتھ"۔۔۔۔وہ نظریں چرا کر بولی تھی۔۔۔۔اسے لگ رہا تھا جیسے ثریا اسکا"

چہرہ پڑھ رہی ہیں۔۔۔۔۔

ٹھیک ہے دھیان سے جانا"۔۔۔۔۔وہ سمجھنے والے انداز سے سر ہلاتی دوبارہ اپنے"

کمرے میں چلی گئیں۔۔۔۔علیزہ نے سر دونوں ہاتھوں میں تھام لیا۔۔۔۔کتنا مشکل

وقت ہے یہ، یہ صرف علیزہ ہی جانتی ہے۔۔۔ وہ ایش پہ یقین کرنے جا رہی تھی۔۔۔۔۔ اپنی ساری کشتیاں جلا کر وہ ایش کی کشتی میں سوار ہونے جا رہی تھی۔۔۔۔۔

علیزہ کے چہرے پہ پسینے کے قطرے نمودار ہونے لگے تھے۔۔۔۔ اس نے گہرے گہرے سانس لے کر خود کو کمپوز کیا۔۔۔۔۔ چادر سے پسینا صاف کیا اور تیزی سے گھر سے نکل گئی۔۔۔۔ باہر کھڑے ڈرائیور نے اسکے لیے گاڑی کا دروازہ کھولا پر وہ منع کرتی آگے بڑھ گئی۔۔۔۔ داخلی دروازے کو عبور کرنے کے بعد وہ سڑک پہ آ گئی تھی۔۔۔۔ وہاں سے وہ ایک ٹیکسی میں بیٹھی۔۔۔۔۔ اور ڈرائیور کو ائیر پورٹ چلنے کا کہہ دیا۔۔۔۔۔۔ جب ٹیکسی چل پڑی تو اس نے زہریلے لہجے سے کہا

"میری زندگی کی سب سے بڑی غلطی تم سے شادی تھی ضامن مجھے لگا تھا کہ میں تمہارے ساتھ رہوں گی تو خوش رہوں گی پر تم نے تو میری زندگی ہی عذاب بنا کر رکھ دی تھی۔۔۔۔ میں آج بہت خوش ہوں کہ میری تم سے جان چھوٹ گئی۔۔۔۔ اب میں یہاں سے بہت دور چلی جاؤں گی"۔۔۔۔۔۔ اس نے چلتی ٹیکسی سے ضامن کے بنگلے پہ آخری نگاہ ڈال کر کہا اور اپنا رخ سامنے کر لیا۔۔۔۔۔

For more visit: https://exponovels.com/ mailto:exponovels@gmail.com

_____&&&&&&&&&&&&_____

_

حواس بختہ سی کیرت رکشے سے اتری تھی۔۔۔۔اس نے پرس میں ہاتھ ڈالا اور جو بھی نوٹ اس کے ہاتھ لگا اس نے رکشے والے کو تھمایا اور "باقی تم رکھ لو" کہتی وہ اندر داخل ہوگئی۔۔۔دروازے پہ کھڑے گارڈ نے اسے کچھ حیرت سے دیکھا تھا۔۔۔۔پھر اس نے سڑک پہ نظر ڈالی جہاں سے ابھی کچھ دیر پہلے علیزہ ٹیکسی میں بیٹھ کر گئی تھی۔۔۔۔وہ بولنے لگا پر تب تک کیرت اندر جا چکی تھی۔۔۔۔وہ راہدری میں داخل ہوئی

تو سامنے اسے رخسار کام کرتی نظر آئی۔۔۔وہ اسکی جانب بڑھی تھی۔۔۔

تمہاری میم صاحب کہاں ہے۔؟"اس کے ایک دم سے مخاطب کرنے پہ رخسار جو کام" میں مگن تھی اچھل کر پلٹی۔۔۔پھر سینے پہ ہاتھ رکھا۔۔۔۔

اف میم صاحب آپ ہیں میں تو ڈر ہی گئی تھی"۔۔۔۔وہ کیرت سے ایک بار ہی ملی تھی" جب کیرت یہاں ضامن سے ملنے آئی تھی۔۔۔پر اب اس کا انداز ایسا تھا جیسے وہ کیرت کو بہت پہلے سے جانتی ہو۔۔۔کیرت نے اسکی بات کو نظر انداز کیا اور اپنا سوال دہرایا تو رخسار نے کاندھے اچکائے۔۔۔

شاید اپنے کمرے میں "۔۔۔۔۔ یہ کہتے اس نے اپنی کمر پہ گرا پراندہ کاندھے پہ ڈال لیا اور" اسکے رنگین دھاگوں سے کھیلنے لگی۔۔۔۔۔ کیرت اسکی بات سنتے ہی اوپر کی طرف دوڑی تھی۔۔۔۔ پر جب وہ علیزہ اور ضامن کے کمرے میں پہنچی تو وہاں کوئی نہ تھا۔۔۔۔۔ بس بیڈ پہ ایک لفافہ رکھا تھا۔۔۔۔۔ جس پہ لکھا تھا۔۔۔۔

مسٹر ضامن تم ایک انتہائی بد دماغ اور کمینے شخص ہو تم سے شادی میری زندگی کی سب" سے بڑی غلطی تھی۔۔۔۔ مجھے نہیں پتہ تھا کہ تم کیرت کی محبت میں اس حد تک غرق ہو۔۔۔۔۔ مجھے تم دونوں ہی زہر لگتے ہو۔۔۔۔۔ تم دونوں ایک دوسرے کے ہی لائق ہو۔۔۔۔ تم جیسے ذہنی مریض کے ساتھ کوئی رہ بھی نہیں سکتا۔۔۔۔ جتنے دن میں تمہارے ساتھ رہی ایک پریشانی مجھے ہر وقت گھیرے ہوئے تھی۔۔۔۔۔ پر اب میں آزاد ہوں میں نے تمہیں اپنی طرف سے طلاق کے پیپرز بھیج دیے ہیں امید کرتی ہوں تم خوشی خوشی سائن کرو گے اور یہ

رشتہ یہیں ختم ہو جائے گا۔۔۔۔۔ اور تم نے جو کچھ میرے ساتھ کیا ہے اسکا بدلہ اللہ لے گا تم کبھی خوش نہیں رہ سکو گے۔۔۔۔۔ اور میں نے تمہارے گھر سے جو بھی زیور اٹھایا ہے وہ میرا معاوضہ ہے اس سب کے بدلے میں جو تم نے میرے ساتھ کیا۔۔۔۔ لعنت

ہو تم پہ "۔۔۔۔۔۔۔ کیرت کی دنیا پل بھر میں گھوم گئی اس سے کھڑا ہونا مشکل ہوگیا۔۔۔۔۔ وہ بیڈ پہ بیٹھتی چلی گئی۔۔۔۔۔ بہت دیر ہاتھ میں خط پکڑے وہ بیٹھی رہی پھر اسے ایش کا خیال آیا۔۔۔۔۔ اور اسکی رگوں میں چلتا خون لاوے کی طرح پکنے لگا۔۔۔۔۔ "اسی گھٹیا شخص نے علیزہ کو ورغلایا ہے ورنہ وہ اتنا بڑا قدم نہ اٹھاتی"۔۔۔۔۔ کیرت کو ابھی بھی اپنی بہن معصوم لگ رہی تھی۔۔۔۔۔ اسی لیے وہ غصے سے لال سرخ چہرہ لے کر نیچے آئی تو رخسار وہیں کام کر رہی تھی اس نے کیرت کو دیکھا۔۔۔

میم صاحب سے مل لیں آپ۔؟ "اس نے کیرت سے پوچھا تھا۔۔۔۔"

سرو ینٹ کوٹر کہاں ہے۔؟ "کیرت نے سوال پہ سوال کیا تو رخسار نے نا سمجھی سے" اسے دیکھا پر اسکے چہرے کے تاثر ایسے تھے کہ رخسار کچھ بول نہ سکی بس سیدھا سیدھا سرو ینٹ کوارٹر کا راستہ بتا دیا۔۔۔۔۔ کیرت جب وہاں سے چلی گئی تو رخسار نے اونچی صدا لگائی۔۔۔۔۔

بڑی میم صاحب چھوٹی میم صاحب کی بہن آئیں ہیں"۔۔۔۔۔ یہ کہہ کر وہ بھی دبے" قدموں سے کیرت کے پیچھے چلی گئی۔۔۔۔۔ کیرت کو ایش کے کمرے کی طرف جاتے دیکھا رخسار کے چہرے پہ الجھن پھیلی تھی۔۔۔۔ وہ اب جلدی جلدی کمرے کی طرف

آرہی تھی۔۔۔۔کمرے کے قریب آکر وہ دیوار کی اوٹ میں کھڑی ہوگئی ایسے کہ وہ اب اندر دیکھ سکتی تھی۔۔۔۔

کیرت اندر جارحانہ انداز میں گئی تھی ہر پھر بیڈ کراؤن پہ نظر پڑتے ہی وہ تھم گئی۔۔۔۔۔ پیچھے کھڑی رخسار الجھن سے اسے دیکھ رہی تھی۔۔۔۔

_____&&&&&&&&&&&&&&&_____

سرما کی نرم دھوپ ضامن کے آفس پہ پھیلی تھی کانچ کی کھڑکی پہ ہاتھ کی انگلیاں پھیلا کر وہ باہر بہتی ٹریفک کو دیکھ رہا تھا۔۔۔۔چہرے پہ ہلکی سی تلخ مسکان تھی۔۔۔۔اور اسکے عقب میں رکھی میز پہ پڑے طلاق کے کاغذ اسکی پشت کو خاموشی سے دیکھ رہے تھے۔۔۔۔۔تو آج شادی شادی والا کھیل بھی ختم ہوگیا۔۔۔۔کیرت کا گڈا تنہا رہ گیا۔۔۔۔۔

_____&&&&&&&&&&&&&&_____

ثریا تیار ہو کر باہر جارہی تھیں کہ لاؤنج میں رخسار لرزتی ہوئی داخل ہوئی۔۔۔۔سامنے ثریا کو آتا دیکھ وہ بے ساختہ انکی جانب دوڑی

میم صاحب وہ گارڈ کہہ رہا ہے کہ ایش نے نوکری چھوڑ دی اور وہ اپنے گاؤں چلا گیا"
ہے"۔۔۔۔۔۔وہ بتانے سے زیادہ اس بات کی تصدیق چاہ رہی تھی۔۔۔۔کیرت کے
جانے کے بعد وہ ایش کے میں کمرے گئی تھی وہاں رات کے برتن رکھے تھے اور باقی
سب بھی ویسا ہی پڑا تھا جیسا رات کو اس نے دیکھا بس اب کھلی الماری میں ایش کے
کپڑے اور بیگ نہ تھا۔۔۔۔۔اس کے اندر خطرے کی گھنٹی زور زور سے بجنے لگی
تھی۔۔۔۔۔وہ باہر آئی اور گارڈ سے پوچھا
ایش کہاں ہے۔؟"انداز عام تھا پر اندر اندر دل کھائی میں"

ڈوبتا چلا جا رہا تھا۔۔۔۔اور جب گارڈ نے اسے یہ بتایا کہ ایش نوکری چھوڑ کر صبح ہی چلا گیا
ہے تو رخسار کی دنیا ہل کر رہ گئی تھی۔۔۔۔اور تب سے اسکی آنکھیں بھیگ رہی تھیں پر وہ
اپنے اوپر قابو کیے اب ثریا کے سامنے کھڑی تھی کہ شاید گارڈ جھوٹ بول رہا ہو پر اسکا یہ
خیال بھی ملیا میٹ ہو گیا جب ثریا نے کہا۔۔۔
ہاں میرے پاس اس نے میسج بھیج رکھا ہے کہہ رہا تھا کہ بہت مجبوری ہے گاؤں جا رہا ہوں"
ہو سکتا ہے اب دوبارہ نہ آسکوں مجھے حیرت تو ہوئی سوچا پوچھ لوں کیا وجہ ہے پر اس نے
میری کال ہی نہیں اٹھائی۔۔۔۔پر خیر اسکی مرضی وہ چھوڑ گیا تو چھوڑ گیا ہمارے پاس

ڈرائیوروں کی کمی تو نہیں ہے"۔۔۔۔یہ کہتے وہ ایک پل کو رکیں جیسے انہیں کچھ یاد آیا ہو
ہاں تم کہہ رہی تھیں کہ علیزہ کی بہن آئی پر علیزہ تو صبح جا چکی ہے اپنی امی کے پھر وہ کیا"
کرنے آئی تھی۔؟"ثریا نے کچھ تعجب سے پوچھا پر رخسار پتھر کی طرح سپاٹ چہرہ لیے کھڑی
تھی۔۔۔۔سر میں ثریا اور گارڈ کی باتیں ہتھوڑے کی طرح لگ رہی تھی

ایش گاؤں چلا گیا ہے"۔۔۔۔"

اس نے نوکری چھوڑ دی"۔۔۔۔۔"

اس نے نوکری چھوڑ دی"۔۔۔۔۔

اس نے نوکری چھوڑ دی"۔۔۔۔۔

بازگشت بڑھتی جا رہی تھی اور وہ دھیمے دھیمے الٹے قدم لیتی جا رہی تھی ثریا حیرت سے اب
اسے دیکھ رہی تھیں۔۔۔۔انکے لب کھلے ہی تھے کہ رخسار وہاں سے بھاگ گئی۔۔۔۔۔
_____&&&&&&&&&&&&&&&&__

_____

میرا نام ابراہیم ہے۔۔۔۔میں دس سال کا تھا جب میرے باپ کی موت ہوئی۔۔۔۔گھر
میں اس وقت میں اور میری ماں ہی تھے۔۔۔۔ہم نے محلے والوں کا اتنا قرضہ دینا تھا کہ

اب میرے باپ کے مرنے پہ کوئی دل سے ہمارے گھر افسوس کے لیے نہیں آیا تھا۔۔۔۔لوگ چھپ چھپ کر باتیں کر رہے تھے کہ میرا باپ ایک ناکارہ آدمی تھا۔۔۔۔پر میں جانتا تھا کہ اس شخص نے ہمیں پالنے کے لیے کتنے جتن کیے ہیں پر اسکی قسمت نے اسکا ساتھ نہیں دیا تو اس میں اسکا کیا قصور۔؟

میں اس وقت بہت بے بس تھا کیونکہ میں چھوٹا تھا اور کسی کا کچھ نہیں بگاڑ سکتا تھا اور مجھے اپنی روتی بلکتی ماں کو بھی سنبھالنا تھا۔۔۔۔پر میں نے ہر اس شخص کا چہرہ اپنی آنکھوں میں بسا لیا جو میرے باپ کو برا کہہ رہے تھے۔۔۔۔صرف اس لیے کیونکہ میرا باپ انکا قرضہ اتارے بغیر مر گیا۔۔۔۔میں نے پھر ہر اس شخص سے بعد میں بدلہ لیا تھا۔۔۔۔

میرے باپ کو کفن بھی پتہ نہیں کس نے دیا تھا اس شخص نے اپنا نام ظاہر کرنے سے انکار کیا تھا اور اسی نے پھر سارے خرچہ اٹھایا۔۔۔۔کفن سے ختم تک کا۔۔۔۔

باپ چلا گیا پیچھے بچی ماں جو بوڑھی تھی۔۔۔۔اب اور بوڑھی لگنے لگی تھی۔۔۔۔۔وہ مجھے دیکھتی اور میں اسے۔۔۔۔گھر میں کیونکہ اس کے علاوہ کچھ دیکھنے کے لیے نہیں تھا۔۔۔۔میری نظر پھر بھی بار بار چولہے کی جانب جا رہی تھی جو پورے دن سے ٹھنڈا پڑا تھا۔۔۔۔۔اور پیٹ میں آگ جلی تھی۔۔۔۔۔بھوک سے جان نکلنے کو تھی پھر میں اٹھا اور باہر بھاگ گیا۔۔۔۔۔

باہر بہت دیر تک سڑک پہ بے مقصد پھیرنے کے بعد مجھے

کچھ ایسا نظر نہ آیا جو میں کھا کر پیٹ بھر سکوں۔۔۔۔۔ عصر سے عشاء ہو گئی مجھے میں اب چلنے تک کی ہمت نہیں رہی تھی۔۔۔۔ میں فٹ پاتھ پہ بیٹھ گیا۔۔۔۔ بیٹھا رہا۔۔۔۔ بیٹھا رہا۔۔۔۔۔ رات گہری ہوتی گئی۔۔۔۔ پیٹ بالکل کمر سے جا لگا۔۔۔۔ پیٹ میں اٹھتے درد نے میری آنکھیں نم کر دیں تھیں تبھی میری نظر سامنے سنسان سڑک سے آتے ایک لڑکے پہ پڑی جس کے ہاتھ میں تنور کی روٹیاں خاکی لفافے میں لپٹی تھیں۔۔۔۔ وہ بہت گرم ہیں میں یہ دیکھ کر بتا سکتا تھا۔۔۔۔ کیونکہ جس شاپر میں وہ روٹیاں تھیں اس کے اندر کی جانب پانے کے قطرے تھے۔۔۔۔ اسی شاپر کے ساتھ ایک اور شاپر بھی اس لڑکے نے پکڑا ہوا تھا۔۔۔۔ جس میں سالن تھا۔۔۔۔۔ میرا دل بری طرح سے مچلا منہ میں پانی بھر گیا۔۔۔۔ میں فوراً اٹھا اور اس لڑکے کے پاس گیا۔۔۔۔

میں پورے دن سے بھوکا ہوں مجھے کھانے کے لیے یہ دے دو بھائی۔؟" میرا اشارہ"
اسکے ہاتھ میں موجود شاپر کی طرف تھا پر اس لڑکے نے مجھے کہا
معاف کرو"۔۔۔۔۔ اور آگے بڑھ گیا۔۔۔۔ میں اس کے پیچھے گیا"
میں فقیر نہیں ہوں"۔۔۔۔"

تو مانگ کیوں رہے ہو۔؟ اگر میں یہ تمہیں دے دوں گا تو میرے گھر والے کیا کھائیں" گے چلو بھاگو یہاں سے"۔۔۔۔۔ وہ سختی سے کہہ کر آگے بڑھ گیا۔۔۔۔ میں کچھ دیر اسے جاتے دیکھتا رہا پھر مجھ سے رہا نہ گیا اور میں نے اسکے پیچھے دوڑ لگائی اور جتنی تیزی سے بھاگ کر اسکے ساتھ سے میں شاپر چھین کر بھاگ سکتا تھا میں بھاگ گیا۔۔۔۔۔ میں نے اس لڑکے کو دھکا بھی دیا تھا اور وہ شاید گر گیا تھا تبھی میرے

پیچھے نہ آسکا۔۔۔۔۔ سوال پیٹ کا تھا کیسے نظر انداز کرتا۔؟ وہ میری پہلی چوری تھی۔۔۔۔ جسے میں نے اپنی ماں کے سامنے اپنی پہلی کمائی ظاہر کیا۔۔۔۔

ماں کو مجھ پہ اندھا یقین ہو گیا۔۔۔۔ روٹی سالن کی خوشبو ہی اتنی سحر انگیز تھی کہ وہ سارے سوال اور جاسوسی بھول گئی۔۔۔۔ اس رات ہم نے پیٹ بھر کر کھانا کھایا۔۔۔۔۔ اور پھر میں اگلے دن کا انتظار کرنے لگا۔۔۔۔ میں نے اس رات سوچ لیا تھا کہ یہ میری آخری چوری تھی اب کبھی نہیں کروں گا۔۔۔۔۔ پر میری سوچ میرا خیال، پھر میرا خواب بن کر رہ گئی جو کبھی پوری نہ ہوئی میں نے کمانے کی کوشش کی پر جتنا محنت سے کم مل رہا تھا اس سے میں کئی گُنا زیادہ دو نمبری سے کما سکتا تھا۔۔۔۔ اور میں نے ایسا ہی کیا میں جس دکان پہ کام کرتا تھا اس دکان کے پیسوں والے غلے سے میں پیسے اٹھا لیتا تھا۔۔۔۔

For more visit: https://exponovels.com/ mailto:exponovels@gmail.com

میں اسی دکان پہ ہمیشہ لگا رہتا اگر میرے اٹھارہ کے ہوتے ہی میری ماں نہ مرتی۔۔۔۔۔ میری ماں مری تو میں نے وہ کمانے کا بھرم ہی ختم کر دیا۔۔۔۔ میں نے دکان کے ساتھ ساتھ چھوٹی چوریاں شروع کر دیں۔۔۔۔ میں لاہور کے بازاروں میں جاتا لوگوں کے پرس گھڑیاں اور دوسری چیزیں ان سے ٹکرا کر اتار لیتا۔۔۔۔ وقت کے ساتھ ساتھ میری پیسے کی بھوک بڑھنے لگی۔۔۔۔ میں نے پھر لوگوں پہ نظریں رکھنا شروع کر دیں۔۔۔۔ میں ایک شخص کو مکمل ٹریس کرتا اسکے گھر کا پتہ، بینک بیلنس، گھر کے افراد اور باقی ہر ایک چیز معلوم کرتا اور پھر اسے بہت مہارت سے گنگال کر کے فرار ہو جاتا تھا۔۔۔۔۔

کرتا (Scam) میں فیکس بک کے ذریعے بھی لوگوں کو سکیم

تھا۔۔۔۔ اس روز میرے پاس علیزہ کی فیس بک پہ ریکیوسٹ آئی تو میں بہت خوش تھا کہ مجھے ایک نیا بکرا مل گیا ہے۔۔۔۔۔ میں نے علیزہ کو خود سے میسج کیا اور اسے اپنے اعتماد میں لینا شروع کر دیا۔۔۔۔۔ پر پھر مجھے ایک دن بازار میں تم نظریں آئیں۔۔۔۔ کال چادر میں ایک ڈری سہمی لڑکی، جو دکانوں سے اگر کچھ خرید لیتی تو اسکے چہرے پہ ایک معصوم سی مسکان رقصاں ہو جاتی۔۔۔۔۔ میں لاشعوری طور پہ تمہیں دیکھنے لگا۔۔۔۔۔ پھر میں

تمہارے پیچھے پیچھے چلنے لگا۔۔۔۔اس دن میں نے تمہارا تمہارے گھر تک پیچھا کیا تھا۔۔۔۔پر تم خود میں اتنی مگن تھیں کہ تمہیں معلوم ہی نہ ہوا کہ کوئی تمہارا پیچھا کر رہا ہے۔۔۔۔اس رات پہلی بار میری نیند اڑی تھی۔۔۔۔میں پوری رات تمہیں سوچتا رہا۔۔۔۔اور جب مجھ سے رہا نہ گیا تو میں تمہارے پاس آگیا۔۔۔۔میں نہیں جانتا تھا کہ کسی سے ملنے جاتے ہیں تو کیا لے کر جاتے ہیں اس لیے ایک پھول اور چاکلیٹ لے آتا تھا وہ راتوں کو محبت کی غرض سے آنے والا چکور میں ہی تھا۔۔۔۔پر تم ضامن کی ہو گئی ہو یہ مجھے اس رات ضامن اور تمہیں ساتھ دیکھ کر معلوم ہوا تھا۔۔۔۔مجھے اس رات بہت غصہ آیا تھا۔۔۔۔میں بہت رویا تھا۔۔۔۔میں ضامن کو مار دینا چاہتا تھا۔۔۔۔پر اگر اسے کچھ کرتا تو تم اداس ہو جاتیں اس لیے خود کو بہت سنبھالا اور سمجھا کر تم سے اپنا آپ الگ کر لیا۔۔۔۔مجھے جب پتہ چلا کہ علیزہ تمہاری بہن ہے تو میں اس سے بات کرنا چھوڑ دینا چاہتا تھا

میں اسے ابھی رابطے ختم کرتا کہ مجھے معلوم ہوا کہ تمہاری جان خطرے میں ہے کیونکہ میں نے تمہاری چھت پہ وہ گڑیا اور خط دیکھ لیا جو تمہیں ضامن کی بھابھی نے بھجوایا

For more visit: https://exponovels.com/ mailto:exponovels@gmail.com

تھا۔۔۔۔ میں پھر تمہارے گرد برہان بن کر رہنے لگا۔۔۔۔ برہان کی دو نظریں ہمیشہ تمہاری حفاظت میں لگی رہتی تھیں۔۔۔۔ وہ برہان بھی میں ہی تھا جس کے خلاف تم نے پولیس کو یہ کہا تھا کہ تمہیں اس شخص سے جان کا خطرہ ہے۔۔۔۔۔ ہاں غلطی میری ہے کہ میں ایسے روپ میں آیا کہ تم مجھ سے ڈر گئیں۔۔۔ پر میں بس یہ چاہتا تھا کہ تمہیں کوئی نقصان نہ ہو پر ایسا نہ ہوا۔۔۔۔۔

اس روز میں تمہارے پیچھے ہی تھا جب تم اپنی گلی میں داخل ہوئیں میں نکڑ پہ کھڑا تھا ابھی میں واپسی کے لیے پلٹا ہی تھا کہ مجھے کچھ غلط ہونے کا احساس بری طرح سے ہوا میں واپس تمہاری گلی میں داخل ہوا تو وہ جاسوس تمہیں لے کر جا کر رہا تھا میں چاہتا تو تمہیں وہیں بچا سکتا تھا پر میں اس سب کے پیچھے کون ہے اسے ڈھونڈنا چاہتا تھا۔۔۔۔۔ میرا شک ضامن کی ممی پہ تھا پر اسکی بھابھی کو دیکھ کر میرے ہوش اڑ گئے تھے۔۔۔۔

میں نے ضامن کو خود سے ہی نہیں بتایا تھا کہ اس کی بھابھی نے ہی تمہیں کڈنیپ کرایا ہے۔۔۔۔ میں دیکھنا چاہتا تھا کہ وہ خود سے تمہارے لیے کیا کیا کر سکتا ہے۔۔۔۔۔ اور میں نے دیکھ لیا وہ سچ میں تمہارے لیے کچھ بھی کر سکتا ہے۔۔۔۔۔ اس دن میں تم سے اور دور ہو گیا۔۔۔۔ میرا ہر چیز سے دل اچاٹ ہو گیا تھا میں اس شہر کو چھوڑ کر جا رہا تھا پر پھر تم نے جب ضامن سے شادی سے انکار کیا تو مجھے دھکا لگا۔۔۔۔ یہ سب مجھے علیزہ سے

معلوم چلا تھا۔۔۔۔ کیونکہ اس وقت وہ مجھے چھوڑ رہی تھی یہ کہہ کر کہ اسکے گھر والے اسکی شادی ضامن سے کر رہے ہیں۔۔۔۔ اسکی یہ بات سن کر میری دنیا

گھوم گئی تھی۔۔۔۔۔

پھر اس وقت مجھے کچھ سمجھ نہ آیا کہ کیا کروں۔۔؟ پر پھر آہستہ آہستہ مجھے معلوم ہو گیا کہ تمہاری دادی کی جھوٹی کہانی کا یہ نتیجہ ہے۔۔۔۔ مجھے نہیں پتہ تھا کہ تم اتنی بے وقوف ہو۔۔۔۔ کوئی اپنے بارے میں ایسی باتوں پہ یقین کر بھی کیسے سکتا ہے۔؟ پر تم نے کر لیا اور ضامن کی لاکھ کوششوں کے بعد بھی اسکی منگنی علیزہ سے کروا دی۔۔۔۔۔ بس اس دن ہی میں جاتا جاتا پھر سے رک گیا۔۔۔۔ مجھے علیزہ سے بدلہ لینا تھا۔۔۔۔ تمہارا بدلہ۔۔۔۔ تمہارے سارے آنسوؤں کا بدلہ۔۔۔۔۔ اور میں نے اس سے ایش کے روپ میں ہی محبت کا کھیل جاری رکھا۔۔۔۔ میں ضامن کے گھر ڈرائیور بن کر چلا گیا اور میری جب بھی ملاقات علیزہ سے ہوتی میں اس وقت چکور کے نمبر سے ضامن کو ایک میسج کر دیتا تھا کہ تمہاری بیوی تمہارے ڈرائیور کے ساتھ اس وقت یہاں ہے۔۔۔۔ میں ایک تصویر بھی اسے بھیج دیتا تھا۔۔۔۔ میں ضامن کو علیزہ سے ہر قیمت پہ بدگمان کر دینا چاہتا تھا۔۔۔۔ تاکہ علیزہ چاہ کر بھی اس کے کبھی قریب نہ ہو اور ایسا ہی ہوا۔۔۔۔ ضامن نے

علیزہ پہ نظر رکھنا شروع کردی اور میں جان بوجھ کر علیزہ سے ضامن کے گھر ملتا تاکہ ضامن ہمیں ساتھ دیکھے۔۔۔۔۔

میں علیزہ کو کبھی نقصان نہیں پہنچانا چاہتا تھا۔۔۔۔ پر اس کے لالچ اور تم سے اسکی نفرت دیکھ کر میرے دل سے اس کے لیے نرمی چلی گئی۔۔۔۔ اور میں نے اسے ضامن کے گھر چوری پھر طلاق کے پیپرز پہ سائن کرکے بھاگ جانے کا کہا۔۔۔۔ اور وہ کچھ تردد کے بعد مان گئی۔۔۔۔۔ اور آج وہ میرا انتظار ائیر پورٹ پہ کر رہی ہے۔۔۔۔ وہ آج سب کچھ ہار کر وہاں بیٹھی ہے۔۔۔۔ اور آج

میرا بدلہ پورا ہوگیا۔۔۔۔۔ تمہارے ساتھ کوئی بھی کچھ بھی برا کرے گا تو میں اسے کبھی نہیں چھوڑوں گا۔۔۔۔ اب میں تم سب کی زندگیوں سے بہت دور چلا جاؤں گا۔۔۔۔ مجھے نہیں پتہ کہ میں نے علیزہ کے ساتھ یہ سب کرکے ٹھیک کیا ہے یا غلط پر جیسا اس نے تمہارے ساتھ کیا اس کے ساتھ ایسا ہونا چاہیے تھا ورنہ اسے کبھی اپنی غلطی کا احساس نہ ہوتا۔۔۔۔ اور شاید تمہیں بھی۔۔۔۔ اب تو تم نے دیکھ ہی لیا کہ علیزہ کسی کی نہیں ہے۔۔۔۔ وہ کسی سے محبت کر ہی نہیں سکتی۔۔۔۔ تم نے ضامن کو غلط ہاتھوں میں

سونپ دیا تھا۔۔۔۔وہ بہت اذیت میں رہا ہے۔۔۔۔اب اسکے سارے زخم تم ہی بھر سکتی ہو۔۔۔۔۔تم اس کے پاس واپس لوٹ جاؤں کیرت۔۔۔۔

یہ چاند کا چکور، ایک چور برہان، اور دھوکے باز ایش بھی اس شہر سے بہت دور جا رہا ہے۔۔۔۔پر میں پھر بھی تمہارے قریب رہوں گا تمہیں کبھی بھی کوئی مسئلہ، دکھ، پریشانی ہوگی تو یہ چکور اڑ کر تمہارے پاس آجائے گا۔۔۔۔اور پھر سے برہان بن کر تمہیں اپنی نظروں کے حصار میں رکھے گا۔۔۔۔۔اور ایش بن کر تمہیں ہر مصیبت سے بچا لے گا۔۔۔۔۔اپنا بہت سارا خیال رکھنا۔۔۔۔تمہاری بہن صحیح سلامت واپس آجائے گی اسکی فکر نہ کرنا۔۔۔۔۔تم اب ضامن کی فکر کرو اور اسکے پاس لوٹ جاؤ۔۔۔۔۔

اپنے چاند کا چکور

_____&&&&&&&&&&&&&&&_____

_____

باب :-آخری

تم جیتے پیا

بلا کی دھوپ سے آئی ہوں میرا حال تو دیکھ
بس اب ایسا کرو تم سایہ دیوار ہو جاؤ

پروین شاکر

اسے ائیر پورٹ پہ بیٹھے اب چار گھنٹے ہو گئے تھے۔۔۔۔ پر وہ آیا ہی نہیں۔۔۔۔ اس نے تو کہا تھا کہ وہ جلدی آجائے گا۔۔۔۔ علیزہ کے پہنچتے ہی۔۔۔۔ پر اب تو آخری فلائٹ بھی پرواز کر گئی تھی۔۔۔۔ اسکے ہاتھ سرد پڑنے لگے تھے۔۔۔۔ پرس اٹھاتے موبائل نکالا کر اس پہ نمبر ڈائل کرتے ہاتھ مسلسل کانپ رہے تھے۔۔۔۔ اس نے ایش کا نمبر ڈائل کر کے فون کان سے لگایا پر نمبر بند تھا۔۔۔۔ علیزہ کو لگا جیسے اسکا دل ابھی بند ہو جائے گا۔۔۔۔

وہ کال کرتی، روتی ہوئی اپنا پرس اٹھا کر ائیر ہورٹ سے باہر آگئی۔۔۔۔ بہت ساری کالز کرنے کے بعد وہ تھک گئی۔۔۔۔ جسم کا ہر حصہ تھکن سے چور چور ہو گیا۔۔۔۔۔ پھر تبھی

اسکے موبائل نے بیپ کیا۔۔۔۔علیزہ نے تیزی سے موبائل پہ آئے میسج کو چیک کیا۔۔۔۔اور جیسے جیسے وہ میسج پڑھتی گئی وہ بکھرتی چلی گئی۔۔۔۔ایش کے نہ آنے سے وہ ریت کا ڈھیر بنی گئی تھی اور اب اسکے میسج نے اسے ہوا میں تحلیل کرنا شروع کر دیا تھا۔۔۔۔

"اپنے گھر واپس چلی جاؤ میں اب تم سے کبھی نہیں ملنا چاہوں گا جس مقصد کے لیے میں تمہارے ساتھ تھا وہ مقصد آج پورا ہو گیا ہے اب مجھے تمہاری کوئی ضرورت نہیں ہے۔۔۔۔اس دن تم مجھے چھوڑنے آئی تھیں اور آج میں تمہیں چھوڑ رہا ہوں خدا حافظ میرا نمبر اب ہمیشہ کے لیے بند ہو جائے گا کوشش بھی مت کرنا مجھ تک رسائی حاصل کرنے کی"۔۔۔۔علیزہ نے ایش کا یہ میسج اتنی بار پڑھا اور ہر بار پڑھنے پہ اس نے اسے جھوٹ ہی مانا۔۔۔۔وہ فٹ پاتھ پہ بیٹھ گئی۔۔۔سنسان سڑک پہ اتری تاریکی اسے دیکھ رہی تھی جو بہتی آنکھوں کو مسل کر بڑبڑا رہی تھی۔۔۔۔۔

"نہیں وہ آئے گا"۔۔۔۔اس نے یہ جملہ کئی بار بولا۔۔۔۔اور اپنے گھٹنوں کے گرد بانہیں حائل کر لیں۔۔۔۔اور انتظار کرنے لگی۔۔۔۔ایش کو آنا ہی چاہیے علیزہ نے تو اسکے لیے سب کچھ چھوڑ دیا۔۔۔۔اب ایش اسے کیسے چھوڑ سکتا ہے۔؟؟؟

نہیں وہ آئے گا" ۔۔۔۔۔ "وہ ضرور آئے گا" ۔۔۔۔۔ وہ اب یہ بات چیخ چیخ کر کہہ رہی" تھی ۔۔۔ پر کہنے اور بلانے سے کیا ہوتا ہے ۔؟ بھلا جانے والے بھی کبھی لوٹے ہیں ۔؟؟ وہ تو بس اپنے قدموں کے نشان چھوڑ جاتے ہیں جنہیں پیچھے والے دیکھ دیکھ کر بس روتے رہتے ہیں ۔۔۔۔۔۔

_____&&&&&&&&&&&_____

_____

وہ شل سی بیٹھی تھی چھت پہ بنے کمرے میں وہ آج بہت دنوں بعد آئی تھی ۔۔۔ الماری بھی آج کئی دن بیت جانے کے بعد کھلی تھی ۔۔۔ ہر چیز ویسی ہی تھی الماری بس سوائے ایک ڈائری کے جو پڑھ کر اب کیرت پتھر بن گئی تھی ۔۔۔ ڈائری میں

چند تصویریں بھی تھیں ۔۔۔ جو ایش کی مختلف ملبوسات اور وگز میں تھیں ۔۔ کہیں اسکی آنکھوں کا رنگ کالا تھا کہیں بھورا کہیں نیلا کہیں سبز ۔۔۔ کہیں اسکے بال کاندھوں کو چھو رہے تھے کہیں وہ گھنگھرالے تھے تو کہیں بالکل چھوٹے ۔۔۔۔ کیرت ڈائری اور وہ تصویریں دیکھ چکی تھی ۔۔۔ ہاتھ بے جان سے ہو کر گود میں گرے تھے ۔۔۔ ایک شخص

اسکے اتنے قریب رہا اور اتنے کرداروں میں پھر بھی اسے احساس نہ ہوا کہ وہ ایک ہی شخص ہے۔۔۔۔۔اسکا تو لہجہ بھی ہمیشہ مختلف ہوتا تھا۔۔۔۔۔

کیرت کا سر گھومنے لگا۔۔۔۔۔اب وہ اسے کیا کہہ کر پکارے ایش، چکور، یا برہان۔؟

کیرت نے اپنا سر ہاتھوں میں پکڑلیا۔۔۔۔۔کیا کوئی کیرت سے اتنی محبت بھی کر سکتا تھا جتنی ایش نے کی۔۔۔۔کیرت کے لاکھ انکار کے بعد بھی وہ کیرت کے ساتھ

رہا۔۔۔۔کیرت کے چھوڑ دینے کے بعد بھی اس نے کیرت کا ساتھ نہ چھوڑا۔۔۔۔۔اس نے ہر طرح سے کیرت کی حفاظت کی اور اب اسکے دکھوں کا بدلہ بھی لے لیا۔۔۔۔۔

،کیرت جب ایش کے کواٹر میں داخل ہوئی تو اسکی نظر داخل ہوتے ہی بیڈ کراؤن پہ پڑی جہاں ایک چٹ تھی۔۔۔۔جس پہ لکھا تھا

"مجھے پتہ تھا تم آؤ گی اس لیے تمہارے لیے ایک چیز میں نے پہلے ہی تمہارے گھر کی الماری میں رکھ آیا ہوں اس میں تمہارے ہر سوال کا جواب ہے" بیڈ کے سرہانے ایک پھول اور چاکلیٹ بھی رکھی تھی۔۔۔۔اگر یہ دو چیزیں نہ بھی رکھی ہوتیں پھر بھی کیرت یہ لکھائی پہچانتی تھی۔۔۔۔۔وہ تبھی اس چٹ اور گلاب کو اٹھا کر کمرے سے نکل کر گھر آ گئی تھی۔۔۔۔

For more visit: https://exponovels.com/ mailto:exponovels@gmail.com

اور آتے ہی الماری کو دیکھا جس میں ڈائری رکھی تھی۔۔۔۔۔جسے پڑھ کر اب کیرت پہ ساتوں آسمان آگرے تھے۔۔۔۔۔

یہ سب کیا ہوگیا۔؟؟ وہ اب ایش پہ غصہ کرے یا خوش ہو۔۔۔۔اسکی بہن نجانے اس وقت لاہور کے کس ائیر پورٹ پہ بیٹھی اسکا انتظار کر رہی ہوگی جو کبھی اس کے پاس نہیں جائے گا۔۔۔۔۔ایک شخص کی محبت پانے کے لیے علیزہ نے کیرت کو روندا اور اب ایش کی محبت میں وہ خود رل گئی۔۔۔۔علیزہ کو ایش نے صرف چھوڑا ہی نہیں اس نے علیزہ کو ایسے چھوڑا کہ وہ کہیں کی نہیں رہی۔۔۔۔

کیرت کی آنکھیں ڈبڈبا گئیں۔۔۔۔۔اسے علیزہ پہ بے تحاشہ ترس آیا۔۔۔۔۔وہ کہاں جائے۔؟ کہاں ڈھونڈے علیزہ کو۔؟ کیرت یہ سوچتے کھڑی ہوگئی تھی۔۔۔۔کمرے سے نکلی تو رات آدھی ڈھل گئی تھی۔۔۔۔۔کیرت کو اندھیرے سے خوف محسوس ہوا۔۔۔۔اور اسے خوف سے کہیں زیادہ اس بات سے ڈر لگا کہ اسکی بہن اس تاریکی میں کہیں کھو نہ جائے۔۔۔۔۔کیرت کے اندر تک سناٹا چھا گیا تھا وہ پھر عجلت سے زینے پھلانگتی علیزہ کو ڈھونڈنے نکل گئی تھی۔۔۔۔۔گھر میں سوئے بخبر لوگوں کی اب نیندیں اڑنے والی تھیں۔۔۔۔نیم کا درخت پر جاگ رہا تھا گھونسلہ آج تک سنسان تھا۔۔۔۔چڑیا نہ جانے کہاں اڑ گئی تھی۔۔۔۔وہ جاتی جاتی آنگن سنسان کر گئی تھی۔۔۔۔۔

_____&&&&&&&&&&&&&&&&&&_____

سڑک پہ چلتے اسے کچھ سمجھ نہیں آرہا تھا کہ وہ علیزہ کو کہاں ڈھونڈے۔۔۔۔وہ جب تھک گئی تو اس نے ضامن کو کال کی۔۔۔۔پہلی کال اس نے اٹھائی نہیں تھی پر دوسری کال بہت

دیر تک جب گونجتی رہی تو اس نے کال اٹھالی۔۔۔۔

بولو۔؟"وہ سپاٹ لہجے سے بولا تھا۔۔۔۔کیرت کے لب لرزنے لگے۔۔۔۔"

ضامن می۔۔۔مجھ۔۔۔مجھے بہت ڈر لگ رہا ہے۔۔۔۔۔میں اپنی بہن کو اکیلے نہیں"

ڈھونڈ پا رہی میری آخری بار مدد کر دیں آپ کو خدا کا واسطہ"۔۔۔۔۔وہ سسکیوں کے ساتھ رو رہی تھی۔۔۔بیڈ پہ لیٹے شخص کا دل کٹ کر رہ گیا۔۔۔۔وہ بیڈ سے فوراً اٹھا۔۔۔۔

میں ابھی آرہا ہوں مجھے بتاؤ تم کہاں ہو اس وقت۔؟"کیرت بھرائی آواز سے اسے بتانے" لگی کہ وہ اس وقت کہاں ہے۔۔۔۔۔ضامن کیرت کے پتہ بتاتے ہی کمرے سے نکل گیا۔۔۔۔۔اس نے کیرت کو آخری بات بس یہ ہی کہی تھی

For more visit: https://exponovels.com/ mailto:exponovels@gmail.com

کال مت کاٹنا مجھ سے بات کرتی رہو پھر ڈر نہیں لگے گا میں بس آرہا ہوں تمہارے پاس۔۔۔۔ پریشان نہ ہو"۔۔۔۔۔ کیرت اسکی بات سن کر اور بھی رونے لگی۔۔۔۔۔ اس کی ایک بے وقوفی نے کتنوں کو برباد کر دیا تھا۔۔۔۔ اسے آج پتہ چلا تھا۔۔۔۔۔

_____&&&&&&&&&&&&&&&&_____

_____

وہ جب کیرت کے پاس پہنچا تو کیرت اسے سامنے دیکھتے ہی گھٹنوں کے بل بیٹھ گئی۔۔۔۔۔ جیسے کبھی ضامن بیٹھا تھا۔۔۔۔ پر کیرت نے ضامن کو اس وقت نہیں سنبھالا تھا۔۔۔۔ لیکن ضامن نے اسے بکھرے دیکھا تو سب کچھ بھلا کر وہ اسکی طرف دوڑا تھا۔۔۔۔ اسے اپنی بانہوں میں بھر کر وہ بولا۔۔۔۔

وہ مل جائے گی اسے کچھ نہیں ہوگا"۔۔۔۔۔ کیرت بس روتی رہی۔۔۔ ضامن اسے اپنے ساتھ گاڑی میں لے آیا تھا۔۔۔۔۔ اس نے پولیس کو کام پہ لگا دیا تھا۔۔۔۔ اگلے ایک گھنٹے میں انہیں

علیزہ کا پتہ معلوم ہو گیا تھا۔۔۔۔۔۔

ضامن بغیر تامل کیرت کو علیزہ کے پاس لے گیا۔۔۔۔جب وہ وہاں پہنچے تو علیزہ انہیں فٹ پاتھ پہ ہی بیٹھی نظر آئی بالکل خاموش۔۔۔۔۔جیسے کبھی بولی ہی نہ ہو۔۔۔۔۔۔کیرت اسکی حالت دیکھ کر ڈگمگا گئی۔۔۔۔اسے ضامن کے ہاتھ کا سہارا لینا پڑا تھا۔۔۔۔۔کچھ دیر علیزہ کو دیکھتے وہ روتی رہی پھر اس نے کانپتی آواز سے علیزہ کو آواز دی۔۔۔اسکی آواز پہ علیزہ نے پلکیں اٹھا کر سامنے دیکھا۔۔۔کیرت اسکی طرف دوڑ کر آرہی تھی۔۔۔۔علیزہ اسے دیکھتی رہی۔۔۔۔۔پھر کیرت نے اسے قریب آکر اپنے سینے سے لگا
لیا۔۔۔۔۔وہ زور زور سے رونے لگی وہ کہہ رہی تھی
تم ٹھیک ہونا۔؟"کیرت علیزہ کی ابھی بھی فکر کر رہی تھی۔۔۔ابھی بھی۔۔۔۔جبکہ علیزہ" نے تو اسے ہمیشہ دکھ ہی پہنچایا۔۔۔۔جب بھی ابو کیرت سے تھوڑی سی بھی محبت جتاتے تو وہ دل میں کیرت کو قوستی۔۔۔۔اکثر اس کے مرنے کی دعائیں کرتی۔۔۔۔۔اسے بدعائیں دیتی۔۔۔۔۔علیزہ نے تو ہمیشہ کیرت سے سب چھننے کی ہی کوشش کی تھی۔۔۔۔تو پھر ابھی بھی کیوں کیرت اس سے لپٹی ہوئی تھی۔۔۔؟اس کے لیے رو رہی تھی۔۔۔۔بار بار اسکا چہرہ چوم رہی تھی۔۔۔۔اسکا چہرہ ہاتھوں میں لے کر اسے دیکھ رہی تھی جیسے ماں اپنے بچے کو کھو کر ملنے پہ پیار کرتی ہے اس وقت کیرت بھی ایسے ہی علیزہ سے محبت کر رہی تھی۔۔۔۔۔علیزہ نے کیرت کو غور سے دیکھا۔۔۔۔۔یہ وہی کیرت

For more visit: https://exponovels.com/ mailto:exponovels@gmail.com

ہے نا جس کی محبت جس کا ضامن بھی اس نے دادی کے ساتھ مل کر چھین لیا تھا۔۔۔۔ صرف لالچ میں آکر۔۔۔۔۔ دو لوگوں کی زندگیاں خراب کر دیں علیزہ نے پھر بھی اسے

محبت مل رہی ہے۔۔۔۔ علیزہ کی خشک آنکھیں ڈبڈبا گئیں۔۔۔۔ اسے اپنی ہر ذیادتی پہ رونا آیا جو اس نے کیرت کے ساتھ کی تھی۔۔۔۔ اس نے کیرت کو دیکھا وہ آج بھی باپ کے گھر میں عزت سے بیٹھی تھی اور وہ خود کہاں سے کہاں پہنچ گئی۔۔۔۔ نہ کسی کی بیٹی رہی نہ کسی کی بیوی۔۔۔۔۔ یہ سب اس کے ساتھ کیا ہو گیا۔۔۔۔

آپ۔۔۔۔ آپی۔۔۔۔ آپی۔۔۔۔ میں برباد ہو گئی"۔۔۔۔۔۔ وہ اتنا کہتے ہی چیخ چیخ کر" رونے لگی اپنا سر پیٹنے لگی۔۔۔۔۔ کیرت اسے چپ کراتی رہی۔۔۔۔۔ ضامن دور گاڑی کے پاس کھڑا انہیں دیکھ رہا تھا۔۔۔۔۔

_____&&&&&&&&&&&&&_____

ضامن کی گاڑی کیرت کے گھر کے سامنے رکی تھی۔۔۔۔ پچھلا دروازہ کھول کر کیرت علیزہ کا ہاتھ تھام کر نکل تھی۔۔۔۔ علیزہ بالکل خاموش تھی۔۔۔۔ پر اندر تک ایک خوف

تھا جو بار بار اسے ڈرا رہا تھا اسے بار بار کہہ رہا تھا کہ اب کیا کرو گی۔؟ کیا تمہارے گھر والے تمہیں رکھ لیں گے۔؟ اور لوگ کیا کہیں گے۔؟ اس نے پورے راستے ضامن سے بھی نظر نہ ملائی تھی۔۔۔۔ وہ سر جھکا کر منہ چھپا کر بیٹھی رہی تھی۔۔۔۔ کیرت اسکا ہاتھ سہلاتی رہی تھی۔۔۔۔ اب بھی وہ جب علیزہ کے ساتھ گھر کے دروازے کے آگے کھڑی تھی تو اس نے علیزہ کا ہاتھ مضبوطی سے تھام کر کہا

میں سب سنبھال لوں گی"۔۔۔۔ اس نے یہ کہہ تو دیا تھا پر وہ خود سوچ رہی تھی اب ہو گا" کیا۔۔۔؟ سب کو کیا بتائے گی وہ کس طرح سمجھائے گی۔؟؟؟ دل بری طرح دھڑک رہا تھا۔۔۔۔۔ تبھی اسے ضامن کا خیال آیا تو اس نے گردن گھما کر پیچھے دیکھا۔۔۔۔۔ وہ گاڑی اسٹارٹ کر چکا تھا۔۔۔۔ کیرت اسے کچھ کہنا

چاہتی پر وہ کیا کہے گی۔؟ یہ سوچتے ہی وہ جاتے ضامن کو روک نہ سکی اور وہ چلا گیا۔۔۔۔۔ ضامن کے جانے کے بعد وہ دونوں جب گھر میں داخل ہوئیں تو ابو اور امی اٹھے ہوئے تھے۔۔۔۔ کیرت کی ٹانگیں انہیں صحن میں ٹہلتے دیکھتے ہی کانپنے لگی تھیں۔۔۔۔ سردی میں بھی اسے پسینے آ رہے تھے۔۔۔۔ پر اس نے علیزہ کا ہاتھ اتنی ہی مضبوطی سے تھاما ہوا تھا۔۔۔۔۔

For more visit: https://exponovels.com/ mailto:exponovels@gmail.com

کہاں گئی ت۔۔۔ے ھتھ۔۔۔ تھیں۔۔۔؟"امی کا جملہ کیرت کو دیکھتے شروع ہوا تھا" اور علیزہ کو ساتھ دیکھ کر پورا ادا نہ ہوسکا۔۔۔۔ابو بھی متعجب ہو گئے تھے۔۔۔۔

علیزہ تم اس وقت۔؟"امی اسکی طرف بڑھی تھیں۔۔۔ابو بھی علیزہ کے پاس" آ گئے۔۔۔۔ علیزہ کی نظریں جھک گئیں۔۔۔۔ سر کی طرح۔۔۔۔

یہ اسے کیا ہوا ہے۔؟ رو کر آئی ہے۔؟ اور یہ اس وقت یہاں کیا کر رہی ہے تمہارے" ساتھ۔؟"امی کے اندر خطرے کی گھنٹی بجنے لگی تھی۔۔۔اور ایک سانس میں ہی کئی سوال کرنے لگیں۔۔۔۔ کیرت نے تھوک نگلا۔۔۔

امی اندر چل کر بات کرتے ہیں"اس نے ہمت کر کے کہا اور علیزہ کو ساتھ لے کر اندر" بڑے کمرے میں چلی گئی۔۔۔جہاں دادی کچھ دیر پہلے سو رہی تھیں پر اب گھر میں ہونے والے شور سے وہ بھی اٹھ گئی تھیں۔۔۔۔ علیزہ کو دیکھ کر انکی بھی ساری نیند اڑ گئی تھی۔۔۔۔

اب بتاؤ کیا بات ہے یہ اس وقت یہاں کیا کر رہی ہے۔؟"امی نے اندر آتے ہی" پریشانی سے پوچھا۔۔۔۔ابو خاموش کھڑے تھے۔۔۔۔ دادی تخت پہ بیٹھ گئیں انہوں نے بھی سوال کیا پر کیرت

خاموش رہی۔۔۔۔سوال بڑھنے لگے امی نے کیرت کو آکر بھنجھوڑا۔۔۔
کچھ اس منہ سے پھوٹ لو میرا کلیجہ منہ کو آرہا ہے"۔۔۔۔امی اب رو دینے کو"
تھیں۔۔۔۔۔کیرت کو سمجھ نہ آیا کہ وہ اب کیا کہے۔۔۔ابھی وہ کچھ سوچ کر کہتی کہ اسے
علیزہ کی آواز اپنے کانوں میں سنائی دی۔۔۔جو کہہ رہی تھی۔۔۔۔
میں نے ضامن سے طلاق لے لی"۔۔۔۔۔امی نے اپنا دل تھام لیا۔۔۔۔ابو کے"
پیروں تلے زمن کھس گئی۔۔۔۔اور دادی سانس لینا بھول گئیں۔۔۔۔سب کچھ جیسے تھم
گیا ہو۔۔۔۔۔سب لوگ کچھ پل کے لیے پتھر بن گئے تھے۔۔۔۔کیرت جس بات کو کہنے
کے لیے مناسب الفاظ ڈھونڈ رہی تھی علیزہ نے وہ اتنے آرام سے کہہ ڈالی تھی۔۔۔۔
کیا بکواس کر رہی ہو۔؟"امی نے دانت پیس کر علیزہ کا بازو دبوچا تھا۔۔۔۔"
سچ کہہ رہی ہوں میں نے ضامن سے طلاق لے لی"۔۔۔۔۔وہ اب پوری کہانی بتانے"
لگی تھی۔۔۔۔کیرت نے اسے چپ کروانا چاہا پر وہ بغیر رکے بولتی چلی گئی۔۔۔۔اور جب
اسکی بات مکمل ہوئی تو اسکے گال پہ ابو کا بھاری ہاتھ پڑا تھا جس کے بعد کیرت بھی خوف
سے لرز گئی تھی۔۔۔۔۔
اس دن کے لیے تمہیں پیدا کیا تھا۔۔۔؟ یہ سب کیا کیا تم نے"۔۔۔۔۔ابو نے اسے"
دونوں بازوؤں سے تھام کر جھنجھوڑ ڈالا تھا۔۔۔۔وہ دانت پیس کر بول رہے تھے۔۔۔

میں تمہیں آج زندہ نہیں چھوڑوں گا"۔۔۔۔۔وہ اشتعل سے غرائے"
تھے۔۔۔۔۔کیرت نے ابو کا ہاتھ پکڑا۔۔۔۔
ابو چھوڑ دیں"۔۔۔۔ابو نے کھا جانے والی نظروں سے کیرت کو"

دیکھا تو اسکی جان نکل گئی کیرت نے آج تک اپنے ابو کو اتنے غصے میں نہیں دیکھا تھا وہ توبہت شانت مزاج کے مالک تھے۔۔۔۔۔علیزہ پھوٹ پھوٹ کر رو رہی تھی۔۔۔۔ابو نے اسے نفرت بھری نظروں سے دیکھا اور خود سے دور دھکیل دیا۔۔۔۔۔علیزہ فرش پہ بیٹھتی چلی گئی۔۔۔۔دادی حیران سی سب دیکھ رہی تھیں۔۔۔۔اور امی دیوار سے لگی تھیں۔۔۔۔بے یقینی سی بے یقینی تھی۔۔۔۔انہیں نہیں پتہ تھا کہ انکی اولاد ان کے ہاتھ سے اتنی نکل گئی ہے۔۔۔۔۔کیرت علیزہ کے پاس بیٹھ گئی تھی۔۔۔۔اس نے علیزہ کو خود میں سمیٹا ہی تھا کہ دادی عقب سے پھنکاری۔۔۔۔
یہ سب اس پچھل پیری کی وجہ سے ہوا ہے منحوس چھلاوا ہر وقت سوگ مناوائے"
تھی۔۔۔۔اسی کی نظریں کھا گئیں میری بچی کی خوشیوں کو۔۔۔۔ہائے اللہ یہ کیا
ہوگیا"۔۔؟ انہوں نے سینہ کوبی شروع کر دی تھی۔۔۔۔کیرت انکی بات پہ توجہ دیے
بغیر علیزہ کو چپ کروا رہی تھی۔۔۔۔پر دادی کو اتنا بول کر بھی صبر نہ آیا۔۔۔۔۔

ارے میں کہوں تھی یہ کالی بلی اس گھر کے لیے منحوست ہے۔۔۔۔ ہر روز ضامن کے" گھر جاوے تھی۔۔۔۔ یہ تو ہونا ہی تھا۔۔۔۔ جن گھروں میں اس جیسی منحوستیں پیدا ہوجاویں وہ گھر کہاں بسیں ہیں۔؟ ہائے۔۔۔۔ ہائے۔۔۔۔ اس کی نانی نے میرا سب کچھ برباد کیا تھا میرے ماں باپ اور بھیاء کو کھا گئی اب یہ سپولی میری بچیوں کی خوشیاں کھا گئی۔۔۔۔ ہائے اللہ"۔۔۔۔۔۔ وہ سینہ پیٹ پیٹ کر کیرت اور اسکی نانی کو گالیاں دے رہی تھی۔۔۔۔۔ کیرت کے اندر لاوا سا پکنے لگا۔۔۔۔ ابو دادی سے لڑ رہے تھے پر وہ مسلسل بول رہی تھیں۔۔۔۔۔ کیرت کا ضبط جواب دینے لگا تھا۔۔۔۔ اور پھر وہ چیخ اٹھی۔۔۔۔

بس کریں آپ" وہ اتنا اونچا چیخی تھی کہ گھر میں سناٹا چھا گیا تھا۔۔۔۔ علیزہ اب گھٹ" گھٹ کر رو رہی تھی۔۔۔ امی ویسے ہی پتھر کی طرح دیوار سے لگی کھڑی تھیں۔۔۔۔ کیرت علیزہ کے پاس سے اٹھ کر دادی کے پاس آئی۔۔۔

میری نانی نہیں تھیں منحوس نہ میں ہوں کوئی منحوس نہیں ہوتا۔۔۔۔ کسی کا نصیب برا" نہیں ہوتا۔۔۔۔ یہ سب ہمارے ذہن کا فتور ہوتا ہے ہماری غلط سوچ ہوتی ہے اور آپ کی اس سوچ نے ہماری زندگیاں برباد کر دیں۔۔۔۔ آپ کی ایک بے وجہ کی نفرت نے

مجھ سے میرا سب چھین لیا میری نانی سے انکا شوہر بھی، آپ کو پتہ ہے نانا کی موت کیسے ہوئی تھی۔؟" وہ چیخ چیخ کر بول رہی تھی۔۔۔ دادی سانس تک لینا بھول گئی تھیں۔۔۔ ابو بھی بالکل خاموش کیرت کو دیکھ رہے تھے جو لاوے کی طرح پھٹ پڑی تھی۔۔۔۔ دادی کے کوئی جواب نہ دینے پہ کیرت نے دوبارہ بولنا شروع کیا۔۔۔۔۔

"نانا نے آپ کی وجہ سے زہر کھایا تھا آپ کی ہر روز کی اس لڑائی سے وہ اتنا تھک گئے تھے کہ انہیں موت کو گلے لگانا پڑا۔۔۔ اگر میری بات پہ یقین نہیں ہے تو میں آپ کو آپ کے بھائی کا خط دکھاتی ہوں"۔۔۔۔ وہ کہہ کر کمرے سے باہر گئی تھی جب وہ واپس آئی تو اسکے ہاتھ میں وہی خستہ حال کاغذ تھا جو نانی اکثر پڑھ کر رویا کرتی تھیں۔۔۔۔ کیرت نے لاکر وہ دادی کے گھٹنے پہ رکھا تھا۔۔۔

"اپنے بھائی کی لکھائی کی تو خوب پہچان ہوگی نا آپ کو پڑھیں اسے آپ کی آج ساری غلط فہمیاں دور ہوجائیں گی نانی کہا کرتی تھیں کہ وہ یہ رازا پنے ساتھ ہی لے جائیں گی پر میں کسی کے ساتھ اتنا ظلم ہوتے نہیں دیکھ سکتی کہ

اسکے مرنے کے بعد بھی اسے بے وجہ قوسا جائے۔۔۔۔۔

For more visit: https://exponovels.com/ mailto:exponovels@gmail.com

اس دن جب ابو نے مجھے کہا کہ وہ آج کے بعد مجھ سے بات نہیں کریں گے تو میں بہت دیر تک صحن میں بیٹھی روتی رہی میں اس وقت خود کو بہت تنہا محسوس کر رہی تھی مجھے نانی یاد آنے لگی تھیں جن سے میں ہر بات کر لیتی تھی۔۔۔ تبھی میں صحن سے اٹھ کر نانی کے گھر گئی وہاں انکا قرآن اٹھا کر میں نے انہیں کی طرح سینے لگایا اور انہیں محسوس کرنے لگی تبھی یہ خط نکل کر میری گود میں آگرا تھا اور جب میں نے اسے پڑھا تو مجھے پتہ چلا کہ میں کس بات کی سزا آج تک بھگتی آئی ہوں"۔۔۔

کیرت بول رہی تھی دادی نے کانپتے ہاتھوں سے خط اٹھایا اور اسکی تہ کھول کر اپنے سامنے کیا۔۔۔۔ اس پہ لکھا تھا۔۔۔۔

"!پیاری زینت۔"

میں آج تمہیں چھوڑ کر جا رہا ہوں مجھ میں اب اتنی ہمت نہیں رہی کہ میں تمہیں اپنے" سامنے ذلیل ہوتا دیکھتا رہوں۔۔۔۔ میں نے تم سے شادی کر کے تمہاری زندگی برباد کر دی میرے گھر والوں نے تمہیں کبھی نہیں قبول کیا۔۔۔۔ ہر روز کی لڑائی نے مجھے تھکا دیا زینت۔۔۔۔۔ میں ذہنی طور پہ اتنا دباؤ میں آگیا ہوں کہ میرا سارا کاروبار ڈوب گیا۔۔۔۔ اور میرے گھر والوں نے اس کی وجہ بھی تمہیں ٹھہرا دیا۔۔۔۔ میری بہن جس سے میں بہت محبت کرتا تھا اس نے میرے اماں ابا کی موت کا ذمہ دار بھی تمہیں ٹھہرایا وہ

تم پہ جھوٹے الزام لگاتی رہی کہ تم تعویز کرتی ہو پر میں نے خود اپنی بہن کو تمہارے سرہانے میں ایک بار کچھ رکھتے دیکھا تھا جب وہ گئی تو میں نے سرہانا ہٹایا تو اس کے نیچے تعویز تھا۔۔۔۔ میں اسی وقت اپنی

بہن سے لڑنا چاہتا تھا اسے کہہ دینا چاہتا تھا کہ وہ آج کے بعد میرے گھر نہ آئے پر نہ کہہ سکا۔۔۔۔

یہ سوچ کر خاموش ہوگیا کہ پھر میری اور میری بہن کی عزت کیا رہ جائے تمہارے سامنے ہم دو کوڑی کے ہو کر رہ جائیں گے۔۔۔۔ میں اس وقت خود غرض ہوگیا تھا۔۔۔۔ میں اپنی بہن کے سامنے تمہارے حق میں لڑتا رہا پر میری بہن کی ہر روز کی اس لڑائی نے مجھے کہیں کا نہیں چھوڑا۔۔۔۔۔ تمہارے وہ بے قصور آنسوں اب میرے سینے پہ کسی سانپ کی طرح بیٹھے ہیں جو مجھے پل پل ڈس رہے ہیں۔۔۔۔ میں تمہیں کبھی خوشی نہیں دے پایا۔۔۔۔ اس لیے میں آج اپنی سانسیں بند کر رہا ہوں میں اب اس لائق بھی نہیں رہا کہ تمہیں کہیں دور کسی دوسری دنیا یا جگہ لے جاؤں جہاں کوئی نہ آسکے۔۔۔۔۔ اس لیے میں تمہیں چھوڑ کر اس دنیا سے جا رہا ہوں میں مر جاؤں گا تو شاید تم سکون میں

For more visit: https://exponovels.com/ mailto:exponovels@gmail.com

آجاؤ۔۔۔۔ قسمت تمہاری نہیں میری خراب ہے جو مجھے ایسے بے حس گھر والے ملے"۔۔۔۔۔۔

دادی سے مزید نہ پڑھا گیا۔۔۔۔۔ انہیں لگا انہیں سانس لینے میں مشکل ہو رہی ہے۔۔۔۔ انہیں کمرے کی دیواریں اپنے گرد تنگ ہوتی نظر آئیں۔۔۔۔ آنکھوں کے سامنے اندھیرا چھاتا چلا گیا اور وہ تخت پہ گرتی چلی گئیں۔۔۔۔ ان کے بجھتے دماغ میں چند آوازیں جو گونجی تھیں وہ انکے بیٹے کی تھیں۔۔۔۔ پھر وہ آوازیں بھی بند ہو گئیں۔۔۔۔

_____&&&&&&&&&&&&&&&&&&&&_____

_____

دادی کو پورے دو دن بعد ہوش آیا تھا۔۔۔۔ اور ہوش میں آنے کے بعد بھی وہ مسلسل رو رہی تھیں۔۔۔۔ پھوپو بھی آ گئی تھیں

انہیں بھی ساری بات معلوم ہو گئی تھی تبھی وہ پہلی بار خاموش کھڑی تھیں۔۔۔۔ شکیل اور فرحت بھی ہسپتال میں امی ابو اور کیرت کے پاس کھڑے تھے۔۔۔۔۔ علیزہ سب سے دور کھڑی تھی آنکھوں کی ساری چمک ختم ہو گئی تھی دو دن میں ہی اسکی رنگت زرد ہو گئی تھی۔۔۔۔ وہ کسی خزاں کی رت پہ سوکھے پتے کی مانند ہو کر رہ گئی تھی۔۔۔۔

ڈاکٹر دادی کا چیک اپ کر رہے تھے جب وہ چیک اپ کر کے چلے گئے تو سب ایک ساتھ اندر داخل ہوئے تھے۔۔۔۔ دادی کی آنکھیں ابھی بھی ڈبڈبائی ہوئی تھیں۔۔۔۔ پر وہ نظریں متلاشی تھیں۔۔۔۔ سب کو دیکھتیں وہ کسی کا انتظار کر رہی تھیں۔۔۔۔ اور جب وہ انتظار ختم ہوا تو انہوں نے ہاتھ جوڑ لیے۔۔۔۔۔

"معافی کے لائق نہ ہے میرا گناہ پر تُو تو زینت کی نشانی ہے تو معاف کر دے گی تو شاید مجھے زینت بھی معاف کر دے"۔۔۔۔ دادی کی بات مکمل بھی نہ ہوئی تھی کہ کیرت بھاگ کر انکے پاس آئی اور انہیں مضبوطی سے گلے لگا لیا۔۔۔۔۔ اور اس کے گلے لگاتے ہی دادی پھر سے رونے لگیں۔۔۔۔۔ کیرت بھی رو رہی تھی۔۔۔۔ باقی سب کی بھی آنکھیں بھرا گئی تھیں۔۔۔۔۔ کہیں دور آسمانو پہ بیٹھی زینت مسکائی تھی۔۔۔۔۔ اسکی نواسی نے اسکی مان لی تھی جب سب کو اپنی غلطی کا احساس ہوا تو کیرت نے انہیں معاف کر دیا۔۔۔۔۔ جو نانی نے اسے پوری عمر سکھایا وہ کیرت انکے مرنے کے بعد بھی نہ بھولی تھی۔۔۔۔۔ اس نے سب کو معاف کر دیا تھا۔۔۔۔۔

_____&&&&&&&&&&&&&_____

دادی کی طبیعت جیسے ہی بہتر ہوئی تو ابو انہیں گھر لے آئے

تھے۔۔۔۔وہ بھی سب کچھ بھول گئے تھے وہ پھر سے دادی کا خیال رکھنے لگے تھے۔۔۔۔اس رات وہ دادی کو دوائی دے کر جب انکے کمرے سے نکلے تو باہر برآمدے میں علیزہ کھڑی تھی۔۔۔۔ابو نے اسے نظر انداز کیا اور جانے لگے علیزہ نے انکا ہاتھ پکڑا۔۔۔ابو نے اسکا ہاتھ جھٹک دیا۔۔۔۔۔وہ آگے بڑھ جانا چاہتے تھے پر نہ بڑھ سکے علیزہ ان کے پیر پکڑ کر بلک بلک کر رو رہی تھی۔۔۔۔اور ابو کا پورا جسم لرزنے لگا خود پہ لاکھ قابو کرنے کے باوجود بھی وہ خود کو روک نہ سکے۔۔۔۔انہوں نے علیزہ کو بازو سے پکڑا۔۔۔۔

میری بچی تم نے یہ کیا کرلیا اپنے ساتھ،۔؟ میں وقت سے پہلے مر جاؤں گا تمہیں یوں" اجاڑا ہو دیکھ کر میں کیا کروں تمہارے لیے مجھے سمجھ نہیں آرہا"۔۔۔۔وہ اسے سینے سے لگا کر رو رہے تھے۔۔۔۔۔ساری ناراضی وہ بھول گئے تھے۔۔۔۔۔

ابو آپ دعا کریں میں مر جاؤں میں آپ سب کے لیے مصیبت بن گئی"

ہوں"۔۔۔۔۔وہ ہچکیوں سے رو رہی تھی ابو نے اسکے سر پہ ہلکا سا تھپڑ مارا۔۔۔۔

اب مرنے کی بات نہ کرنا تمہارا باپ ابھی زندہ ہے مصیبت نہیں ہے میری کوئی بھی بیٹی" میرے لیے سمجھیں تم۔؟" انہوں نے ہلکا سا ڈانٹا تھا۔۔۔۔

For more visit: https://exponovels.com/ mailto:exponovels@gmail.com

اب یہ مرنے کی بات کرے تو ابو اسے دو لگا ئیے گا"۔۔۔۔کیرت بھرائی ہوئی آواز سے" اپنے کمرے کے دروازے سے بولی تھی۔۔۔۔علیزہ اور ابو نے چونک کر اسے دیکھا پھر ابو اداس سا مسکائے۔۔۔۔اور کیرت کو اپنے پاس آنے کا اشارہ کیا۔۔۔۔وہ بھی انور کے سینے سے لگ گئی تھی۔۔۔۔۔

لگتا ہے آج مجھے جگہ نہیں ملے گی۔؟"فرحت جو دادی کی وجہ سے رک گئی تھی کمرے سے" نکل کر بولی تھی کیرت

تھوڑا سا پیچھے ہوئی

دیکھو درمیان میں جگہ تمہارے لیے ہی ہے"۔۔۔۔۔فرحت نم آنکھوں سے آکر باپ" کے سینے سے لگ گئی انور نے ان سب کو اپنے سینے سے لگا کر سکون سے آنکھیں موند لیں۔۔۔۔کیرت نے بھی آنکھیں موندر کھی تھیں جب اسے اپنے گال پہ لمس محسوس ہوا۔۔۔۔اس نے آنکھیں کھولی تو فرحت کو دیکھا جس نے اسکا گال چوما تھا۔۔۔۔

مجھے بھی معاف کر دیں آپی۔؟"وہ آنسو آنکھوں میں بھر کر آہستگی سے بولی تو کیرت نے" جوابی اسکا گال چوما

کب کا کر دیا معاف"۔۔۔۔۔"

For more visit: https://exponovels.com/ mailto:exponovels@gmail.com

مجھے بھی۔؟"علیزہ نے بھی پوچھا۔۔۔۔ابو انکی باتیں سن رہے تھے پر وہ آنکھیں بند کر کے انہیں سینے سے لگا کر خاموش رہے۔۔۔۔وہ چاہتے تھے انکی بیٹیاں اب کی بار خود سے صلح کریں تاکہ انہیں صلح کرنی آجائے۔۔۔۔۔وہ کب تک ریفیری کا کام کرتے رہیں گے بھلا۔؟

ہاں تمہیں بھی"۔۔۔۔کیرت نے اپنا بازو فرحت کی کمر پہ حائل کیا فرحت نے علیزہ کی" اور پھر وہ مضبوطی سے ابو کے گلے لگ گئیں۔۔۔۔۔نیم کا درخت خنکی سے ٹھر ٹھراتا مسکر رہا تھا۔۔۔تاروں سے سجی رات آج لاہور پہ سہانی لگتی تھی۔۔۔۔یو لگتا تھا جیسے تارے روشنی کے قمقمے بن کر صحن میں اترنے لگے ہوں۔۔۔۔۔۔

_____&&&&&&&&&&_____

صبح کی ہلکی نرم دھوپ صحن میں پھیلی تھی۔۔۔۔کیرت اس وقت نیم کے درخت کے پاس کھڑی گھونسلے کو دیکھ رہی

تھی۔۔۔۔تبھی امی اس کے پاس آکر کھڑی ہو گئیں۔۔۔۔

For more visit: https://exponovels.com/ mailto:exponovels@gmail.com

کیا دیکھ رہی ہو۔؟"انکی آواز پہ کیرت نے چونک کر گردن گھمائی پھر امی کو دیکھ کر اس نے نظریں دوبارہ گھونسلے پہ کرلیں۔۔۔۔

امی یہ گھونسلا خالی کیوں ہوگیا وہ چڑیا اب کیوں نہیں آتی۔؟"اس نے پوچھا تو امی اداس سا مسکائیں۔۔۔۔

جن گھروں سے محبتیں روٹھ جائیں نا کیرت پھر وہاں پرندے بھی نہیں رہتے۔۔۔۔۔گھروں میں پرندوں کا چہچہانا ایک نشانی ہوتی کہ اس گھر میں ابھی محبت اور اپنائیت باقی ہے پر جب وہ نہ رہے تو پرندے بھی وہاں سے چلے جاتے ہیں"۔۔۔۔۔

پر اب تو ہمارے گھر محبت واپس لوٹ آئی ہے امی"۔۔۔کیرت نے اب اپنا رخ امی کی جانب کرلیا تھا۔۔۔۔امی نے نفی میں سر ہلایا۔۔۔۔

نہیں ابھی اس گھر میں محبتیں واپس نہیں آئیں۔۔۔۔۔ابھی تمہارے حصے کی محبت روٹھی ہوئی ہے جو اس کے پاس ہے جس کے پاس جانے سے تم کترا رہی ہو اس کے پاس چلی جاؤ کیرت ایک بار اور جا کر دیکھ لو شاید وہ معاف کردے تمہیں"۔۔۔۔۔امی نے اتنا کہہ کر گھونسلے کو دیکھا۔۔۔۔

For more visit: https://exponovels.com/ mailto:exponovels@gmail.com

پھر شاید ہمارے محبت کے پرندے بھی لوٹ آئیں اور پھر سے ہمارا گھر چہچہا"
اٹھے"۔۔۔۔۔۔امی یہ کہہ کر چلی گئی تھیں۔۔۔۔۔اور کیرت وہیں کھڑی شش و پنج میں
مبتلا ہو گئی تھی وہ جانا چاہتی تھی پر اب وہ اسے منائے گی کیسے۔؟
بہت سوچنے کے بعد وہ سمجھ گئی وہ کیسے اسے منائے گی۔۔۔۔۔کیرت مسکائی
تھی۔۔۔۔۔۔
&&&&&&&&&&&&&&&&_____

_____

صبح کی کرنیں آسمان سے پھسلتیں دھرتی پہ پھیل رہی تھیں۔۔۔۔۔لان کی سبز گھاس پہ
اوس سے بنے شبنم کے قطرے موتیوں کی مانند چمک اٹھے تھے۔۔۔۔درختوں پہ
پرندے چہچہا رہے تھے۔۔۔۔ملازم اپنے کاموں میں مصروف نظر آتے
تھے۔۔۔۔بنگلے کے لاؤنج میں سناٹا چھایا ہوا تھا۔۔۔۔۔یہ سناٹا اب ایسے ہی چھایا
رہتا۔۔۔۔بھائی افضل واپس نیویارک چلے گئے تھے۔۔۔۔ثریا نے روکنا بھی چاہا پر وہ نہ
مانے۔۔۔۔
پتہ نہیں کیوں ممی اب دل نہیں لگتا میرا یہاں"۔۔۔۔۔"

یہاں اتنے لوگوں میں دل نہیں لگ رہا تو وہاں اکیلے کیسے لگے گا۔؟" ممی نے ناراضی سے" کہا تو وہ بس مسکائے۔۔۔انکی مسکان میں اداسی تھی۔۔۔۔

بس ممی میں لگا لوں گا دل"۔۔۔۔۔"

تو یہیں لگا لو"۔۔۔۔"

یہاں لگا تھا پر ٹوٹ گیا"۔۔۔۔انہوں نے یہ بات زیرِلب کہی تھی۔۔۔پھر وہ جلد ہی چلے" گئے تھے نیویارک۔۔۔۔اور ضامن نے چپ سادھ لی تھی۔۔۔۔وہ اب خاموش رہنے لگا تھا۔۔۔۔اٹھتا۔۔۔۔تیار ہوتا۔۔۔۔آفس چلا جاتا۔۔۔۔۔وہاں سے کسی دوست کے پاس۔۔۔۔پھر لاہور کی سڑک پہ وہ پوری رات بے مقصد گاڑی دوڑاتا۔۔۔۔۔جب تھک جاتا تو گھر لوٹ آتا۔۔۔۔۔اور آکر اپنے کمرے میں لیٹا رہتا۔۔۔۔رات کے آخری پہر اسے نیند آیا کرتی تھی اور صبح کی پہلی کرن اسے جگا دیا کرتی تھی۔۔۔۔۔پھر وہ بالکونی میں کھڑا ہو کر اپنی سرخ آنکھوں سے اگتا سورج دیکھتا رہتا۔۔۔۔ڈھنڈ میں ننگے پیر وہ تب تک وہاں کھڑا رہتا جب تک آفس کا وقت نہ ہوتا۔۔۔۔

آج بھی وہ ویسے ہی کھڑا تھا۔۔۔۔۔کچھ دیر بعد وہ واپس اندر آیا فریش ہو کر اس نے کالا تھری پیس پہنا بالوں کو سنوار کر اسنے خود پہ پرفیوم چھڑکا اور ہاتھ میں ریسٹ واچ ڈالتا وہ

کمرے سے نکل گیا تھا۔۔۔۔۔کمرے سے سیدھا وہ پورچ میں پہنچ گیا صبح کا ناشتہ وہ نہیں کیا کرتا تھا آفس جا کر ایک چائے کا مگ پی لیتا تھا۔۔۔۔۔

وہ پورچ میں کھڑی اپنی گاڑی میں بیٹھا اور اپنے بنگلے کی حدود سے نکل گیا۔۔۔۔۔سڑک پہ گاڑیاں اکا دکا ہی تھیں وہ ہلکی رفتار سے گاڑی چلا رہا تھا۔۔۔۔دفعتاً اس نے گاڑی بس ایک پل کے لیے روکی۔۔۔۔۔گاڑی کا شیشہ نیچے کیا۔۔۔۔پھر دوبارہ اوپر چڑھا لیا۔۔۔۔پتہ نہیں کون کھڑی تھی۔؟ وہ تو بالکل نہیں جانتا اسے۔۔۔۔۔اس لیے ضامن نے گاڑی چلا لی۔۔۔۔۔اور جو بڑے اسٹائل سے لفٹ کا اشارہ کر رہی تھی ایک دم سے ہی خوش ہوئی پھر حیران ہو کر رہ گئی جب ضامن نے گاڑی آگے بڑھا لی۔۔۔۔۔

آسمانی رنگ کی قمیض شلوار کے ساتھ اسنے شفون کا سفید دوپٹہ لیا ہوا تھا۔۔۔۔۔چلمن سی پلکوں پہ مسکارا لگا تھا۔۔۔۔آہو چشم کاجل سے لبریز تھیں۔۔۔۔گالوں پہ بلیشر لگا تھا اور باریک ہونٹوں پہ منڈورہ کی تیز میرون لپ اسٹیک۔۔۔۔ہاتھوں میں چوڑیاں تھیں۔۔۔۔باریک ہیل پہنے پیروں کی انگلیوں پہ مہندی سے ڈزائن بنا تھا بالوں کو کھول کر انہیں اس نے کمر پہ پھیلایا ہوا تھا ہوا سے چند لٹیں چہرے کو چوم رہی تھیں۔۔۔۔۔۔وہ آج بہت خوبصورت لگ رہی تھی۔۔۔۔ایسی کے دیکھنے والا دیکھتا رہ جائے اور جا نہ سکے۔۔۔۔پر ضامن تو چلا گیا دیکھ کر بھی۔۔۔۔۔

کیرت کا منہ اتر گیا۔۔۔۔۔اس نے دور جاتی گاڑی کو دیکھا۔۔۔۔۔جو

کچھ دور جا کر پھر سے رک گئی۔۔۔۔کیرت نے بھنویں سکوڑ کر دیکھا۔۔۔۔گاڑی واپس آ رہی تھی۔۔۔۔۔کیرت کی آنکھوں کی چمک بڑھ گئی اور جب گاڑی پاس آ گئی تو دانت بھی باہر نکل آئے۔۔۔۔وہ گاڑی کے شیشے کے پاس گئی۔۔۔۔شیشہ بجایا۔۔۔۔۔اس نے گاڑی کا شیشہ نیچے کیا۔۔۔۔اور کیرت کو سوالیہ نظروں دیکھا۔۔۔۔

"لفٹ پلیز۔؟"کیرت نے بیچارا سا منہ بنا کر کہا۔۔۔ضامن نے گاڑی کا دروازہ کھولا اور باہر آ گیا۔۔۔۔

"میں لفٹ نہیں دے رہا کسی اور سے لے لو"۔۔۔۔۔وہ بے نیازی سے ادھر اُدھر دیکھنے لگا۔۔۔۔کمر گاڑی کے ساتھ ٹکا لی۔۔۔۔کیرت نے حیرت سے اسے دیکھا۔۔۔۔

"جب لفٹ نہیں دینی تھی تو رکے کیوں۔؟"

"!تمہارے لیے نہیں رکا۔"

"جھوٹ"کیرت نے فوراً کہا۔۔۔۔ضامن کا ناک پھول گیا۔۔۔"

"سچ"۔۔۔۔ضامن نے کہہ کر سر جھٹکا۔۔۔۔کیرت نے گندا سا منہ بنایا۔۔۔"

نو جی "۔۔۔۔ ضامن نے بھنواو پر کرلی۔۔۔"

ہاں جی "۔۔۔۔ کیرت نے اب کی بار اسے گھورا تھا۔۔۔۔"

آپ دے رہے ہیں لفٹ یا نہیں۔؟ "کیرت دو قدم آگے ہوئی۔۔۔۔"

نہیں دے رہا سمجھیں تم "۔۔۔۔ وہ بھی دو قدم آگے آگیا۔۔۔۔ دونوں ایک دوسرے"

کے بالکل مقابل کھڑے تھے۔۔۔۔ کیرت نے معصوم سا منہ بنایا۔۔۔۔

"پلیز دے دیں۔؟"

کہا نا نہیں تو بس نہیں جاؤ کسی اور سے لے لو "۔۔۔۔۔"

اچھا ٹھیک ہے بائے "۔۔۔۔ کیرت نے پیر پٹخا اور جانے لگی کہ"

اس نے کیرت کا ہاتھ پکڑ کر اپنی طرف کھینچا۔۔۔۔۔

بیٹھو گاڑی میں "۔۔۔۔۔ رکھائی سے اسنے کہا تھا کیرت ہنسی۔۔۔"

میرے لیے ہی رکے تھے آپ "۔۔۔۔ ضامن نے جواب نہ دیا اور گاڑی میں بیٹھ"

گیا۔۔۔۔ دوسرا دروازہ اسنے کیرت کے لیے کھول دیا تھا۔۔۔۔۔ کیرت کی مسکان ماند پڑ

گئی وہ جا کر گاڑی میں بیٹھ گئی۔۔۔۔ ضامن نے گاڑی چلالی۔۔۔۔۔

ضامن سنیں۔؟"اس نے اپنا رخ ضامن کی طرف کیا ہوا تھا۔۔۔۔پر ضامن آگے دیکھ"
رہا تھا۔۔۔۔۔اس نے بس "ہوں "کیا کیرت کی جانب نہ دیکھا۔۔۔۔۔
ضامن۔؟"وہ اب کی بار چلا کر بولی تھی۔۔۔۔ضامن نے بے ساختہ بریک لگائی۔۔۔۔"
"کیا ہے۔؟"
"آپ کو میں نے کہا تھا میری بات سنیں۔"
میں کانوں سے سن رہا تھا"۔۔۔۔"
تو مجھے آنکھوں سے دیکھنا بھی تھا نا آپ نے "وہ معصومیت سے بولی ضامن نے برہمی"
سے اسے گھورا۔۔۔۔وہ کچھ کہتا کہ کیرت بولی۔۔۔
"ایم سوری ضامن۔؟"
میں تمہیں کبھی معاف نہیں کروں گا یاد رکھنا"۔۔۔۔۔وہ اتنے آرام سے یہ بولا تھا کہ"
کیرت نے اس بات کو ذرا محسوس نہ کیا۔۔۔۔
آئی لو یو ضامن"۔۔۔۔اس نے ضامن کا ہاتھ پکڑا۔۔۔۔اور ضامن چاہ کر بھی اسکا ہاتھ"
اپنے ہاتھ سے نہ ہٹا سکا۔۔۔۔۔کچھ دیر خاموش رہا
تمہیں لگتا ہے میں تمہیں اتنی جلدی معاف کردوں گا۔؟ بہت"

رلایا ہے تم نے مجھے سارے حساب لوں گا تم سے اور پھر بھی معاف نہیں کروں گا"۔۔۔۔ضامن کی آواز رندھ گئی تھی۔۔۔۔اور اسکی رندھی ہوئی آواز نے کیرت کو اندر تک زخمی کر دیا۔۔۔۔۔وہ رونے لگی۔۔۔۔

"میں بھی بہت روئی ہوں اپنی ایک غلطی کی وجہ سے میں نے آپ کو بہت دکھ دیا ہے میں معافی کے لائق نہیں ہوں پر کیا کروں میں آپ کے بغیر رہ نہیں سکتی آپ مجھے لاکھ سزائیں دیں پر اپنے پاس رکھ لیں میں آپ سے دور نہیں جانا چاہتی"۔۔۔۔۔اس نے ضامن کے ہاتھ پہ سر رکھ لیا تھا۔۔۔۔وہ سسکیوں سے رو رہی تھی۔۔۔۔ضامن نے اپنا ہاتھ اس سے چھڑایا۔۔۔۔کیرت ایک پل کو رونا بھول گئی۔۔۔۔وہ ضامن کو دیکھ رہی تھی جو گاڑی کا دروازہ کھول کر باہر نکل گیا تھا۔۔۔۔کیرت کا سانس رک گیا۔۔۔۔کیا وہ سچ کہہ رہا تھا کہ وہ کیرت کو کبھی معاف نہیں کرے گا۔؟ کیرت تڑپ کر باہر نکلی تھی وہ اسکے قریب پہنچی۔۔۔۔ضامن نے اسے نظر اٹھا کر نہ دیکھا بس موبائل نکلا کر اس پہ انگلیاں چلائیں اور کان سے لگا لیا۔۔۔۔۔

کیرت دم سادھے اسے دیکھ رہی تھی آنکھیں بھیگی ہوئی تھیں۔۔۔۔سانس رکے رکے سے تھے۔۔۔۔۔۔ضامن نے رخ اسکی طرف سے موڑا۔۔۔۔اور بولا۔۔۔۔

ممی ابھی سارے کام چھوڑیں اور پریشے کے گھر جائیں میں مولوی اور آپکی بہو کو لا رہا ہوں "
مجھے اس لڑکی پہ بالکل یقین نہیں ہے ابھی یہ کہہ رہی ہے کہ مجھ سے محبت کرتی ہے پھر کل کو
کسی اور سے میری شادی کروادے گی اس لیے آپ فوراً وہاں پہنچیں میں بھی بس آ رہا
ہوں "۔۔۔۔۔اس نے کہہ کر موبائل کوٹ کی جیب میں ڈالا اور کیرت کو دیکھا۔۔۔۔

ٹھیک کہا نا میں نے۔؟ تمہارا کیا بھروس کبھی کچھ کہتی ہو کبھی کچھ "۔۔۔۔۔کیرت جو شل "
کھڑی تھی ایک دم سے اس سے لپٹ گئی۔۔۔۔
میں اب کی بار سچ کہہ رہی ہوں "۔۔۔۔"
جھوٹی کہیں کی "۔۔۔۔ضامن نے شرارت سے کہا اور اسکے گرد بانہیں پھیلا "
لیں۔۔۔۔۔کیرت نے آنکھیں موند لیں۔۔۔۔
میں جھوٹی نہیں ہوں "۔۔۔۔۔اس نے احتجاج کیا۔۔۔۔ضامن مسکایا۔۔۔"
ہاں تم جھوٹی نہیں تم گندی ہو اور بہت گندی ہو تم اب جانا مجھے چھوڑ کر تمہاری جان لے "
لوں گا پاگل کہیں کی "۔۔۔۔۔اس نے کیرت کے ماتھے کو چوم کر کہا تھا۔۔۔۔کیرت کو
اپنی جلتی پیشانی پہ اسکے لب شبنم کی طرح محسوس ہوئے تھے وہ سب کچھ بھول گئی
تھی۔۔۔۔۔وہ بس خاموش رہی۔۔۔۔۔

_____&&&&&&&&&&&&&&_____

_____

باب :-آخری

دوسال بعد۔۔۔۔۔

وہ اپنی کلاس سے نکل رہی تھی جب اسے پیوُن نے آکر کہا۔۔۔۔
مس آپ سے باہر کوئی ملنے آیا ہے"۔۔۔۔۔وہ ایک پل میں ہی سمجھ گئی تھی کہ اس سے" کون ملنے آیا ہوگا۔۔۔۔۔پچھلے

دوسالوں میں یہ اسکا چھٹا چکر تھا۔۔۔۔۔پانچوے چکر کے بعد تو اسے بھی اسکا انتظار سا ہوگیا تھا کہ اب کی بار وہ کب آئے گا۔۔۔۔۔اب اسکے آنے کی خبر سنتے ہی وہ بے ساختہ پارکینگ کی طرف بڑھی تھی۔۔۔۔۔
پارکنگ میں وہ اپنی گاڑی کے پاس کھڑا تھا۔۔۔۔علیزہ اسکے پیچھے آکر کھڑی ہوگئی۔۔۔۔

For more visit: https://exponovels.com/ mailto:exponovels@gmail.com

کیوں آئے ہیں۔؟" اس نے نظریں جھکا لیں۔۔۔۔ بھائی افضل پلٹے اسکی جھکی آنکھوں "
کو دیکھا۔۔۔۔

تمہیں ہی لینے آتا ہوں پر تم ہر بار مجھے خالی ہاتھ بھیج رہی ہو تم ظلم کر رہی ہو"۔۔۔۔۔ وہ "
ہر بار یہ ہی کہتے تھے۔۔۔۔ نیویارک جا کر بھی جب انہیں سکون نہ آیا تو وہ واپس علیزہ کے
پاس آئے تھے۔۔۔۔ تب علیزہ نے دوبارہ کالج جانا شروع کر دیا تھا۔۔۔۔ اپنی چھوڑی
ہوئی پڑھائی مکمل کر کے وہ اسکول میں پڑھانے لگی تھی۔۔۔۔۔ جب پہلی بار بھائی افضل
اس سے ملنے آئے تھے تو وہ بری طرح گھبرا گئی تھی اور انکے سوال نے اسے اور پریشان
کر دیا تھا۔۔۔۔ وہ کوئی بھی جواب دیے بغیر واپس چلی گئی تھی۔۔۔۔ پر پھر بھائی افضل
وقفے وقفے سے اس کے پاس آتے رہے تھے۔۔۔۔۔ لیکن علیزہ مانی نہیں
تھی۔۔۔۔ وہ ہر بار وہی کہتی جو وہ آج کہہ رہی تھی۔۔۔۔

میں اچھی لڑکی نہیں ہوں بے وفا ہوں۔۔۔۔ "انہوں نے آج پہلی بار اسکی بات کاٹی "
تھی۔۔۔

تم بے وفا نہیں بے وقوف ہو۔۔۔۔۔ تم نے محبت چھیننی چاہی پر محبت جب بھی ملتی "
ہے خود سے ملتی ہے یہ نعمت ہوتی ہے علیزہ اسے پانے کے لیے آزمائش سے گزرنا پڑتا
ہے۔۔۔۔۔ اور تمہاری آزمائش ہو چکی تم نے اپنی غلطی کی سزا بھگت لی اب خود

کو کب تک اس طرح دنیا سے دور رکھو گی۔؟" وہ انکے سوال پہ خاموش رہی۔۔۔۔۔اس کی آنکھیں بھگی گئی تھیں۔۔۔۔۔افضل بھائی نے ہمت کی۔۔۔۔اسکا ہاتھ پکڑلیا۔۔۔۔۔

"کیا دوسالوں میں بھی تمہیں مجھ پہ ترس نہیں آیا۔؟ محبت کا سوالی کیا ترس کا حقدار بھی نہیں۔؟ تم میری حالت پہ ترس ہی کھالو۔۔۔۔ محبت دو نہ دو اپنی ہمدردی ہی دے دو"۔۔۔۔۔انہوں نے اسکا ہاتھ مضبوطی سے پکڑلیا تھا اب جو ہوگا دیکھا جائے گا انہوں نے دل میں سوچ لیا تھا۔۔۔۔۔علیزہ کا پورا جسم لرز رہا تھا۔۔۔۔اس نے اپنا ہاتھ انکے ہاتھ سے چھڑایا اور اپنا چہرہ ہاتھوں میں چھپا کر رونے لگی۔۔۔۔

"مجھے محبت نہیں کرنی آتی نہ ہی مجھے وفا کرنی آتی ہے آپ تھک جائیں گے اور مجھے ایک دن چھوڑ دیں گے"۔۔۔۔۔وہ بے ساختہ اسکے قریب ہوئے۔۔۔۔

"غلط فہمی ہے تمہاری۔۔۔میں تمہیں کبھی نہیں چھوڑوں گا۔۔۔۔تم سے وفا نہیں چاہتا اور نہ ہی مجھے تمہاری محبت چاہیے میں بس تم سے تم کو چاہتا ہوں تم میری ہوجاؤ۔۔۔۔محبت اور وفا میں خود کرلوں گا"۔۔۔۔۔علیزہ نے بھیگی آنکھوں سے انہیں دیکھا۔۔۔پھر اس نے دوبارہ نظریں جھکالیں۔۔۔۔۔بھائی افضل نے اسکا ہاتھ پھر سے تھاما۔۔۔۔اور وہ مسکا دیے۔۔۔۔۔کیونکہ اب کی بار انکے ہاتھ پہ علیزہ کے ہاتھ کی بھی

گرفت تھی۔۔۔۔اس نے بھائی افضل کی محبت کے سامنے لھٹنے ٹیک دیے تھے۔۔۔۔۔۔

_____&&&&&&&&&&&&&&&&_____

وہ اپنے گھر کی جھاڑو لگا رہی تھی جب دروازہ بجا اس نے جھاڑو چھوڑی اور اٹھ کر دروازہ کھولا۔۔۔۔۔کھول کر وہ ساکت

رہ گئی۔۔۔۔دو سیاہ چمکتی آنکھیں اسے اپنے سامنے نظریں آئیں۔۔۔۔۔اور انہیں دیکھ کر وہ دروازے سے لگ کر بیٹھتی چلی گئی۔۔۔۔۔

وہ بھی اسکے سامنے گھٹنوں کے بل بیٹھ گیا۔۔۔۔۔

مجھ سے شادی کرو گی۔؟"وہ روتی ہوئی رخسار سے روتے ہوئے پوچھ رہا تھا۔۔۔۔رخسار" نے حیرت سے اسے دیکھا جس کی آنکھیں نم تھیں۔۔۔۔گال پہ آنسوں پھسل رہے تھے۔۔۔۔

"تم کیوں رو رہے ہو۔؟"

تم کیوں رو رہی ہو۔؟"اس نے سوال پہ سوال کیا۔۔۔۔رخسار اور رونے لگی۔۔۔۔"

تمہاری وجہ سے"۔۔۔۔"

اور میں اس لیے رو رہا ہوں کیونکہ میں تمہیں چھوڑ کر چلا گیا تھا"۔۔۔۔۔"

تو اب کیوں آئے ہو۔؟"وہ غصے سے بولی۔۔۔۔"

تم بن رہ جو نہیں سکا۔۔۔۔۔اس لیے واپس آگیا تمہیں ساتھ لے جانے"۔۔۔۔رخسار"

نے اسے دیکھا پھر اپنے آنسو صاف کیے۔۔۔۔گیلی سانس اندر کھینچی۔۔۔۔اور کھڑی

ہو کر بولی۔۔۔

تم نے دیر کر دی آنے میں میری شادی ہو گئی ہے اور تم اب دوبارہ مت آنا میرے"

شوہر نے دیکھ لیا تو میرا بسا بسایا گھر اجڑ جائے گا"۔۔۔۔۔وہ دوپٹے سے منہ صاف

کر رہی تھی۔۔۔۔ایش ابھی بھی گھٹنوں کے بل بیٹھا تھا۔۔۔۔اس نے نظریں اٹھا کر اسے

گھورا۔۔۔۔پھر کھڑا ہو کر بولا۔۔۔۔

بکواس نہ کرو دو سال بعد آیا ہوں سو سال بعد نہیں جو تمہاری شادی بھی ہو گئی"۔۔۔۔"

کیوں میری شادی کیا سو سال بعد ہونی تھی۔؟ تمہارے جانے"

کے فوراً بعد میں نے شادی کرلی تھی میرے تو تین بچے بھی ہیں"۔۔۔۔۔ایش اسکے بغیر سوچے سمجھے بولنے پہ ہنسا۔۔۔۔اور وہ جھینپ گئی۔۔۔۔زبان دانتوں میں دبا لی۔۔۔۔پھر کھنکاری۔۔۔۔

دو بچے جڑواہیں"۔۔۔۔ایش نے اسکا ہاتھ پکڑا۔۔۔۔"

"طلاق لے لو اپنے شوہر سے ورنہ اٹھا کر لے جاؤں گا سمجھیں۔؟"

نہیں سمجھیں"۔۔۔۔وہ نظریں چرا کر بولی تھی۔۔۔۔۔"

میں سمجھا دوں گا تمہیں سب کچھ چورنی"۔۔۔۔۔رخسار نے ناراضی سے اسے" دیکھا۔۔۔۔

میں چورنی ہوں تو تم کیا ہو۔؟"۔۔۔۔اسے ایش کی بات بری لگی تھی۔۔۔۔ایش نے" شرارت سے اپنی آنکھیں گھمائیں۔۔۔۔

میں بھی چور ہوں تبھی تو تم سے شادی کر رہا ہوں دونوں مل کر چوریاں کریں گے ٹھیک" ہے نا۔؟"اس نے آنکھ دبا کر رخسار کو کہا تھا۔۔۔۔۔رخسار ہنس دی۔۔۔۔۔ایش نے اسکے دونوں ہاتھ پکڑے۔۔۔۔

For more visit: https://exponovels.com/ mailto:exponovels@gmail.com

ہم آج سے کوئی الٹا کام نہیں کریں گے ہم یہاں سے بہت دور چلے جائیں اور ایک نئی زندگی شروع کریں گے۔۔۔۔۔چلوگی نا میرے ساتھ۔؟" اسنے رخسار کا گلابی پڑتا چہرہ بغور دیکھا تھا۔۔۔۔۔رخسار نے نزاکت سے اپنی پلکیں جھپکیں۔۔۔۔۔

پہلے مجھے اپنے شوہر سے طلاق تو لینے دو"۔۔۔۔۔ایش اسکی بات پہ ہنسا۔۔۔۔اور اسے گلے سے لگا لیا۔۔۔۔۔۔

_____&&&&&&&&&&&&&&&&&&_____

_____

نیویارک پہ ٹھنڈی شام پنکھ پھیلائے ہوئے تھی۔۔۔۔ہلکی ہلکی بارش نے ماحول کو خوشگوار بنا دیا تھا۔۔۔۔۔وہ کمرے میں

کھڑی تیار ہو رہی تھی جب ضامن نے اسے پیچھے سے آکر اپنی بانہوں میں لیا تھا۔۔۔۔

آئی لو یو"۔۔۔۔۔وہ اسکے کان کے قریب جا کر سرگوشی میں بولا تھا کیونکہ کمرے میں" کوئی اور بھی تھا جو بالکل ضامن کے نقوش کا تھا۔۔۔۔اسکی چھوٹی چھوٹی آنکھیں اور گالوں پہ پڑنے والے ٹمپل ضامن پہ گئے تھے۔۔۔۔کیرت کی اس میں جان تھی اور ضامن دن میں کئی کئی بار اسے چومتا تھا۔۔۔۔۔شادی کے سال بعد جب نقش انکی زندگی میں آیا تھا تو

انکی زندگی اور بھی خوشیوں سے بھر گئی تھی۔۔۔۔ضامن وغیرہ نقش کے ہونے کے بعد بس کچھ عصر ہی پاکستان رہے تھے پھر وہ سب نیویارک آ گئے تھے۔۔۔۔اسکے ڈیڈ نے بھی اپنا سارا بزنس نیویارک ہی شفٹ کرلیا تھا۔۔۔۔۔پر آج وہ لوگ پاکستان جا رہے تھے۔۔۔۔بھائی افضل کی علیزہ سے شادی کرنے۔۔۔۔

ضامن کو اب علیزہ سے کوئی فکر نہیں پڑتا تھا وہ سب کچھ اسی دن بھول گیا تھا جب کیرت اسکے پاس لوٹی تھی۔۔۔۔۔اور اس نے بھائی افضل کے سامنے بھی انکی علیزہ سے شادی کو لے کر خوشی ظاہر کی تو بھائی افضل کے کاندھوں سے اور بھی بوجھ کم ہوگیا۔۔۔۔۔

اب وہ سب پاکستان جا رہے تھے۔۔۔۔تبھی کیرت تیار ہو رہی تھی پر اب اسنے تیار ہونا چھوڑ دیا تھا۔۔۔۔۔کیونکہ ضامن اسکے کاندھے پہ چہرہ رکھ کر اسے شیشے میں دیکھ رہا تھا۔۔۔۔

جانتی ہوں"۔۔۔۔کیرت نے جواب دیا تو ضامن نے ہلکا سا نہ میں سر ہلایا۔۔۔۔"

نہیں تم نہیں جانتیں آج والا لو کل والے سے زیادہ ہے"۔۔۔۔۔"

"اچھا جی یہ ہر روز بڑھتا رہتا ہے۔؟"

For more visit: https://exponovels.com/ mailto:exponovels@gmail.com

ہاں جی بالکل میری بیوی اتنی پیاری ہے تو اسے دیکھتے دیکھتے یہ بھی بڑھتا رہتا"
ہے"۔۔۔۔۔کیرت مسکرادی پھر اسنے ضامن کی بانہیں اپنی کمر سے ہٹائیں اور اسکی
طرف گھومی۔۔۔۔

ضامن میں آج بہت خوش ہوں اب بھائی افضل اور علیزہ کی بھی شادی ہوجائے"
گی۔۔۔۔سب کو سب کی محبتیں مل جائیں گی پھر ہم سب خوش رہیں گے"۔۔۔۔۔ضامن
نے سر اثبات میں ہلایا اسکی آنکھوں میں شرارت تھی۔۔۔۔

اس خوشی کے موقع پہ مجھے بھی کچھ چاہیے۔؟"کیرت نے سوالیہ نظروں سے اسے"
دیکھ۔۔۔۔

کیا۔؟"ضامن نے ہنسی دبائی۔۔۔۔کھنکارا۔۔۔۔"

تمہاری اس ریڈلپ اسٹیک کے نشان"۔۔۔۔اس نے اپنے ماتھے پہ انگلی رکھی"
یہاں"پھر اپنے ایک گال پہ"یہاں"پھر دوسرے پہ"اور یہاں بھی"۔۔۔۔کیرت نے"
بھنوا چکائی۔۔۔۔پھر کچھ سوچتے ہوئے وہ بولی

ٹھیک ہے اپنی آنکھیں بند کریں"۔۔۔۔۔ضامن نے فوراً سے آنکھیں بند"
کرلیں۔۔۔۔کیرت اسکے قریب ہوئی پنجوں کے بل تھوڑا سا اونچی ہوئی اور پیچھے ڈریسنگ

سے لپ اسٹک اٹھا کر اسنے کھولی اور ضامن کے ماتھے پھر دونوں گالوں پہ تیزی سے لگا دی وہ اس کاروائی پہ چونکا تھا۔۔۔

اب خوش۔؟"کیرت کہہ کر وہاں سے بھاگی ضامن نے اپنا چہرہ شیشے میں" دیکھا۔۔۔۔پھر لب بھینچ کر وہ کیرت کے پیچھے دوڑا۔۔۔۔

پریشے کی بچی تم اب گئیں"۔۔۔۔وہ اسکے پیچھے تھا کیرت بیڈ کے قریب پہنچ گئی" تھی۔۔۔۔

ضامن نہیں دیکھیں نقش اٹھ جائے گا"۔۔۔۔وہ اس کی کلائی پکڑ چکا تھا۔۔۔۔اور مروڑ" کر اسکی کمر پہ لے آیا تھا۔۔۔۔

اب بتاؤ لگا دوں یہ تمہارے منہ پہ۔؟"وہ اپنا گال کیرت کے گال کے قریب لا ہی رہا" تھا کہ نقش کی آنکھیں پٹ سے کھل گئیں اور ساتھ منہ بھی۔۔۔۔وہ اٹھتے ہی زور زور سے رونے لگا تھا۔۔۔۔ضامن نے جلدی سے کیرت کی کلائی چھوڑی کیرت نے نقش کو گود میں اٹھایا۔۔۔۔اور اسکا گال چھوما۔۔۔۔

شکریہ ماما کی جان"۔۔۔۔وہ ہنسی دبا کر ضامن کو دیکھ کر بولی تھی۔۔۔۔"

For more visit: https://exponovels.com/ mailto:exponovels@gmail.com

تم دونوں ماں بیٹا ایک جیسے ہو باپ بیچارے کی پرواہی نہیں ہے"۔۔۔ وہ اداسی سے کہہ"
کر نقش کو اپنی گود میں لے چکا تھا اور اسے پیار کرتا باہر لے جانے لگا۔۔۔۔۔ پھر
دروازے میں جا کر رکا
یہ ادھار ہے بچو تم سے بدلہ تو میں لے کر رہوں گا"۔۔۔۔"
منہ تو صاف کر لیں اپنا ضامن"۔۔۔۔ وہ کہہ کر باہر جانے لگا تھا کہ کیرت نے اسکے"
عقب سے کہا۔۔۔۔ تو وہ
اوہ ہاں "کہہ کر ٹشو سے منہ صاف کرتا باہر نکل گیا۔۔۔۔۔"
اللہ ہم ہمیشہ ایسے ہی خوش رہیں اور کیرت کو یہ بات کبھی پتہ نہ چلے کہ اسکے ساتھ جو کچھ"
پہلے ہوا تھا وہ نور نے کروایا تھا میں نے اس سے یہ بات اس لیے چھپائی ہے کہ وہ مجھے کبھی
چھوڑ کر نہ چلی جائے یا وہ مجھ سے بدگمان ہو جائے۔۔۔۔ میں اسے خود سے دور جاتے نہیں
دیکھنا چاہتا بس اب ہم کبھی جدا نہ ہوں اور میں اس کال والے شخص کا بھی مشکور رہوں گا
جس نے ہمیں ملانے میں ایک اہم کردار ادا کیا ہے میں زندگی میں اس سے ایک بار ضرور
ملنا چاہوں گا پر پتہ نہیں وہ کہاں رہتا ہے پر جہاں بھی رہتا ہے وہ خوش

رہے"۔۔۔۔۔ وہ دل میں دعائیں کرتا نقش کو لے کر نیچے لاؤنج میں آ گیا تھا۔۔۔۔۔

اوراوپر کیرت تیار ہونے کے بعد ڈائری لے کر بیٹھی تھی۔۔۔۔جو وہ ضامن سے چھپ کر لکھتی تھی۔۔۔۔

"مجھے زندگی میں سب مل گیا محبت، جان سے زیادہ پیار کرنے والا شوہر اور چاند سا بیٹا۔۔۔۔میں اکثر علیزہ کے لیے پریشان ہوتی تھی پر آج وہ پریشانی بھی دور ہو جائے گی۔۔۔۔۔میں آج ہر طرح کی پریشانی سے دور ہو گئی ہوں مجھے اللہ نے سب کچھ دے دیا۔۔۔۔جس اللہ سے میں نے بہت سے گلے کیے اس نے آج میرا ہر گلہ اپنی نعمتوں سے دور کر دیا۔۔۔۔میں خود غلط تھی اور اسکا قصوروار قسمت اور قدرت کو ٹھہراتی رہی۔۔۔۔اپنی کمیوں کا رونا روتی رہی۔۔۔۔اور یہ بھول گئی کہ

"ہم سب انمول ہیں۔۔۔۔ہم جو بچپن میں اسم نکرہ اور اسم معرفہ پڑھا کرتے تھے میں اسکا ٹھیک مطلب اب سمجھی ہوں۔۔۔۔۔ہم سب اسم معرفہ ہیں کیونکہ ہمارے جیسا اللہ نے کسی دوسرے کو نہیں بنایا۔۔۔۔ہمارے نام ایک جیسے ہو سکتے ہیں پر ہماری ذات ایک دوسرے سے مختلف اور واحد ہے۔۔۔۔۔ہم کسی دوسرے جیسے بالکل نہیں ہیں۔۔۔اور جن چیزوں جیسا کوئی دوسرا نہیں ہوتا وہ چیزیں انمول ہوتی ہیں جیسے میں انمول ہوں۔۔۔۔میرے نام جیسی بہت سی لڑکیاں ہوں گی پر انکی شکل مجھ سے مختلف ہو گی وہ سب اپنی جگہ خوبصورت ہوں گی میں اپنی جگہ خوبصورت ہوں۔۔۔۔۔اور ہر انسان کو اپنی

خوبصورتی خود پہچاننی ہوتی ہے۔۔۔۔وہ ظاہری بھی ہو سکتی ہے اور باطنی بھی۔۔۔۔۔اور اس خوبصورتی کو پہچاننے کی سب سے پہلی شرط خود سے محبت ہے۔۔۔۔انسان

کو خود سے محبت کرنی آنی چاہیے۔۔۔۔جو خود سے محبت نہیں کرتا اس سے دوسرے بھی محبت نہیں کریں گے۔۔۔۔جو خود پہ توجہ نہیں دیتا اس پہ لوگ بھی توجہ نہیں دیتے۔۔۔۔۔وہ ایک کمی بن کر رہ جاتا ہے۔۔۔۔۔جیسے بہت سالوں تک میں رہی۔۔۔۔پر جب میں نے خود سے محبت کرنا شروع کی اور خود پہ توجہ دی تو مجھے صنا من مل گئے۔۔۔۔

اور آج مجھے لگتا ہے جیسے میں دنیا کی سب سے خوش قسمت لڑکی ہوں۔۔۔۔مجھے ایک ایسا شخص مل گیا ہے جو مجھے دن رات، پل پل بعد، دن میں کئی کئی بار فون کر کے بتاتا ہے کہ اسکا میرے بغیر دل نہیں لگ رہا۔۔۔۔وہ مجھے دیکھتا ہے تو اسے سب اچھا لگتا ہے۔۔۔۔۔وہ مجھے بتاتا ہے کہ میں اسکے لیے کتنی خوبصورت ہوں کتنی انمول ہوں۔۔۔۔۔مجھے اب اپنی قسمت پہ رشک آتا ہے۔۔۔۔۔میں پوری زندگی بھی اب سجدے میں گزار دوں تو بھی میں اللہ کا شکر ادا نہیں کر سکوں گی۔۔۔۔۔

For more visit: https://exponovels.com/ mailto:exponovels@gmail.com

اس حسین زندگی میں مجھے آج بھی چکور یاد آتا ہے۔۔۔۔ وہ ایک بہت اچھا انسان تھا میں اسے کبھی نہیں بھول سکوں گی اور زندگی میں ایک بار اس سے ملنا ضرور چاہوں گی اور اسکا شکریہ بھی ادا کرنا چاہوں گی۔۔۔۔ پر پتہ نہیں اس سے کبھی ملاقات ہوگی بھی یا نہیں۔۔۔۔۔ پر وہ جہاں بھی رہے خوش رہے آمین۔۔۔۔

اور ضامن کو لگتا ہے کہ میں نہیں جانتی جو کچھ میرے ساتھ ہوا ہے وہ انکی پہلی بھابھی نے کروایا تھا۔۔۔۔ اور میں چاہتی بھی نہیں کہ انہیں کبھی اس بات کا علم ہو کہ میں سب جانتی ہوں میں نے چکور کے آخری خط کو اس دن ہی

پڑھ کر آگ لگا دی تھی میں نہیں چاہتی کہ اب ہمارے درمیان کوئی بھی بدگمانی آئے میرے ساتھ جو بھی ہوا وہ سب ماضی کا حصہ بن گیا ہے اور تلخ ماضی بھُلا دیا جائے تو ہی بہتر ہوتا ہے اور میں اب بس اپنی اور ضامن کی بہتری چاہتی ہوں"۔۔۔۔۔

وہ ابھی اور بھی لکھتی پر نیچے سے ضامن نے اسے آوزیں دینا شروع کر دی تھیں اسلیے وہ ڈائری کو الماری میں کپڑوں کے نیچے رکھ کر کمرے سے نکل گئی۔۔۔۔

_____&&&&&&&&&&&&&&&&&&_____

_____

وہ لوگ پاکستان آ گئے تھے اور آتے ہی انہوں نے بہت دھوم دھام سے افضل بھائی اور علیزہ کی شادی کی تھی۔۔۔۔ضامن کی ممی اور ڈیڈ اب علیزہ اور افضل بھائی کے لیے بہت خوش تھے وہ دل سے علیزہ کو اپنی بہو بنا کر لے کر گئے تھے۔۔۔۔دادی کی طبیعت علیزہ کی شادی دیکھ کر اور بھی ٹھیک ہو گئی۔۔۔۔کیرت نے آتے ہی نیم کے درخت پہ بنے گھونسلے کو دیکھا تھا جس پہ چڑیا اپنے ہمسفر کے ساتھ بیٹھی تھی۔۔۔۔کیرت کے چہرے پہ خوشی پھیل گئی۔۔۔۔انکے پرندے لوٹ آئے تھے۔۔۔۔۔کیونکہ انکے گھر محبتیں لوٹ آئی تھیں۔۔۔۔

ضامن کے بنگلے پہ تاروں کی رات سُہانی لگتی تھی روشنی کے قمقموں سے جگمگاتا بنگلہ تحیر میں مبتلا کرتا تھا۔۔۔۔۔۔۔پورا بنگلہ خوشیوں سے بھر گیا تھا۔۔۔۔پر بنگلے سے باہر آؤ تو سامنے اندھیرے میں ڈوبی سڑک پہ ایک گاڑی کھڑی تھی۔۔۔۔جس میں وہ سیاہ لبادے لیے بیٹھی تھیں۔۔۔وہ ضامن کے بنگلے کو تنفر سے دیکھ رہی تھیں۔۔۔۔وہ بہت دیر تک بنگلے کو

دیکھتی رہیں جب بنگلے کی روشنیاں گل ہونے لگیں تو ماہ نور نے زہر یلے لہجے سے کہا۔۔

ہم ایک دن ایسے ہی ان سب کی زندگیوں سے ساری خوشیاں چھین لیں گے ہم انہیں"

کبھی خوش نہیں رہنے دیں گے۔۔۔۔وقت بدلے گا اور بازی ہمارے ہاتھ میں بہت جلد

آئے گی"۔۔۔۔۔ٹینا نے تائیدی گردن ہلائی۔۔۔۔پھر ماہ نور نے گاڑی چلالی اور بنگلے سے دور چلی گئی۔۔۔۔۔رات خاموش رہی۔۔۔۔۔بالکل خاموش۔۔۔۔۔

_____&&&&&&&&&&&&_____

ختم شد

exponovels